

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تمام حق و مشهور و سی از شیخ شرف الدین بخاری -	۶ پائی	ابو المنصور الحسن بن یوسف -	۴ ار	قواعد اسمی عالمگیری - هر چهار جلد کامل در سه جلد کاغذ خانی و سفید -	۴۰۰ پ
مايه مسائل - سو سائل از مولانا احمد المدرسه الله -	۴ پائی	برجندی - شرح مختصر وقایع از مولانا عبدالمعلی برجندی مشیر شریح -	غیر پ	فتاوی قاضی خان مع سراجیه - از امام قاضی حسن بن منصور قاضی خان مستند معروف متداول و در ملکات -	۳۰۰ پ
شرح وقایع فارسی مع حاشیه لطیف الاثر از شاه عبدالحمید محدث دکنی	۴ ار	جامع الرموز - شرح مختصر وقایع از ملا شمس محمد تسانی متداول -	غیر پ	شرح وقایع - از امام صدر الشریع جلی قلم کمال حاشیه و خیرة العقب از یوسف بن بشیر جلی و داخل درس تطبیق کلاں خوش خط و صحیح کاغذ سفید -	غیر پ
ولایت از مولوی ابوالبارخان -	غیر پ	نسب فتح القدر از امام کمال الدین بن الامام تنایت مستند و با عظمت شرح مشهور و معروف و در آخرین	غیر پ	ایضا کاغذ خانی -	غیر پ
فتاوی برهسته - بجامه بواب فقہ از مفتی نصیر الدین -	۲۸ پ	نگار زین الدین آفندی کمال پانچ جلد تفهیم تفهیل ذیل - کاغذ سفید گنده -	۴۰۰ پ	شرح وقایع خرو - مع دائره هندیه متوسط قلم -	۴۰۰ پ
قدوری -	۶ پ	ایضا کاغذ خانی -	۱۵ پ	ذخیره العقبی - حاشیه شرح وقایع از یوسف بن جنید علی متداول معروف -	غیر پ
شرح فارسی مختصر وقایع - از عبد الرحمن جامی -	۱۵ پ	هدایه - حاشیه بدیه تنایت عمده زوائد و فوائد بخشی مولانا محمد حسین سنجلی مرحوم هر چهار جلد کامل و در ملکات	۱۵ پ	اشیاء و النظائر مع شرح حموی معروف مستند متداول -	۳۰۰ پ
کنز فایسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی محشی مع فهرست -	۶ پ	بن بشر ذیل -	۵۰۰ پ	ملا مشیر از بیعت تا وصایا بخشی جدید -	۵۰۰ پ
مالا بر سنه - از قاضی شاد المدرسه ابند مع وصیت نامه -	۵۰۰ پ	۱- جلدین اولین عبادات -	۵۰۰ پ	کنز الدقائق بخشی متداول و در کتاب -	۸۰ پ
شرح مختصر وقایع کور میری از مولانا جلال الدین محمد قدسی -	غیر پ	۲- جلد بن آخرین مساللات -	۱۰۰ پ	مستخلص الحقائق - شرح کنز الدقائق مشهور متداول -	۵۰ پ
رساله تنبیه الانسان - در علمت و حرمت جانوران -	۹ پائی	۳- ایام مع شرح الکفایه - از سید جلال الدین کرمانی بهت معروف و مستند	۱۰۰ پ	عینی شرح کنز الدقائق بخشی هر چهار جلد مستند معروف متداول و در مجلسین	۳۰۰ پ
رساله قاضی قطب - ذکر ارباب انکارات -	۳ پائی	متداول چهار جلدین اس شرح هدایه پر حاشیه بهت مستند گنجه گنجه بن	۱۰۰ پ	۱- جلدین اولین عبادات مین -	غیر پ
کتب فقه عسری		کاغذ سفید کمال و تفهیل ذیل -	غیر پ	۲- جلدین آخرین معاملات مین -	غیر پ
ابوالکارم شرح مختصر وقایع از عبداللہ بن محمد معروف -	غیر پ	ایضا جلد اول و ثانی تا آخر کتاب -	غیر پ	شرح انبیا مع شرح مختصر وقایع از شیخ محمد بن الیاس کمل کجائی -	۳۰۰ پ
مبایع الاصول - مصنفه مولانا		ایضا جلد سوم و چهارم تا آخر کتاب -	غیر پ		

تیمت	نام کتاب	تیمت	نام کتاب	تیمت	نام کتاب
عہد پہ	تفسیر مہر اہلبیت و حسن و زکریا	عہد پہ	از شیخ عبدالرحمن بن علی بن معروف	عہد پہ	مختصر وقایع بخشی - از امام صدیق الشریعہ
عہد پہ	ایضاً - بارہ ہشتہم	عہد پہ	جامع ترمذی - از امام ابو یوسف	عہد پہ	درسی ستہ اولی -
عہد پہ	ایضاً - بارہ ہفتم	عہد پہ	صحاح ستہ میں سے معروف مع رسالہ	عہد پہ	عہدۃ البضائع - فی مسائل الرضا عاز
عہد پہ	ایضاً - بارہ ہشتم	عہد پہ	اصول حدیث جرجانی و شامل ترمذی جہت جہد پہ	عہد پہ	مولوی مراب علی مرحوم -
عہد پہ	ایضاً - بارہ نہم	عہد پہ	قططانی - شہناہ الدین قططانی کی	عہد پہ	قدوری بخشی - تالیف امام ابو اسد دہ
عہد پہ	ایضاً - بارہ دہم	عہد پہ	شرح صحیح البخاری مسلمی بارشاد الساری	عہد پہ	متہ اول -
عہد پہ	ایضاً - بارہ یازدہم	عہد پہ	معروف بہ قططانی دس مجلدات میں پہ	عہد پہ	کتب حدیث اُردو
عہد پہ	ایضاً - بارہ دوازدہم	عہد پہ	شرح خط نسخ کاغذ سفید دلائی گندہ	عہد پہ	مظاہر حق - ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح شریعہ
عہد پہ	ایضاً - بارہ ستر دہم	عہد پہ	سنن ابی داؤد - ہر چار جلد کا سن	عہد پہ	جانبیہ مولانا محمد قلب الدین دہلوی مرحوم
عہد پہ	ایضاً - بارہ چار دہم	عہد پہ	دو جلد میں از امام سلیمان بن بیہشت	عہد پہ	دہنیز کا کئی بار جلد میں جو حال المتحر
عہد پہ	ایضاً - بارہ پانچ دہم	عہد پہ	داخل صحاح ستہ معروفہ جدید الطبع	عہد پہ	یعنی اصل عبارت عربی حدیث کی بعدہ
عہد پہ	ایضاً - بارہ شانز دہم	عہد پہ	دلائل الخیرات - با ترجمہ فارسی و	عہد پہ	اسکا ترجمہ اردو میں کاغذ سفید گندہ
عہد پہ	ایضاً - بارہ ہشت دہم	عہد پہ	اساتذہ سترکہ و جوہل سادہ مع معروف	عہد پہ	ایضاً - کاغذ خانی و سفید مولی -
عہد پہ	ایضاً - بارہ ہشت دہم	عہد پہ	از ابولسین ابی الجوز و السلیسل ذخیرہ	عہد پہ	تحفۃ الاخیار - ترجمہ اردو و شریعت الافا
عہد پہ	ایضاً - بارہ نو دہم	عہد پہ	احادیث از مولانا غلام گئی -	عہد پہ	شرح مولوی خرم علی کاغذ سفید و خانی
عہد پہ	ایضاً - بارہ دہم	عہد پہ	عناصر الخیرات - با ترجمہ اردو و از	عہد پہ	عہد جامع ترمذی - حامل المستحق
عہد پہ	ایضاً - بارہ بیست و یکم	عہد پہ	حکیم ناصر علی صاحب اردو بی فقط	عہد پہ	جلد اول مترجمہ مولوی فضل احمد انصاری
عہد پہ	ایضاً - بارہ بیست و دوم	عہد پہ	درود کا مجموعہ	عہد پہ	لاہوری کاغذ سفید و خانی -
عہد پہ	ایضاً - بارہ بیست و سوم	عہد پہ	کتب تفسیر اردو	عہد پہ	ایضاً - جلد دوم کاغذ سفید و خانی -
عہد پہ	ایضاً - بارہ بیست و چارم	عہد پہ	مقدمہ تفسیر مہر اہلبیت الرحمن -	عہد پہ	کتب حدیث فارسی
عہد پہ	ایضاً - بارہ بیست و پنجم	عہد پہ	تفسیر مہر اہلبیت الرحمن - بارہ اول	عہد پہ	اشعۃ اللمعات حامل المتن شرح مشکوٰۃ
عہد پہ	ایضاً - بارہ بیست و ششم	عہد پہ	مولانا مولوی امین علی صاحب مترجم	عہد پہ	از مولانا محمد عبدالحق دہلوی چار
عہد پہ	ایضاً - بارہ بیست و ہفتم	عہد پہ	مساوے عالمگیری مع مقدمہ	عہد پہ	مجلدات میں پوری شرح مع ترجمہ -
عہد پہ	تفسیر سورہ فاطمہ سی یہ حقہ الاسلام	عہد پہ	ایضاً - بارہ دوم	عہد پہ	کاغذ سفید و خانی -
عہد پہ	از مولوی اکرام الدین -	عہد پہ	ایضاً - بارہ سوم	عہد پہ	کتب حدیث عربی
عہد پہ		عہد پہ	ایضاً - بارہ چارم	عہد پہ	میسرہ اصول الی احادیث و بیہ جامع الاصول



نزدیک اسپر کو تاوان نہیں یعنی اس واسطے کہ وہ امانت تھا اور اگر لون کیلئے کہ ایک پرانے کو دے اگرچہ زمین راضی ہو چکا ہو تو اسکو لون کا پھر اگر ضمان ہو چکا تو ضمان لازم ہو چکا اسلئے کہ زمین غنیمت سے سوم انشرا نہما سوم انشرا یعنی نہ ہر دو فریق یہ ہر ایک پہلی صورت میں آئے تھے تاہل اور غیر کے دکھانے کے واسطے یا تھا اور بیع نہیں اور دوسری صورت میں اس واسطے دیا کہ ذرا راضی ہوا خرید کر اسے اور بیع کر لیا یعنی انہر سے سوم انشرا بالاقبل بن جنتہ ومن الدین اور بیع مقبوض ہوئی کر کے کی باجیت پر توجہ کرنا ہو چکا قیمت اور دین میں اس کا ضمان لازم آچکا ہم صورت اسکی یہ ہر ایک ایک شخص پر دین تھا سو اسنے کرور کھنے کے قصد سے ایک چیز نکالی صاحب نے اسے اس پر قبضہ کیا زمین کی بات جیت پر پھر وہ چیز زمین کے پاس ہلاک ہو گئی تو زمین پر اقل کا ضمان لازم آچکا یعنی اگر اس چیز کی قیمت زمین پر اقل ہو تو اس کا ضمان لازم ہے اور اگر دین کسے جو قیمت سے تو اس کا ضمان لازم نہیں ہو تو زمین کی گنتگو مانند حقیقت زمین کے ہوئی کہ لانی اطمینان دے واسطے سوم انشرا بقرض مساویہ اور جو چیز قرض لینے کی بات جیت پر مقبوض ہوئی تو اس کا ضمان قرض مذکور کے برابر ہم صورت اسکی یہ ہر ایک کر دینے کے خالی سے دس روپے قرض مانگے خالی لینے اسکے مثلاً ایک تلوار دی کہ اسکو دس پر زمین رکھے پھر تلوار زید کے پاس ضائع ہو گئی تو زید پر دس روپے کا تاوان دنیا لازم ہو گا اور زمین کے مسئلہ میں دو وجہ سے فرق ہوا ایک یہ کہ دین ثابت ہو یا زمین کے دے پر اور دوسرے قرض کے دے پر ثابت نہیں دوسرے یہ کہ زمین مقبوض بالاقبل ہو اور یہ ان ضمان بقدر قرض مساویہ علیہ ہر کذا فی اطمینان دے واسطے سوم انشرا لائے بقیہ تاہر اور اگر قبضہ ہوا تو زمین کے نکاح کی بات جیت پر تو ضمان بقدر اسکی قیمت کے ہو کذا فی انہر سے لینے اگر قبضہ کیا غیر کی ہوئی یا پھر اس کے مالک کے اذن سے نکاح کرے اور وہ ہلاک ہو گئی اسکے پاس تو اسکی قیمت کا ضمان اسپر لازم ہو وینخرج عن ملکہ او البائن مع خيار المشتري فقط فیہما کی یہ دہ بائین اور بیع خارج ہوجائی ہر ایک کی ملک سے فقط مشتری کے اختیار کے ساتھ تو ہلاک ہو گئی بیع مشتری کے ہاتھ میں بعد من حقن کے ہم اس واسطے کہ ہلاکی مقدمہ عیب سے خالی نہیں اور وجود عیب بائع رو بہر تو ہلاکی در صورت لزوم عقد ہوئی اور لزوم عقد من حقن کا موجب ہونے قیمت کا اور من حقن میں یہ فرق ہر کہ من حقن وہ جو چیز متعارف زمین راضی ہو جاوین خواہ قیمت سے زیادہ ہو یا کم اور قیمت وہ جس سے شئی کی تقویم ہو لینے مقدار الیست بمنزلة لیس فیہما کی غیر زیادتی اور نقصان کذا فی اطمینان دے واسطے لیس فیہما العیب لایر لیس قطع یہ بانند معیوب ہو جانے سے من حقن کی مدت خیال دین ایسے عیب سے جو دو نہیں ہو سکتا چنانچہ عیب کا شام یہ تشبیہ یہ معیوب ہونے کی ہلاکی کے ساتھ دونوں صورتوں میں معنی در صورت خیال بائع یا در صورت خیال مشتری اس واسطے کہ تعیب مذکور مانند ہلاکی پہلی صورت میں موجب قیمت کا ہو اور دوسری صورت میں موجب من حقن کا کذا فی اشع فیلہ مرتبہ فی المسئلة الاولى وللبائع فسخ البیع واخذ نقصان العیسی لا المثلی نسبت آرا ہوا حداد سے تو مشتری کو عیب دار ہو جانے سے قیمت لازم آوے گی پہلی صورت میں لینے در صورت خیال بائع اور بائع کو جائز بیع کا فسخ کا اور نقصان قبی کا لینا دہ منشی کا سود کے مشابہ کے سبب سے کذا فی الحمد اسی معنی اگر بائع نے منشی چیز کو بچا اور مشتری کو اختیار دیا یا دوسری کے پاس بچہ عیب آسین لاحق ہوا باوجود باقی رہنے اسکی ذات کے تو بائع نقصان منشی کا مشتری سے منے بسبب اہتال سود کے و منہ فی الثانیہ اور جو چیز ثانی لینے در صورت خیال مشتری عیب دار ہو جانے سے مشتری پر من حقن لازم ہو گا و لیر لیس کر من حقن قان زالی فی المدۃ تو علی خیارہ والا لزمہ عقد متعذر اگر دین کمال اور اگر بیع کا ایسا عیب ہو جو دراصل ہو سکتا ہو چنانچہ بیاری تو اگر عیب مذکور مدت خیال دین زائل ہو گیا تو مشتری کو اختیار ثابت ہو جائے چاہے پھر دے اور اگر مدت خیال دین زائل نہ ہوا تو اگر عقد لازم ہو گیا بسبب متعذر ہونے پھر دینے کے کذا ذکرہ ابن کمال ولا یمکن لک المشتري خلا فیہما التلاویضیر جائزۃ ثلثا السابہ فی اللقی لا ملک فیما لا حد ولا علل ملک والثانی موجود عندنا و یلزم اجتماع البیہین والحد واسطے موضوعہ انقضض مشتری تریہ اور در صورت خیال مشتری من حقن کا مالک مشتری نہیں ہوتا انامہ کے نزدیک بخلاف حد صاحبین کے کہ اسنے نزدیک مشتری اس کا مالک ہو چکا ہے خارج ماہر لینے غیر ملوک نہ شجر ہے اس واسطے کہ جب بائع کی ملک سے خیال مشتری کے سبب خروج ثابت ہوا تو اگر مشتری بھی اس کا

۴  
بیعہ فیہما کی یہ دہ بائین



مین دما سے منتول ہر کہ وطنی زوجہ کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر غیر منکوحہ لونڈی سے وطنی ہوگی تو پھر دینا چاہو تو ہوگا اگرچہ اس میں کچھ نقصان نہ ہوگا  
 ہوا جو سخ من الودیعۃ عندہ بالحدیث علی البائع لا ارتفاع فی قبض بالرد لعدم ملکک ع اشارہ ہو و دیت سے لینے جب مشتری نے بشرط اختیار پر  
 قبضہ کیا بائع نے اذن سے پھر اس کو امانت رکھا بائع کے پاس پھر وہ ہلاک ہوئی تو بائع کا مال ہلاک ہوا بسبب ذائل ہونے قبض مشتری کے پھر مشتری  
 سے بواستہ عدم ملک کے لینے چنانچہ مشتری بسبب خیار کے مالک سے کچھ لینا چاہا تو اس کا امانت رکھنا صحیح نہ ہوا بلکہ مشتری کا دینا بائع کو فسخ قبض ہوا تو ہلاک ہوا  
 ثابت ہوئی لہذا بائع کا نقصان ہوا نہ مشتری کا اور صاحبین کے نزدیک چونکہ مشتری مالک ہو تو اس کی وادیت صحیح ہے اس کا قبضہ رفع نہ ہوا تو گویا مشتری  
 کے اتحاد میں ہلاک ہوئی لہذا فی شرح الوقایہ زمن الزوجۃ بشراۃ لو دلت فی المدۃ فی رد البائع لم تقصر ولد ولو فی المدۃ مشتری لازمتہ احد لان الولادۃ  
 عیب و رد و ابن کمال تراشہ ہر زوجہ سے لینے اگر اپنی منکوحہ لونڈی کو بشرط اختیار خرید لیا اور وہ مدت اختیار میں رد لگا جتنی بائع کے پاس تو وہ مشتری  
 کی ام ولد نہ ہوگی بخلاف صاحبین کے اور اگر مشتری نے قبض میں جتنی تو عقد صحیح لازم ہو گیا اس واسطے کہ ولادت عیب ہو نہ لانی الدرد و ابن کمال ہم  
 اس طرح شہرہ دیا ہے مین جی ہر کہ اگر مشتری کے پاس جسے کی ام ولد ہو چاہو گی بال اتفاق اس واسطے کہ ولادت سے اس میں عیب لگ گیا تو اب مشتری  
 اس کو پھر نہیں سکتا سو وہ اس کی حلوک ہو گئی و فی الجرح عن الخانیۃ اذا ولدت بطل خیارہ وان کان الولدیتا ولم تقصما الولادۃ لا یبطل خیارہ وافر  
 المصنف اور بجز اراش مین خانیہ سے ہو کی جب لونڈی جتنی مشتری کے پاس تو اس کا اختیار بطل ہو گیا اور اگر اس کا مردہ ہوا اور ولادت سے  
 لونڈی مین نقصان نہ ہوا تو مشتری کا اختیار بطل نہ ہوگا بسبب عدم تعیب کے اور اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں ثابت رکھا ہو کہ لانی  
 الطحاوی کہ من الکسب للعبد فی المدۃ فلو البائع بعد الشیخ ک اشارہ ہو کہ بے لینے اگر غلام مول لیا بشرط اختیار اور اس نے کچھ مال کمایا درست  
 خیار میں تو وہ مال بائع کا ہو پھر فسخ بیع کے امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک مشتری کا مال ہی اور وہ صورت عدم فسخ نہ ہو چنانچہ کو تلف ہو نہ لانی  
 الطحاوی وقت من الشیخ کہ فی الاستیجار فلا استبرار علی البائع ف اشارہ ہو فسخ سے یعنی اگر لونڈی خرید کی بشرط اختیار پھر فسخ کے پھر مشتری تو بائع پر تلافی  
 واجب نہیں اس واسطے کہ استیجار واجب ہوتا ہو اس وقت جب انتقال ہو ایک مالک سے دوسرے مالک کی طرف اس انتقال پر ان امام کے نزدیک پایا نہ  
 ہو کیونکہ مشتری اس کا مالک نہیں ہوا بخلاف صاحبین کے کہ من انخرط لشرایع ذمی من مثله بالخیار فاسلم احدہا فلو البائع یعنی وتبعہ المصنف لکن عبادۃ  
 ابن الکمال اسلم مشتری فح اشارہ ہو پھر سے اگر شراب کو خرید کیا ذمی لینے مانند دوسرے ذمی سے بشرط اختیار کے پھر کوئی ایک عاقد مسلم لگایا  
 تو وہ شراب بائع کی ہی نہ لانی شرح العینی اور مصنف اپنی شرح میں اس کا مانع ہوا ہو لیکن ابن کمال کی عبارت ہے کہ مشتری مسلمان ہو گیا مگر فح مین بھی  
 اسلام مشتری مذکور ہو چکی ہے کہ امام کے مشتری یا یقین مراد ہو تو یعنی اور مصنف کی عبارت مین لفظ احد کا معین پر محمول ہے یعنی مشتری پر اتمی بائع اس واسطے  
 شراب مذکور کا مالک ہو کہ اگر بے بطل نہ کجا وے باقی رہے تو شافعیان کے نزدیک مشتری اس کا مالک سمجھ سے تو شراب کا مالک ہونا مسلم اس کے وسط  
 لادم آوے اور صاحبین کے نزدیک خرید ناقض ہے اور خیار بطل ہے ایسے کہ اگر اختیار باقی رہے تو وہ پھر دینے کا مالک رہے اور پھر دینا تکلیف ہے اور مسلم تکلیف  
 نہ کر کا مالک نہیں لہذا فی شرح الوقایہ تم من المآذون لو ابرأ البائع من ابنی من صح استعسا و بقی خیارہ لاند علی عدم اتکاک کل ذلک عندہ خلافا لمام و مزی  
 مآذون سے لینے عبد مآذون نے کوئی چیز خرید کی بشرط اختیار پھر بائع نے اس کو شتر معات کر دیا لینے مدت اختیار میں تو صحیح ہے بنا پر تہمسان کے اور فی عید کا  
 باقی ہوا اس واسطے کہ عبد مآذون نہ مالک ہونے کا اختیار رکھتا ہے یہ سب مسائل مذکورہ امام کے مذہب میں بخلاف صاحبین کے کہ صاحبین کے نزدیک یہ  
 مذکور عبد مآذون کا اختیار باقی نہیں رہتا اس واسطے کہ اگر باقی رہے تو اس کو رو کر فسخ کی ولایت ثابت رہے تو اس کو رو کر تکلیف بلا عوض ہو گا اور مآذون کو  
 تکلیف بلا عوض کی ولایت نہیں اور امام عظیم کے نزدیک جبکہ عبد مآذون شتر کا مالک نہ ہوا تو اس کا رو کرنا امتناع ہوا تکلیف سے اور مآذون کو

عدم ملک کی ولایت ثابت ہو اس واسطے کہ جب اُسکی کوئی چیز نیلیا وے تو اُسکو قبول نہ کرنے کا اختیار ہو کہ نہ فی شرح الوقایف ملک و ذریعہ ملک اُسکی ہوتا  
تہ اقلین کان کثرت فخر شہداء بخیار لم یبق من کتابہن اور مسائل عشرہ مذکورہ چند مسائل اور زیادہ کہے گئے ہیں انرا غلطی علیہم ہے جب کا شمار  
ت ہو چنانچہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں غلام کا مالک ہوں تو وہ بڑا بڑا بچہ کرے غلام کو بشرط خیار کے خرید کیا تو امام کے نزدیک وہ آزاد ہو گا ورنہ بچہ  
عدم ملک کے بخلاف صاحبین کے تہ و استدانت اسکی با جارتہ و اعارة لیس باختیار تہ اشارہ ہے استدانت سے یعنی دوام سکنی بسبب ایجاب  
و اعارة کے اختیار نہیں ہم صورت اُسکی یہ ہو کہ ایک گھر خرید کر بشرط خیار اور مالکانہ مشتری اُسکا ساکن ہو یا واسطہ اجارہ یا عاریت مانگے کہ پھر کو فروغ  
استدام ہوئی خواہ زیادہ سے کہ امام کے نزدیک استدانت سکنی ملک عین کا اختیار نہیں اور صاحبین کے نزدیک اختیار پر جامع الفضلین ہیں یہ  
کہ در صورت ابتدا سکنی خیار باطل ہو گا قص و صید شہداء بخیار فارح لم یبق علیہ صیغہ اشارہ ہے صید سے یعنی خرید کر یا بشرط خیار بیچ کر احرام  
باندھا یعنی در صورت قبض صید تو بیع باطل ہو گئی یعنی بیع بالغ کو بچہ بچا وے امام کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک بیع لازم ہو گا اگر لکھ کا اختیار  
تو بالاتفاق بیع منقوض ہو گئی لکن فی الظہار من ان یجوز و الا لئلا یشتد فی المدة بعد البائع للبايع و اشارہ ہے زوال ملک یعنی جو چیز میں زوال پیدا ہوں مدت  
خیار کے اندر سو بعد فسخ بیع کے بالغ کی ہیں امام کے نزدیک یعنی اس واسطے کہ اتفاقاً حدوث مشتری کی ملک میں نہیں ہوا اور صاحبین کے نزدیک اتفاقاً  
مشتری پر چلتی ہے کہ زوال عدم ہیں نہ و اما مطلقاً و منفصلہ سے تو اس مسئلے کے علیحدہ ذکر کرنے کی کچھ حاجت نہ تھی اس واسطے کہ آئینہ بین مسئلے میں اصل ہے  
یعنی کسب میں جبکہ رزق کا تہ پر در المعصیر فی بیع سلیمن کو تحریر فی المدة فسد خلا فالما فیہ فی ان یرزق لہما فلفظ مقصد رزق و لیس فی الرزق و لیس فی الرزق و لیس فی الرزق  
لفظ اشارہ ہے صید سے یعنی اگر دو مسلمانوں نے شہداء انگور کا لکھ بشرط خیار بیچا اور در شراب ہو گیا مدت بیع کے اندر تو بیع فاسد ہو گئی بخلاف صاحبین کے  
تو تناسب یہ ہو کہ ان مسائل خمسہ کو بلفظ مقصد رزق مونیکیجیہ اندر کہ اس رزق کو رزق اول سے ملائیے اور میں نے یہ نہیں دیکھا کسی نے ان مسائل کو  
باین لفظ رزق یا ہو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم رزق اول اور ثانی ملکہ یہ ترکیب ہوئی اسحق عزک فخم مقصد یعنی اپنی عزت کو رزق اول و ثانی  
کی نقص کی کمال استمال ادا اور اجتناب نوازی سے اور لوگوں کی تعظیم کو بقدر اُسکے مراتب کے تاحن تعالیٰ اور لوگوں کے نزدیک تو مشیون  
اجاز من کہ الخیار و لو اجنبیا صحیح و لو مع جہل صاحبہ اما لا الا ان کیون الخیار لہما و فسخ احدہما فلیس للاخر الا اجازۃ لان الفسخ  
لا یقتضی الاجازۃ جبکہ واسطے اختیار دیا گیا تھا اگرچہ صاحب اختیار اجنبی ہوا اُسے بیع کو نافذ کر دیا تو صحیح ہو یا وجودنا و قطعی اپنے ساتھی کے خلاف  
مگر یہ کہ بالغ اور مشتری دونوں کو اختیار ہو اور ایک نے بیع فسخ کر دی ہو تو دوسرے کو اجازت کا اختیار نہیں اس واسطے کہ فسخ دینی چیز کو اجازت لاحق  
نہیں ہوتی ہم صاحب اختیار کی اجازت با وجود عدم اطلاع شخص ثانی اس واسطے صحیح ہو کہ اجازت عبارت ہے اپنے حق کے اسقاط سے تو دوسرے کا  
علم ضرور نہیں مانند طلاق و اعتاق کے فان فسخ بالقول بالبیع الا اذا علم الاخر فی المدة فلو لم یعلم لزم التقیہ اگر صاحب اختیار نے بیع کو  
فسخ کیا تو قول سے تو صحیح نہیں جب تک دوسرا قدرت کے اندر واقف نہ ہو سو اگر وہ فسخ سے ناواقف ہو گیا تو بیع لازم ہو گئی ہم اگر مدت میں بیع فسخ  
اور اُسکے ساتھی کو علم نہوا تو بیع موقوف ہو طرفین کے نزدیک تو اگر بالغ نے بیع جائز رکھی بعد فسخ کر نہ مشتری کے قبل علم مشتری کے تو بیع جائز ہو  
فسخ باطل ہو و بطلان ان یستوفی بکفیل بخلاف ان یشیر اور یشیر الذم لہما لکم فی بیع من یرد علیہ یعنی اور تہ فسخ کی یہ کہ مضبوطی کرے صاحب اختیار  
اپنے ساتھی سے حاضر ضامن لکھا اُسکے غائب ہو جانے کے خوف سے یا حاکم سے نالاش کرے تا حاکم اُس شخص کو قائم کرے جبہ رزق بیع کیا وے  
کہ ذکرہ یعنی ہم جب معلوم ہو کہ بدو واقف ہونے عاقد ثانی کے بیع فسخ نہیں ہوتی اور صاحب اختیار دوسرے کو زیادہ غائب ہو جائے  
تو جبکہ فسخ کا اختیار نہ ہو گا تو اُسکی یہ تہ ریز ہو کہ اُس سے حاضر ضامن لے یا حاکم سے نالاش کرے تا وہ کسی شخص کو اُسکی طرف سے حاضر فسخ کر دے

پھر صاحب اختیار بیعت یا ثمن اسکو چھوڑے موجب ایک قول کے اور دوسرا قول یہ کہ حاکم کو خاص حکم کا قائم کرنا جائز نہیں کہ اگر انہی نہ صرف بالحق الصلوٰۃ  
بالفعل بل علیہ اتفاقاً لکھا افتادہ بقولہ شرح لکھا ہے نہ عدم صحت میں فسخ قرنی کی قبول گاہ کی بواسطے صحیح ہو فسخ کے فعل سے بلا علم شخص ثانی کے بالاتفاق  
چنانچہ اسکو مصنف نے اپنے آئندہ قول میں صرح کیا ہم فسخ بالفعل کی مثال یہ کہ بانی نے اپنے واسطے اختیار شرط کیا پھر بیعت میں تصرف مالک نہ شروع کیے مثلاً  
بیعت اگر غلام ہو اسکو آزاد کر دیا یا اسکو بیچ ڈالا یا لونڈی سے وطی کی یا بوسہ لیا تو بیعت فسخی ہو اگر اختیار مشتری کے واسطے مشروط ہوا اور یا فاضل کر بیچا  
تو بیعت تمام ہوگی اور اگر ثمن میں ہونے پر بیعت منجز نہ ہو تو بیعت ہی اس میں تصدق یا مالک نہ کرے تو بیعت فسخ ہوگا بصورت اختیار مشتری کی انسانی اطمینان ہی میں انہی  
وغیرہ و حقہ عقد بیعت اور بیعت تمام ہو جاتی ہو اسکی موت سے ہم یعنی جبکہ واسطے اختیار مشروط تھا وہ مر گیا تو بیعت پوری ہو گئی خواہ بانی ہو یا مشتری  
سو اگر بانی صاحب اختیار مر گیا تو ثمن اس کے وارثوں کی ملک میں داخل ہوا اور اگر مشتری تھا تو بیعت اس کے وارثوں کی ملک میں داخل ہوئی اور بانی نے  
اگر ثمن نہ دیا ہو گا تو اس کے سر کو سے لگا اور اگر وہ عاقل مر گیا جسکے واسطے اختیار مشروط نہ تھا تو دوسرے عاقل کو بلا اجازت اختیار ثابت ہو گا کی انسانی اطمینان ہی اور  
جنوں اور بیعتی موت کے مانند ہو گا کی انہی واسطے لا خلاف الوارث اختیار رویت و تصریح و تقدیر لان الاوصاف لا تورثہ اور اختیار شرط میں وارث خلیفہ نہیں ہوتا  
مورث کا جیسے خیار رویت اور خیار تصریح خلیفہ نہیں ہوتا اس واسطے کہ صفات مورث میں وارث جاری نہیں ہوتی ہم یعنی بیعت فسخ نہیں ہوتی  
وارث کے فسخ کرنے سے جیسے مورث کے فسخ کرنے سے فسخ ہو سکتی ہو اسکی حیات میں اس واسطے کہ اختیار عبارت ہو اور اسے اوشیت سے سوارادہ مورث کا  
اسکی موت سے منقطع ہو گیا جیسے اور تصرفات اس کے منقطع ہو گئے مانند علم اور قدرت کے خلاصہ یہ ہر کارش اس میں جاری ہو جو انتقال پذیر ہو مانند ایمان  
نہ ایمان جہن انتقال تصور نہیں مانند اوصاف کے منقطع اختیار میں ہو کہ بیعت بغین فاحش واقع ہوئی ہو خواہ قریب یا غے دیا ہو یا مشتری نے  
انتہی اطمینان ہی نے کیا کہ عدم ارث خیار تصریح کی ظاہر بحث ہو مصنف کی اور خیار القصد بحث ہو صاحب نہ اتفاق کی کو فسخ کو مناسب تھا کہ اسکو  
بطور نصوص مذہب ذکر نہ کر تا و اما خیار العیب والتعین وفوات الوصف الخیر فیہ خلیفہ الوارث فیما لا یرث خیارہ در فسخ حفظہ اور خیار العیب  
اور خیار التعین اور وصف مرغوب فیہ کے فوت ہونے کے اختیار میں وارث اپنے مورث کا خلیفہ ہوتا ہے اور مورث کو یہ میں یہ نہیں کہ مورث کے خیار کا  
وارث ہوتا ہے کہ انسانی وارث اسکو یا د رکھنا چاہے ہم یہ جواب ہو سوال مقدمہ یعنی اگر اوصاف میں وارث نہیں تو خیار العیب وغیرہ  
وارث کو کیوں ثابت ہوتا ہے خلاصہ جواب یہ کہ وارث کو یہ امور بطور خلافت ثابت ہیں بطریق وارثت یعنی مثلاً خیار العیب وارث کو ابتداً ثابت ہے  
اس واسطے کہ مورث اس بیعت کا سختی ہو جو عیب سے سالم ہو اسی طرح اس کا وارث بھی اس واسطے کہ وہ اس کا قائم مقام ہو تو عن التفتیح مورث عین بیعت پر بیعت  
سلامت عیوب و اسی طرح خیار التعین وغیرہ علامہ نے فیج نے کہا یہی تقریر ظاہر ہو صاحب ہدایہ اور صاحب کافی وغیرہ کے کلام سے لیکن صاحب وقایہ  
صاحب فقاریہ نے تصریح کی کہ خیار العیب اور خیار التعین میں وارث جاری ہو تو ظاہر اس ہمارے مشائخ کے اس میں دو قول ہیں و مضمون المسئلۃ  
لم یعلم لخص او اعانوا ولا اعتاق ولو بعضہ ولو اجمعہ و کذا کل تصرف لا یفتقد ولا یرث الا فی ملک کا جارتہ ولو بلا تسلیم فی الاصح و النظر فی المسئلۃ  
داخل بشمولہ العقل لکن الشوق فسخ اور بیعت پوری ہو جاتی ہو مدت خیار کے گزر جانے سے اگرچہ صاحب خیار کو حلیم نمونہ سبب بیماری یا بیہوشی کے  
اور بیعت تمام ہوتی ہو آزاد کرنے سے اگرچہ بعض حلوک کا اعتاق ہوا اور علاج اعتاق سے بیعت تمام ہوتی ہو چنانچہ تفسیر تدیس اور کتابت سے اور اسی طرح  
ہر ایک اس تصرف سے جو قائم نہیں ہوتا یا احوال نہیں ہوتا بدین مالک ہونے کے چنانچہ بیعت کو اجارہ و دنیا اگرچہ اجارہ بدین تسلیم کے ہو قول صحیح  
اور چنانچہ شرح شاہ درونی کو مشہور ہے و لیکننا اور بصورت اختلاف متعاقبین منکر مشہور کہ قول مستحب ہو کہ انسانی تسلیم ہم اجارہ اور نظر میں  
اعت و نشر مرتب ہو یعنی اجارہ ایسا تصرف ہو جو بدین ملک نافذ نہیں ہوتا اور داخلی رسمہ مرگاہ کا دیکھنا وہ تصرف ہو جو بدین ملک کے

حلال نہیں مشتری کی گزاری یا مانگا لیکن دار سے اور غلام کی اجازت کروانا اسکو واپس لانا کھیت کا سبب نامیں کونہ کے واسطے پیش کرنا لیکن کی حرج  
 شکست ریخت کرنا یہ سبب تصرفات بطل ہی ہوا ہر نام کے سبب میں کذا فی الخطا دی وغاہ و ذلہ و شراہا بخیار علی انما کو فطیہ بالسلطی ہی کہ ام لکان لہا  
 در ویدہا تیا لم یثقل فذلہا ویدہا العیب نہ سببی فی بابہ اور فاعفہ مذکورہ کا مقتضی ہے کہ اگر کوئی کسی کو بشرط خیار خرید لیا اس شرط پر کہ وہ ہی  
 پھر اس سے قربت کی تا سلخوم ہو کہ اگر یہ یا نہیں تو یہ اجازت ہی ہے کی اور اگر اسکو باکرہ نہ پایا اور فوراً قربت سے باز رہا بلکہ تو قفسہ تو  
 اسکو چھو دینے کا اختیار ہی اس عیب کے سبب سے اگرچہ خیار شرط قربت سے ساقط ہو گیا کذا فی انہما و عقر سبب یہ بلخیار العیب  
 کے باب میں آویگا اور اگر بعد علم عدم بھارت قربت سے باز نہ رہیگا تو رضا مندی ثابت ہوگی پھر بیع نہ کر سیکے گا ہم جب یہ قاعدہ عظم الیہ لیسے  
 کرتے سے جو نافذی حلال نہیں بدون ملک کے بیع لازم ہو جاتی ہوا اختیار باطل ہوتا ہی تو اس سے معلوم ہوا کہ قربت کرنا امتحان بھارت کے واسطے  
 اجازت بیع کا موجب ہوا اسلئے کہ اس فعل کی اگرچہ امتحان کے واسطے حاجت ہو لیکن یہ حلال نہیں بدون ملک ہونے کے و لو فعل البائع ذلک غیر غلام  
 اگر بلکے ایسا فصل کر لیا جو نافذی حلال نہیں بدون ملک کے تو ایسا تصرف بیع ہوگا و طلب اشفعہ وان لم یأخذ ما طرح ہوا یا بار بار خیار الشرط  
 بخلاف خیار رویت و عیب معراج اور بیع تمام ہو جاتی ہر شفعہ طلب کرنے سے بواسطہ اس گھسے کہ جہین خیار الشرط ہی اگر شفعہ کو نہ لیا ہو بلکہ اس طرح  
 بخلاف خیار الرویتہ اور خیار العیب کے کذا فی اسراج ہم صورت اسکی یہ ہے کہ نہ لے نہ ایک گھسے بشرط خیار خرید لیا پھر اسکو چھوڑ دینا دوسرے گھسے ہوا سونے  
 نے سبب فائدہ اول کے خاتمہ ثانی کا شفعہ طلب کیا تو فائدہ اول کی بیع تمام ہو گئی بخلاف خیار الرویتہ اور خیار العیب کے کذا فی اگر ایک گھسے نہ دونوں گھسے  
 خرید لیا اور اس کے ہمسایہ میں دوسرا گھسے بواسطہ شفعہ نہ لیا تو اسکو اختیار ہے کہ رویت کے بعد خاندان اول کو سبب خیار الرویتہ کے بیع نہ کرے کذا فی الدرر  
 من المستتری اذا کان الخیار لہ لاندلیل الاجازۃ یعنی بیع تمام ہو جاتی ہر مشتری کے شفعہ طلب کرنے سے جب کا اختیار اس کے واسطے مشروط  
 اس واسطے کہ شفعہ طلب کرنا اجازت بیع کی دلیل ہے یہ طلب شفعہ اسکی دلیل ہے کہ شفعہ کی ملکیت اختیار کرنا اس واسطے کہ بدون ملک طلب حق مشفون  
 ہو سکتی ہے جب ملک اختیار کی تو شرط خیار ساقط ہو جاتی بیع تمام ہو جاتی و لو شرط مشتری والیاب لکما لقیہہ کلام اللہ فیہ جزم الجہنی الخیار فیہ  
 عاقد کان اور فیہ جہنی صحیح استثناء ثابت اختیار ہوا اور اگر مشتری یا بیع شرط کر کے اختیار اپنے غیر کے واسطے خواہ غیر شخص حاقہ ہو یا غیر حاقہ  
 کذا صرح بہ الجہنی تو یہ صحیح بنا بر استحسان کے اور اس صورت میں دونوں کے واسطے اختیار ثابت ہوگا شائع نے کہا اس حکم میں بالبیعی مشتری  
 مانہ جو چاہے دُر کے کلام سے معلوم ہوتا ہو اور اسی کا یقین کیا ہو جہنی نے ہم قیاس یہ ہے کہ غیر عاقد کے واسطے بیع صحیح نہ ہوا اسلئے کہ خیار بخلاف حکم عاقد  
 ہر تو غیر کے واسطے کہ نہ عاقد ہو و وجہ استحسان یہ ہے کہ جہنی کے واسطے اختیار ثابت نہیں ہوتا مگر بطریق نیابت کے عاقد سے تو اختیار عاقد کے واسطے  
 لازم ہوا چہرہ جہنی امکان نائب شفعہ یا کیا عاقد کا تصرف حتی الامکان صحیح ہو لغو نہ ہو عاقد کے بیع ہو چکا جہنی نائب ہوا تو نائب اور مشفون دونوں کے واسطے  
 اختیار ثابت ہوگا کذا فی المنع و انہم جہنی نے متعلق سے نقل کیا کہ تقیہ مشتری کی اتفاقی ہو اس واسطے کہ مسودہ وغیرہ میں بیع ہے کہ احد المتعاقدين کو غیر کے  
 واسطے اختیار کا شرط کا صحیح ہو جاتی ہے کہما بہتر ہے تمنا کے شائع غیر کو فقط جہنی کے تفسیر کرتا اس واسطے کہ احد المتعاقدين کا اختیار اول باب میں مذکور ہو چکا  
 و کذا فی البحر طحاوی نے کہا اسکی صورت یوں مکن ہو جبکہ بالغ یا مشتری متعدد ہوں علی وجہ الاشترک اور ایک مشتری دوسرے مشتری کے واسطے یا ایک بالغ  
 دوسرے بالغ کے واسطے اختیار شرط کرے فان اجازہ احد ہما من النائب والمنصب و نقص صحاح اوافضل آخر ہے کہ بالغ یا انصب میں سے ایک بیع کر  
 لازم کر دیا بیع کیا تو بیع ہو اگر دوسرے نے اس کے ساتھ موافقت کی فان اجازہ احد ہما و عکس الاخر فالاسبق اذلی عدم المزامح ہے اگر ایک نے اجازت  
 دی اور دوسرے نے بالعکس اس کے بیع فسخ کی تو اول مقدم ہے سبب عدم مزامح کے یعنی شخص اول کی اجازت یا فسخ نافذ ہے اس واسطے کہ اس وقت تاخیر نہ تھا

شخص ستاخر کا فعل لغوی ہو لو کا نام صفا الفسخ احتیاج فی الاصح نہ بلحاظ الفسخ ولفسخ لا یجوز اور اگر اجازت اور فسخ ساتھی زمانہ احسن بلحاظی  
توفسخ زیادہ تر ثابت ہو قول اصح من کذا فی شرح الزمخشری اس واسطے کہ اجازت والی چیز جو کہتی ہو فسخ غیر اجازت نہ نہیں ہوتی و اعتراض باندی بلحاظی  
المسوط لو تھا سخا ختم تر اضیاعی فسخ علی اعادہ احتیاج کیا جائز فسخ الفسخ اجازت واجب یعنی کہ اجازت بل بیع ابتداء اور تفصیل مذکور  
اعتراض وارد ہو کہ فسخ غیر اجازت ہو اس واسطے کہ موطین ہو کہ اگر عاقدین نے باہم بیع کو فسخ کیا پھر باہم رضی ہو گئے فسخ کے فسخ کرنے  
پر اس میں یابین خود باعقده کے اعادے پر تو جائز ہو اس واسطے کہ فسخ کو فسخ کر دینا بھی اجازت کی حقیقت ہو اس اعتراض کا یوں جواب دیا گیا ہو کہ فسخ بیعت  
کے فسخ الفسخ اجازت ہو بلکہ یہ دوسری بیعت ہو سرے سے نہ الفانی میں ہو کہ فسخ کا اولی ہونا یہ روایت ہو کتاب المذاون کی اور یہی بیعت ہو کتاب الیوم  
کی یہ روایت ہو کہ تصرف مالک کا اولی ہو اور بعضوں نے کہا کہ اول قول ابو یوسف ہو اور ثانی قول محمد بن یوسف عہدین علی اندہ بالخیاری فی احد ہما  
ان فیصل ثمن کل واحد منہما و عین الذی فیہ اختیار صحیح للعلم بالمبیع و ثمن بالبیع نے دو غلام بیچے اس شرط پر کہ اگر اختیار ہو ایک غلام میں اگر  
ہر ایک کا ثمن جدا جدا ہو کر گیا اور اس غلام کو عین کے دیا حسین اختیار شرط کیا تو صحیح ہو سبب معلوم ہونے بیع اور ثمن کے ہم صورت آگئی یہ ہو کہ بالبیع  
نے کہا کہ ثمن نے سرے سے باعقده دو غلام بیچے ہر غلام پانچ سو درم کو اس شرط پر کہ چلو اس غلام خاص میں اختیار ہو والی عین و فیصل اور عین غلام اول  
افقط لا یصح جہا لہ المبیع و ثمن واحد ہما اور اگر بالبیع نے اس غلام کی عین اختیار شرط کیا تعین نہ کی اور نہ ہر ایک کا ثمن علیحدہ علیحدہ مقرر کیا یا فقط  
غلام کی تعین کی یا فقط ثمن کی یا فقط ثمن کی یا تعین غلام تو صحیح ہوگی سبب مجہول ہونے بیع اور ثمن کے دو صورت عدم تعین و فیصل و فیصل  
یا ایک کی جہا لہ کے سبب یعنی دو صورت تعین غلام میں مجہول ہو اور دو صورت فیصل میں بیع مجہول ہو ہم عدم تعین اور فیصل اس طرح کہ بالبیع نے کہا کہ ثمن  
دو غلاموں کو بیچا ہر دو درم کے عوض اس شرط پر کہ ایک غلام میں مجہول اختیار ہو تو کسی غلام کی بیع صحیح نہیں اس واسطے کہ عین اختیار شرط ہو تو بیع  
افضل بیع ہوتی ہو وہ علوم نہیں اس سبب سے کہ عین اختیار شرط ہو وہ مجہول ہو علاوہ اسکے ثمن بھی مجہول ہو اس واسطے کہ قیمت ثمن میں بیع پر بار  
منقسم نہیں ہوا و کہ لو کان الخیار لم یشری ثمنی ایضا انواع الاربعہ اور ایسا ہی حکم ہو اگر اختیار مذکور مشتری کے لئے شرط مشروط ہو اس میں بھی چاروں  
ضرورتیں حاصل ہوتی ہیں مگر یعنی اگر مشتری کے دو غلام خرید کیے اور ایک غلام میں اختیار شرط کیا تو دو صورت فیصل ثمن و تعین بیع صحیح ہو اور اگر  
تعین اور فیصل نہیں یا فقط تعین ہو یا فقط فیصل ہو تو بیع صحیح نہیں سبب جہا لہ کے فسخ علی حدہ مقرر شرط اختیار باعقده بلا مشروط  
لو یجوز و کہ بالشراء والی لہ ہذہ فقد علی الوکیل والفرق ان الشراوی تمثیل علی الاستغناء علی المساموہ بخلاف المبیع فسخ و کسب فی الخیار و فی الاول  
فیلفظ وکیل کیا ایک لئے دوسرے کو بیع بشرط خیاریں سو وکیل نے اس کو بیع بلا شرط اختیار تو بیع جائز نہیں اور اگر وکیل کیا خرید کرنے کے واسطے  
بشرط اختیار تو بیع نافذ ہو وکیل پر نہ موکل پر اور فرق دونوں صورتوں میں یہ ہو کہ خرید اگر کرنے والے پر نافذ نہ ہو تو ماور پر نافذ ہوگی بخلاف فروخت  
کے کذا فی الفسخ اور یہ مسئلہ آویگا بیع فسخی اور وکالت میں تو اس کو یاد رکھنا چاہیے کہ جب بیع بشرط خیاریں کا امر کیا تو مالک کی ملک بدو اس کی  
رضا مندی کے زائل نہیں ہو سکتی لہذا اس کی مخالفت سے بیع نافذ ہوگی و صحیح خیاریں تعین فی القیامات لانی الشیاء لعدم تقاوتہما اور  
خیاریں تعین صحیح ہر قیمت والی چیزوں میں نہ شئیات میں سبب نہ متفاوت ہونے شئیات کے ہم قیمت والی وہ چیز ہر جہت کے افراد میں تفاوت ہو چنانچہ  
لو بی غلام ایک کتاب اس واسطے کہ ایک نوٹ لکھی سو درم کی ہو تو ہر دو دوسری ہزار درم کی اور ثمنی وہ چیز ہو جس کے افراد یکساں ہوں بلا تفاوت چنانچہ  
کیل اور موزوں ہر جہت شئیات میں تفاوت نہ ہو تو ان میں خیاریں بیع بشرط نافذ ہوا و بالبیع فی الاصح کا خیاریں تعین صحیح ہو اگر جہا لہ کے  
واسطے مشروط ہو قول اصح من کذا فی الفسخ احتیاج فی الاصح نہ بلحاظ الفسخ ولفسخ لا یجوز اور اگر اجازت اور فسخ ساتھی زمانہ احسن بلحاظی

ایک غلام تیرے ہاتھ چلا اس شرط پر کہ انہیں ہے تو ایک کو پسند کر لے اور باقی کے واسطے خیال تعین کی یہ صورت پر کہ مشتری کے باقی سے پہلے ان غلاموں کو ایک غلام خرید لیا اس شرط پر کہ غلام تو چاہے محکومے قول صحیح کی وجہ پر کہ بیع جاری پر خیال مشتری کے ساتھ تو باقی کی خیا کے ساتھ ہی جائز ہوگا نیز بیع جاری میں اسکو رو کیا ہو اس طرح پر کہ جو خیال تعین اس واسطے پر مشتری سے غبن دفع موجب جانچ کے یا غیر سے دریافت کر کے جب کو اپنے موافق اور مناسب جائے اسکو خرید کرے اور باقی کو اس کیچھ حاجت نہیں اسلئے کہ باقی کے پاس بیع مدت سے موجود ہو اسکو اسکا حال خوب پر معلوم ہو اسکا جو خیال غنہ آئندہ قول میں دیا لاندہ قیر شرط فیما وبقضہ وکیلہ ولا یعرف فیصد بہذا الشرط قسمت الحماجات الیہ نہر اس واسطے کہ باقی کا بیع قیمت دالی چیز کو بطور وراثت کے پاتا ہو اور باقی کو اسلئے اس قیر نہ کرنا ہو اور باقی اس چیز کو نہیں پہچانتا تو اسکو بشرط خیال تعین چنتا ہو تو اس صورت میں باقی کو حاجت نہیں خیال تعین کی تا اسکو اپنی منفعت اور مصلحت میں اختیار رہے لکن انہی میں سید محوی نے کہا کہ یہ صورت نا اور الوجود ہو اور شرائط احکام نوادر پر نہیں لکن انی لفظ فیما دون الاربع لاندہ فاخ الحماجات بالثلثہ لوجود وجہ دردی ووسط خیال تعین صحیح پر چار چیزوں سے کہ کثیرین بسبب حاجت روائی کے تین چیز سے بواسطے حاصل ہونے عمدہ اور ناقص اور متوسط کا ہوا تین میں حاصل ہو تو چار چیز یا زیادہ میں خیال تعین کرنا حاجت سے زیادہ ہو تو غیر مشروع ہو ورنہ خیال متوسط پر کیونکہ عمدہ اور ناقص اور متوسط کا ہوا تین میں حاصل ہو تو چار چیز یا زیادہ میں خیال تعین کرنا حاجت سے زیادہ ہو تو غیر مشروع ہو ورنہ خیال شرط اور خیال تعین کی مدت خیال شرط کے مانند یعنی تین دن تک امام کے نزدیک ہم اگر تین دن میں تعین کر دے تو بہتر ہو اور اگر تین دن گذر گئے بلا تعین تو متعین کرنے کے واسطے اس پر جو کر گیا جو بیکار ہو اگر تعین کے ساتھ خیال شرط بھی مشروط ہو تو اسکو اختیار بیع فریغ اور اجازت میں دیا جائے گا کہ اسکو خیال تعین ہو گا تین دن تک اجازت کے وقت سے لکن انی لفظ عن الہم و الا بشرط طمعہ خیال شرط فی الاصح فتح اور خیال تعین کے ساتھ خیال شرط کا ہوا مشروط نہیں قول اصح میں لکن انی لفظ صحیح میں اختلاف ہے کہ جب مشتری نے بیع کو بشرط خیال تعین کر لیا تو قبضہ کیا یا پھر ایک میں عیب لگ گیا تو ممبرین بیع لازم ہو گا تین میں عیب کے ساتھ اور دوسرے میں امانت ہو اور اگر دو دن ساتھی ہلاک ہو گئے تو دو دن میں بیع کا نصف نصف ثمن لازم ہو گا خواہ غنہ یا غیر غنہ یا مختلف و لو اشترى یا شئنا علی انہما یا بخیار فرضی احدہما بالبیع صریحا و دلائلہ لایردہ الاخر بل بطل خیارہ فلا فہما اور اگر دو شخصوں نے ایک چیز خریدی اس شرط پر کہ دو وزن کو اختیار ہو پھر ایک شخص بیع سے راضی ہو گیا یا غنہ صراحتہ یا دلائلہ اس طرح پر کہ وہ نصف و کیا جزا فہم باطل نہیں بدوین ملک کے تو دوسرا شخص اسکو رو نہیں کر سکتا بلکہ اسکا اختیار باطل ہو گیا امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے و لکن اختلاف فی خیال الرویۃ و لیس فی فیما وبقضہ وکیلہ ولا یعرف فیصد بہذا الشرط فلیس لاحد ہما الرویۃ الا خا و غنہ بالعیب فلا فہما الاضرار بالبیع العیب الشرک و دلائلہ صریح خلاف ہے امام اور صاحبین کا خیال الرویۃ اور خیال العیب میں تو ایک شخص کو پھر دینا دوسرے شخص کے دیکھنے کے بعد جائز نہیں بسبب ضرر ہونے باقی کی شرکت کے عیب سے ہم شرکت خیارات ثلثہ کی عدم رد کی علت ہی لینے اگر دو شخصوں نے ایک چیز یا اشتراک خریدی بشرط خیال پھر ایک شخص راضی ہوا تو دوسرا پھر نہیں سکتا یا ایک شخص نے بدرویت کے پسند کی اور دوسرے نے ناپسند کی یا ایک شخص فیما العیب میں راضی ہو گیا تو دوسرا پھر نہیں سکتا اسلئے کہ ایک مشتری کا لینا اور دوسرے کا پھر دینا جائز ہو تو لینے والا باقی کا شرک بہر میں بیع میں نصفانصاف اس میں صریح باقی کا ضرر ہو گیا لکن اگر اسکا مالک تھا یا اسکا شرک پیدا ہوا اور شرکت بلاشبہ عیب ہوا اس واسطے کہ مشترک میں ہر شرک بالاستقلال تصرف نہیں کر سکتا لکن ایام بیع تو فری رجل عبد الرحمن بن جلیب صنفه و احدث علی ان ان یخیر لہما البایعین فرضی احدہما و لون الاخر فلیس لاحد ہما الاضرار و الا فہما و دلائلہ فہما بیع چنانچہ بیع لازم ہو جائیگا اگر ایک مرد نے غلام خرید کیا دو مردوں سے یکساں اگر اس شرط پر کہ دو وزن باقی مختار تین بیع اور عمدہ بیع میں پھر ایک باقی راضی ہوا نہ دوسرا تو ایک باقی کو اجازت یا رد بیع میں تمنا ہی جائز نہیں بسبب عیب مشہرکت کے بخلاف صاحبین کے لکن انی لفظ اجمع





مگر ناجائز ہو گا نہ فی الدرر اور اس کو نہدی کی بیع منعقد ہوگی قضاوی سے کذا فی الفتح ہم جب یہ سب اول بطریق قضاوی کے بیع فقہ اور معلوم ہوا کہ بیع پر سب واجب ہوا اور ہر بیع کا یہی حکم ہو گا نہدی کی مثال اس واسطے دی کہ جب لوہی میں بیع ہو گا تو اس کے غیرین بطریق اولیٰ ہی ہو گا ہر واسطے کہ فوج میں زیادہ تر بیع لازم ہو گا نہدی فی الخطاوی و کذا فی الزوائد فی حفظہا و برہمی حکم ہوا انات کے پیچھے بیع میں تو یاد رکھنا چاہیے یعنی اگر ایک شخص نے دوسرے کے پاس انات کی لوہی ہوا کچھ اور بیع انات دار نے کوئی چیز اور بدل دی اور کہہ کہ یہی تیری انات ہے اور انات رکھانے والا اسکو سنا ہے اور اس کے گاہ نہیں تو وہ چیز اسکو بلا بیع خطاوی نے کیا خطا ہر ادا رہتا اور اجارے کی چیز کا بھی یہی حکم ہے و اسناد اعلم و قال البائع عند ردہ کان یسمن لکشی عندک فالقول ان الشری لان الاصل عدم الخبز والکتابہ مکان الظاہر شاہد الا و اگر غلام کو بشرط نان پزی اور کتا بت کے مول لیا پھر یہ وصف تیس امین نہ پایا گیا اور مشتری نے بیع کو پھر دینا چاہا تو بائع نے پھر نے وقت کہ اس کام کو تو یہ خوب کرتا تھا لیکن وہ بھول گیا تیسے پاس تو مشتری کا قول معتبر ہو گا اس واسطے کہ عدم نان پزی اور کتا بت اصل ہو تو ظاہر حال مشتری ہی کا شاہد ہے ہم صفات عارضہ میں عدم اصل ہی اور صفات اعلیٰ میں جو اصل ہے جو کتا بت پزی اور کتا بت صفات کسبہ عارضہ سے ہیں لہذا امین مشتری کا قول و صورت عدم شہادت معتبر ہو کہ نہ وہ اصل کام ہی ہو تو مشتری اس غیر بشرط کتا بت و خیرہ و کان یسمن فکالک فیفسہ فی یہ البائع ردہ علیہ فی البیع قبل قبضہ نہدی قال ولوا مثلاً غداً غداً یکل الثمن لاما لان الاوصاف لا یأتی بالماثل من الثمن اور اگر غلام کو خرید کیا بلا بشرط کتا بت اور نان پزی کے اور وہ یہ کام خوب کرتا تھا سو بائع کے پاس اسکو بھول گیا تو مشتری بائع کو غلام پھر دے بسبب معتبر ہو جائے بیع کے قبل قبضہ مشتری کذا فی الزوائد فی ذیلی نے کہا اور اگر مشتری یا بانیہ کتا بت نہ کرے تو پھر بیع ثمن سے اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ اوصاف کے مقابل کچھ نہیں پڑتا ہم باوجود عدم بشرط و وصف پھر دینا اس واسطے جائز ہوا کہ ظاہر مشتری نے اسکو اسی وصف کے سبب سے خرید کیا تو اختیار ادا حال کے مشروط کے مانند ہوا کذا فی الجفر فروع مسائل طہتہ شائع کے باع دارا با فیا سن انجذوع والایا یوئے الخشب واخل فاذا الیس فیما ثمن من کذا فیا لیس لقی فی کما یجان چیزوں کے ساتھ جو امین و دخل بین بطل و چندوں اور دروازوں اور درگاہوں اور کچھ رے درختوں کے پھر امین یا چیزیں کچھ نہ نظیرین مشتری کو پھر دینے کا اختیار نہیں یعنی اس واسطے کہ در عبارت ہے عرصہ سنا و اشیاء سے مذکورہ قاع میں اور تالیف کے مقابل میں کچھ نہیں پڑتا اور اور وعا اختیار سے یہ کہ مشتری کو وصف مرغوب فیہ کے فوت ہونے سے اختیار رد حاصل نہیں تو اگر اگر کو وقت عقد کے مشتری نے نہ دیکھا ہو گا تو اختیار ادا یہ ہو گا ثابت ہو گا کذا فی الخطاوی مشتری دار علی ان بنا و آخر فاذا ہو لیس ان دار معالی ان شجر یا کما شمره فاذا واحدہ منہا لا یشر او قوا علی انہ مصیغ حصہ فاذا ہو بزعفران فسد کو خرید کیا اس مشروط کہ عمارت اسکی پختہ نہیٹ کی ہو سو وہ کچی نہیٹ کی غلی یا زمین اس مشروط خرید کی کہ اس کے سبب درخت پختہ نہیں ہو انہیں سے ایک درخت غیر شجر نکلا یا کچھ خرید کیا اس مشروط کہ اس پر کسم کا رنگ ہو اور امین و رغفران کا رنگ نکلا تو بیع فاسد ہو گی ہم اس واسطے کہ صفات مذکورہ میں اغراض طالعین نہایت بکثرت متفاوت ہوتے ہیں اور اختلاف غرض بجا سے اختلاف جنس ہو گا نہدی فی الخطاوی دی عن اشجعی و یو علی انما انما لیس فاذا ہو بطل جائز و دیگر جگہ حازر لا کر دہ علی صفہ نہیں ان الشرط معتبی طیفظ لیسنا بطا و اگر خرید اس مشروط پڑی کہ بیع خچی ہو لیکن وہ خیر نکلا تو جائز ہو اور اسکو اختیار یہ لینے نہ لینے میں اور اس کے بالکس یعنی نہی شرط میں مادہ غلی تو بیع جائز ہی بلا خیاریے پھر دینے کا مشتری کو اختیار نہیں اس واسطے کہ بیع ایسی مشروط شامل ہے جو مشروط سے بہتر ہو کذا فی المجتبی تو اس قاعدے کو یاد رکھنا چاہیے ہم قاعدہ یہ کہ جب وصف مرغوب فوت ہو تو مشتری کو اختیار ہے اور اگر وصف مشروط سے بہتر اور عمدہ تر وصف ہو تو مشتری کو اختیار نہیں خیالیہ اگر لوہی اس مشروط خرید ہو کہ وہ شیش پر سودہ اگر وہ پنا غلام عیب دار خرید ہو یا اور وہ بے عیب غلام تو مشتری اسکو پھر دینے کا بیع لایعطل بالشرطی نہیں و ظنین و مضاعفاً مذکورہ فی الاشباہ بیع باطل نہیں ہونی مشروط نہیں اس مقام میں جو اشباہ میں مذکور ہیں ہم مواضع مذکورہ کے سوا مشروط کرنے سے بیع باطل ہونی ہی ان اسکا ہوں یہ کہ جو مشروط بیع میں مشروط ہونی ہی اسکی



ثبوت اختیار کی نہ شرط و قیمت فی اربہ مواضع اشترک لایعین والایجارۃ ولقیمتہ واصلح عن دعوی المال علی شریعہ العینہ لان حکم  
معاذتہ فلیس فی یون و نقد و عقد و تفسیح بالغ اخبار البر و فتح خیال الرویہ ثابت ہو چار مقام میں اعیان کی حسہ یا دار اجارۃ اور کثرت اختیار میں  
یہ نہ وہ صلح جو شریعین پر ہوئی ہمال کے دعوی سے اس واسطے کہ ہر ایک ان چاروں میں سے معاوضہ ہو تو دیون اور نقد و دار ان عقد و میں فتح کرنا  
فتح نہیں ہوتے خیال الرویہ میں نہیں کذا فی فتح ہم فقہ ہدیہ میں ہر جب دیون میں خیال الرویہ نہوا تو مسلمہ میں نمونگا اور نقد و دار ان خالص  
مراہن و اگر صلح جائز یا سونے کا برتن ہوگی تو اس میں خیابری اور عقد وغیرہ منصفہ خیابریچا بدل صلح قصاص سے اور بدل قطع اگرچہ مہر وغیرہ اعیان  
صح اشترک و البیوع المالم بریا صحیح ہوا لینا اور چنانچہ اس چیز کا جسکو بدل اور شری نے نہیں دیکھا وہ غواہ صلح حاضر ہوا نہ کذا فی الطحاوی عن النبی  
والاشارۃ الیہ اوستی ادالی مکانہ شرط الجواز قلم بشر لکلمہ بجز اجماع فتح و جوفی حاشیہ اخی زادہ الاصح الجواز اور اشارہ کرنا  
بیع کی طرف یا اسکے مکان کی طرف شرط ہو جائے اور اگر صلح یا اسکے مکان کی طرف اشارہ نہ کیا تو بالاتفاق بیع جائز نہیں کذا فی التبع و الجواب  
اخی زادہ کے حاشیہ میں قول اصح یہ کہ بلا اشارہ بھی بیع جائز ہو ہم خلاصہ میں یہ کہ اگر کیرن شہر میں دو جگہ ہوں تو بیع جائز ہو بلا اشارہ اور یہی صحیح ہو  
اور مفتی میں یہ کہ اگر کیرن غیر شہر میں اور غیر مشار الیہ ہوں تو بیع جائز ہو اگر کیرن کی ملک میں ہوں اور محیط میں یہ کہ اگر کیرن پاس کیرن بیچے اور اشارہ نہ کرے  
نہ کیا تو جائز ہو اتنی ہی بقول دلائل کہتے ہیں کہ بیع جائز ہو اگرچہ بیع بالے کے پاس حاضر نہوا و مشار الیہ نہوا و اسی طرح اطلاق متون مذہب انھیں فتح کا  
اور اطلاق قدوری کدالات کرتا ہو کذا فی الطحاوی عن حاشیہ الزیلعی نہر الکفا فی بعد ذکر شرائط اشارہ حاشیہ سعدیہ سے نقل کیا اشارہ کی  
شرط جواز ہونے میں علی الخصوص بالاجل کلام ہو و التا علم و لہ الا لشرعی ان یروہ افارہ اور شری کو جائز ہو کہ بیع کو بچھر دے جب اسکے دیکھے  
ہم ابن ابی شیبہ اور یحییٰ میں کھول شامی سے حدیث مرسل مروی ہو کہ ان حضرت علیؓ علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص کوئی چیز اسی مول سے جسکو نہیں دیکھا  
تو اسکو اختیار ہو جبکہ دیکھے اگر چاہے تو اسے اور نہ چاہے تو ترک کرے اور حدیث مرسل اکثر اہل علم کے نزدیک حجت ہو اور یہی مذہب ہوا امام مالکؒ اور  
اور حدیث میں روایت سے علم المقصود مراہی بطریق عجم جواز کے دلیل ان مسائل القاقیہ کے نہیں فقط روایت کفایت نہیں کرتی چنانچہ بیع کو بچھر دے  
معلوم ہوئی ہو اگر کھول کھول لیا تو اسکو اختیار ثابت ہو سو گھٹنے کے وقت تو فتح بیع کا اسکو اختیار ہو گھٹنے کے وقت بعد روایت کے یہی طرح اگرچہ  
کو دیکھ کر خرید کیا پھر اسکو متغیر پایا اس واسطے کہ وہ روایت معرفت مقصود میں کافی نہیں اور اسی طرح اعی کی خرید میں اختیار ثابت ہو جب کوئی بیع کمال  
اس بیان کرے تو اسکے حق میں بین بالخص فیجاء سے روایت ہوگا کذا فی فتح الا اذا حط البائع لیسٹ اشتری تیار دہ اذ ارادہ الا اذا عاہد الی البائع ان یبایع  
بعد روایت کے مشتری کو اختیار ہو کہ جو بیع کو بچھر دے یا کھال یا اشتراک کے گھر تو اسکو دو چیز سے جبکہ اسکو دیکھے اگر اسطرح بعد حل کے بھی یہی سنا ہو کہ  
جبکہ بیع کو بچھر دے یا اسکے مکان کی طرف کذا فی الاشباہ و ان رضی بقول قبلہ اہل قبل ان یرادہ لان خیارہ ملحق بالرویۃ بالنسب ولا وجود للمطیع  
قبل کثرت اخبار الرویۃ ثابت ہو اگرچہ شری راضی ہو گیا ہو زانی قبل اسکے دیکھنے کے اس واسطے کہ اختیار شری کا ملحق ہو روایت کے ساتھ بعض حدیث  
نہ کہ وہ ملحق بالشرط کا وجود نہیں قبل شرط کے مرناسے کوئی کہ اس واسطے قید لگائی کہ اگر اجازت غلطی قبل روایت پائی جائے اسطرح کہ اس میں تصرف ہے  
تو اختیار اسکا دائل ہوگا کذا فی الاشباہ و لوفتح قبلہما قبل الرویۃ فی الاصح بجز عدم لزوم البیوع بسبب جواز البیوع فلم یقع مبرا اور اگر شری  
فتح کو فتح کیا قبل روایت کے تو فتح ہی فتح اسکا قول اصح میں کذا فی الجربب ملازم ہونے سے کہ جہالت بیع کے سبب سے تو بیع مستحکم ہو  
ندو فتح ہوئی تھی لہذا فتح مشتری قبل روایت صحیح ہوا و قیمت اختیار الرویۃ مطلقا غیر موقوف بدو ہوا صلح عنایہ لا اطلاق البیوع بالرویۃ  
اور خیال الرویۃ مطلقا ثابت ہو بلا تفرصت یعنی تمام عرصہ تک نہ دیکھ کا اختیار ثابت ہو چوہی قول اصح ہو کذا فی النشایہ بسبب مطاق ہو

نفس نہ کر کے تا وقتیکہ بطن اختیار نہ پایا جاوے ہم وغیرہ صحیح یہ قول ہے کہ خیار لا روتہ موت بوقت اسکان فسخ ہی رویت کے بعد ہو بطن خیار الشرط  
 سلطانہ وغیرہ رضی بعد الروتہ لا قبل اور خیار لا روتہ کا بطل وہ جو خیار الشرط کا بطل ہی بطلاناً یعنی صراحۃً یا لائتہ اور جو رضیہ جو خیار ہی کا بعد موت  
 کے قبل رویت کے کہانی اگر ہم مفید رضانا نہیں سمجھ کا بقصد کہنا اور اسکو بچنے کے واسطے پیش کرنا اور حق شخص لینا فلا لائتہ بالشفعہ ثم رد الاول بالروتہ  
 و رد من خیار الشرط علیہ سبب مفید مضائقہ رویت بطل خیار نہ اور مشتری کو جائز ہو لینا سبب شفعہ کے پھر بیع اول کو کچھ دینا سبب رویت کے  
 کہانی اگر ہم من باب خیار الشرط تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم مشتری نے گھر لیا بن دیکھ پھر دوسرا گھر اس کے پاس لے لگا تو اسکو سبب شفعہ کے فیر کیا  
 پھر بیسکے پہلا گھر دیکھا تو اسکو پھر بیسکے اور فیر شرط الفسخ علیہ البطلان بالشفعہ خوف الفراء و فسخ ہونے کے واسطے دریافت کرنا باطل کا فسخ بشرط ہی  
 تا دھوکھا نہ پڑے یعنی خریدے باطل کو طیان ہوتا ہی رد دوسرے مشتری کو وہ طلب نہیں کرتا لہذا علیہ شرط فسخ ہوتا دھوکھا نہ لگائے نہ لایا لایا لایا  
 مالہ پر وہی الاصح اور اختیار میں اس باطل کا جسے بیع کو بن دیکھ ہی قبول صحیح میں ہم ایک شخص کو ایک چیز و راست میں بی بی اور اسے بدون رویت کے سچ ڈالی  
 تو بعد رویت اسکو فسخ میں اختیار نہیں ہوا یہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ اول امام عظیم کے نزدیک خیار باطل ثابت تھا پھر آخر کو عدم خیار کی طرف جمع کیا لفظا و  
 کما بخند کا قول بیع معنی فسخ کے مانند ہے کہ مشتری نہیں ہوتا تو فسخ کا اسکو اس سبب نہ تھا اس واسطے کہ صحیح کا مقابلہ صحیح ہوتا ہی و کئی رویت ہا و فسخ کا مقصود  
 کو جو صبر و وقوف اور اس قدر کا دیکھنا کفایت کرتا ہی جس سے مقصود معلوم ہو جاوے چنانچہ ڈھیر کے اوپر کا سطح دیکھنا اور ملوک کا منہ دیکھنا ہم لینے  
 تمام بیع کا دیکھنا ضرور نہیں سبب نقد کے لہذا اشتاد دیکھنا کہانی ہوا جس سے بیع کا حال معلوم ہو جاوے ڈھیر سے کیلا ت اور مزد دات کا ڈھیر اور بیچنے  
 جب انج کا مسئلہ ڈھیر دیکھ کر لیا تو اب اسکو سبب خیار لا روتہ کے پھر نہیں لکنا اس واسطے کہ بعض کا دیکھنا بجائے کل کے ہی ان اگر ڈھیر کے اندر ناقص انج ہو گا  
 تو اسکا پھر خیار الیج کے سبب سے جائز ہو گا نہ خیار لا روتہ سے اور اگر انار یا امر و تو کر ہی میں ہوں تو یہاں بعض کا دیکھنا کہانی نہیں اس واسطے کہ اسکی فزون  
 تفاوت کثیر ہوتا ہی تو یہاں تک سب کو نہ دیکھنا اختیار سا قاعدہ نو کا بحر الاوقاف میں ہی تو ثری خلاص کی پستلیان اور زبان اور دانت اور بال دیکھنا ہوتا ہی جو کہ شرط نہیں  
 شرط لایہ میں ہو کہ بی آدم من اگر جمیع اعضا دیکھے سوائے چہرہ تو خیار لا روتہ باقی ہو کہانی لفظا و معنی و وجہ و اثر و کتب و کھانا اور اعضا منی الاصحی اور ساری کچھ جانور کا  
 چہرہ اور اسکا پھندا دیکھنا بھی ضروری قول صحیح میں ہی چہرہ اور پھندا و فون کا دیکھنا ضروری ہوا ساری کی قید سے بکری کا گھنے کل گئی کہ اسکا حکم اور کیا روتہ خطا ہر  
 ثوب مطوی و قال زفر لا بد من لشہرہ کا ہوا بخار کہانی اکثر المعشرات قال المصنف اور پچھلے کچھ کی نظر ہر کی تہ دیکھنا کہانی ہی اور زفر نے کہا اس کچھ کو  
 سب کھولنا ضروری اور یہی مختار ہی چنانچہ اکثر کتب معتبرہ میں ہی اسکا کچھ کہا ہم مصنف نے شیخ شریح میں ہم قول زفر اس واسطے مختار ہوا اس زمانے میں  
 ثیاب کے ظاہر اور باطن میں بہت اختلاف ہوتا ہی کہانی فسخ عن البسوط و فسخ و قال زفر لا بد من روتہ داخل البیوت و معالج و علیہ الفسخ ہی  
 و ہذا اختلاف زمان لابرہان و غلطہ الاکم و ابستان اور داخل حالیہ ہی گھر کا صحن دیکھنا کہانی ہی اور زفر نے کہا کہ داخل نبوت یعنی والدان اور کو کچھ لون کا اندر  
 بھی دیکھنا ضروری اور یہی قول صحیح ہی اور اسی پر فتویٰ ہی اور یہ بنا بر اختلاف زمان ہی نہ اختلاف جہت اور برہان اور اسی طرح حکم ہی باغ کا گنجان  
 درخت ہوں یا متفرق ہم امام اور صاحبین کے نزدیک گھر کا صحن دیکھنا یا خارج سے دیکھنا کہانی ہی اور اصح یہ ہے کہ یہ بنا بر ہر کی حادث کے ہی اس واسطے  
 کہ کو فہ اور بغداد کے گھر مختلف نہ ہوتے تھے مگر غروی اور بزرگی میں یا قدیم یا جدید ہونے میں بخلاف ہمارے دیار کے کہ انہیں نہایت تفاوت ہوتا ہی اس واسطے  
 مکانات مراد اگر مکانات علویہ اور غلیہ اور فراقی اور طنج مختلف ہوتے ہیں تو اب اس سبب کا دیکھنا ضروری اور یہی مختار ہی و ہذا مراد و ہذا مراد و ہذا مراد  
 میں تو معلوم ہو گا کہ یہ اختلاف باعتبار اختلاف عرصہ کے ہی نہ باعتبار اختلاف دلیل کے اور اسی طرح باغات میں بھی خارج سے دیکھنا کہانی نہیں کہانی نہیں کہانی  
 حس شامہ علم اور گوشت کی گرمی کا شواہد کہانی نہیں کہانی اگر گوشت کے واسطے و ہذا بھی معمول لیتا ہوتا اگر ہمارے سے اسکو مشمل لیا تو خیار لا روتہ ساتھ ہی سبب

اس طرح سے کسی اور زیادتی گوشت کی معلوم ہو جاتی ہو تو اگر دوسرے منظر کی اور تہ نہ لگا تو بخیر ثابت ہو اس واسطے کہ گوشت کا مال اکثر شہم سے ہوتا ہے جو بون کے معلوم نہیں ہوتا لہذا فی الطحاوی عن الشیبی و فخر جامع حدیثا قتیقہ لہ و لیس مع ضرر ظاہر تہ اور جو کسفن بالود و طبع لینے کے واسطے ہوتا ہے تمام بدن کا دیکھنا ممکن کے ساتھ کافی ہو لہذا فی النظر تہ وضع بقوہ طوب و ناقہ لاندہ لمقصود جوہرہ اور اگر اسے اور دشمنی شہدہ کے تھن کا دیکھنا کافی ہو تو وہی مقصود ہو لہذا فی الجبہ و کفی و وق مطعوم و تم مشتم اور کھانے کی چیز کا چکھنا اور سونگھنے کی چیز کا سونگھنا کافی ہو لہذا فی الفلاح و دار و صحنہا علی البغیہ اما و روتہ و ہن فی زجاج لوجہ الحاصل کافی نہیں خارج دارا و رے صحن کا دیکھنا موجب قول مفتی بیضا بنیہ غیر متبرک مذکور ہو چکا ہو دیکھنا تیل کشیشہ میں کافی نہیں بسبب وجود حامل کے و کفی و روتہ و کیل قبض اور کافی ہو دیکھنا و کیل قبض کا ہم و کیل قبض وہ جس سے موکل نے کہا کہ تو میرا کون سا سرے بن دیکھی خریدی ہے میرے قبضہ کرنے میں و کیل شہرہ اور کافی ہو دیکھنا خرید کے و کیل کا خرید کا و کیل وہ جس سے موکل نے کہا کہ تو میرا و کیل ہو کر ظانی چیز خرید کر لا روتہ رسول مشتری و بیانہ فی الدرر کافی نہیں روتہ مشتری کے پیام کی اور بیان اسکا دین ہی ہم صورت رسالت ہی کہ مشتری ایک شخص سے کہے کہ تو میرا پیام ہو چکا ہے قبضہ کرنے کا تو و کیل قبض کی روتہ بالاجماع مقصود خیار ہو اور و کیل خرید کی روتہ امام کے نزدیک قسط خیار ہو کہ و کیل نہیں قبضہ کیا ہو دیکھ کر اور صاحبین کے نزدیک و کیل بالقض اور رسول برابر ہو لہذا فی الطحاوی عن الدرر و صحیح عقد الاعمالی و لولہ و لولہ کا بصیر لانی اتنی عشرہ مسئلہ مذکورہ فی الاشباہ اور صحیح جو عقد کرنا اندھے کا اگرچہ اسنے غیر کے واسطے بطریق و کالت خریداری کی ہو اور اندھانہ صاحب کے مانند ہو کہ بارہ سلکون میں جو مذکور ہیں اشباہ میں ہم انرا محکم ہے جو ہا و رجہ اور جماعت نہیں اگرچہ اسے چلنے والا پاوے اور بقل لمان علی شہا و مطاعا نہیں اور نہ لانی قضائہ انات عقلی لینے بادشاہی اور اسکی آنکھ میں دیرت نہیں بلکہ حکومت و اجب ہو اور اسکی امامت نماز میں کہ وہ ہو مگر اسوقت کہ وہ نہیں جبکہ سب سے زیادہ تر عالم ہو اور اسکا آزاد کرنا کفار سے صحیح نہیں اور اسکے ذبح اور شکار اور حضانہ کا حکم میں نے نہیں دیکھا اور وصف مفعیل بجائے اسکی روتہ کے ہو لہذا فی الاشباہ و سقط خیار و کس مبیع و شہدہ و وقہ فیما یخرج ذلک اور اندھے کا اختیار اسوقت ہی ہے کہ ٹھونے اور اسکے سونگھنے اور چکھنے سے اس چیز میں جو معلوم ہو جاتی ہو اس سے لینے ٹھونے اور سونگھنے اور چکھنے سے و وصف عقار و شہر و عبد و کذلک بالایہ و کس وشم و ذوق و عد روتہ اور اسقاظ ہوا خیار اندھے کا زمین اور درخت اور غلام کی صفت بیان کرنے سے اولیٰ طرح جو چیز کہ ٹھونے اور سونگھنے اور چکھنے سے معلوم نہیں ہوتی اس میں ذکر و وصف بجائے روتہ مقصود خیار ہم بیان اوصاف اشیا و مذکور بالغ وجہ ممکنہ لازم ہو اجماعی کے نزدیک ذکر اوصاف بمنزلہ روتہ ہوا و نظر و کیکہ و لولہ بعد ذلک فلا خیار لہ یا اختیار اندھے کا ساقط ہوتا ہو اسکے و کیل کے نظر کرنے سے اندھ اور اگر اندھے کو سونگھنے لگے بعد وصف اور نظر و کیل کے تو اسکو اختیار نہیں بیع کے فسخ کرنے کا کام اور اگر بصیر نے ایک چیز میں دیکھے خرید کی پھر وہ اندھا ہو گیا تو اسکا اختیار بیان و صف کی طرف منتقل ہو گا لہذا فی الطحاوی ہذا لکھ اذا وجدہ الذکورات کشم الاعمالی و کذا روتہ ابصیر وجہ البصرہ و نحو ہاں قبل شراہ و لولہ بعدہ ثب لہ اختیار بہا و الذکورات لانہا مسقطہ کما غلط فی بعض فیہ تہ خیارہ فی جمیع عمرہ علی الصحیح عالم یو جب نہ ما یدل علی الرضی من قول او فعل او تحبب او یہاں لکھ بعضہ عنہ و لولہ روتہ یہ سب کچھ اسوقت ہی جب کہ اشیا سے مذکورہ چنانچہ سونگھنا اندھ کا اور دیکھنا اندھ سے کہ وہ میرا اور اسکے مانند کو لہذا فی انہر واقع ہو قبل اسکے خرید کرنے کے لینے اگر قبل خرید اعمی نے سونگھ یا چکھ لیا اور بصیر نے ذمیر یا پھر وہ غلام کو دیکھ لیا تو اختیار بیع فسخ ساقط ہو اور اگر اور سطورہ بعد خرید کے ہوئے تو اسکو بواسطے اشیا سے مذکورہ کہ اختیار ثابت ہو یہ نہیں کہ اسر مذکورہ بعد خرید مسقط اختیار ہیں جیساکہ معنون نے اسکو غلط سمجھا ہو تو اسکا اختیار ممتد رہے گا تمام عمر تا قبل صحیح کے جب تک کہ مشتری بیچ ہو چیز پائی جائے جو غیر مامدی بردالت کرے غیر قول فیاض کے یا مبیع عیب دار ہو جاوے یا بعض میں ہلاک ہو چکا و مشتری کے پاس اگر عیب یا ہلاکی قبل بیع ہو

بیش وقتہ قال  
بیش وقتہ قال  
بیش وقتہ قال  
بیش وقتہ قال

هم و صورت عیب اسوا سبط پیر و نادر است نموا که بائ کے پاس نہیں سبب نہ تھا قراب پیر نے میں اسکا نقصان ہوگا اور ہلاک بعض میں کتب و نسخہ  
 دو کتبے شری نے خرید کیے پھر ایک کچھ ایسا ہیسم تسلیم کیا تو اگر دوسرا کرے پیر سے تو تقریبی نصفہ لازم آوے و لاذن لاکار ان یزعم ابل و یزعم  
 الطیل لان باء و کتھا عینی اور اگر شری نے خریدی زمین میں مانع کو زراعت کرنے کا اذن دیا فصل رومیت زمین کے پیر آئے نہیں راعت کی تو  
 خیار و یتا باطل ہو گیا اس واسطے کہ فصل مانع کا مشتری کے فعل کے مانند نہ کافی یعنی دوسری ناجائز تک فسخ اسکا سزا ہے پیر  
 ولا عیب لان الاخلع یصل علیہ عیبا ظاہر انہو اگر مشک کا نا خرید کیا پھر اس میں سے مشک نکال لیا تو اسکو نہ پیر کے سبب خیال اور تکرار و خیال  
 کے اس واسطے کہ اخراج نے نہیں عیب ظاہر داخل کر دیا لکن فی انہم طحاوی نے کہا نہر الفائق میں خیال عیب مذکور نہیں اس سبب میں کہ یہی ہر جو  
 شراج نے مذکور کیا اس واسطے کہ خیال عیب اس وقت تک ہر جو بیک مشتری کے پاس دوسرا عیب نہ پیدا ہوا وہاں مال خراج سے نا فہم و سبب ہو گیا  
 ون راے احد یومین فاشترایا ہا شتر راے الاخر فہم رو ہما ان شاء اللہ و الاخر وحدہ لتقرین الصفتا و یسجد و یکون من اکابر و یکھا یزعم  
 پیر سے خرید کے بعد اس کے دوسرا کر لیا تو اسکو دونوں کا پیر و بنا جائز ہو اگر وہ چاہے نہ پیر و بنا فقہ و دوسرے کے اس سبب تقریر نصفہ کہ فی حدیث  
 یکشت لینی پیر بعض کا لینا اور بعض کا پیر و بنا منع ہو و شری ہمارے حال کو نہ قاصد الشہر اے عند روتہ فلرادلان تصد شرا و شریل الاضام  
 ظہیر و وجہ ظاہر لاند باطل التامل للکلیہ یقال المصنف و لقوہ و کرہ عولنا علیہ کرہ عولنا علیہ عالمیہ ما نہ ریتہ اساق و وقت اشرا و قلو لیم سلم  
 بعد الرضی و در فلا خیال لاند اتیہ و اور اگر خرید کیا اس میں کچھ بیکالت قصد خرید و کھا تھا خریداری کے وقت یہ چاہا کہ کچھ بیع دی گئی و کچھ خریدی  
 تو اسکو پیر دینے کا اختیار نہیں بلکہ کچھ دفعہ غیر ہو گئی ہوا حالت سابقہ سے تو اب اسکو اختیار ہوگا اگر اسکو کچھ بلکہ قصد خریداری دیکھا پیر اسکو خرید کیا تو نقصان  
 کہا اسکا اختیار ہو گا کافی الظہیر اور اسکی وجہ ظاہر ہی اس واسطے کہ جب قصد خریداری نہیں دیکھتا وہ خوب تر ایل مفید نہیں کہ تا کذا فی ابج و تا کسکی رومیت کا علم  
 معصنف نے اپنی شرح میں کہا کہ اسبب قوت و دلیل اس قول کے ہتے اس پر اعتقاد علیہ وقت شرکی قید اس واسطے لگائی کہ اگر مشتری یہ بخائے کہ اسکو کچھ  
 چکا ہوں تو اسکا اختیار ہوگا سبب عدم ضمانتی کذا فی الدرہم و قایہ اور کتب میں بلکہ بلا قید نہ ہو کر ہر طرح دیکھ خریدے نہیں بلکہ انیا اختیار نہیں بلکہ اسبب  
 یہ قید لگائی کہ وقت خریداری مشتری نے یہ جاننا کہ میری دیکھی چیز جو اس مصنف نے اپنے اس متن میں ہیہیت قصد خریداری کی قید زیادہ کی اکثر میں کی و جیبان کی  
 کہ قوت لیل و جیبان تمام لقیہ مذکور کی پہلی یعنی اگر جیبان یہ میں یہ قید بعد قرض مذکور ہے و جوبت عدم علم کی یہی کہ یہ نے ایک لوٹدی دیکھی پیر فائدہ لاند شری  
 خرید کی اور اسکو معلوم ہوا کہ یہی لوٹدی جو چکو میں دیکھا چھو ہوں پیر معلوم ہوا کہ یہی جو مشتری کو اختیار ہوگا یا ایک کچھ دیکھا پیر و کچھ شری نے پیر  
 نادانستہ خرید کیا تو فسخ میں اختیار ہوگا اسے شاید ارفع البیع لہ قصہ ما شری الی الباقی و لا لیرفرہ فالہ خیار و کذا لکانا فو میں و نہما تفاوت لاند ربا  
 لیکن اگر ارادی بالانکشتاد دیکھے چند کچھ پیر لے لے کوئی کچھ انھا یا پیر بانی کو خرید کیا اور شری بانی کچھ کے کہ نہیں پیر یا تا تو اسکو خیال اور تکرار ثابت ہو اور  
 اسی طرح اگر دوسرے کسی چیز میں پیر ہو اور دونوں کا شری مختلف ہو تو اختیار ہر اس واسطے کہ شاید ناقص کچھ زیادہ شری کو کچھ سے و لومسی لکل احد کتاب  
 عشرہ لانیار لان لکن الما مختلف استوفائی الاوصاف بجز اور اگر انھا کتاب ہر کچھ کے قیمت دس و دس ہا میں ہو گئی تو شری کو اختیار نہیں اس واسطے  
 کہ جب شری مختلف نہر اور دونوں اوصاف میں برابر ہو گئے کذا فی ابج و القول للبلک عینہ اذا مختلفا فی اخیرہ و الوملہ قریبہ وان بعیدہ  
 فالقول للمشری علیما بالظاہر و فی الظہیر ہا شتر فاقو بعد و فی الشتر فی مثل الدایہ و الوجلو کلیل اور قول بالغ کا معنی ہر قسم کے ساتھ جب کہ  
 بالغ اور شری مختلف ہوں بیع کے متغیر ہو جائے میں یہ اس وقت تک اگر مدت قریب ہوا اگر مدت بعد ہو گئی تو مشتری کا قول معتبر ہوگا ظاہر علی کرنے  
 سے اور ظہیر میں ہر ایک عینا اور اس نے یہ دیکھا پیر و فتح اقدیر میں ہر جو جانور اور غلام کے مانند میں ایک عینہ قلیل ہر عمل بالظاہر و دونوں سببوں کا

کتاب الایضاح فی سائر الادب  
 جلد سوم  
 تقریر اورد و در مختار  
 جلد سوم

ظاہر اکتفا علی بعض مطلق بل من ظاہر حال عدم تغیر یہ دلالت کرتا ہے لہذا قول بالی معتبر ہوا اور مدت بعد میں من ظاہر حال تغیر کا شاید یہ انداز مشتری کا قول ہے  
 ہوا اثر بخلافی نے کہا کہ مدت مختلف ہوتی ہے باعتبار اختلاف اسباب کے اور تغیر اشجار سال کے اندر ہوتا ہے اور جانوروں کا تغیر اس کے مدت میں ہوتا ہے اور  
 وغیرہ کی علت سے لہذا طبی نے مدت بعد کی خدمت کو نہیں کی اور اسی طرح صاحب ہدایہ نے لکھی الطحاوی کا ان القول للمشری میں نے لکھا الطحاوی کا ان القول  
 لانه انما الرویہ جیسے مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا اور من حمل روت میں مختلف ہوں اس واسطے کہ مشتری منکر ہویت کا اور متبادر سے کہ قول کا ہے  
 وکذا انما البلیغ کنون الارود ویمانی مع باع لوفیہ خیار شرط اور یہ فالقول للمشری اور اس طرح اگر بانی نے اسکا کیا کہ مشتری نے جو چیز بھیر دی وہ بیع نہیں  
 مع قطعی بل بخیار میں یا اس مع میں بین خیار شرط یا خیار لارویہ ہو تو مشتری کا قول معتبر ہوگا یعنی وہ بیع ثابہ مذکورہ میں جب تعین بیع میں اختلاف ہوگا تو مشتری  
 کا قول معتبر ہوگا اور مع بل بخیار میں بھیر دینا بیع کا بطریق اقالہ یا بطور خیانت قولنہ یا معتبر بین یا وصف مرغوب فیر کے فوت ہونے سے ہوگا و لوفیہ خیار  
 عیب فالقول للبلیغ و الفرق ان المشری ینفرد بالفسخ فی الاول لا الاخر اور اگر بیع میں خیار العیب ہو تو بانی کا قول معتبر ہوگا اور فرق یہ ہے کہ مشتری فسخ  
 بیع میں منفرد ہو اور قسم میں بیع میں مشترک ہو مشتری کا قول معتبر ہوگا یعنی بیع میں خیار العیب میں اس واسطے کہ مشتری  
 میں عقد منفع نہیں ہوتا مشتری کے فسخ کرنے سے بلا حکم قاضی تو مشتری مدعی حق فسخ ہوا اور بانی منکر لہذا اسکا کہ قول معتبر ہوگا لکن فی المخطاوی  
 و مشتری عدل لا من تلوع ولم یرہ و بیع اولیس منہ فربا بجا القبض او وجوب و سلم رد و خیار عیب لا بخیار روتیہ و شرط الاصل ان رد بیع  
 یوجب تفریق بصفتہ و وجوب التام جائز لا بخیار لارویہ و بیع ان تمام و خیار العیب منہ قبل القبض لا بعدہ خرید کی متاع کی گھڑی حالانکہ دیکھی نہیں  
 اور ایک پڑا آئین سے بیع بعد قبض کے یا سن لیا لکن فی انہما یہ کیا اور قبضہ کر دیا تو اسکو بھیر سکتا ہے خیار العیب سے تنخا لارویہ یا تنخا لشرط سے  
 قاعدہ اسکا یہ ہے کہ بیع میں کچھ ردنا موجب تفریق صفتہ کا ہو اور تفریق بعد تمام ہو جائے بیع کے جائز یہ قبل تمام کی کے خیار لشرط اور خیار لارویہ صفتہ  
 تمام ہونے کے مانع ہیں اور خیار العیب تمام ہونے کا مانع نہیں قبل قبض کے رد قبض کے و مل ہو خیار لارویہ بعد سقوط عن الثانی لا بخیار شرط و صحیح قاضی خان وغیرہ  
 اور کیا عود کرنا خیار لارویہ بعد اس کے ساتھ ہونے کے ابو یوسف سے منقول ہے کہ عود نہیں کرتا جیسے خیار شرط بعد سقوط کے عود نہیں کرتا اور اس قول کا قاضی خان  
 وغیرہ نے صحیح کہا ہے یعنی اگر کوئی چیز من دیکھی خریدی پھر مشتری نے دوسرے کے ہاتھ بیچی یا بیس کیا اور بیس ہو گیا کہ قبضہ کر دیا پھر اسکی طرف اس چیز سے عود کیا  
 فسخ بیع یا رد کچھ تو بانی اول کی طرف پھر نہیں سکتا اس واسطے کہ بیع یا بیس یا تصرف ہو کہ ضابطہ دلالت کرتا ہے اور خیار لارویہ کا بطلان ہر بیع میں شرط ہوگی تو کیا عود کا موجب  
 قوی نہیں ہوتا لکن فی المخطاوی فروع مسائل ملحقہ فسخ کے شرعی شایاں یہ ہیں البلیغ مطالبہ بائیں لارویہ ایک چیز من دیکھی خریدی تو بانی من قبل روت کے  
 طلب نہیں کر سکتا اس واسطے کہ ہنوز بیع پوری نہیں ہوئی ولو بتایا عینا بعین فلو انما یجب رد اور اگر عاقدین نے باہم خرید و فروخت کی عین کی بعض عین کے  
 مثلاً کتاب کا بدلہ کچھ سے لکھوڑے سے کیا تو دونوں کے واسطے خیار لارویہ ثابت ہوگا لکن فی المخطاوی اس واسطے کہ ہر واحد مشتری پر اس عوض کا جو اسکو حاصل ہوگا  
 لکن فی المخطاوی عن النجاشی جاری ہے بعد وافت فقط بصفا تم و بانی ہجارتہ بعد بخیار لارویہ کو مطلق البیع کی جارحیت بصفتہ لاف ظہیرتہ لہذا اور لارویہ الدین خرید  
 لوڑی کو بیع غلام اور ہزار دم کے پھر و فون نے باہم قبضہ کیا پھر لوڑی کے بانی نے غلام کو پھر و فون اسبب خیار لارویہ کے توجہ باطل نہ ہوگا لوڑی میں یہ بانی  
 حصہ ہزار دم کے لکن فی الظہیرۃ اس واسطے کہ مذکور ہو چکا کہ اختیارات ثابت نہیں دین میں یعنی زرفندہ میں اور بیع منیعہ و لا یكون للمشری خیار فاحمل ان لا یفر  
 بربہ لسان تم بیع العوب مع النقصۃ تم الفراق یستحق الثوب المقرب فیطل خیار مشتری لاروم تفریق بصفتہ و لا یخیر لانی الشفۃ ولو اجبتہ ارادہ کیا دین  
 کی بیع کا اور چاہا کہ مشتری کو اختیار نہ رہے فسخ کا تو نہ میرا کسی یہ ہے کہ کسی کچھ سے کا اقرار کرے ایک انسان کے واسطے پھر کسی کچھ سے کو نہیں کے  
 ساتھ بیع کرے پھر مقرر اس کچھ سے کا مستحق ہوگا جسکا اقرار کر چکا تو مشتری کا اختیار زمین میں باطل ہو جائیگا بسبب لازم لے تفریق صفتہ کے



اور وہ چار زمینیں گمشدہ زمین کڈانی الاولو الجیتہ ہم طعنا وی نہ کہ انہما ان فقریٰ بنی خنقہ کے کچھ خسر زمینیں سوا سٹکے کہ اگر شیشی و دونوں میں کور کو کاتو بھی متقی کہ جسے کوا  
لیگا لہا ہوں سے اسکا اور فزنا ثابت کر کے تو وہ ہر حال میں نافذ ہو گا وہ کہ یہ خسر خود بائیں کی طرف سے پیدا ہوا اسکے اقرار کرنے سے شرعی زمینوں و واجہا جاعیہ بائیں زمینوں  
پر اسب والا لامر خرید کیا اور چتر من کو اور ایک چتر زمین عیب ہوا کہ دونوں فیضہ کو چکا ہر قہ فیضہ مغیوب ہو چکا ہر زمینیں و تینیں چٹا چکر لگیا کہ ہم نہ کور ہو چکا کہ اس  
مستحق کا حقیر و بنا خیار العیب میں بعد فیضہ کرنے کے جائز ہو سب تمام ہوجاے خسر فیضہ کے قبل قبض کے سوا سٹکے کہ یہ وہ زمینیں حقیقتاً تمام کڈانی اولو الجیتہ و لامر علیہ

باب خيار العيب

یہ باب جو خیال العیب کے احکام میں ہو فقہ نے باخلاقہ اصل اطلاق علیہ عیب لغت عرب میں وہ چیز ہے جس سے فطرۃ کیمیا ثانی ہو یعنی جو اصل خلقت میں داخل ہو  
وشرعاً ما افادہ بقولہ اور اطلاق شرع میں حقیقت عیب وہ ہے جس کو صفت نے اپنی آئینہ قول میں مذکور کیا میں وجہ شریعہ یا نقص الثمن ولبس ولبس ولبس  
عند التجار اور وہم ارباب المعشر، کل تجارت و صنعت قائمہ صفت اخذ ہر اکال الثمن اور وہ حسنہ اپنی خریدی چیز میں کسی چیز یا پانی جس سے شے گھٹ جائے ہو تو  
کے نزدیک اگر عیب غیر از ہی نقصان ہو کہ زانی انجیرہ کو قوت کو تمام ثمن دیکھ لے یا اس کو پھر دے سو اگر وہ دے وہ لوگ مردوں میں جنکو شناخت ہی تجارت اخذت  
لی ایسا کچھ صفت نے کہا ہی اپنی شرح میں ہم تو معلوم ہوا کہ فقرہ میں عیب اس کا نام جس سے قیمت کم ہو جاوے وہ فقہاء رد کے نزدیک خواہ عیب سے عیب نہ  
میں نقصان ہو یا نہ ہو بلکہ فقط نمودار ہونے سے عیب صادق آتا ہی اگرچہ نفع میں کچھ نقصان نہ ہو چنانچہ سیاہ ناخن عمدت زور اور وکلام کا عیب میں داخل ہو  
تجارت کا عام سوا سطلے کیا کہ ہے بیع مصنوعات سے ہوتی ہو تو ہاں کا گر گن کا عرف مستور ہو گا نہ تجارت کا مطلبی نے کہا تجارت میں اس کے لرگ متبرین جو صنعت  
اس کے اہل کا اعتبار ہی اتنی اور مردار وہیں کہ عیب وہ ہے جس کو سب سوداگر و بیع ارباب صنائع انھیں ان کی تجارت اور صنعت میں سے نہ ہوتی ہو تو  
میں اس واسطے اختیار ہوا کہ اس طلاق عقابے عیب کا مقتضی ہو اور شے اس واسطے نہ کہ ہو گا اوصاف کے مقابل میں کچھ نہیں چرنا ہاں اگرچہ کے بن جائے کفیل سے عیب  
پیدا ہو گا تو بقدر اس کے شے کہ ہو گا اگر مشتری اس کے لینے کا ارادہ کر لیا کہ اسے اسٹاپا عیب میں چند بقولہ کا مخطو کھنا ضروری اول ہے کہ عیب ہائے کے پاس دشت بدھ مشتری  
یا سن ۲ مشتری کو بیع کے وقت معلوم نہ ہو ہم عن القبط بھی معلوم نہ ہو اذ عیب پر بلا شقت قادر نہ ہو اور اگر مشتری قادر ہوا زار پر چنانچہ تحلیل اہرام جاریہ  
یا کپڑے سے خون کا دھواؤ انا و صورت عدم نقصان تو عیب ذمات ہو گا کہ عدم شرط برات ایک عیب ہے بیع عیب ۴ وہ عیب نوال بذیرہ قبل فسخ کے حال  
ان اہل ہو گیا چنانچہ اگر کھڑی سفیدی ہو کہ وہ ہو جاوے یا تپا نال ہو جائے تو مشتری کو کچھ خیرے کا اختیار ہو گا کہ ان کی اخطاوی و مال تمہید لے سا کہ اخطا و انا و انا  
و صورت عیب اس وقت تک اختیار چھب تک اس کا بیع میں ہو جائے تو وہ اصل مردوں میں سے ایک نے دوسرے سے شکا رول لیا پھر دو بیع اہرام ہوا  
یا ایک نے تو اب رو بیع متعین ہو بقدر نقصان پر لینا چاہیے کہ ان کی کجی و فی اخطا و صی او کل او عبد ما ذون خری شیا یا ہف و قیمت لکثر آلات کہ مرد عیب بخلاف  
خیال اشرط و الوریۃ اشباہ الاضرار و ترم و مکمل و موی و فی انشغی الیوم بالنقصان کو اشرطی بن الزکریۃ کفنا و وجہ عیبیا و لبرع الکفن جنبی الایر بیع  
او محیطین جو دسی یا دیکل یا عبد ما ذون نے کوئی چیز غرا کو خریدی کی اقصیت اس کی تین جزا ہیں تو رو بیع کرے بسبب عیب بیع کے بخلاف خیال اشرط  
اور خیال رو فیۃ کے کہ اس میں رو بیع کر سکتا ہو کہ زانی الاشبہا و صی وغیرہ کو رو بیع جائز نہ ہو بسبب ضرر ہونے قیمت او و مکمل اور موی کے اذ و فیۃ النانی  
میں کہا ہی لائق یون ہو کہ دسی وغیرہ کو بیع بقدر نقصان عیب جائز ہو مانند اس وارث کے جس نے نہ کہ سے کفن خرید کیا اور اس میں عیب پایا او کفن فیۃ میں  
شخص یعنی احسان کرے عیت کے ساتھ کہ رو بیع بالنقصان نہیں و نہ احد سے مسائل لا رجح فیما بالنقصان مذکورہ فی البرازیۃ ادیر یعنی عدم رجح  
بالنقصان ایک مسئلہ ہے ان چھ مسئلوں میں جن میں رجح بالنقصان نہیں جنہ کو رو بیع بزار یہ میں و ذکر نانی شرحنا للفقہ معزنا للفقہ اندہ قد رو با لعیب  
و لا رجح بالنقصان اور ہونے اپنی ملت کی شرح میں فقہ نے نقل کر کے نہ کر کیا ہو کہ کا ہے بسبب عیب کے رو بیع ہوتا ہو اور میں پھر لیا جانا ہو چنانچہ







بسیارہ فقط الا ان میل بالین ایضا کھڑن الخطاب رضی اللہ عنہ اور جو شخص کہ فقط اپنے بالین یا تھو سے کام لے کر جو شخص دلہے یا تھو سے بھی کام لے کر چنانچہ  
 فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا کام کرتے تھے تو عیب نہیں بلکہ عہد و سنت پر واثب و شرب غر حجاز و قماران عدیب اور سیری اور شرب مینا علانیہ  
 اور قمار بازی اگر عیب شمار ہو چنانچہ مرد و شیط کا قمار اور مانند اسکے کذا فی الخطا وی غیر الخ و عدم ستانہما لکیرین مولدین اور لوٹری غلام کا فتنہ نہوا لگر  
 بالغ و دار السلام کے پید ابھوے ہوں ہم بالغ کی قید اس واسطے لگائی کہ صغیر کا فتنہ نہ نایب نہیں اور اسی طرح جو غلام دار الحرب سے گرفتار ہو آوے  
 صغیر ہو یا کبیر اسکا عدم فتنان عیب نہیں اور قاضی خان کے فتاوی میں یہ کہ لوٹری کا فتنہ نہوا نازان سابق من عیب تھا اب ہمارے نطفے میں عیب  
 نہیں کذا فی الخطا وی و عدم شخص حجاز و قمار اکل دواب و ملاح و کذب و سیمتہ و ترک صلوة لکن فی ائمتہ ترکما فی العبد لا لایجب الردا و ردہ بولنا کھے گا اور  
 کہ کیا ناخو ر دن کا اور لوٹری غلام کا ملاح ہونا اور جھوٹ بولنا اور جہل خری اور ترک نماز عیب پر لیکن قنہ میں یہ کہ ترک نماز غلام میں موجب بیع  
 نہیں و قمار لوٹران الدار شریعہ یعنی ان تکلیف من الرولان الناس لا یرون قمارا و قنہ میں یہ کہ اگر غلام ہو کر مغموس ہو تو لائق یہ کہ مشتری رو  
 بیع ہو قمار دہا سوا سطلے کہ لوگ ایسے گھر کے لینے ہیں خواہش نہیں کرتے و فی الخطا وی حبیہ و احوال عیب اولی الذن و اشدہ لایجد العیب کثیرہ  
 برابر ان ذنہا اور قتل و سیمتہ میں یہ کہ خلل عیب ہو اگر بخوشی یا ہوش پر ہو مگر کمال پر اور اسکے سوا عیب بہت ہیں حق تعالیٰ ہلکا کرنے ہی آئین  
 حدیث عیب آخر عند مشتری لایفعل البائع قولہ بعد القبض رجب حصہ سن انہن و وجوب الارش و ادا قبلہ فلو اخذہ اور وہ کل انہن مطلقا  
 پیدا ہوا دوسرا عیب مشتری کے پاس بدو فیض بالغے کو اگر رائے کے فعل سے دوسرا عیب پیدا ہوا بعد قبض مشتری کے تو مشتری بقدر حصہ عیب  
 قدریم میں پھیرے اور عیب جدید کا جرمانہ بالغ پر واجب ہو گا اور قبل قبض کے تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اسکوئے حدیث نقصان کو کم کرے یا اسکو  
 بیع کرے کس شے کی کہ طرح یعنی خواہ عیب قدیم ہو یا نو کذا فی الجملی ہم علی نے کہا قولہ کل انہن شتاق فی قولہ اور دوسرے فقط اور اسکی کو حاجت ہے یعنی کیونکہ  
 معلوم ہو لا اشتباہ بلکہ یہ قول خلاف مراد کا مرہم یعنی قولہ فلو اخذہ کے متعلق ہونے کا کمالا یعنی معلوم کرنا چاہیے کہ حدیث نقصان و حال سے غالی نہیں یا  
 نقصان بالغ کے پاس پیدا ہوا یا مشتری کے پاس اگر رائے کے پاس پیدا ہوا اسکی پانچ صورتیں ہیں ان کے فعل سے یا مشتری کے فعل سے یا اپنی یا بیع کے  
 فعل سے یا آفت آسمانی سے سوا اگر رائے کے فعل سے ہو تو مشتری مختار ہے خواہ قدیم عیب ہو یا نو چاہے اسکو چھوٹے و چاہے بڑے حدیث نقصان کو کھٹا کر اور اگر  
 عیب مشتری سے ہو تو اس پر تمام شے لازم آئی ان کہ بعد نقصان کہ نہیں کر سکتا اور اگر نقصان قبل اپنی ہو تو مشتری مختار ہے چاہے بیع کو بے سبب نہ دیکھا  
 اپنی سے جو مانگے اور چاہے بیع کو ترک کرے اور اس پر سبب سن سابقہ کو اگر نقصان آفت آسمانی سے ہو یا بیع کے فعل سے چاہے مشتری اسکو ترک  
 کرے چاہے بے بقدر نقصان میں کھٹا کر اور اگر نقصان مشتری کے پاس پیدا ہوا ہو تو اگر مشتری یا بیع کے فعل سے ہو یا بآفت آسمانی سے تو اسکو سبب  
 نہیں کہ سبب پھیر نہیں سکتا لیکن بعد نقصان قدیم میں کہہ سکتا ہو اور اگر بالغ ناقص لینے پر رضی ہو تو چھوڑ دینا بھی جائز ہو اور اگر نقصان بالغ اپنی ہی فعل سے  
 ہو تو جو پر جرمانہ واجب ہو یا چھوڑ دینا منع ہو اور بعد حصہ عیب قدیم میں پھیر لینا جائز کہ کذا فی الجملی کہ بیع دینا مگر چھوڑ دینا تو کذا چاہیے کہ نصف نے حدیث عیب  
 ثانی کو بعد قبض فرض کیا ہو چنانچہ قولہ عند مشتری اس پر ولات کرنا ہو اور فکور ہو چکا کہ قبض کے بعد مشتری کو بعد نقصان عیب قدیم میں پھیر لینا یا بیع کرنا  
 میں جائز نہ کرنا جس نے فیض فعل بالغ کا مستثنیٰ کر لیا اس واسطے کہ بالغ کی ضماندی سے اس میں پھیر دینا مکمل نہیں بلکہ شارع پر اعتراض ہو تاہم ہر فعل اجنبی کا  
 بھی یہی حکم ہے جو بالغ کے فعل کا حکم پر تو شارع پر لازم تھا کہ وہ ان کتاب فی فعل البائع اوالاجنبی کذا فی الجملی لغصا ولو بہن البائع علی حدیثہ و مشتری علی قدرہ  
 فاعقول للبائع والبیعہ مشتری اور اگر کوہ لا بالغ عیب کے جدید ہونے پر مشتری کوہ لا یا اسکے قدیم ہونے پر بالغ کا قول معتبر ہو اور گواہ مشتری کے مقبول ہیں  
 ہم نہر الناس میں قاضی خان کی شرح سے صحیح ہے کہ دو صورت عاقدین کی گواہی کو مشتری کی گواہی مقبول ہے کہ کوہ نہر ثبوت اختیار ہو اور قول بالغ کا معتبر ہو کہ کوہ





تو سائل مذکورہ میں مشتری کچھ بھی رجوع نہیں کر سکتا بسبب منع ہونے روکے اس کے فضل سے ہم عربی کے کلام میں متقاضی ہونے کی وجہ سے مذکورہ اور  
 شرح مجمع میں قبل روست جلی نے کہا روایت مجمع ہی حق ہے والا ان سائل میں یعنی اتفاق بالمال سے آخر تک اور سائل سابقہ میں یعنی بیع اور بیع و امان  
 اور تہذیب و دولت میں نہیں رہتا والا اصل ان کے موضع البائع اخذہ میسبب ایچ باخر اجین مگر والا بیع اشتراک اور قاعدہ کلیہ ان سائل میں یہ ہو کہ جہاں کہیں مال کا  
 بیع کا عیب لیا نہ دے ہو تو وہاں مشتری ثمن کو بقدر نقصان پھرے نہیں لکنا بسبب اخراج بیع کے اپنی ملک سے والا پھر سکتا ہو کہ انی الاختیار مخر الا  
 میں ہو کہ اس قسم کے سائل میں اصل یہ کہ سبب رجوع منع ہو مشتری کے فعل مضمون سے چنانچہ قتل اور تلیک غیر تو رجوع بالنقصان منع ہو اور جب  
 نقص ہو بلا جہت مشتری یا مشتری کی جہت سے ہو مگر ثمن غیر مضمون چنانچہ ہلاک ہونا آفت آسمانی سے یا بیع کا کم ہو جانا یا زیادہ ہو جانا یا طبع پر کم مانع ہو ہو یا  
 اشتقاق اور تدریج اور ابتداء تو رجوع بالنقصان منع نہیں لکنا فی الطحاوی وغیرہ الفتوی علی قولہما فی الاصل اور القضا فی اور اختیار میں یہ کہ فتوی صاحبین  
 قول پر ہر اکل طعام میں اور ثبات رکھا ہو اس کو قسطنی نے ہم ذکر فتوی عنقریب مذکور ہو چکا تو مگر ہو گیا مشتری بخیرین و اولیٰ طبع کجوز وقت و ناکسہ  
 خود جہاں سے اس سے منع ہو ولو علف الدواب فلان لم تناول منه شئ یا بعد علیہ نقصان خرید کی ادھر سے اور جہاں سے اس کے مانع کو بی چیز چنانچہ انوش  
 یا اگر کسی کھیر اچھڑا اس کو تو اس کا یا اگر بلا جان فی انتفاع ہو اگرچہ جانوروں کا چارہ ہو سکے تو اس کو بقدر نقصان ثمن پھر لینا جائز ہو اگر انھیں سے بعد عیب  
 دریافت ہونے کے پھر نہ کھایا ہو یعنی بعد کھانے کے کچھ پھر لینا درست نہیں لکنا فی انہ الا اذا رضی البائع بکے عیب کہ بائع اس کے پھر لینے پر راضی ہو تو رجوع  
 نقصان جائز نہیں ولو علم بعیب قبل کسرو فلہ ردہ اور اگر مشتری اس کا عیب جان گیا قبل اس کے توڑنے کے تو اس کو پھر دینا جائز ہو  
 وان لم ینتفع بہ اصلا فاکمل الثمن لبطان البیع اور اگر لائق انتفاع نہ ہو اس طرح پر کہ انڈا گندہا ہو یا لکڑی کو دی ہو یا اخروت خالی سے منہ ہو  
 بل ثمن مشتری کا ہو بسبب باطل ہونے بیع کے اس واسطے کہ توڑنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ مال نہیں لکنا فی انہ ولو وجد اکثرہ فاسد اکتفاء  
 عندہ یا نہ اور اگر اکثر انڈوں اور خر بوزوں کو فاسد پایا اور اکثر کو صحیح تو بقدر صحیح بیع جائز ہے صاحبین کے نزدیک لکنا فی انہ ہم نسبہ میں یہ  
 کہ صاحبین کا قول اصح ہے تلیل وہ جو جس سے اخروت خالی ہوتے ہوں عادت میں چنانچہ سومین ایک اور دو تریک دس میں اکثر یہ چنانچہ قسطنی  
 معنی یہ کہ اگر مشتری نے عیب نہیں دیکھا تو اس کو ان کے ثمن لکنا فی انہ الغائب و فی الجبھی لو کان سنا ذابا فاکمل ثم اقر بالتمہ بقدر فاقہ فیہ رجوع بالنقصان عیب  
 عندہ ہا دیق و جبھی میں یہ کہ اگر کسی کھیر اچھڑا ہو اور اس کو مشتری نے کھایا پھر اس کے بائع نے انھیں چوسے کہنے کا اقرار کیا تو مشتری نقصان عیب کو  
 پھر نہ صاحبین کے نزدیک اور اسی کا فتویٰ ہم دیکھتے تھام گئی کی قیمت کیا ہے پھر جس گئی کی جو اس غباست سے جس سے ہو گیا ہو پھر قضاوت کو  
 بائع سے پھر لکنا فی الطحاوی و بیع ما استسترہ فرا مشتری الثانی علیہ بعیب ردہ علی البائع لو رد علیہ بقصفت الا ان فیہ ما یجثم  
 عیب آخر عندہ فانہ رجوع بالنقصان مثلاً زید نے بیچا اس کو جس کو خرید کیا تھا خالد سے مشتری ثانی نے رد کر دیا وہ چیز پھر دی بسبب عیب کے  
 تو زید اس کے بائع کو لینے خالد کو پھر دے اگر بیع حکم قاضی ہوا ہوا سو اسطے کہ رد حکم قاضی ہو پھر اصل بیع کا تا وقتیکہ مشتری ثانی کے پاس دوسرا  
 عیب ہو اس عیب قدیم کے سپرد ہو گیا ہو تو اب مشتری ثانی نقصان پھر لگام مشتری ثانی کے رجوع کی اس واسطے قید لگائی کہ اگر بیع کچھ  
 مشتری عیب قدیم پر مطلع ہوا اور دوسرا عیب اس کے پاس پیدا ہوا اور اس سے عیب قدیم کا نقصان پھر لیا تو امام کے نزدیک بائع اس کے بائع سے  
 لینے مشتری اول بائع سے عیب قدیم کا نقصان نہیں پھر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک پھر سکتا ہو کہ انی الطحاوی عن الحسن و عبد الوہب  
 قبضہ قوی قبل ردہ مطابقاً غیر اختار کار و بخیار رویت او شرط را رد یعنی رجوع کے واسطے حکم قاضی کا شرط ہونا اس وقت یہ جب کہ مشتری  
 ثانی کے قبض کے بعد ہوا ہر سو اگر مشتری ثانی نے بیع کو قبل قبض کرنے کے پھر دیا تو مطلقاً خودہ نقصان ہو یا رصنا پھر سکتا ہے



غیر انسانی میں مانند دوزخ ناراضی اور خدا لاشر کے کذا فی الدرر میں اگر شری ثانی نے خیا لاریت یا خیار الشرط میں روح کی تو مشری اول کسی بھی  
 اسکے بلے بطلان جائز ہو خواہ بقضا ہو یا برضا تو فی شبہ ہو مطلق میں اور انسانی کو اس واسطے استثنائے کیا کہ اس میں شری اول بائع پر نہیں کر سکتا بدون کم یا  
 کذا فی الخطاوی واما ادباع بل اطلاع علی اسب قلوبہ فاراد مطلقا جواز سے لینے ہوا زور سے وقتہ جب کہ مشری اول نے اس کو بجا ہو عیب پر  
 صلح ہونے سے پہلے سو اگر بعد اطلاع کے بیچ کی تو مطلقا جواز نہیں کذا فی الجرح لینے اگرچہ بکرم قاضی ہوا اس واسطے کہ بیچ کرنا بعد اطلاع عیب بل بیخدا نہی  
 کی و ہذا فی غیر التقیین لعدم تعینہ اقلہ و مطلقا شرح جمع اور لینے تفصیل مذکور روح میں باعتبار قضا اور رضا کے تقدیر کے غیر متناسب ہے پس تقیین  
 ہونے تقدیر کے بیچ میں تو تقدیر میں مطلقا بیچ جائز ہے کذا فی شرح ایچ ہم بحر الزانی میں کہ بیچ میں عین ہونے کی قید لگائی تا صفت سے اجتناب ہو جاوے  
 اس واسطے کہ عین روح فسخ ہو بلا قضا و رضا اس واسطے کہ دینا تقیین نہیں مقدیر میں تو جبکہ دینا درم سے سولے کے پیر و تار دوسرے کے ہاتھ بیچے پیر مشری  
 ثانی نے دینا میں عیب پایا واما اس کو پھر دیا تو مشری اول بائع کو بیچنے کے کذا فی الخطاوی و اور وہ رضاء بلا قضا والا وان لم یحدث مثلی الاصح لان اقل  
 اور اگر مشری ثانی نے بیچ کو مشری اول کی رضا سندی سے پھر دیا بلا حکم قاضی تو مشری اول اس کو بائع پر نہیں پھر سکتا اگرچہ وہ ایسا عیب ہو جس کا صلح  
 نہ پیدا ہو تا ہوا قول صحیح میں اس واسطے کہ وہ اقلہ ہوا اور وہ بیچ جدید یا ثانی بائع کے حق میں کذا فی انہرم اور قول غیر صحیح ہے کہ عیب باعث حادث نمونہ کا  
 بیچا جو زائد اقلی تو اس کو مشری اول بائع پھر سکتا ہوا اس واسطے کہ بالیقین ثابت ہو کہ عیب بائع اول کے پاس موجود تھا کذا فی شرح ادعی عیب موجب  
 الفسخ اور حاکم بن عبد قیس نے بیچ کو مشری علی دفع الثمن للبائع بل پیر میں مشری اثبات اسب اور حلف بالکس علی انفسہ ویدفع الثمن  
 ان لم یکن شود مشری نے دعوی کیا اس عیب کا جو موجب فسخ کا کم کرنے میں کا ہو بعد قیضہ کرنے بیچ کے تو مشری پر جبر نہ ہوگا بائع کو ثمن دینے پر  
 بلکہ گواہ لاوے مشری اثبات عیب کے یا بائع اس کا قسم کھاوے نفی عیب پر اور مشری ثمن دے اگر گواہ نہیں وان ادعی قیضہ شمولہ دفع  
 الثمن ان حلف بالکس اور اگر مشری نے اپنے گواہوں کی مدد حضور کی کا دعوی کیا تو ثمن دینا چاہیے اگر بائع نے نفی عیب کی قسم کھائی ہوم اگر مشری  
 اس کے بعد گواہ لاوے گا تو ثمن پھر لایا جائیگا واما قول احمد بن محمد بن ابی ثناء ایام اجلہ اور اگر مشری نے کہا کہ میں گواہوں کو حاضر کرنا ہوں تو ثمن دے تاکہ قاضی اس کو  
 حلف دے واما قول لابنہ فی خلفہ ثم انی ہا قبلت خلافا لہما صح اور اگر مشری نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں اور قاضی نے بائع سے قسم لی پھر مشری گواہ لاوے  
 تو شواہد قبول ہوگی بخلاف صاحبین کے کذا فی الفسخ و لزم حبیب بنکھو لہ ای البائع عن اقلہ و عیب لازم ہوگا بائع کے قسم نہ کھانے سے اس واسطے کہ  
 انکار قسم سخت ہو اس واسطے کہ کذا فی الفسخ ادعی مشری ایا قاضی لا یشرط لہ وجود اسب عندہ بل مقررہ وجون لم یحلف بالکس اذا انکر قیامہ  
 للحال حتی یرجع مشری انہ ابن عبدہ فان یرجع حلف بالکس عندہ یا لا یقوی و ما سرق و اذن قطوفی الکلیہ بالکس یا لا یقوی  
 بیچ بطلان الرجال لا اختلاف فیہ و اگر مشری نے غلام کے بچا گئے کا دعوی کیا اور بچا گئے کے مانند وہ عیب ہو جس کے پھر دینے کے واسطے موجود عیب  
 حاکم بن عبدہ کے پاس نہ شروط و بیچا نہ قبول اور مقررہ وجون تو قسم لینا لگی اس کے بائع سے جب وہ اس عیب کے بالفعل موجود نہ ہوگا مگر متواتر تیکہ  
 مشری گواہ لاوے پھر کہ غلام بچا گیا مشری کے پاس سے تو اگرچہ امر بگرا ہی نامت کر کے تو قاضی صاحبین کے نزدیک اس کے بائع سے بیچ کا  
 کہ قسم خدا کی کہ وہ کبھی نہیں بچا گا اور مشری کی اور وہ دواہ ہوا وجون غلام میں ہونے قسم کھانے کا قسم خدا کی کہ وہ نہیں بچا گا جب کہ وہ وجون مردوں کے  
 بار ہوا بیچا بسبب مختلف ہونے کو شکی کے طفلی اور جوانی میں یعنی اقلی دن کے شکی شیب نہیں اور جوانی میں عیب ہو گا مگر اس کا تمام اور اگر بائع نے قیامہ  
 فی الحال کا فر کیا تو اس سے سوال ہوگا کہ میرے پاس بھی عیب موجود تھا تو اگر اس نے اس کا بھی اقرار کیا تو پھر دیا جائیگا مشری کی التماس سے اور اگر وہ  
 عیب کا اپنے پاس انکار کیا تو مشری سے گواہ طلب ہوگا اس پر کہ عیب بائع کے پاس بھی موجود تھا سو اگر اس نے گواہوں سے ثابت کیا تو پھر دیا جائیگا

اور اگر مشتری کو ادب یا تو باطل سے قسم لیا جائے کہ نہانی اندر علم ان عیوب الزام خفی کا باقی و علم حکم معلوم کر کہ عیب چند قسم ہیں ایک قسم کا عیب مخفی ہے  
چنانچہ بھنگا کتا اور کتا کلم معلوم ہو چکا ہم یوں معلوم ہو چکا کہ گاہے تحقیق ہو عیوب کا عاقلین کے پاس یا وجود اتحاد حالت شرط یا اور گاہے شرط نہیں  
اسکو اختیار ہی قبول اور زمین کو اگر جبکہ دوسرے عیوب ایسے ہیں پید ہونے کا مقدم کر چکی کے مانند عیب جو معلوم نہ ہوں بدین تجربہ اور دلائل کے چنانچہ  
بول فی الفرائض اور بدین کذا فی الطحاوی و نظائر کو روحم و صبح زائداۃ اوقاتہ فیقتضی نالہ بلا یمن اللہ تعالیٰ بہ اذالم مع الیٰہی بہ اور دوسری قسم غائب  
چنانچہ عیب مخفی اور بنگی اور زیادہ یا کم انکی توجہ تاحسی ردیج کا حکم کرے بدون قسم لینے بلکہ کہ سبب یقین ہونے اس عیب کے مشتری اور رائے کے پاس  
جبکہ باطل ہے یہ دعویٰ نہ کیا ہو کہ مشتری اس عیب سے راضی ہو گیا تھا اس طرح اگر رائے نے دعوے کے کیا کہ مشتری اس عیب کا اذق تھا خود کے  
وقت یا اسے برا عیب کا دعوے کیا سو اگر اسکا دعوے ثابت ہو گا تو ہوں سے یا مشتری کے اقرار سے تو حکم رد نہیں ہو سکتا والا مشتری سے قسم  
نیو جائیگی پھر اسنے اگر قسم کھائی تو پھر دے اور اگر قسم سے انکار کیا تو رد منع ہو کذا فی ائمہ والافیر اللہ علیہ وکبہ فیقنی قول عدل ولا ثبائہ عند اللہ  
قول عدلین اور تیسری قسم وہ عیب جو جسکو کوئی نہیں جانتا سو اسے اطلب کے چنانچہ وہ دگر و گرا نکات کرتا ہر ایک مادل طبیب کا قول اور اس عیب کے  
ثابت کرنے کے واسطے اس کے باطل کے پاس و دعا عدل یطیرون کا قول کافی ہو مگر اگر قاضی خود طبیب ہو تو خود اسکو دریافت کرے کذا فی ائمہ علیہ السلام  
والافیر فلا لاشاء و کون فیقنی قول الواحدۃ ثم تحلف البائع عینی اور چوتھی قسم وہ عیب جو جسکو کوئی نہیں جانتا مگر عدلین چنانچہ عورت کی شرط مکہ کا  
تو ایک عورت کا قول کافی ہے پھر باطل سے قسم لینے کذا فی ائمہ عینی میں یوں مذکور ہے کہ عیب فی الحال میں ایک نقد عورت کا قول کافی  
پھر اگر یہ اختلاف بعد قبض کے ہو تو رد مع نہیں عدلین کے قول سے بلکہ تحلف باطل ضروری ہو کذا فی الطحاوی قلت و فی غیاس مالہ فی غرہ الرجال  
والنساء و فی طرح قاضی خان شری جاریہ و ادعی ائمہ خفی حلف البائع میں کہتا ہوں باقی رہی یا پھر میں قسم عیب کی جسکو مرد و دو کچھن دعوتین ہو  
قاضی خان کی شرح میں ہے کہ خرید کی نوڈی اور مشتری نے دعوے کیا کہ وہ خفی ہو تو اس میں باطل سے قسم لینے عیب اسکو مرد و دو کچھ کے دعوت  
تو چوتھی قسم باطل انفصال کا کوئی طریقہ نہیں مستحق بعض المبیع فان کان استحقاقہ قبل القبض لکل خیر فی اکل التفرق اصفیٰ بعض مع غیر باطل  
کی ملک کا استحقاق ثابت ہو اسکا اگر استحقاق قبل قبض کرنے کے مع کے ہو تو مشتری ہر ایک فی اور بشی میں مختار ہے چاہے باقی میں مع قائم رکھے  
چاہے پھر دے سبب متفرق ہونے صفقہ کے ہم کل ثانی سے کل مع مرد و زمین جیسا بعضوں نے سمجھا ہوا سو اسے بعض سختی میں مع باطل ہو سکتا ہے  
فی اور بشی مرد کو کذا فی الطحاوی وان بعد خیر فی الیٰہی لانی غیرہ لان عیب لا یبطل فی عیب لا یبطل اور اگر استحقاق بعد قبض کے ہو تو مشتری مختار ہے  
ذخیر فی میں اس واسطے کہ بعض فی عیب ہو سکتی ہے چنانچہ وہ گناہ لینے اگر استحقاق سے باقی میں عیب پیدا ہو چنانچہ گناہ با زمین یا غلام یا مشتری  
باقی میں مختار ہے چاہے اس کے حصے کے موافق ثمن دیکر نہ چاہے پھر دے اور اگر بیع و چیز ہوں جو بشرہ لاشی و ادھ کے بین کام میں پھر ایک چیز سختی میں  
بھی ہو سکتا ہے باقی میں خیار ہو اور اگر استحقاق سے عیب نہ ثابت ہوتا ہو باقی میں چنانچہ بیع و دیکر سے یا د غلام ہوں پھر ایک سختی میں عیب لا یبطل اور اگر  
سختی غیر ہو تو اسکی بعض میں ضرر نہیں تو باقی کا لینا مشتری کو لازم ہے اس میں اختیار پھر کرنے کا نہیں کذا فی شرح وان شری عین فی بعض احد ہما  
دون الاخر حکم حکم باطل فیضما فلا یجوز اویب احد ہما خیر اور اگر و چیزین خریدین سوا یک برقصہ کیا دوسری ہو تو اسکا حکم وہ ہو جو باطل  
قبض کا حکم ہے لینے اگر ایک میں استحقاق یا عیب ثابت ہو تو مشتری مختار ہے و ہوا خیار العیب بعد رویۃ العیب علی التراحم علی العیوب فی الخلدی  
غریب ہو اور وہ لینے خیار العیب بعد دیکھنے عیب کے ترافی پر لینے فی انور نہیں بنا بر قول متقدم کے اور وہ جو حاوی میں ہے سو غریب ہی  
لینے قول ضعیف ہو کذا فی الجرم حاوی میں ہے کہ اگر مشتری نے بد عیب دیکھنے کے باوجود قدرت علی الرد کے رکھ لیا تو یہ رضا مندی ہے یعنی اب

لہذا یہ شرط ہے کہ اگر ایک میں عیب ثابت ہو تو مشتری مختار ہے کہ دوسرے میں لینے یا رد کرے







مشتري انبر اپنے بالغ سے من پھیرے اور وہ اپنے بالغ سے نہ پھیرے اس واسطے کہ وہ بزرگ عیب کے کذا فی الطحاوی و صحیح المصنف بشرط البراءة من کل عیب وان لم یسم ظلاً فالشفا فی لان البراءة عن حقوق الجمول بالصح عندہ وفتح عندنا عدم اضافة الی النازقة ویدخل غیره للوجود والحادث بعد التقبل العقب فلا یردہ لیسب الاصح یفتح بشرط بری الذمہ ہونے کے عیب سے اگرچہ بالغ نے عیب کو مبین نہ کر دیا ہو بخلاف ما تمثلی کے اس واسطے کہ بری الذمہ ہونا حقوق الجمول سے اگلے نزدیک صحیح نہیں اور ہمارے نزدیک صحیح ہوا اس واسطے کہ عدم تعین برأت من سزا عت کو نہیں ہونگائی اور اس شرط میں داخل ہر وہ عیب موجود ہو قبل عقد کے اور جب پیدا ہو بعد عقد قبل قبض کے تو اب مشتري فتح کو پھیر نہیں سکتا ہم براءت عیب کی یہ صورت ہے کہ بالغ نے مشتري سے کہا کہ میں نے یہ غلام تجھے ہاتھ پر اس شرط پر کہ میں بری الذمہ ہوں عیب سے کذا فی التمر تو اب مشتري کسی عیب قدیم یا حادث سے اسکو پھیر سکتا اس واسطے کہ غرض اس شرط سے یہ ہے کہ عقد لازم ہو جائے اور مشتري کا حق درباب سلامت عیب ساقط ہو اور یہ حاصل نہیں ہوتا کہ عیب قدیم اور حادث کی براءت سے سخاوت بالغ عیب کا عالم کیا ہو یا پھر بشرطی اسکا و اتفہا بانہا اسکی طرف اشارہ کیا ہو یا نہ ہو خصوصاً مالک بالاجودہ کقولہ من کل عیب بل و محمد اور امام مالک نے براءت کو عیب موجود کے ساتھ مخصوص کیا یہ عیب حادث کے ساتھ چنانچہ یون کہنا بالغ کا کہ میں بری الذمہ ہوں اس کے عیب سے عیب موجود کے ساتھ بالانفاق مخصوص ہے تو افسوس عیب حادث بالا جماع داخل نہیں کذا فی البحر یعنی اگر بعد عقد قبل قبض عیب پیدا ہو گا تو اس صورت میں مشتري پھیر سکتا ہے اور حال ما یحد صرح عند الشافعی وفسد عند الثالث نہرا اور اگر بالغ نے کہا کہ میں بری الذمہ ہوں اس عیب سے جو پیدا ہو تو صحیح ہے اور یوسف کے نزدیک اور فاسد ہے یہ صحیح کے نزدیک کذا فی التمر اس واسطے کہ اگر محتمل اضافة کا نہیں تو یہ بشرط فاسد ہوئی اور ابو یوسف کی یہ دلیل ہے کہ غرض اس کا بجا ہے ہر اس طرح پر کہ مستحق سلامت عیب افسوس نہیں نہ کذا فی الحلبي ابراہ من کل امر ہو علی المرض قبل علی مافی الباطن و اعتمادہ مصنف بتیالا اختیار اور مجرہ لاند احدوتی فی إعادة و ما سواہ فی احرف مرض بالغ نے ابراہ کیا ہمارے تو وہ مرض پر محمول ہو یا بوضوہ نے کہا کہ باطن کے مرض پر محمول ہوا اور اس کی قول ثانی یہ صنف نے اختیار کیا ہوا اور مجرہ کا ملع ہو کر اس واسطے کہ لفظ دا عادت میں مرض باطنی میں مشہور ہو اور صوبہ بیماری باطن کے عرف میں مرض مشہور ہے ہم مذہب مشہور یہی ہے کہ دا عطلق مرض ہوا اس واسطے کہ گفت میں ظاہر اور باطن دونوں کو دا کہتے ہیں لیکن عرف میں ہیث کی بیماری کو دا کہتے ہیں چنانچہ قلی یا فاسد جین کی بیماری کذا فی التمر ولوا براہ من کل غائلم فی اسرقة والا باق والارناؤد بالغ نے ابراہ کیا ہر غائلم سے تو غائلم سے مراد سرقة اور گھنگلی اور زنا ہے ہم ہر جن گفت میں غائلم یعنی شراب دہی ہے لیکن یہ تخصیص عرفی اس واسطے ہو کہ در احکام عرف پر ہر اشتري عبد افعال لمن سادہ ما یاہ اشتہر فلا عیب بہ فلم یفتق بینما التمر فوجہ اشتري بہ عیبا فلم یردہ علی بالغ بشرط ولا ینفع من الراد علیہ اقرارہ السابق بعدم لیسب لاند مجاز عن التمر فوجہ خرید کیا غلام کو پھر مشتري نے اس سے کہا جو اس خریداری کی گفتگو کا تھا کہ تو اس غلام کو خرید کر افسوس کوئی عیب نہیں پھر دونوں میں بیع کا اتفاق ہوا پھر مشتري نے اس غلام میں عیب پایا تو اسکو پھیر دینے کا اختیار ہو اس کے بالغ کو بیع کی شرط کے موافق اور پھر دیشہ کا مانع نہ ہوگا اسکا اقرار عدم عیب کا اس واسطے کہ وہ مجاز ہے ترویج سے ہم لینے آدمی عیب سے کہ خالی ہوتا ہو تو قاضی یقین کرے گا کہ نفی کرنا مطلق عیب کا ظاہر اور مبین لہذا اسکا کلام ترویج مال پر محمول ہو گا چنانچہ عیب کا انما بنی لوئدی سے یا زانیہ یا مجرہ عیب کا اقرار نہیں بلکہ شتم پر محمول ہے اور رواج کی شرط گواہ ہیں یا اقرار بالغ کا یا انکار شتم کذا فی المحلل فی ولو عینہ او العیب فقال لا عورہ اول شلل لا یردہ لاحاطہ العلم بہ الا ان لا یحدث مثلاً اصبح براءۃ فوجہ براءۃ لہد یفتق کذبہ اور اگر مشتري نہ کر نے عیب کا تمام لیا اور یون کہ اس شخص سے جو خریداری ظاہر کرتا ہے کہ اس غلام میں عیب یک چشمی یا بیکاری دست نہیں اور اسے نہ خرید لیا اور پھر یہی عیب افسوس ظاہر ہو تو اب مشتري اسکو پھر نہیں سکتا بسبب دریافت ہونے اس عیب کے بخوبی تمام

مگر یہ کہ الیاس عیب ہو کہ ویسا پیدا نہیں ہو جاتا چنانچہ بائبل کا یون کہنا کہ اُسکی زائد انگلی تین پیرشتی نے زائد انگلی اُس میں پائی تو اس کے  
 اس صورت میں پیر و بنا جاتا ہو یا جو فنی عیب مذکور سبب متیقن ہو جائے اُس کے جوت کے قال لائے عید یہذا آتی فاشتره منی فاشتره  
 و باع من آخر فوجدہ اشتري الثاني ان بقا ليرده بما سبق من اقرار البائع الاول بالمہم من انہ اذ باع عنده لان اقرار البائع  
 الاول ليس بغير حيل البائع الثاني الموجود عند السكوت كما دوسرے سے کہ میرا یہ غلام جھگڑا ہوا تو اُس کو مجھے خرید کر لے سوئے اُس کو مل لیا اور دوسرے  
 شخص کے ہاتھ چا پھر پیرشتی ثانی نے اُس کو جھگڑا پایا تو پیرشتی ثانی اُس کو پیرشتی نہیں سکتا بائبل اول کے اگلے اقرار سے ناواقفیت کے گواہوں سے ثابت ہے  
 کہ وہ اُس کے پاس سے بھاگا اس واسطے کہ بائبل اول کا اقرار ثبت نہیں بائبل ثانی جس سے سکوت حاصل ہوا اور بائبل ثانی کی سکوت بائبل اول کے  
 اقرار کا مصدق نہیں ہو سکتا لہذا فی الخطا دی و اشتري جارحہ لہذا البین فاشترعت صبیالہ ثم وجد بہا عیالیا کان لہ ان یرد بالانہ بخلام  
 خرید کی شہید وار لو نہ ہی سوئے دودھ پلایا پیرشتی کے رکے کو کچھ اُس میں عیب پایا تو اُس کو پیرشتی کا اختیار ہوا اس واسطے کہ دودھ پلایا ناخذت لہا  
 ہم لینے اور خدمت لیکر پیر و بنا جاتا ہو یا جو فنی عیب مذکور سبب متیقن ہو جائے اُس کے جوت کے قال لائے عید یہذا آتی فاشتره منی فاشتره  
 علفناہ علی النار بخلانہ اس بکری کے جو کم پیرشتی سوئے اُس کے بائبل نے تھن بنا دے لینے دو چار روز دودھ نہ دیا نہ اُن میں دودھ جمع ہو رہے اور پیرشتی  
 انگن کر کے بہت دودھ والی ہو تو اس بکری کو نہ پیرشتی اُس کے دودھ کے ساتھ یا ایک صاع کچھ کر کے ساتھ لیکر بقدر نقصان تھن پیرشتی بقول غنار  
 لہذا فی شرح الجمع اچھٹے اسکی پیرشتی کی ہر نام کی شرح میں کمال مستخدم رہا فی غیر ذلک فنی الیوب و لا اذ اذ کان نوع آخر و فی انصری انمرہ لیس برضی الاعلے کو ان  
 لان الناس یترسون فیہ وہو لا اختیار و فی البراۃ فیہ الصیحہ انہ رضی فی المرقۃ الثانیۃ اذ اذ کان نوع آخر و فی انصری انمرہ لیس برضی الاعلے کو ان  
 بحرچا پھر اگر پیرشتی نے خدمت لی تو نہ ہی سے دودھ پلایا اُس کے سوا کسی اور کام میں تو پیر و بنا جاتا ہو یا جو فنی عیب مذکور سبب متیقن ہو جائے اُس کے جوت کے  
 ہونے عیب کے باعتبار استحسان کے رضامندی نہیں اس واسطے کہ استخدا میں ہر لوگوں کے نزدیک وسعت ہو تنگی نہیں اور  
 استخدا م آزمایش کے واسطے بھی ہوتا ہو کہ مملوک لائق کار ہو یا نہیں اور بزار یہ میں ہو کہ صحیح قول یہ ہو کہ دوبارہ خدمت لینا رضامندی کو  
 اگرچہ مملوک سے دوسرے قسم کا کام لیا تو رضامندی نہیں اور پیرشتی میں ہو کہ ایک بار خدمت لینا رضامندی نہیں مگر مملوک پر زبردستی کر کے  
 خدمت لینا البتہ رضامندی کی دلیل ہو کہ لانی اجر اس واسطے کہ آدمی اپنی مملوک پر جبر کرتا ہو نہ غیر کی مملوک پر قال پیرشتی لیس بیلے بائبل  
 اصبح زائدہ او نحوہا مما لا یجدر شغلہ فی ملک الدۃ ثم وجد بہ ذلک کان لہ الروبلین لہما پیرشتی نے کہ کہ بائبل میں زائد انگلی پایا نہ  
 اُس کے ویسا عیب نہیں جو اتنی مدت میں پیدا ہو سکے پھر اس اقرار کے بعد وہی عیب پایا جا سکا وہ انکار کر چکا تو اُس کو پیرشتی کا اختیار ہوا اس واسطے کہ  
 قسم کے بلیل لگائے نہ فنی عیب مذکور میں کذب پیرشتی متیقن ہو کہ یہ لگائی اتنی مدت میں پیدا نہیں ہو سکتی تو معلوم ہوا کہ یہ عیب قیوم  
 جو بائبل کے پاس موجود تھا باع عبد او قال لپیرشتی بریت الیک من کل عیب بہ الا بالابق فوجدہ البتہ اقلہ الروبل و قال  
 الا بالاق لہ لانہ فی الاول لم یصف الباق للعبد ولا وصفہ بہ فلم یکن اقرار بالابقہ للعال و فی الثانی اضافہ لہ انہ کان اخبارا بانہ آتی فنی سکون  
 را ضیا بہ قبل اشتراک خانہ پیر غلام کو اور پیرشتی سے کہ کہ میں بری الذمہ ہوا میرے جانب اس کے عیب سے سوائے کہ تنگی کے پیرشتی اُس کو  
 پیرشتی نے جھگڑا پایا تو اُس کو پیرشتی نے کذب پیرشتی متیقن ہو کہ یہ لگائی اتنی مدت میں پیدا نہیں ہو سکتی تو معلوم ہوا کہ یہ عیب قیوم  
 تو پیرشتی کا اختیار نہیں اس واسطے کہ پہلی صورت میں بائبل نے تنگی کی نسبت غلام کی طرف نہیں کی اور اُس کو موضوع ہر تنگی کیا تو اس کا  
 قول غلام کی فی الحال کہ تنگی کا اقرار نہ ہوا اور دوسری صورت میں کہ تنگی کو اُس کی طرف نسبت کیا تو اس نے خبر کر دی کہ نہ جھگڑا ہوا تو پیرشتی





اور ہم شتری کو دے اور شتری اسکو نہ پھرے تو جائز ہے اور یہ صاحب الحرمین کا گناہ و بنا قرار دیا جاوے گا ہم بحر الرائق میں کہا کہ یہاں تک غلام ہو گیا کہ لڑائی یا حبس یا قتل وغیرہ وقت قیامت قبض کے دریافت ہونے سے یا مرضی ہو جانے سے بعد بیع اوقیف کے بعد شتر طرہ بابت ہر عیب سے کہ کسی چیز صلیغ کہنے سے وافی الحکس و جہاں غلامان بیع شتری اللہ راہی البائع و بدو علیہ بالبیع اندلا و جہاں غلام رشوہ فلا یجوز اور بالعکس اس کے وہ ہے کہ دونوں صلیغ کرین کہ شتری چند دراجم البائع کو دیکر بیع پدید سے صحیح نہیں اس مسئلہ کے اس دینے کی کوئی وجہ نہیں سو شروت کے تو جائز نہ ہو گی کیونکہ شروت حرام نہیں سو اگر ان کی مصلحتا میں اسکو ہتھانہ کہتے ہیں سو معلوم ہوا کہ حرام ہے کیونکہ شروت ہر الباقیہ لہذا دیکھی کی شریعت قہری میں ہے کہ شروت اور یہ میں یہ فرق ہے کہ شروت وہ جو ایک شخص دوسرے کو کچھ دے بشرط اسکی اعانت کے اور یہ میں اعانت شرط نہیں و فی الصغری ادعی عیبا فصلا لہ علی مال ثم بری او لہ ان لا عیب فیہ لطلبان ان بیع با ادی دل و زال بمجاہد شتری انقضاء و بدو غری میں ہے کہ شتری نے عیب کا دعویٰ کیا اور البائع نے اس سے مصداق کر لیا کچھ مال پر پھر وہ عیب زائل ہو گیا یا ظاہر ہو گا اس میں کچھ عیب نہیں تو بائع کو جائز ہے کہ وہ باہر اسکو بھیجے اور اگر عیب زائل ہو شتری کے صاحب کر کے تو یہ بیدار جائز نہیں لکن انی انقضاء رضی الوکیل بالعیب الزم الموکل ان کان البیع مع العیب الذی یبایع او یاشن اسمی والا سیادہ لا یزیم الموکل راضی ہو گیا وکیل بیع عیب سے تو موکل کو یہ بیع لازم ہو گی اگر بیع اس عیب کے ساتھ جو اس میں موجود ہے قیمت میں برابر ہو جن مسمی کے اگر اگر قیمت اسکی ثمن میں سے برابر ہو تو موکل کو بیع لازم نہیں چاہے تو یہ پھر سے فروغ مسائل مٹھ شائع کے لاکل لکھان لیب فی بیع او شن لان انش حرام الا فی سلسلین حلال نہیں چھپا یا ہے با بیع یا شن میں اس واسطے کہ غنن لینے تالیس اور اخذ عیب حرام ہے مگر دو صورت میں حرام نہیں الاولی الا یہ شتری تنذیاً نہ دفع ثمن مغشوشا جاز ان کان حلالا علیہا پہل صورت ہے کہ یہ کہ سلم اسیر کر دینی چیز وہاں لینے دار الحرب میں خرید کرے کہ کو شتر ثمن ہے تو جائز ہے اگر وہ آزاد ہو غلام م اشباہ میں جہاں نے شائع لے یہ مسئلہ نقل کیا یون ہے کہ خرید کیا سلم اسیر کو دار الحرب سے اور شن کو شتر یا مغشوش دیا تو جائز ہے اگر اسیر آزاد ہوا اور اگر غلام ہو تو جائز نہیں انتہی اور اسی کے موافق قاضی خان میں یون ہے کہ ایک مرد نے قیدیوں کو اہل حرب سے خرید کیا تو انکو کھٹے افشوش دم لینے جائز ہیں اس واسطے کہ اگر کسی خرید حقیقت خرید ہی نہیں اور اگر قیدی غلام ہیں تو کھٹے دم دینے جائز نہیں انتہی تو معلوم ہوا کہ اس بیع پر شتری غدر کر لے لکن فی المظاہر وی بعض شائع اشباہ کی عبارت میں دیکھ لکھا گیا کہ اسیر کو شتری قرار دیا لکن بیع عطا و الزیوت وانا قص فی البجایات اشباہ دوسری صورت ہے کہ کھٹے دم دینے حاکم کے ظلم میں جائز ہیں لکن انی الاشباہ میں بجایات باو موحدہ نہیں چنانچہ بعض غلط سمجھے ہیں اور وہ جمع ہیں بجایت کی حیثیت وہ ہے جو لوگوں سے بغاوت کیا جواسے لکن فی المظاہر وی فیہا رد البیع علیہ بقتل اسخ فی حق اکل الانی سلسلین اور اشباہ میں ہے کہ بھیج دینا بیع کا عیب کی علت ہے حکم قاضی فتح بیع و ب کو گون کے حق میں مگر دو صورت میں فسخ نہیں م سب کے حق میں فسخ ہو لینے بائع اور شتری کے حق میں فسخ ہے اور یہ فسخ باعتبار استقبال کے ہے نہ باعتبار راضی کے لہذا زائد بیع شتری کے مولک میں تو انکو اصل کے ساتھ نہ پھرے کہ لکن فی المظاہر وی حق ابجد اریا و احوال البائع ثمن رد البیع علیہ بقتل اسخ فی حق اکل انی صورت یہ ہے کہ اگر بائع نے ثمن کا حاکم یا بیع بیع پھر دینے کی وجہ سے حکم قاضی تو حوالہ باطل نہیں ہوتا م صورت اسکی وہ خیر وین یون ہے کہ غلام ہی ایک مرد نے ہزار دم کو پھر لے لے اپنے قرضخواہ کو شتری پر حاکم کیا لکن بیع شتری پھر غلام مگر قبض کے یہاں تک کہ شن باقتدا یا باعلام بھیج دیا گیا یا خیار الا شتر یا خیار العیب قبل قبض کے یا بعد قبض کے تو حوالہ باطل نہیں احتساباً اور اگر شتری نے حاکم کیا تو قاضی اسکو باطل کر دینا انتہی غلط اس سے معلوم ہوا کہ بقاء بائع شائع کی عبارت میں فسخ ہی بنا بر غافلے کہ لکن فی المظاہر وی لثانیہ لویا علیہ لا یوجب بقتل اسخ فی حق غیر شتری و کما فی قولہ فی حق قبض ولو کان شتر یا خیار دوسری صورت یہ ہے کہ اگر ایک نے بیع کو یا غیر شتری سے بعد اس کے پھر دینے کا عیب کی علت ہے حکم قاضی با بیع ال منقول تھا تو بیع جائز نہیں قبل اس کے قبضہ کرنے کے اور اگر وہ بالعیب حکم قضا فسخ ہو تا تو بیع جائز ہو تی غیر شتری کی قید اس واسطے لگائی کہ شتری سے دوبارہ بیع کرنا جائز ہے کیونکہ بیع اس کے پاس نہ ہوا





یعنی مضامین اور ملائح و جبل الخبل کی بھی مروی ہے اس احتمال سے کہ شاید کوئی مرتبے یا مراحل پر پہنچنے سے پہلے کذا فی الفتح و بیع متین میں انہ  
 ذکر التعمیر لیکر ابو حنیفہ و عکسہ بخلاف ابہا تم اور اس نوٹری کی بیع باطل ہے جس کا غلام ہو نا ظاہر ہوا اور بالعکس اسکے لئے اس شافعی  
 کی بیع جس کا نوٹری ہو نا ثابت ہوا باطل ہے بخلاف جانوروں کے بیعت ضمیمہ مذکور لایا بسبب تذکرہ خبر کے والا اصل ان الذکر والاستثنیٰ میں بی بی اسلم  
 جنسان حکم فی بطل و فی ما لایحیوانات جنس واحد فیصح و تحیز لافرات الوصف اور قاعدہ جواز اور عدم جواز کا یہ ہے کہ نر اور مادہ بی آدمین  
 و دو جنسین ہیں باعتبار حکم شرع کے تو دوسری جنس ہونے سے بیع باطل ہوگی اور باقی حیوانات میں نر اور مادہ ایک جنس ہیں تو بیع  
 صحیح ہوگی اور مشتری کو لینے نہ لینے میں اختیار ہوگا بسبب فوت ہونے وصف مرغوب فیہ کے ہم آدمی میں نر اور مادہ ہوا وسط و دو جنس ہے  
 کہ مرد اور عورت کے خرید کرنے میں اغراض بکثرت متفاوت ہیں بخلاف بہائم کے کہ ان میں جنسان تفاوت اغراض نہیں تو اگر اگر خرید کیا اور دو جنس  
 انکی تو بیع صحیح ہوگی و متروک التسمیہ عمداً و لولین کافر بذراریہ و لولین الیہ لان حرمتہ بالنسب اور اس خبر کی بیع باطل ہے جس کے بیع کے وقت  
 نام خدا عمداً متروک ہو اگرچہ کافر کے ساتھ اسکو بیچا ہو اور اس طرح اس چیز کی بھی بیع باطل ہے جو متروک التسمیہ کے ساتھ ملکہ بیچے ہو وسط کے متروک التسمیہ کافر  
 ہو بالنسب قرآنی سے ثابت ہے جو متروک التسمیہ عمداً امام شافعی کے نزدیک حلال ہے اگر ذرا بیچ اسکا مسلم ہو اس واسطے کہ نام خدا ہر قسم کے جن میں ہر ذرا  
 کوئی کے جبکہ متروک التسمیہ عمداً اجتہاد فیہ ہو اچھا ہے کہ اسکے ساتھ والی کی بیع جائز ہو جسے بدر کے ساتھ والی کی بیع جائز ہو صاحب کافی نے اسکو جواب  
 دیا کہ متروک التسمیہ کی حرمت نص قرآنی سے ثابت ہے اور دوسرے میں بیع جنس و جنس تو یہ اختلاف معتبر نہیں اور حکم قاضی بھی نافذ نہیں بیع الکراہت  
 و کرى الانمار لانه لیس بال مقوم بخلاف بیع بنا و غیر مقوم الفلم فی شرط ترک ما و لولینہ اور لکھت جو بیعے اور نہ لکھ دینے کی بیع باطل ہے اس واسطے  
 کہ یہ موجود مال نہیں بخلاف عمارت اور درخت کے کہ وہ مال مقوم ہے تو بیع اسکی صحیح ہے بشرط اسکے عدم ترک کے کذا فی الولو البیمہ میں بیعے  
 ایک شخص نے دوسرے شخص سے زمین اجارہ لی پھر اس زمین کو زراعت کے واسطے جتنا وہ زمین اہل جلا یا امین بانی کی نہ لکھ دے پھر بیع اچھا  
 فتح ہو گیا یا اسکی مدت نقصی ہوگی پھر مستاجر نے چاہا کہ اپنا یہ محل بیچے تو جواز نہیں کیونکہ یہ مال مقوم نہیں کذا فی الخطاوی و ما فی حکمہ و حکم نہیں  
 بالکام الولد و الکاتب و المدبر المطلق فان بیع ہوا باطل ای وقتاً و علیک بالقبض ابتداءً فی بیع بیع من القسم و بیع من القسم الیم و زور  
 اور جو چیز کہ حکم مذکور میں ہے بیعے چیز کہ مال نہیں ہے چنانچہ ام ولد اور کاتب اور مدبر مطلق تو انکی بیع باطل ہے بیعے باعتبار انجام کار باطل ہے جو  
 اشخاص مذکورین ملک نہیں ہوتے قبض مشتری سے اور باطل نہیں انکی بیع باعتبار ابتداء کے تو انکو بیچنا خود انکی ذات سے صحیح ہے اور اس  
 ملک کی بیع صحیح ہے جو انکے ساتھ ملا کر بیچا گیا کذا فی الدرر حرکی بیع ابتداءً اور فتاویٰ دونوں طرح باطل ہے کیونکہ وہ کسی طرح محل بیع نہیں اور ام ولد  
 اور کاتب اور مدبر مطلق کی بیع ابتداءً باطل نہیں کہ وہ فی الجملہ محل بیع ہیں کیونکہ حقیقت حریت بالفضل انہیں موجود نہیں لیکن باعتبار انجام کار  
 کے انکی بھی بیع باطل ہے اس واسطے کہ استحقاق حق ام ولد میں حدیث سے ثابت ہے کہ اسکو اسکے دلنے سے آزاد کر دیا اور سبب حریت مدبرین فی مال  
 متعلق ہے کیونکہ بعد موت اہلیت باطل ہے اور کاتب کا استحقاق اپنے تصرف ذاتی سے ثابت ہے تو اگر انکی ملک بیع سے ثابت ہو تو یہ سبب حقوق باطل  
 ہو جاوین کذا فی الخطاوی و قول ابن کمال بیع ہوا باطل موقوف ضمیمہ فی الجرجان المرجع اشتراط رضی ملکات قبل البیع وعدم نفاذ اقتضا بیع  
 ام الولد و صحیح فی البیع نفاذہ قلت الوجه توقف علی نفاذ اعضاء اور وہ غنی و غیر فلیکن التوفیق اور ابن کمال کے اس قول کی کہ انکی بیع باطل  
 موقوف ہے نصیحت کی ہے اس قول کی جو الرافق میں کہ مرجع اشتراط رضائے ملکات ہے قبل بیع کے نہ بیع کے اور راجع عدم نفاذ اقتضا  
 ام ولد کی بیع میں اور مرجع التدریج میں نفاذ اقتضا کی تصحیح ہیں کہ کتابہوں کہ قری تریہ ہے کہ قضا سے بیع ام ولد دوسرے قاضی کے حکم پر موقوف ہے

الحمد للہ رب العالمین  
 کتاب النکاح باب فی النکاح  
 الاموال و بیع و کتب  
 الاموال و بیع و کتب

حکم اول کے جاری رکھنے میں بار و کسے میں کثافتی پہنچی، ولہذا تو کسی قول کو داخل اختلاف قرار دینا چاہیے۔ لیکن بعض اراکین کا قول عدم فساد اس صورت پر  
محمول ہے جب دوسرے قاضی نے قاضی اول کے موافق حکم نہ دیا ہو اور فقہ اقل کے نفاذ کا قول اس صورت پر محمول ہے جو ایک دوسرے قاضی نے محکوم جاری  
کر دیا ہو۔ مگر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اختلاف میں مختلف فیہ تھا۔ قرار دینا کہ اس کی بیعت کے مجوز نہ تھے اور غلطی رضائی تھی۔ پھر بعض اراکین کا اجماع ہو گیا عدم جواز پھر اگر  
بعد اسکے قاضی جو اراکین کا حکم دے تو اس میں اختلاف سابق ہو گا۔ ان میں بعضوں کے نزدیک اس بیعت نہیں اور ہمارے نزدیک اس بیعت کو فساد کا فضول تشریح میں ہے۔  
کہ فقہانے بیعت ام ولد میں دو روایتیں ہیں اکثر اراکین نے یہ کہہ کر نافذ نہیں اور جامع میں یوں کہہ کر فقہانے قاضی دوسرے قاضی کے حکم پر توقف کیا اور غلطی  
کر دے تو نافذ ہے والا باطل اور یہ اوجہ الا قایل ہو کر دلائل اقلی اخطاوی عن العینی و فی اسراج ولد ہوا کہ بیعت صحیح ہے اور اسراج میں کہ ام ولد کا کتاب و روایا  
اولاد اسکے مانند ہو۔ عدم جواز بیعت میں اور بیعت میں بعض حرم کے مانند یہ بطلان بیعت میں و بطل بیعت مال غیر مستقیم اور غیر سراج الانفعالیہ بن کمال لیستفظ  
اور باطل بیعت مال غیر مستقیم کی عینی وہ مال جس سے قائمہ لینا مسلم کو شرعاً جائز نہیں لہذا صحابہ ابن کمال اس کو یاد رکھنا چاہیے۔ مگر ابن کمال نے کہا کہ تلویج  
میں مذکور ہے کہ بیعت دوسرے بیعت عری فیہ امتداد و غیرہ چیزیں شمار اور گھاس مال مستقیم نہیں اور لغو شرعی یعنی جس سے انفعالیہ سراج ہو وہی یہاں ایڑ  
کثافتی اخطاوی و غیرہ تشریروں پر متوقف نہ ہو بلکہ گدا بنے اور مانند اسکے چنانچہ ہمارے سے مرگیا کہ ایسا مردہ مال کو کفار ذبیحہ کے نزدیک جیسے شراب اور سورہ  
جائز ہو جو خود نہیں مرگیا بلکہ گدا بنے اور مانند اسکے چنانچہ ہمارے سے مرگیا کہ ایسا مردہ مال کو کفار ذبیحہ کے نزدیک جیسے شراب اور سورہ  
و ہذا ان بیعت بالشرن ای بالدرن کہ رام و دنانیر وکیل و موزون بطل فی النکل و ان بیعت کین کہ مرض بطل فی النحر و ہندی فی اعراض و ہذا بطل  
بقیعت ابن کمال اور یہ بیعت شراب اور زہر اور اگر کسی بیعت ہو جس سے بیعت بعض دین کے چنانچہ درہم اور دنانیر اور کیل اور موزون سے تو  
بیعت اور دین ہر ایک میں بیعت باطل ہے لیکن قبضہ کرنے سے بھی ملو کہ نہیں ہوتے اور اگر کسی بیعت ہو تو بعض عین سے بیعت شاع اور اسباب سے تو  
شراب وغیرہ میں بیعت باطل ہے اور اسباب میں فاسد ہے تو شاع کا مالک ہو گا قبضہ کرنے سے اس کی قیمت دیکر لکھنا صحابہ ابن کمال بطل بیعت قین ضم  
الی حرم و کیہ ضمت الی مقیہ مات حقت الفہام تہد بہ لکھن کا کھروان سہی مشن کل ای فصل لاشن خلافاً لہما اور باطل بیعت اس ملک کی  
جو لایا گیا آزاد سے اور اس ذبح کی بیعت باطل ہے جو لایا گیا اس مرد کے ساتھ جو خود بخود مر گیا اگرچہ ہر ایک کا مشن سمی ہو یعنی جدا جدا مشن مذکور ہو  
بجائے صاحبین کے صفت نے خود بخود مرنے کی قید لگائی تاہم دار آزاد کے مانند ہو جائے عدم بایست میں سلم اور ذبیحہ و دونوں کے نزدیک و  
نبی الخلاف ان اصققتہ لاتعد و بحر تفصیل لاشن بل لا بد من تکرار لفظ عقد عندہ خلافاً لہما فظاہر التامیہ یقیدانہ فاسد اور امام اور صاحبین کی  
بنائے خلاف ہے یہ کہ صفتہ یعنی عقد عندہ نہیں ہوتا و بحر تفصیل لاشن کے بلکہ تعدد میں مکرر رکھنا لفظ عقد کا مفہوم پر امام کے نزدیک خلاف ہے  
کہ کہ اسکے نزدیک تفصیل لاشن بلا کھروان لفظ عقد عندہ صفتہ میں کافی ہے اور تاہم کا ظاہر اسکا مفید ہے کہ جب عبد لغو حرام بیعت غیر لغو فاسد خلاف  
بیعت قین ضم الی حرم و خودہ اوقین غیرہ و ملک ضم الی وقت غیر لغو و الفاسد العالم فاد کا کھروان الفاسد بالجمہ الخراب فکدہ لاشاہ من قاعدۃ افایض  
اکوام و اخلال بخلاف بیعت غلام کے ملوک کے جو لایا گیا مدبر اور اسکے مانند ام ولد اور کتاب کے ساتھ یا غیر کے غلام کے ساتھ اور بیعت مال ملک کی  
جو لایا گیا واقع کے ساتھ موائے مسجد آباد کے اس واسطے کہ جو ملک مسجد آباد کے ساتھ ملکہ کی لگی تو اس کی بیعت باطل ہے جیسے آزاد کے ساتھ باطل ہے  
بخلاف دیران ہے کہ اسکے ساتھ ملک کی بیعت جائز ہے جیسے مدبر کے ساتھ جائز ہے چنانچہ یہ تصریح اشاہہ میں ہے لہذا اس قاعدہ کے کہ جب حرام اور اخلال  
مجمع ہوں تو حرام ہی غالب ہوتا ہے ولو ملوک ماہر فی الاصح خلافاً لافقی بہ الملک ابو اسود اگرچہ روم و وقت پر قاضی کا حکم ہو گیا ہو تو بھی ملک کی بیعت  
صحیح ہے کہ اول اصح میں برخلاف ملا ابو اسود یعنی روم کے فتوے کے ہم مفتی مرحوم کا یہ فتویٰ ہے کہ اگر روم و وقت کا قاضی نے حکم کیا تو اسکے ساتھ

۴  
بعض میں بیعت نہیں  
اس فقہی کی وجہ سے  
اس کی وجہ سے غلام  
کے ساتھ ملکہ کی بیعت  
غیر جائز ہے









دوسری جہالت ہے ابن کمال نے عدم انتساب بہت سادہ ہی کی شرح قدوری سے نقل کیا اور علامہ مرفح نے زہد ہی کی شرح مختصر طحاوی سے نقل کی ہے  
نقل کیا ہے واما کذا فی الطب (طحاوی) و فہم عن ثوب ایضہ کہ لبعض فلو قطع و سلم قبل فسخ اشتری عادی و لم یفرق و انقطع کرا یاں جاز لا نفع او  
المنع اور فاسد ہی ہے ایک گڑبگڑ کی اس کسر سے ہے جسکو پھانز ناضر کرنا ہے چنانچہ عامہ انویس پھر گرایا ہے ایک گڑبگڑ کی اس کسر سے ہے چٹا ہو یا کڑی کو  
پھٹت سے کھو دیا قبل فسخ کرنے مشتری کے قوت پھر صحیح ہو جائیگی اور اگر کسر ہے کو پھانز ناضر نہ ہو چنانچہ ایک گڑبگڑ کا پھانز ناضران سے توجہ جائز ہے  
نہی نے مانع کے ہم مانع ہے وجود مشتری تسلیم کے وقت سوتخان میں ضرر نہ کر حاصل نہیں لہذا اس کی بیع جائز ہوئی اور جب کہ مقصود وغیرہ بیان کیا ایک  
اگر پھانز دیا تو اس واسطے بیع صحیح ہو گئی کہ مفید بیع زائل ہو گیا اور اس کے موجود نہ ہونے کے طحاوی نے کہا مبالغہ کو مناسب تھا کہ ان کو مبالغہ قطع اور قطع جائز  
بھی حکم مفہوم ہوتا لہذا مترجم نے اس کا ترجمہ زیادہ کر دیا و ضرر بہ القاض بقا ف و ان اصابہ اور فاسد ہی ہے شکاری کی ایک یا رجال لگانے اور کھینچنے کی  
قاض بقا ف و ان عبارت ہے شکاری کرنے والے سے ہم صورت اس کی یہ ہے کہ شکاری کے کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اس کو چھوا یا کیا اس کے بال لگانے اور کھینچنے  
نکلتے تو یہ بیع جائز نہیں کیونکہ وہ چیز معمول ہے علامہ اس کے احتمال پر کہ شکاری بال میں آوے یا نہ آوے کذا فی الفتح والقاض نیز ترجمہ انہوں اور فاسد ہی ہے جس  
کے ایک یا غلط لگانے کی غرض انہیں مجبور و صادم غوطہ مارنے والا ہم صورت اس کی یہ ہے کہ غواص سوداگر کے کہے کہ میں ایک یا غوطہ مارنا ہوں تیرے واسطے جو  
موتی وغیرہ نکلتے سوتیرا ہی بعض لسنے مال کے اور وجہ عدم جواز وہی ہے جو سابق ذکر ہو چکی ہے اور بیع فیما بال للخرید و نہ الا کمال و ابن کمال قائل ہے بعت  
وقد ظہر ملاحظہ و فی سلک الفاسد بعتہ فی الخمر و جب ان پر یہ بال باطل لانا مالم یس فی ملک کما در رجال لگانے اور غوطہ مارنے میں بیع باطل ہے  
غرض کے سبب سے کذا فی الجہود و التفت و الا یطاع صنف نے شرح میں کہا کہ ملاحظہ فرمائیے غرض میں اس بیع کو فاسد کی تری میں یہ واسطی  
بھی آنکھ پر ہو گیا اس مختصر میں اور واجب ہو کہ فاسد سے باطل مراد ہوا واسطے کہ یہ بیع اس قسم سے ہے جو بال کے ملک میں نہیں چھو چکا نہ گیا کچھ چیز  
آوی کی ملک میں نہیں اس کی بیع باطل ہے سو سے علم کے فاما انتہی ہے بیع الطب علی النخل بخریضہ مثل لیلہ تعدیر اثر شرح مجمع و مثلہ العنب بالزبيب عشاء  
النسی و مشبہ الہر او قال لم یصف فلو لم یکن رباً جاز لا نکاح انہیں اور فاسد ہی ہے مزینہ وہ بیع ہے ترکچہ پر کی کی جو لگی ہو درخت پر خشک کچھ قطع سے  
برابر اس کے بیچانے کے گمان اور اعلیٰ سے کذا فی شرح الجمع اور مانند اس کے اگر ترک کی بیع ہو جو درخت پر لگا ہو خشک اگر وہ سے کذا فی انتہایہ  
بیع مذکور فاسد ہی ہے سبب نہیں شارع کے اور بیان کے کہ مشبہ سے سبب احتمال کی پیشی کے مصنف نے کہا اور اگر بخیر کچھ ہو بلکہ گڑبگڑ ہو تو بیع  
مذکور جائز ہے سبب اختلاف جنس کے یعنی اختلاف جنس میں مشبہ بیع یا جنس میں اکثر کتب میں تفسیر مزینہ یون مذکور ہے کہ یہ بیع اگر بالمشتہ علی  
رأس النخل بخریضہ لانا، المشتہ لیکن یہ خلاف تحقیق کے ہے اس واسطے کہ ثمرنا و مشتہ عبارت ہے بار درخت یعنی پھل سے اور پھل بخیر و گڑبگڑ دونوں کو شامل ہے  
حالانکہ گڑبگڑ کچھ یا خشک کچھ سے بطریق ثمن و تخمین جائز ہے اختلاف جنس کے سبب لہذا تفسیر مزینہ ہی بہرہ جو شرحا نے کی ہے و المماستہ المستع  
اور فاسد ہی ہے المماستہ یعنی بیع میں ہاتھ لگانے سے کما وجب ہوا نام مغرب میں ہے کہ بیع المماستہ بیع اللاس ہے کہ ایک شخص دوسرے سے کہے  
جیکہ تیرے ہاتھ لگا چھو یا میں نے تیرا کچھ اچھوا تو بیع واجب ہو گئی اور تفتی میں امام سے ہے کہ بیع المماستہ ہے کہ کہے کہ میں تیرے ہاتھ لگا چھو یا میں نے تیرے  
سویکہ میں چھو چھو یا میں نے ہاتھ لگاؤ تو بیع واجب ہے یا مشتری اسی طرح کہے کہ کذا فی الطحاوی فسخ تعدیر میں کہ املاسیہ ہے کہ ایک شخص دوسرے کا کچھ ہاتھ لگانا  
چھوئے تو چھوئے لے کو بیع لازم ہو جائے ملاحظہ فرمائیے اور یہ طرح ہے کہ کذا اندھیرا ہو یا کچھ لانا ہو یا المشافرة ای نذیرا للشیء اور فاسد ہی ہے المماستہ یعنی بیع کا  
ذال مشتری کے سامنے م سنا بدیہ ہے کہ بال کے کہ جب میں کچھ لاتی ہوں طرف دالون یا مشتری کے کہے کہ بیع تو اپنا کچھ لاتی ہوں طرف دالون یا مشتری کے کہے کہ بیع تو اپنا کچھ لاتی ہوں  
فخ والقادح علیہا اور فاسد ہی ہے شکر نہ ڈالنے کی بیع پر ہم التاجری کی بصورت ہے کہ شکر نہ ڈالے اور وہ ان چند کچھ ہوں تو جس کسر پر شکر نہ ڈالے ہے





پیدا ہونے کے اسکی مالک سدا اور مالک پر پارے کی قیمت اور عامل کی اجرت مثل واجب ہوگی کذا فی النبی لم یخص اور اسکے ماننے پر انڈون کا دیوہو  
 شخص کو چنانچہ پر شیدہ نہیں ہم فداوے عالمگیری میں باب الاجارہ میں مذکور ہو گیا اجارہ فاسدی اور اس قسم کے مسائل کا حلیہ یہ کہ انڈون کا مالک  
 اوسے انڈے اور مرغون کا مالک اوجہ مرغیان اس شخص کے ہاتھ بیچ کرے پھر شرب سے ابرا کرے تو اب جو کچھ پیدا ہوگا وہ دولان میں اضافہ نصف ہوگا  
 کذا فی الخطاوی واللاق وطلوہ الفیہ فی تجرہ ودرہ لہا صحیح عینی وانی الاشباہ وخریف نہ اور فاسد بیع غلام کرختی اگر کچھ باپ نے لینے فرما دیا  
 یا اس قسم سے جو اسکی گود میں بیوی کی ہو اور اگر اسے طفل یا تیم کو غلام کرختی بہہ کیا ہو تو صحیح ہو اور جو ابا دین یا دودہ کرختی کو کذا فی انہم فی اتفاق بین  
 مذکور ہو کہ طفل اور تیم کے ہاتھ بیچ درست نہیں بہہ درست ہے اور خانیہ کے بعضے نسخے میں اس کے بالعکس مذکور ہے اور دوسرے نسخے میں اسکی موافقی ہے اور شاید کہ  
 پہلا نسخہ خریف ہے اور صاحب بحر خزائنہ پر مطلع نہیں ہوا انہی شاخ کو مناسب تھا بعض نسخہ خانیہ کی طرف خریف کو نسبت کرتا نہ شاید کی طرف اس کی  
 اشباہ کی روایت اسی کے موافقی ہے کذا فی الخطاوی ودرہ الامن نیز عم انہ ای الابق عنہ وخیلہ جو عدم المانع غلام کرختی کے بیع فاسد ہے بلکہ اس شخص  
 بیچنا فاسد نہیں جسکو یہ گمان ہو کہ وہ بی بی غلام کرختی کے پاس موجود ہے تو اب اسکی بیع جائز ہے بواسطہ عدم مانع کے یعنی مانع جواز نہ قادیرنا تسلیم ہے  
 پھر بی بی مشتری نے اس کے مقبوض ہونے کا اثر کیا تو تسلیم کی کچھ حاجت نہ رہی وہ بی بی خانیہ ان مقبضہ نقدہ وبقضہ ودم شہدیم اور کیا مشتری اس کا قبض  
 شہر نگا یا نہیں اس کا جواب ہے کہ اگر اسے اس پر قبضہ کیا ہے یا قبضہ کیا اور کیا کو گواہ کیا تو مشتری یا قبض شہدیم ہے اس واسطے کہ غصب کا قبض ہو  
 اور وہ بجاے قبض میں ہے پھر نہ کہ وہ قبض ضمان پر قبض بیع کے مانند وان شہد لانا قبض امانہ فلا یوجب عن قبض الضمان لانا قوی عنایہ اور اگر  
 قاضی مذکور نے غلام کرختی کے قبضہ کرنے کے وقت لوگوں کو گواہ کیا ہو کہ میں اس کے مالک کے واسطے قبضہ کرتا ہوں تو وہ قاضی نہ بھگتا ہو اسلئے  
 کہ یہ قبض امانت پر ہے تو وہ قائم مقام قبض ضمان کے نشان کے ہوگا اس واسطے کہ قبض ضمان قوی تر ہے قبض امانت سے کذا فی النہایہ م اگر غلام مذکور مالک  
 ہوگا مشتری کے پاس قبل تجدید قبض کے تو بائع کا مال ہوا کہ مال ہوگا نہ مشتری کا و الا اذا بین من النصاب فباعہ مالک مانع فباعہ بعد از دم تسلیم  
 ذخیرہ اور بیع غلام کرختی کی فاسدی ہو گیا غلام بھاگ گیا فاعب کے پاس سے پھر مالک نے اس کے ہاتھ پر یا تو بیع صحیح پر سبب لازم ہونے تسلیم کے کذا فی النہایہ  
 ص یہ قول طلف ابوالاسمن نیز عم وولو باعہ ثم عادو سلمہ تمیم علی القول بفسادہ ورجح الکمال وقل الایتم علی القول بطلانہ وہو الاظمہر  
 من الروایۃ واختارہ فی النہایہ وغیرہ ابوبکان مشتری النبی وغیرہ بجران کمال اور اگر مالک نے لینے غلام کرختی کو بیچا پھر غلام پھر آیا اور مالک نے  
 اسکو مشتری کے قبضہ میں کر دیا تو بیع تمام ہو جائیگی بیع مذکور کے فاسد ہونے کے قول پر اور اسی کی توجہ دی ہے بجران ہمام نے اور دوسرے قول یہ ہے  
 کہ بعد تسلیم بیع تمام نہیں ہوتی اس کے باطل ہونے کے قول پر لینے جکے نزدیک یہ بیع باطل ہے تو تسلیم سے صحیح نہیں ہوتی اور یہی قول ظاہر ہے  
 ہے اور اسی کو صاحب ہایہ وغیرہ نے پسند کیا ہے ابونجی وغیرہ اسی کا فتویٰ دیتا تھا کہ کذا فی ابوجوان کمال ص فی الخالدیین یہ کہ بطلان بیع غلام کرختی مختار  
 شریع بیع اور نجی بیع سے مختلف ہے کذا فی الخطاوی ولین امر اءة ولو فی وعاء ولو امر علی الاطلاق لا ینزردادی والرق بنفسی باحی ولا حیاة  
 فی اللبن فلا یحلی الرق اور فاسد بیع عورت کے دودھ کی اگرچہ وہ دودھ برتن میں ہوا اور اگرچہ عورت کو لڈی ہو بنا پر قول ابوبکان اس واسطے کہ  
 دودھ آدمی کا جو ہے اور مذکور ہو ناجائز اس کے ساتھ مخصوص ہے اور حالانکہ دودھ میں حیات نہیں تو اس میں ملک کا طول نہیں وشمس الخنزیر  
 نجاستہ عینہ فانہ یبطل بیعہ ابن کمال وان جاز الانقلاع بہ لضمہ ورة الخنزیر حتی لو لم یوجد بلائمن جاز الشراء للضرورة وکرہ البیع  
 فلا یطیب ثمنہ ویفسد الماء سئلہ الصحیح خلا فالحق قبل ہذا فی الفتوف اما الجوز ورمطہ عنایہ اور سور کے بال کی بی بی باطل ہے اس کے  
 شمس العین ہونے کے سبب سے کذا صح ابن کمال اگرچہ اس سے فائدہ لینا جائز ہے موزہ ٹانگنے کی ضرورت سے یہاں تک



خبر دکر ان اسکا جسکی گواہی بالغ کے فائدے کے واسطے جائز نہیں چنانچہ اسکے بیٹے اور باپ کی خریدائی کی ذات کی خرید کے برابر ہو تو اسکا خرید جائز ہے  
جائز نہیں بطلان صاحبین کے کہ انکے نزدیک بالغ کے حصول اور فروغ کو کمتر ثمن سے خرید کرنا جائز ہو سوائے اسکے غلام اور مکتب کے ولایہ  
العدم بجز ازمن اتحاد و جنس انٹن و کون بیع بجا خان و خلیف جنس انٹن و تعیب البیوع جاز مطلقا لکما لوشراہ بایا و بعد لغت ما و زور  
عدم جواز کے واسطے جنس ثمن کا متحد ہونا اور بیع بجا خان خود بانی رہنا اور اگر جنس ثمن مختلف ہو یا بیع میں شری کے پاس عیب لگ جائے تو  
ہر طرح بیع جائز ہو غواہ نقصان ثمن بقدر عیب کے ہو یا زیادہ چنانچہ بیع جائز ہو اگر بالغ ثمن میں اول سے زیادہ ثمن کو خرید کیا یا بعد قبض کرنے ثمن کے  
کتر ثمن سے خرید کیا والدراہم والذنا ین جنس واحد فی ثمن مسائل ہنہا ہونا و فی قضا و دین و شفعہ و اگر وہ مضاربہ ابتدا و انتہا  
بقاء و امتناع مراکبہ و زکوٰۃ و شرکات و قیم مختلفات درش جنایات مکالمہ صفت معز یا لی اعمادیہ اور در اہم اور و نایہ ایک ہی جنس میں  
ایک مسئلہ میں از اجماع مقام ہو اور اداسے دین میں اور شفعہ اور اگر وہ مضاربہ میں یا اعتبار ابتدا اور انتہا بقا کے اور امتناع مراکبہ میں  
اور یا اسکے مسائل مذکورہ ہر زیادہ کئے گئے ہیں زکوٰۃ و شرکات اور یا بیع فی قیمین اور جنایات کی دیت چنانچہ اسکو صحیح بیان کیا ہے صفت نے  
اپنی شرح میں عادیہ کی طرف نسبت کر کے ہم اقل ثمن سے خرید کی صورت یہ ہو کہ عقد اول در اہم سے تھا پھر بالغ ثمن کو دینا سے خرید کیا جسکی  
کتر قیمت ہو در اہم سے جو جائز نہیں اسواسطے کہ باعتبار استحسان در اہم و زنا یرہا ین متحد نہیں ہیں اور اداسے دین کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص پر دین  
وین تھا سو آٹھ سو اداسے دین میں پہلو تھی کی یہ اسکا دینا یرہا ین کے ہاتھ میں پڑے تو قاضی کو جائز ہو کہ دینا کر دے یا ہم سے بدلہ کر دے یا نہ کرے اور  
غیر دینا یرہا ین کے اور مال سے قاضی اداسے دین نہیں کر سکتا امام کے نزدیک خلافا لصاصاحبین اور شفعہ کی یہ صورت ہو کہ شیع کو خبر ہوئی کہ مشتری نے گھر کو ہزار  
دوم سے خرید کیا پھر تسلیم شفعہ ہوئی پھر ظاہر ہوا کہ مشتری نے دینا یرہا ین سے گھر خرید کیا جسکی قیمت ہزار دوم ہیں یا زیادہ تو اسکو دواہم کا مطالعہ نہیں ہو چکا اور اگر  
کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص ہزار دوتی ہوئی کہ اپنا غلام ہزار دوم کو بیچے سو اسے پچاس دینا کو بیچا جسکی قیمت ہزار دوم ہو تو یہ بیع علی حکم الکرار ہو اور اگر کسی  
یا زنی یا اسباب سے جسکی قیمت اتنی ہو جتنی ہوگی تو یہ بیع زبردستی کی ہوگی اور اجنبی سے مضاربہ کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے ہزار دینا یرہا ین سے مضاربہ  
منعقد کیا اور فائدہ بیان کر دیا پھر مضاربہ کو آٹھ سو دوم میں بیچا جسکی قیمت ہزار دینا یرہا ین مضاربہ سے جو فائدہ ہر قرار پر شرط کے موافق اور اسی طرح انتہا  
بقا سے مضاربہ ہو اور امتناع مراکبہ کی یہ صورت ہو کہ ایک کپڑا دین دوم کو خرید کیا پھر اسکو بطور راجہ بارہ دوم کو بیچا پھر اسکو ایک دینا سے مول لیا تو ایک  
بطور مراکبہ سے اسکی طرح اگر دس دوم کو خرید کر دے اور ایک دینا کو بیچے جسکی بارہ دوم قیمت ہو تو مراکبہ سے ہو اور زکوٰۃ کی یہ صورت ہو کہ ہر قسم مراکبہ کا فائدہ  
سے کرنا اور زکوٰۃ بخانا ایک جنس کا دوسری جنس سے جائز ہو اور شرکات کی یہ صورت ہو کہ جب ایک شریک کمال در اہم ہوں اور دوسرے شریک کمال ناہم ہوں  
تو دونوں میں شرکت عنان نقد ہوگی اور شیعہ میں قیمت کرے والا مختار ہو چاہے در اہم سے اسکی قیمت مقرر کرے چاہے دینا یرہا ین سے اور  
جنایات کی دیت کی یہ صورت ہو کہ موعنہ میں نصف عشر دیت ہو اور ہاشمہ میں عشر ہو اور نقلہ میں عشر اور نصف عشر ہو اور جائزہ میں ثلث ہو اور دیت یا  
ہزار دینا یرہا ین یا دس ہزار دوم میں تو شیعہ مذکورہ میں چاہے دیت سونہ کی مقرر کرے چاہے چاندی کی کہ زانی الخطا و فی الخطا صحت کل عوض  
ملک بعقد شفعہ ہلکا کہ قبل قبضہ نہ ہو اگر تصرف فیہ قبل قبضہ اور خلاصہ میں ہو کہ جو عوض کی ملک ہو ایسے حق سے جو شفعہ ہو جائے عوض کی ہلاکی سے  
قبل اسکے قبضہ میں ہونے کے تو اس عوض میں تصرف باہر نہیں قبل اسکے قبض کے ہم چنانچہ مال منقول کو جسکی خرید کرے تو مشتری کو اس میں تصرف نہ ہو  
قبل قبض کے صحیح نہیں مذکور کی قید سے ثمن نکال گیا کہ اس میں تصرف بطور سہ یا بیع کے قبل اسکے قبضہ میں ہونے کے جائز ہو خواہ ثمن متین ہو یا نا  
تعیین سے چنانچہ کیل یا متعین نو و ما تا ہوا چنانچہ فردا اور اسکی علت ہو کہ عید سے شفعہ نہیں ہو تا ثمن کی ہلاکی سے اسواسطے کہ اصل بیع میں بیع ہو

بیل شیعہ شیعہ  
عادیہ در اہم  
دین یا نہ

یعنی فتح البیت فیما بینکم الیکان باع بعشرة ولم یقبلہا ثم شرہا مع ثلثی عشرة فسد فی الاول وجاز فی الاخر فبیتکم الثمن علی قمتہا ولا یشیع افسلا طاری ولکان الاجتہاد واضح ہوتے اس چیز میں جو مال کی اسکی طرف چنانچہ تحت چادرن دم کو شام اور میں پر قبضہ کیا پھر سکودوسری چیز یعنی شام کیسے کے ساتھ دس دم کو مل لیا تو بیع اول یعنی تحت مین بیع فاسد ہو گیا اور دوسری بیعے بیسے بیسے مین بیع جائز ہو گیا تو میں اسکی قیمت پر مستقیم ہوگا اور بیع اول کا فساد بیع ثانی مین نہ شائع ہوگا اس واسطے کہ وہ طاری ہوا تو بیع سے اور بیع محل اجتہاد کے یہاں تک اگر اگر قاضی اسکیسے جو انکا حکم کرے تو بیع صحیح ہو گیا کذا فی الایلی وی بیع زیت علی ان یزیدہ بطرفہ ویطرح عنہ بكل طرف کذا رطلہ لان مقصد بقصد طرح مقدار وزن نہ انفاذ بقولہ بجملاف مشروط طرح وزن انظر فاما بیعہ زکاء الوعت قدر وزنہ اور فاسد ہونے زیتون کے تیل کی اس شرط پر کہ بائع تیل کو تول دے اسکے ظرف کے ساتھ اور اس سے کم کر ڈالے بمقابلہ ہر وزن کے اتنے تیل اس واسطے کہ مقصد سے عقد کم کر ڈالنا ہی بیع کی وزن کے برابر اور وہ اس شرط میں علی تحقیق محل نہیں چنانچہ بیعت نے اسکو اپنے اس قول سے بیان کیا کہ بخلات مشروط کہ وزنہ وزن ظرف کے کہ وہ جائز ہو جیسایوں بھی بیع جائز ہو کہ اگر مقدار وزن ظرف معلوم ہو جائے م زیتون کا تیل بطریق شال کے ہوا دوسری حکم ہر بیع موزونات کا تلفاف مین کما اسواسطے بیع جائز ہوئی کہ اس شرط کو عقد مقضی نہیں اور اسین اصل المتعاقدين کا نفع ہی اسواسطے کہ ظرف کا وزن شاید کمتر ہو مشروط سے تو اسین مشتری کا نفع ہی یا زیادہ ہو تو بائع کا فائدہ ہوا اگر وزن ظرف کا سا خط کرنا مشروط ہی تو بیع صحیح ہوا اسواسطے کہ اس شرط کو عقد مقضی ہی ہوا مقدار بیع معلوم ہو جاوے غیر بیع سے تو میں مخصوص ہو جاوے بیع کے ساتھ ولو مختلفا فی نفس الظرف وقدرہ فالقول للشیعی یزیدہ لایقین اور شکر اگر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا نفس ظرف یا اسکی مقدار مین تو مشتری کا قول معتبر ہو سکے کے ساتھ اسواسطے کہ وہ قاضی ہی یا شکر م طحاوی نے کہا وہ قدرہ کا دیکھنی اور یہ یعنی مانع اٹھا اسواسطے کہ گاہہ ظرف کی مقدار واحد ہوئی ہو اور دو ظرفون کی ذات مختلف ہوئی ہو انما استخرج اسی کے موافق ترجمہ کیا اور مشتری کے قاضی یا شکر ہونے کی یہ وجہ کہ بیع مشتری نے ظرف پھر دیا اور وہ گواہ اور اسکا وزن دس رطل نکلا تو بائع نے کہا کہ یہ ظرف اسکے سوا اور تھا جبکہ وزن بائع رطل تھا تو انہی مین مشتری ہی کا قول معتبر ہوگا اسواسطے کہ یہ اختلاف یا ظرف مقبوض کے تعیین مین ہی یا شکی کی مقدار مین اگر ادا ہو تو مشتری قاضی ہی اور قول نہیں مگر قاضی کا اور اگر ثانی ہو تو فی تحقیق ثمن کا اختلاف ہو تو بیع مشتری ہی کا قول معتبر ہوگا کیونکہ وہ شکر پر زیادتی ثمن کا اور قول معتبر نہیں مگر مسئلہ کا قسم کے ساتھ اور اگر رائے گواہ لایقین مقبول ہو سکے تو صحیح بیع اطریق و فی اشتراک البیان عن الخانیہ لایصح صحیح بیع راہ کی اور شرطیہ مین خانیہ سے مذکور ہو کہ راہ کی بیع صحیح نہیں و من قسمہ الیہا بیعہ شہر ویس لیم قال الامام قاسم بدینہ لم یفقدک البیع یدکرہ اور وہ بیانیہ کی کتاب الفسحہ سے یہ بیت ہو کہ امام اعظم نے فرمایا کہ اہل کوچہ کو باہم تقسیم کر لیا کوچہ غیر نافذہ کا جائز نہیں اور اسی طرح اسکی بیع بھی مذکور ہی بیعے بیع صحیح جائز نہیں اور غیر نافذہ کی قید اسواسطے لگائی کہ اسامع ہو جاوے کہ کوچہ نافذہ یعنی شائع عام کی بیع بطریق اولی جائز نہیں کذا فی الطحاوی و فی حایا تہا در فضائہ فی التنازع الاشباہ و ما لک الارض لیس بملک یہ حاشا نہ شرک بک ثم لومہ لہ نظرہ اور وہ بیانیہ کے سوال مشکل سکت مین یہ بیت ہو کہ اور اشباہ کی پیلیون مین او سکوپسند کیا ہو کہ مالک زمین کوچہ غیر نافذہ کے بیچنے کا مالک زمین سواسے اپنے شرک بک کے پھر اگر اپنے شرک بک سے بیچے تو اسین تامل ہی بیعے ناظم اسکے جواب پر طبع نہیں م عدم جواز بیع طریق خانیہ مین مذکور ہی اور مشایخ بلج جواز کے قائل ہیں کذا فی الطحاوی اور ہا یہ اور قاضی بھی بیع طریق اور اسکے بہرہ کی صحت مذکور ہی حداسے مین لظول و عرض اولاد ہر بیع طریق کی صحیح ہو خواہ اسکے حدود یعنی طول اور عرض مذکور ہو یا نہ اور اسی طرح اسکا بہرہ بھی صحیح ہو و اذا لم یسین بقدر بعض باب الدار العطلہ اور جب کہ بیع یا بہرہ طریق مین حدود کا بیان نہ ہو تو اسکا عرض بڑے گھر کے دروازے کے عرض کی ہر طرف پھرایا جاوے

ہم بہتر یہ تھا کہ شایع باب الدار الاغصم کہتا ہے اس واسطے کہ غلط صفت ہو باب کی اور مرداس سے پہلا مردانہ ہو گھر کا کہتی کہ کتب تقدیر غیر  
 میں بھی باب الدار الفطیہ داردی کو ظاہر غلط کہنے کی کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ یہ گھر کا اکثر بڑا مردانہ ہوتا ہے جسکو ہند میں چھانک بولتے  
 ہیں والدہ علم لا یتج سیل الماء و نہتہ ہوا اللہ ذلایہ ہری قدر ایشیائے ہند میں المذبح نہیں پائی جیسے کے مکان کی وجہ اور نہ بہرہ اسباب  
 اسکے جمل ہرے کے اسواسطے کہ جتنا پانی مکان میں بچھیلتا ہو اسکی مقدار معلوم نہیں ہم سیل سے یار قبہ سیل مرد ہو یعنی وہ مکان  
 حسین پانی بتا ہوتا چنانچہ نریا سطح یعنی چھت اور طریق سے یار قبہ طریق مرد ہو یعنی وہ مکان حسین مرد واقع ہو تو مقدار سیل جھول ہوندا کی  
 وجہ اور یہ جانو نہیں اور قدر طریق معلوم ہو اگر ہا اسکی حدود مذکور ہوں تو اسکی وجہ اور ہر جائز ہر یا سیل سے حق تسلی یعنی پانی بننے کا حق مردانہ  
 تو اگر زمین پر سیل ہو سو جھول ہو اور اگر چھت پر ہو تو وہ حق تسلی ہو جسکو بقا نہیں یا طریق سے حق مرد مرد ہو اسکے وجہ میں دور و زمین ہن جطلان  
 یہ ہو کہ یہ من ایل اور وجہ یہ ہو کہ اسکی طرف حاجت ہو اور وہ حق معلوم ہو اور زمین باقی سے متعلق یہ اس صورت میں ہو جب من حیث اسیل  
 اعتبار ہو اور اسکا طول اور عرض نہ بیان ہو اور اگر سیل کو نہر ہونے کی حیثیت سے اعتبار کیے تو وہ زمین ملک ہو اور اسکی وجہ جائز ہر یا چھت  
 نے ذکر کیا ہر یا من حیث اسیل اعتبار کیے لیکن اسکے حدود مذکور ہوں تو بھی اسکی وجہ جائز ہو بقول قاضی خان کنڈانی شرح الوافیہ وحاشیہ الحسن الجلیلی  
 و صحیح وجہ حق مرد و تبا الماوض بلا خلاف و مقصود اوجہ فی روایت و باختلاف المذبح فی روایت و فی الاصح ابوالیث و صحیح ہو  
 بی حق مرد یعنی ہر چلنے کے حق کی وجہ زمین کے ساتھ بالاتفاق بلا خلاف اور بالذات فقط حق مرد کی ایک روایت میں وجہ جائز ہو اور اسی  
 روایت کو اکثر فقہانہ لیا ہوا اور دوسری روایت میں وجہ اسکی صحیح نہیں اور فقہ ابوالیث نے اسکو صحیح کہا ہر حق مرد کی وجہ زمین کے ساتھ  
 صورت اسکی یہ ہو کہ ایک شخص زمین کا مالک ہو اور دوسرے کی زمین میں ہو کر اپنی زمین میں آئے کا حق ثابت ہو اس شخص نے اپنی زمین اور  
 مرد کو چھتہ صحیح ہو کنڈانی اطحاوی و کنڈانی اصح اشرب و ظاہر الروایۃ فسادہ الا بتجانیۃ و شرح رہبانہ و تحقیق فی احیاء الموات و اسی طرح شرب  
 بالکسری یعنی بی زراعت پیینے اور جانوروں کے پانی پلانے کو بانی لینے کی باری کی وجہ جائز ہر زمین کے ساتھ بالاجماع اور فقط باری چھتا  
 بدون زمین کے ایک روایت میں جائز ہر اور یہی مباح شرب کا مختار ہو اور دوسری روایت میں جانور نہیں اور یہ قول شایع ہر یا کا مختار ہو کنڈانی  
 اور ظاہر الروایۃ میں یہ وجہ فاسد ہر گز زمین کے ساتھ کنڈانی انجانیۃ شرح الہیامیہ اور ہم اسکی تحقیق کرینگے ہر یا مالوت کی کتاب میں المذبح حق تسلی ہو  
 سواد کان علی الارض بھالیہ عملہ کما لو اسطے لایحق التلی و قدر بظلم صحیح نہیں وجہ حق تسلی کی اور بہرہ اسکا خواہ سیلان آب کا حق نہیں  
 ہو بسبب جھول ہونے اسکے مکان کے چنانچہ مذکور ہو چکا قبل اسکے یا چھت پر ہوا اسواسطے کہ وہ حق تسلی ہو اور اسکے بط سلمان کی  
 وجہ پیٹے مذکور ہو چکی دلا المذبح ہن مؤجل الی الیہ روز و ہوا دل یوم من الذبح تمل فیہ اثنتین ہج امل و ہذا فیروز السلطان و نوروز  
 ابو جوس یوم تمل فی المحوت وعدہ الہر جندی سببہ فاذا کمیننا فالعقد فاسد ابن کمال اور صحیح نہیں وجہ اس ثمن سے جو مؤجل ہو نوروز  
 بہک نوروز پہلا دن ہر فصل وجہ کا حسین آفتاب ہج محل میں آوے اور یہ نوروز سلطان ہو اور جو سیون کا نوروز وہ دن جو حسین  
 آفتاب ہج حوت میں آوے اور ہر جندی نے سات نوروز شمار کیے ہیں پھر جب عاقدین نے نوروز کی مدت بیان کی اور  
 قصہ یہ کہ کہ کون نوروز مرد ہو تو عقد فاسد ہو کنڈانی صرح ابن کمال یعنی بسبب جھول ہونے مدت کے و ہم  
 ہوا دل یوم من الخریف تمل فیہ اثنتین ہج الہیران اور وجہ مسیح نہیں مہرجان کی مدت تک مہرجان پہلا دن ہر فصل خریف کا حسین  
 آفتاب ہج میزان میں آوے مہرجان مسہر ہر مہرجان کا چہرہ وہ دن بھی مستعد ہو نوروز کے مانند لہذا وجہ صحیح نہیں







اسکو اتا بقین دے تو قول افساد ہوا جس بیع کا چنانچہ زودہ نے اسکو فرو کر دیا اور بخر الائن کا ظاہر کلام صحت کی تیج پر ولات کرنا پر کشرط  
ان لائن عبرتین کمال بان لا یرکب الدابة المبیعة فانما الیست باهل النفع شرط غیر نافع جسکو عقد متقنی نہیں جیسے شرط کرنا کہ بیع باؤر کو  
مشتري دینے اور ان کمال نے یون تیسیر کی ہر کہ مشتری جانور پر سوار ہوا سوا سطل کہ جانور مستحق نفع نہیں کہ اگر مالیت استحقاق منقطع ہو تو نہیں  
اولا بقضیہ لکن بلکہ شرط میں معلوم و کفیل حاضر بن لکسا یا وہ شرط جسکو عقد متقنی نہیں لیکن وہ مناسب ہو عقد کے جیسے برین کو پیش از کار  
شرط کرنا کہ اگر اس مالیت بیع باؤر مشتری سے کہے کہ میں چاہتا ہوں اس شرط سے کہ بابت ثمن کے تو فانی چیز میرے پاس بن سکے یا اس کو  
ثمن کا ضمان ہے تو بیع صحیح ہی ایسی شرط سے بخر الائن میں کہ اگر کہہ کہ میں کا حسین ہوا ناخواہ یا ناخواہ ہو یا تیسیر تو اگر سے اور مال الیہ نہ ہو تو جائز نہیں ہو گا بلکہ  
دو نوں اسکی تیسیر میں مجلس عقد کے اندر راضی ہو جاوے اور قبل تفرق مشتری اسکو تسلیم کرے یا مشتری ثمن دینے میں صل کرے اور عاقلین بن  
باطل کر دین حضور کفیل کی قید اسوا سطل لگائی کہ اگر ضمان غائب ہو اور قبل تفرق قبول کرے یا حاضر ہو اور ضمانت قبول نہ کرے تو باؤر نہ بیع ہو گا  
العرف کہ بیع فعل ایضاً وہ باسم یا بول الیعنی علی ان یخذہ البائش ویشرکوا فی نفع علی الشراک وہو السیور و شلہ التسمیر القیاس استحقاقا  
للتبادل بلکہ سیرا عادت جاری ہو گئی ہو اس شرط کی جیسے غفلین کی بیع اس شرط پر کہ باؤر چیز کا ٹے اور اس پر و مال کا دے اور اسی کے مانند کیلین  
جڑنا ہو کہ ثمن کا اس شرط سے صحیح ہے سبب قائل اور رواج کے بلا انکار بل علم شائع ہے کہ اس صفت نہ پڑے کہ کامل نام رکھا اعتبار انجام کار کے  
کافی یعنی شرکاء بکسر اول عبارت پر سے بیع سین مملو لیکن بایہ تمنایہ بیعہ وہ دوام اقصیہ غفلین میں پشت قدم پر رہتا ہر صم بیع صم و صم و  
چرم فارسی کا لفظی اظہار دہنا اذا علقہ بکلمہ علی وان یکتب ان لعل البیع الانی بعث ان حقی فلان وہ وقتہ بخیار لشرط اشاہہ اس شرط کی تعلیل  
و بخرن مسائل شتہ یہ بیع شرط مذکور سے بیع صحیح ہونا اسوقت ہر جب کہ شرط کو بلفظ علی تعلیق کرے اور اگر بلفظ ان شرطی تعلیق ہوگی تو بیع سب  
صورتوں میں باطل ہو گا مثال میں کہ میں نے بیع کی اگر فانا شخص راضی ہو اور اسکی رضامندی کی مدت تین دن میں بن بخیار لشرط کے  
مانند کافی الاشباہ من الشرط و التعلیق و بخرن مسائل شتی و اذا قبض مشتری البیع بشری عبرتین کمال باؤرن یاؤرن بالذہ صریحا و دلا لہ  
بان قبضہ فی مجلس عقد بخیرتہ و جب کہ مشتری نے بیع پر قبضہ کیا اسکے باؤر کی رضامندی سے خواہ رضامندی صریحا ہو یا اعتبار ولات حال کے  
اس طرح کہ مشتری اسقبضہ کرے مجلس عقد میں باؤر کے سامنے ابن کمال کے میان میں بیاسے رضائے باؤر ان باؤر مذکور ہم ابن کمال فانون  
ذکر کیا رضاء اسوا سطل کہ بیع فاسد میں رضائے باؤر معتبر نہیں اور صاحب کہ نے قبضہ باؤر باؤر کی ہوا اور باؤر باؤر شامل بیع کر اہ التسلیم کر اہ کو کہ اس سے  
لکسا ثابت ہوئی ہر باوجودیکہ رضامندی کر اہ میں ثابت نہیں اگر صفت کثر کے مانند بیاسے رضاء باؤر لکسا کو معتبر تھا کہ کافی اظہار علی بن ابی اسود  
فی البیع الفاسد و بخر الباطل مقدم مع حکم مشتری نے قبضہ کر لیا بیع کے امر سے بیع فاسد میں اور بیع فاسد کی قید سے بیع باطل محل آئی اور اسکا  
حکم پہلے مذکور ہو چکا مع بیع باطل کا یہ حکم مذکور ہو چکا کہ باطل میں قبض سے مشتری کی ملک ثابت نہیں ہوتی اگر اسکے پاس بیع ہلاک ہو تو اسپر  
تاوان نہیں کیونکہ وہ امانت ہوا و قبضہ میں تاوان کی تصحیح کی ہوا و اسی پر فتویٰ ہو چکا فلا حاجۃ قبل الدایۃ و امانتہ و کل من عوضہ مال کما  
افادہ ابن الکمال لکن احباب سعدی بانما کان الفاسد لیم الباطل تجازا کما مر حق اخراجہ بذلک فمتبنا اور اسوقت میں یعنی جب بیع باطل  
بیع فاسد کے ذکر سے خارج ہوگی تو کچھ حاجت نہ رہی اخراج کی باطل کے واسطے ہر اید و رعنائی کے اس قول کی اور بیع فاسد کے  
و دون عوضوں میں سے ہر ایک عوض مال ہو چنانچہ اسکو ابن کمال نے بیان کیا ہو لیکن حدی نے جواب دیا ہو اس طرح کہ جب  
فاسد شامل ہو باطل کو مجازا چنانچہ اس باب کی ابتدا میں مذکور ہو چکا تو اخراج باطل کا ہدایہ کے اس قول سے محقق ہو گیا خبر دار رہنا

۱۷  
فی الفاسد و الباطل  
فلا حاجۃ قبل الدایۃ  
ما شتہ باؤر  
فاسد

ہم عمومی نے سعدی کے جواب کا جواب دیا کہ باطل کی افواہ سے وہ جو اس قید سے بھی بچاؤ نہیں ہوتی بیعت خرد و خیر کی دہم سے کہیں  
 باطل کی ہر جا جو کہ وہ دن خوش حال ہیں تو اس قول کا خلاف کرتا ہے بہتر کو کہ مقتضی اس قید کا یہ ہو کہ ہر قسم باطل کی فاسد جو قبض سے نہ ہونے پر  
 اور مال کا لایا نہیں کہ نہ فی انشاء ہی وہ ہم قید البائع عنہ و ہم کن فیہ خیال شرط اور البائع نے مشتری کو نہی کیا کہ جو قبض سے اور اس میں خیال شرط و نہ  
 ہم نہی بائع کی قید کی کچھ جانت نہ تھی اس واسطے کہ فاسد البائع مشتری کو اس قید سے لیکن خیال شرط کی قید ضروری اس واسطے کہ وہ صورت خیال شرط کے  
 ملک ثابت ہوگی کیونکہ بیعت صحیح میں خیال شرط سے ملک نہیں ہوتی تو بیعت فاسد میں البائع اولیٰ ہونے کی وجہ سے بیعت فاسد میں بیعت مشتری بائع کے  
 اور سے وہ صورت و ہم خیال شرط صحیح قبضہ کر لیا تو اس کا مالک ہو گا کہ یعنی اسکی ذات کا مالک ہو گا حالانکہ بیعت کے نزدیک اس واسطے کہ اگر مشتری غلام کو  
 قبض نہ کرے اور کہے تو بیعت صحیح ہو اور اگر کوئی نہ کرے تو نہیں کا مالک ہو گی اور اگر مشتری جاریہ کو کچھ حصے پر بائع پر اس پر واجب ہو گا اگر بائع کی ملک سے  
 جاریہ خارج ہوتی تو اس پر واجب ہوتا اور اس سے عرفاء کے نزدیک مشتری تصرف کا مالک ہے نہ ذات کا مالک ہونے کی نفی بیعت المازنی فی شرائط البائع والبیع  
 او بیعہ لکن مالک فاسد لایا بلکہ بیعت سے ملے کہ میں صورت میں بعد قبض سے کچھ ملک ثابت نہیں ہوتی نہی کرنے والے کی بیعت میں اور بائع کے خرید کرنے  
 میں اپنے مال سے اپنے غفلت کے واسطے لیا بیعت صحیح فاسد کرنے میں غفلت سے ہی طرح بیعت اپنے مال سے ہو گا مالک نہ ہو گا بدین استعمال کے ہر مال  
 میں یہ مسئلہ جو حضرت بایں عبارت منقول ہے علی عبد من انہ یخیر فی فاسد او مشتری عبد لنفسہ من انہ یخیر فاسد لایمید مالک حتی یقبضہ و غیرہ امتی  
 یعنی بائع بطور بیعت فاسد اپنے غلام کو اپنے دلیع سے چاہے یا بیعت کا غلام اپنی ذات کے واسطے اس طرح فاسد خرید کیا تو ملک ثابت ہوگا کہ وہ قید  
 قبضہ کرے اور استعمال میں نہ لے و اس واسطے کہ قبض و دو دن صورتوں میں بائع کا ہر ملک ثابت ہوگی مگر استعمال سے اور جو کچھ بیعت کے واسطے ہو  
 استعمال ثابت ہوگا کہ کچھ بیعت کی حاجت میں قتل ہو گا کشتاؤں میں کہ نہ فی حق البائع من المظاہر فاسد او مشتری لنفسہ من انہ یخیر فاسد لایمید مالک حتی یقبضہ و غیرہ  
 تو مطلب واضح تر ہو گا کہ فی المظاہر فی بیعت مشتری المانہ لایمید مالک ہر اور جو بیعت قبل از عقد قبض ہی مشتری کے ہاتھ میں وہ امانت ہے مشتری اس  
 قبض سے اس کا مالک ہو گا کہ ہر قول مشتری ہر کہ قبض نہیں کہ فی حق البائع من المظاہر فاسد او مشتری لنفسہ من انہ یخیر فاسد لایمید مالک حتی یقبضہ و غیرہ امتی  
 فتح القدر میں کہ اگر اگر مشتری کے پاس وہ بیعت ہو تو اس کا مالک ہو گا جو قبول اور جمع تفاریق میں ہر کہ وہ بیعت حاضرہ کا مالک ہو گا کہ فی المظاہر  
 داؤد مالکیت کل احکام الملک المستلزم لایکل الا کلام ولا طبع ولا ان تیز و ہرمانہ البائع وہا شفعہ بجا رہے وہ عمارا شہادہ اور جبکہ  
 بیعت فاسد کا مشتری مالک ہو تو سب احکام ملک ثابت ہونگے سو اسے پانچ حکموں کے حلال بنیں مشتری کو اس کا کھانا اگر بیعت طعام ہو اور نہ پینا  
 اس کا لے لیا ہو اور نہ جملہ لڑائی کا اور نہ مال بنیں نہ نواح کرنا یا نہ کاروباری سے مشتری کے پاس اور شفعہ نہیں اس کے ہر وہی کہ اگر مشتری بنیں ہر  
 کہ فی المظاہر فاسد کا مشتری کو دینی اس واسطے جائز ہوئی کہ اس پر بیعت واجب ہے یا تعصبت پر اصرار نہ پایا جائے تو استعمال بطوری اعراض پر بیعت  
 سے تو اس سبب سے دینی جائز ہوئی نہ سبب عدم ملک کے اور شفعہ اس واسطے حاکم حق بائع ہونے سے قطع نہیں بسبب جو بیعت اور سزا دے  
 دینی اگر ہر وہ بیعت صحیح ولا شفعہ ہر اخفی ساوستہ اور ہر وہ شرح صحیح میں ہر کہ شفعہ نہیں بسبب خرید کرنے زمین کے تو یہ صورت ساوستہ ہر  
 لینے اگر زمین بیعت فاسد خرید کی اور اس کے جو زمین دوسری زمین عرض بیعت میں ہوئی تو مشتری اس کو بیعت شفعہ نہیں سے اس کا استعمال نہ مثل  
 والایقینہ یعنی ان بعد مالک اور قنودہ ہر قبضہ لان یہ بدل محل فی ضمانہ لئلا تعبر زیادۃ قیمتہ المخصوصہ مشتری قبض سے مالک ہو گا بیعت کا مثل  
 اگر بیعت شلی ہی لینے کی یا دینی اور اگر بیعت شلی نہیں تو اس کی قیمت دیکر مالک ہو گا وہ قیمت جو قبض کے دن اس کی قیمت تھی اس واسطے کہ  
 بسبب قبض کے بیعت اسکے ضمان میں داخل ہوئی تو زیادہ ہوتا اس کی قیمت کا مستبر نہ ہوگا مستحب کے مانند مراد مصنف کی یہ ہے

کہ قبض کے ہانک ہونے اور بندہ روم کے بعد مشتری پر قبضہ لازم ہوگی جس واسطے کہ قبل ہانکی اور عدم تھڑ رو کے موت وغیرہ سے رو عین واجب ہوئے  
 کذا فی الہدو والقول فیما للمشتري لا لکرا لئلا یؤا قبیست من مشتری کا قول معجب ہو بواسطہ تجاویز یا موت یعنی مشتری زیادتی قیمت کا منکر ہو اور معتبر  
 قول منکر ہو بحسب علی قل و آخریہما فسخہ قبل قبض و لیکن امتناعا عن ابن ملک اور واجب ہو ہر ایک پر بائع اور مشتری سے فسخ کرنا بیع فاسد کا  
 قبل قبض بیع کے اور بیع باز رہنا ہر دو کا ہے کذا ذکر ابن ملک ہم بہتر یہ تھا کہ شرائط الفسخ کیوں کہ حذف کرنا امتناعا عن مفعول لہو تا اعدا کے ماننے کذا فی طحاوی  
 او بعدہ و ادا ام ایچ بجا لہرہ و فی بد مشتری اعدا لفساد لایہ حصیہ عجیب ہما ہو یا بعد قبض فسخ واجب ہو جب تک کہ بیع بجا مال خود بلا تصرف مشتری  
 یا تھمین یہ یہ ہو جو بیع فساد سنانے کے واسطے ہو اس واسطے کہ بیع فاسد گناہ ہو تو اسکا دور کرنا واجب ہو کذا فی الجرم اور اگر بیع میں کچھ تصرف مانند  
 بیع اور اعتاق کے ہوگا تو فسخ منع ہوگا چنانچہ اسکا ذکر عنقریب کیا و لکنا و لایہ مشتری فسخ یا قاض لان الواجب شرعا لاحتیاج القضاء و رد و جو ملک  
 اعدا فساد ہر ایک عاقد پر واجب ہو لہذا فسخ کرنے میں حکم قاضی شرط نہیں اس واسطے کہ جو چیز شرعا واجب ہو وہ حکم قاضی کی محتاج نہیں کذا فی الدرر الاثر  
 احد ہما علی اسنا کہ و علم بہ القاضی فسخہ جبر علیہما اتفاقا لشرع نزایہ واجب کہ بائع یا مشتری اسکا بیع پر اصرار کرے اور قاضی کو معلوم ہو تو  
 اسکو فسخ کر دینا بیع فاسد کا و فسخ پر زبردستی کے کے جائز ہو حق شرع کے واسطے کہ کذا فی الذاریع موطاوی نے کہا نصف کو مناسب تھا کہ علیہ فسخ کنا اس واسطے  
 کہ بیع مصحیت قادر ہو واجب ہو اس واسطے کہ وجوب سے جو راستہ ہوتا ہے عکس اسکا و کل بیع فاسد روہ مشتری علی بالعمہ بہترہ و صمدیہ  
 اوضح ابو جبر من الوجہ کا عارۃ و جادۃ و عصب و وقع فی بد یا لعمہ فو متا کر لہیع و بری مشتری من ضمانہ قنیاہ و جس بیع فاسد  
 پھر جسے مشتری اس کے بائع پر بطریق یہ یا صمد قریب بیع کے یا کسی اور وجہ سے چنانچہ عارت و بنا اور اجارہ اور غصب اور واقع ہو بیع اس کے بائع کے ہتھ  
 میں قنیاہ یا ہر ترک بیع ہو اور مشتری اس کے تاوان سے بری الذمہ ہوگا کذا فی اقتدیہم اگرچہ یہ متا کر بیع ہو لیکن ظاہر یہ دون تو ہر ارتقاء گناہ ہوگا و الاصل  
 ان المستحق یجوز اذا حصل الی المستحق بجزء اخری غیرہ و اصلما بجزء مستحق ان وصل الیہ من المستحق علیہ و الا فلا و تمامہ فی جامع الفصولین اور مسئلہ سابقہ کا  
 قاعدہ کلیہ یہ ہو کہ جو چیز کہ مستحق ہر ایک جہت سے جبکہ وہ ہو چنے شخص مستحق کو دوسری جہت سے تو وہ جہت مستحقہ و اصل معتبر ہوگی بشرطیکہ مستحق کو  
 مستحق غلبہ کی طرف سے ہو چنے اور اگر اس کی طرف سے نہ ہو چنے تو اصل معتبر ہوگی اور پورا بیان اسکا جامع الفصولین میں ہم اگر مشتری نے  
 بیع فاسد غیر بائع کو مہر کی یا غیر کے ہاتھ چھی اور اس نے بائع کو مہر کی یا غیر کے ہاتھ چھی مشتری نے وہ مسائل شرع کیے نہیں بیع فاسد کا فسخ کرنا منع ہر حال  
 ہو چنی حتی علیہ کے ہتھ سے بیع مشتری کے ہتھ سے نہ ہو چنی کذا فی بیع اسکا لگے مصنف نے وہ مسائل شرع کیے نہیں بیع فاسد کا فسخ کرنا منع ہر حال  
 بائع مشتری مشتری انفسا سبھا صحیح یا مافلو فسادا و انیام بیع فسخ لیسر یا نہ فلو متا کان نقضا الاول کما علمت پھر اگر مشتری نے بیع فاسد کو  
 بجا بطریق صحیح بلا شرط کے اگر بیع فاسد کے طور پر یا بجا یا غیر شرط بیع کی تو فسخ کرنا بیع کا اس کے غیر بائع سے منع ہوگا اور اگر مشتری نے خود اس کے  
 بائع سے بیع کی تو یہ بیع اول کا نقض ہوگا چنانچہ تو ابھی معلوم کر چکا یعنی مصنف کے اس قول میں و کل بیع فاسد الخ و فساد بغیر الاکراہ فابو یوسف  
 کل تصرفات مشتری احوال الاکراہ فساد اس بیع کا رد نہ کر کے ہی اور اگر فساد اسکا زبردستی کی جہت سے ہی تو بیع تصرفات مشتری کے منقوض اور ناجائز  
 ہو گئے او وہ یہ وسلم او عتقہ او کا تہ او ادا ستولہ یا دولہ و مل تحمل رد و باع عقر یا اتفاقا سر لاج یا مشتری نے بیع یہ کہ غیر بائع کو اور قبضہ کروا  
 دیا یا غلام کو آزاد کروا دیا یا اسکو مکتب کیا یا لونڈی کو حرم بنایا اور اگر وہ حاملہ ہو گئی ہو تو اسکو پھیر دے اس کے مرثل کے ساتھ اتفاقا کذا فی السراج  
 بعد قبضہ فلو قبضہ لم یتم یعنی بل یعنی البائع ہمارہ و کذا و الامور بطین مختلفہ اذ فیج الشاة فیصیر مشتری قابضا ففساد ملک المامور یا لایلا الامور  
 آزاد کیا غلام کو بعد اس کے قبض کے تو اگر قبل قبض آزاد کر دیا تو آزاد ہوگا مشتری کے آزاد کرنے سے لینے بسبب عدم ملک کے

بلکہ یا مشتری یا بک سے آزاد کرنے سے آزاد ہوگا یعنی اگر قبل قبض کے مشتری یا بک سے کہے کہ اس غلام کو میری طرف سے آزاد کرادے یا بک سے آزاد کرادے تو آزاد ہوگا اور اسی طرح اگر مشتری نے قبل قبض کہیں یا بک کی بک کو امر کیا کہ یہ بک اسے یا بک کی کو بیچ کرے تو مشتری اس طرح کے امر کرنے سے قابض ہوگا بطریق اقتضا کے اور یہ عجیب بات ہے کہ البتہ شخص نامزد مالک ہوگا اسکا جسکا امر کرنے والا مالک نہیں مافی الخافہ غلط فہم انار وایت او غلط من الکاتب کا بطلانہادی اور جہانگیر بن عکس اسکے قول پر یا دوسری روایت پر یا غلط فہم کا تب سے جو چنانچہ عادی نے اسکو شرح بیان کیا ہو م غایہ میں ہو کہ جب غلام کو بشر اذنا سند خرید کیا اور قبل قبض یا بک سے کہہ کہ اسکو آزاد کرے میری طرف سے پھر یا بک نے اسکی طرف سے آزاد کر دیا تو یہ عین یا بک کی طرف سے ہوگا نہ مشتری سے اور اسی طرح کہیں اور بک کی کا مسئلہ لکھانی فتح او وقفہ و قفاہی حالانہ تسلیم حین وقفہ و خارجہ جن ملک و مافی جامع الفصولین غلط فہم کا بطلانہادی یا مشتری نے بیچ فاسد کو وقف میچ کیا اسواسطے منع ہوگا کہ مشتری نے بیچ فاسد کو وقف کیا جبکہ اسکو وقف کیا اور اسکا بیچ ملک سے نکالا اور جو روایات جامع الفصولین میں بر خلاف اسکے ہیں صحیح نہیں چنانچہ مصنف نے اپنی شرح میں اسکو مفصل بیان کیا ہے م یون کہ اگر بیچ فاسد کو وقف کیا یا مسجد قرار دیا تو حق فسخ باطل نہیں تاوقتیکہ عمارت بنادے انتہی نہ انفاق میں اسکو روایت ثانیہ قرار دیا ہے اور یہ بتدریج غلط ہے اور اگر الاثنین اسکو عدم تحصیل قاضی پر محمول کیا ہے لکھانی الطحاوی اور مہر او اوصی او تصدق بہ لغد البیوع الفاسدی میں بیچ فاسد روایت فسخ تعلیق حق البیوع لکھانی اسنے ذکر کورہ فی الاشباہ و النسخ فاسد کو رہن رکھا یا اسکی کسی شخص کے واسطے وصیت کی یا میراث کی تو بیچ فاسد نافذ ہوگا و بیچ جمع تصرفات مذکورہ میں بعض بیچ یا سبب یا اعتاق یا کتابت یا استیلا یا وقف یا رہن یا وصیت یا تصدق کرنے سے اور اب فسخ بیچ منع ہوگا بسبب متعلق ہو جانے حق البیوع اس سے کہ جہاں صورت میں جو اشباہ میں مذکور ہیں ہم اشباہ میں ہو کہ عقد فاسد متعلق حق البیوع سے لازم ہو جاتا ہے اور فساد و رفع ہو جاتا ہے مگر چند مسائل میں اجارہ فاسد یا پھر ستر جانے اجارہ صحیح دوسرے کو دیا تو شخص اول کو اسکا توڑنا جائز ہے ایک شخص نے کہہ سے کوئی چیز مولیٰ پھر اسکی بیچ صحیح کی تو کہہ کو اسکا توڑنا درست ہے مشتری نے بیچ فاسد کا اجارہ دیا تو کہہ کو اسکا توڑنا جائز ہے اور اسی طرح اگر بیچ فاسد کو دیا یا بیچ کر دیا تو کہہ حق البیوع مشتری میں ہو تو مسئلہ اولیٰ کا مستثنای صحیح نہیں اور اسی طرح مسئلہ ثانیہ کا ذکر حق میں موجود ہے اور اسی طرح مسئلہ ثالثہ اور بیعہ خود شاہ کے آئندہ قول میں موجود ہے لکھانی اجمالی و لکن اکل تصرف قولی غیر اجارہ و بیچ اور اسی طرح بیچ وغیرہ کی مانند ہر تصرف قولی صحیح اجارہ و بیچ کے جہاں غیر مبرمج بہ نفاد بیچ فاسد کا ہم اجارہ اور بیچ سے اسواسطے منع نہ ہوگا اجارہ فسخ ہو جاتا ہے ہر قدر سے اور رفع فساد بھی عذر ہوگا و بیچ میں اخرج عن الماک نہیں بل بطلان بیچ الاجارہ بالبیع الخائض و لا یجوز اور کیا بیچ لونڈی کا باطل ہو جاتا ہے اسکی بیچ فاسد سے قول مختار ہے کہ بان باطل ہو جاتا ہے لکھانی اور البیوع میں بیان گفتگو اس میں ہو کہ مشتری نے قبض ستر جانے فسخ کر دے چنانچہ بیچ موضوع بیچ مسائل سابقہ میں اور کلام و لا یجوز قبل از قبض میں مقرر ہے کہ بیچ ستر جانے ہوگا لکھانی الطحاوی و غرض حق البیوع و حق زوال المانع کو بیع ہر بیع و بیع ملکات و قبض رہن حاد حق الفسخ کو قبل از قبض بالیقینہ البیوعہ اور جبکہ رفع فسخ کا دور ہو جاتا ہے چنانچہ پھر لینا و سبب کا بیچ ہو کہ ستر جانے عذر ہو جاتا ہے کہ تب کا بدل لکھانی سے اور خلاص ہو جاتا ہے کہ تو بیچ فاسد کا حق فسخ عود کرے اگر زوال مانع کا قبل فسخا و قیمت کے ساتھ یعنی فسخ مشتری پر اور بے قیمت کا حکم کیا ہو بعد فسخا کے یعنی اگر بعد حکم قاضی یا بک نے زائل ہوا تو حق فسخ عود کرے کہ بیکہ اب البطلان قضا لازم آدیکھا اور یہ جائز نہیں و لا یجوز حق الفسخ بموت احدہما بخلاف الوارث بقیقی اور حق فسخ باطل نہیں ہوتا یا بک یا مشتری کے فوت ہونے سے تو ستر کا وارث اسکا خلیفہ ہوگا فسخ کرنے میں اسی کا فسخی ہو بعد الفسخ لیا یا خذہ بالحق حتی یروى شتر المقوقد و بخلاف مشتری من مدیونہ بدینہ شتر او فاسدا

[illegible]

فلیس المشتري حسیب الاستغناء ویدکاجارۃ وجین وعقد صحیح والفرق فی الکافی اور بعض نسخ فاسد کے بیچ کو اسکا بائع نے توفیقاً کہ اسٹن منقود  
 چھیرہ سے شتن منقود سے شتن مقبوض مراد ہو یا غیر نقدین کو بھی شامل رہے بخلاف اس جدوت کے کہ اگر صاحب دین نے اپنے مدین سے بعض اپنے بیچ  
 چیز بطور شرائط فاسد کے خرید کی تو مشتری صاحب دین کو بعض بیچ کے جس کرنا بیچ کا اپنے دین کے لینے کے واسطے جائز نہیں بلکہ اجارہ فاسد اور برک فاسد  
 عقد صحیح کے اور فرق دین اور غیر دین کا کافی میں مذکور یہ شرح نہ ملی میں یہ کہ اگر اپنے مدین سے بطور شرائط فاسد غلام خرید کیا بعض دین کے تو غلام پر  
 قبضہ کیا باذن بائع پھر بائع نے استرداد غلام کا ارادہ کیا بلکہ فاسد کے تو مشتری کو جس غلام استرداد دین کے واسطے جائز نہیں بخلاف بیچ صحیح کے واسطے صحیح  
 اگر اجارہ فاسد برین سابقہ ہو پھر موجر اجارہ فسخ کرے تو مستاجر کو جس کرنا جبراً لینے کے واسطے جائز نہیں بخلات اجارہ صحیح کے اور یہ حکم برین فاسد کا  
 برین سابقہ انتہی قول کہ بخلاف بیچ کا یہ مطلب یہ کہ اگر بیچ صحیح یا اجارہ صحیح مدین سابق ہو پھر عقد فسخ ہو کسی وجہ سے تو مشتری کو جس بیچ کا لینے دین کے  
 لینے کے واسطے جائز ہو اور اسی طرح مستاجر کو جس جائز ہو جب یہ معلوم ہو کہ اوتار ہو گیا کہ شائع کا قول وعقد صحیح غلط ہو بلکہ دین کو اسٹن مختلف عقدا  
 الصبیح کذا فی المطحی لخصاً اور اسی طرح نہر الفائق میں یہ فان مات احدہما والواجب الا المستقرض والارہین فاسدا یعنی وذللی بعد الفسخ فاشتری  
 وشوہ احی برین سائر الغرابل قبل تجزیہ فلتحق حبسہ حتی یاخذ مالہ پھر اگر بائع یا مشتری یا اجارہ فاسدہ کا موجر یا قرض فاسد کا مستقرض یا برین  
 فاسد کا زائہن مرخا سے بعض نسخ کے کذا فی الہینی والزم علی تو مشتری اور مانڈا کے چنانچہ وارث مشتری کا جب مشتری مر جائے اور مستاجر اور  
 مقرض اور مرتن زیادہ ترحق دین برین باقی ارباب و دین سے بلکہ احی برین قبل تجزیہ نیست کے تو مشتری وغیرہ کو جس عین کا حق ہو یہاں تک کہ اپنا  
 مال لےوے بعد الفسخ کا لفظ علی المتوہم ہر اس واسطے کہ یہی حکم قبل الفسخ بھی یہ طریق اہلی عبارت نہ ملی کا یہ مضمون یہ کہ اگر بائع مر گیا تو مشتری احی بیچ  
 ہوتا استغناء شتن کہ لکھ اسکی تقدیر ہو بائع کی حیات میں اسی طرح اسکی تقدیر ہوگی اسکی تجزیہ برائے کسی وفات کے بعد اور اسی طرح اگر اجارہ فاسد لیا  
 اور اجرت تسلیم کی یا برین فاسد لیا یا قرض فاسد دیا اور بواسطہ قرض کے کوئی چیز برین رکھ لی تو اسکو اجارے کی چیز اور مدین کا جس جائز ہو  
 تا و تیکہ اپنا مال پاسے اور اگر موجر یا برین یا مستقرض مر جائے تو وہ شتی مقبوض کا زیادہ ترحقدار ہو یا برین غریبوں سے کذا فی المطحی لخصاً فیاخذ  
 المشتري وراہم الثمن بعینہا لو قاتلہ ومثلہا لو مالک لکے باو علی الثمن الدرہم فی البیع الفاسد وہو الاصح تو مشتری وراہم شتن کو بیعیناے گا اگر وراہم  
 شتن کے موجود ہوں اور اسکے مانند اور وراہم کہ لے گا اگر وہ موجود نہ ہوں بنا برین ہونے وراہم کہ بیچ فاسد میں اور یہی قول ثنین کا صحیح ہو ہم یہاں  
 سدا ل وارد ہوتا ہو کہ شائع نے کہا کہ بیچ فاسد میں وراہم کا متعین ہونا صحیح قول ہو تو اس سے یہ لازم آتا ہو کہ بائع کو منفعت شتن کی نہ حلال ہو جیسے  
 مشتری کو منفعت بیچ کی حلال نہیں کہ نہ علت حرمت کی یہاں ثنین مال ہو تب شتن بھی بیچ کے مانند متعین ہو اور بائع کو بیچ کو نہ حلال ہو گا اور  
 حالانکہ بائع کو بیچ حلال ہو نہ مشتری کو اسکا جواب شائع نے مصنف کے قول میں انصرف کر کے دیا وانما طاب اللیلع ما بیع فی الثمن لاعلی الروایۃ  
 الصبیحۃ اقبالہ لاصح بل علی الاصح ایضاً لان الثمن فی البیع الثانی غیر متعین الا یضرب ثنین فی الاول کما افادہ سفیدی اور یہی بات یہ کہ بائع کو بیچ حلال ہو یا نہ  
 قائمہ جو اسکو شتن میں حاصل ہو یا نہ وہ روایت صحیحہ پر مقابل ہو کہ قول صحیح کے بنی ثنین بلکہ حلت بھی دوسرے قول صحیح پرستی ہر اس واسطے کہ عقد ثانی  
 میں ثن غیر متعین ہو کہ نہ دیکھ بیچ فاسد ثنین اور عقد اول میں ثن کا متعین ہونا مسخر ثنین چنانچہ کہ علامہ سعدی فندی نے بیان کیا ہم خلاصہ یہ  
 یہ کہ بائع کے واسطے نفع حلال ہو کہ وہ پیدا ہو یا برین سے باعتبار عقد ثانی کے اور ثن عقد ثانی میں غیر متعین ہو اور صورت سلب جامع مضر میں انما ہم  
 سے یون روی ہو کہ ایک مرد نے نوڈی ہزار درم کو بعد فاسد خرید کی اور وہ نوڈن میں انقباض البدلین واقع ہوا اور ہر ایک کو نفع حاصل ہوا اپنے بیچ  
 میں امام نے فرمایا کہ جسے نوڈی پر قبضہ کیا وہ نفع کو خیرات کرے اور جسے وراہم قبضہ کیے اسکو نفع حلال ہو انتہی اس واسطے مشتری کو نفع حلال ہوا





خریداری حرام ہو گیا کہ غارت گراؤ فاصبا اسکی قیمت ادا کرے یا مالک اسکو معاف کرے تو اب اسکو مول لینا درست ہے لکن اقیطھاوی دینی غلط الاشیاء  
 اخرتین ومع البیوع بالان یا حتی الوارث اور اشباہ کی کتاب الخطر میں ہے کہ حرمت مستعد ہوئی ہے اس کے دریافت ہونے کے ساتھ کہ غارت کس حق میں بین  
 اگر حرمت کا علم ہو تو انخاص مستعد وہ بین بھی تحقیق ہوتی ہے سو اسے وارث کے لینے اگرچہ وارث جانتا ہو کہ غارت نے یہ مال بوجہ حرام پیدا کیا تو بھی اسکی حق  
 دو مال حلال پر و قیدہ ہے لکن یہ بیان الاصل برباب الاموال و متفقہ فہرہ وغیرہ میں ہمت وارث کو یوں قید مقید کیا ہے کہ وارث اگر بایں اموال کو نہ جانتا ہو اور  
 ہم اسکی تحقیق کر کے اس کے مقام میں ہم لینے اگر وارث جانتا ہو کہ غارت نے فلاں فلاں شخصوں کا مال بسر قریا غصب یا شوث لیا ہو تو پھر واجب ہے کہ انکو  
 یا انکے وارثوں کو مال مذکور جو ہے اسے ادا کرے پھر بچاؤ تو وارث پر وہ مال حرام ہو جی میں ہے کہ غارت مر گیا اور کب اسکا حرام ہو تو میراث حلال ہے پھر اسے  
 لیا کہ ہم اس روایت کو نہیں لینے ہیں بلکہ میراث وارثوں پر طافا حرام ہے اتنی اس قول سے معلوم ہوا کہ دستور علم وارث حرمت ثابت ہے اگرچہ  
 ارباب اموال کو نہ جانتا ہو لکن انی الخطاوی بصرف نبی و اعرس فیما اشرہ فاسد اشرع فیما یطیع حق الاستدودن الافعال احسبہ بعد الفرج  
 سن الفرائد المرفعہ تھا وہاں متبع الفسخ مشری نے گھر بنایا یا وارث لگایا اس میں جسکو فاسد خرید کیا تو اسکو گھر اور زمین کی قیمت کا وہ لازم ہو گیا اور  
 فسخ منسحب ہو گیا کساج کسایہ بشرع ہو ان مسائل میں نہیں حق استدود قطع ہوجا یا ہر افحال حسیہ کے سبب سے بعد فسخ ہونے کے انحال قولیہ سے لینے  
 اول افوال فاطمہ فسخ کو نہ کیا لکن اس کے اب افحال حسیہ کا ذکر شروع کیا وہاں قال یقتضی دبر و المبیع و درجہ الکمال و صاحبین نے کہا کہ مشری عمارت کو نہ  
 اور دخترون کو اکھاڑے اور بیع کو بچھڑے اور اسی قول کی ترجیح دی ہو کہ الالین نے ہم کمال الدین نے فسخ القید میں کیا ہے جو امام کی دلیل ہے بطل فسخ میں  
 کہ عمارت بنائے اور دخت لگائے سے دوام مقصود ہوتا ہے بشرع ہو یا سلسلے کے اجارہ میں اگر دخت لگاوے تو بالانفاق قطع واجب ہو لفظا ہوا کہ انہ اور  
 غرس کا ہے دوام کے واسطے ہوتا ہے اور گاہے نہیں و تقبیر فی المنصوصات اقبسط البائع او کمال الدین کی ترجیح کا تقبیل کیا ہے یعنی فسخ کیا ہے ہر افحال  
 میں بول سلسلے حاصل ہونے بنا اور غرس کے بٹنے کے سلسلے کرنے سے ہم صاحب نہ لے لیا کہ عمارت کے بٹنے کی سلسلے سے حاصل ہے اس سے وہ مقصود  
 ہوتا ہے بطلان اجارہ کے کہ اگر اس میں سلسلے نہیں تو معلوم ہوا کہ ماسد استدلال بائع کی سلسلے پر ہی مبنی خطاوی نے کیا ہے تقبیل سو فسخ موقوف ہے  
 بائع کے حق کے سبب سے فسخ ہو تو یہ کہنا ہو سکتا ہے کہ اسے بائع اناحق سلسلے سے ساقط دیا حالانکہ مذکور ہو چکا کہ بائع فاسد کا فسخ کا حق ہے تو اب بھی  
 فرق نہ بائع ادا جانہ میں و لکن اکل زیادہ مستقلہ غیر متولدة البیع و بائع و ملین جملہ وقت سویت و غزل قطع جاریہ حلیت منہ اور اسی طرح بائع فسخ ہے ہر ایک یا  
 جو بیع سے متصل ہے اور اس سے پیدا نہیں ہوتی پنا بخرنگ اور دخت کہے میں ہر دینا گیہوں کا اور لکڑی کا یا ناسک اور کانٹا دنی کا اور ٹوٹی جو حاملہ ہوگی مشری  
 ہم خطاوی نے کہا کہ حمل جاریہ بخار و بائع غیر متولدة ہے بخار و کی بی کے فلو متولدة کو لہ اور تولدة کہ من فلو فسخ بضمنا با استدلال اس سے منقصہ  
 غیر متولدة جو ہر سو اور زادی متصل ہو یعنی غیر متولدة چنانچہ ولد یا زانی متولدة ہو جیسے گھی تو اسکو فسخ کا اختیار ہوا اسکا تادان دے اُس کے  
 استدلال کے سوا سے منقص غیر متولدة زادی کے کہ زانی جو ہر زادی متصل غیر متولدة چنانچہ کس خلاصہ ہے کہ چاروں قسم کی زیادتی میں سے فقط متصل  
 غیر متولدة زادی میں فسخ منسحب ہے اور مشری پر قیمت واجب ہونے باقی میں دنی حاجت انفصلین و نقص فی یہ الشری بطل اشتری او المبیع ادا ہوا  
 سوا دی اخذہ البائع مع الارش و لو فسخ البائع صار استدرا و لو فسخ البیعی خیر البائع اور جامع انفصلو میں میں ہو کہ اگر بیع ناقص ہوگی مشری کے  
 ہاتھ میں مشری کے فعل سے یا فسخ کے فعل سے یا فسخ کے فعل سے یا فسخ کے فعل سے یا فسخ کے فعل سے یا فسخ کے فعل سے یا فسخ کے فعل سے یا فسخ کے فعل سے  
 لے اور اگر نقصان ہوا بوائے کے فعل سے تو بیع مسترد ہوگی اور اگر اجنبی کے فعل سے نقصان ہو تو بائع مختار ہے لینے چاہے مشری سے نقصان کا کوئی  
 کہے چاہے اجنبی سے کہ زانی بخر و کوہ و بخر و بایع اصغر المبیع عند الاذان الاول الا اذا تبا لیا یشیان فلا باس بل تعلیل انہی بالافعال

مستقل متعال  
 و در دخت وارث و صورت  
 و مبنی بطل و معتدی  
 ملقات است بائع  
 وارث و غرض و فسخ  
 و لکھ کر کہ

[illegible]



اور متعدد دلالان آخر لفظ اور کتاب فلا پاس ہوا تو دھار و محارم نہ خالی رہے ماسوے واحد غیر الا تو باب والا بون و المصحح بہا مع کہ تفریق سبب اعتناق اور  
 اسکے تفریق کے ہونا غیر تیسرے مسئلہ اور کتاب اگر اعتناق ہی بعض مال کے ہو یا اس شخص کے یا نتیجہ کے سبب تفریق ہو جسے غلام میں کچھ لڑکے  
 کی قسم کھائی یا مالک غلام کا کام ہو کیونکہ اگر غلام یا مالک متعدد ہوں اور اگر دوسرا غلام اسکے طفل یا مالک تب کا ہو تو تفریق میں کچھ نہیں  
 نہیں یا غلام کے تمام چند ہوں تو مالک کو کام کا بیچنا جائز ہو ساسے ایک محرم غیر اقرب اور والدین کے اور جو ملحق بالذین ہو کذا فی التبع ہم اگر گھنی کی دادی  
 عملہ وغیرہ ہو تو عمر اور مال کی بیع جائز ہو ودی کی کیونکہ وہ مان کے برابر ہو چکی تھی اور وہ مستحق یا تفریق ہی بطریق مستحق کے ہونا چاہیے یا غلام کا  
 مستحق نکالنا یعنی وہ کہ پاس و غلام محرم ہیں اور ایک غلام عین دوسرے شخص کا محلول نکالنا تو ب تفریق منع نہیں و کفر احد ہا یا جانیہ و میثاقین  
 ابو بکر مال التبر و ردہ لیسب لان التفریق دفع اضرع عن اضر بالذین اور چنانچہ دنیا و دین سے ایک غلام کو بیسب اس کے ارتکاب بنا سکتے اور  
 بیع غلام کی غلام کے دین کے سبب سے یا غلام کا دنیا غیر کے مال تلف کر ڈالنے سے اور پھر دنیا غلام کا عیب ظاہر ہونے سے تو ان امور دیکھ کر تفریق  
 جائز ہو ساسطہ مالک کو تفریق غلام صغیر اور اسکے محرم میں منع ہو تو بفرق ضرر غیر کے ہو ضرر سے غیر کے ضرر میں م یعنی مفقود شرعی ہو کہ صفت سے ضرر  
 دفع ہو لہذا صغیر کو بعد از اسکے محرم سے منع فرمایا اور یہ منظور نہیں کہ غیر کو بیع مالک کو ضرر ہو چکے تو اگر مطلقاً تفریق منع ہو تو صورت بنا سکتے غلام کو  
 پر غیر لازم آوے اور دوسری صورت میں فرضاً ہوں کہ قید توفی پیشے اور تیسری صورت میں بیع دالینا یہ کہ کذا فی لفظ ادا ی بخلاف الکلیہ میں  
 والذین و جین فلا پاس یہ بخلاف ادا خلافا مستثنیٰ احد عشر بخلاف کہ یہ بن اور زوجین کی تفریق کے کہ اس میں کچھ مصالحتہ نہیں بر خلاف امام احمد بن حنبل  
 کے مذہب کے تو مستثنیٰ گیرہ ہیں ہم یعنی صغیر اور اسکے محرم نہیں تفریق بطریق بیع یا بیع جائز نہیں مگر اگر یہ صورتوں میں جائز ہو ۱۱ اعتنا فی ۲  
 تفریق اعتناق ۳ اسکے یا نتیجہ بیچنے غلام کے آزاد کرانے کی قسم کھائی ہم جب کہ مالک غلام کا فریاد ہو جبکہ مالک متعدد ہوں ۴ جبکہ تیسرے محرم کی  
 ہوں جبکہ محرم غیر غیر کا مستحق نکلے ۵ دنیا غلام کو غلام کی بنا سکتے ہیں ۶ بیچنا غلام کا غلام دین میں ۷ غلام کا بیچنا املاک مال دین ۱۱  
 پیچیدہ بنا سبب عیب کے بزرگوں میں بارہویں صورت یہ زیادہ کی ہے جبکہ غیر قریب البیوع ہوا اور اسکی مان اسکی بیع سے راضی ہو چکا کیونکہ تفریق بیع  
 وغیرہ من اسباب الملک لصدیقہ و صدیقہ کیوہ بشر و الامن حبلی ابن ملک و بقتلہ فی امیراٹ و ایشنا ہم جوہرہ او جیسے تفریق کر دہ ہوتے سے  
 اور کہ سوا اور اسباب ملک سے بیچنا غیر صدقہ اور وصیت سے اسی طرح خرید کر دے سے بھی کر دہ ہو مگر بی بی خرید کر دہ نہیں کذا اور ابن ملک و میراٹ و ایشنا ہم  
 میں قسمت کرنے سے تفریق کر دہ ہو کذا فی الجوزہ ہم ایک شخص بیٹے اور دو غلام محرم جن میں ایک صغیر ہے پھر کر دہ کیا اور ایک ایک غلام ایک ایک بھائی کو بیچنا یہ تو جواب  
 یہ کہ دونوں غلاموں کو ایک ایک بھائی خرید کر دے اور دونوں بھائی انہما میں قسمت کر لیں اور اس طرح غنیمت کے قاحم اور غازی ب تفریق حرام ہے کیونکہ غازی بزرگہ شرعی  
 کے ہو کذا فی لفظ ادا ہی اب نگہ شائع بیع کر دہ کا حکم بیان کرتا ہے بعد از بیع کر دہ کے داخل ابن فرخ المکر وہ واجب علی کل واحد نہما ایضا بخر و خر و لفظ الا تمین  
 اور معلوم کر دیج کہ وہ دفع کرنا ہر ایک بائع اور مشتری پر واجب ہو یعنی جیسے سے فاسد کا بیع واجب ہو ویسے ہی کر دہ کا بھی واجب ہو کذا فی الجوزہ و جواب  
 دور کر ڈالنے گاہ کے کذا فی الجیم و فیہ شرح اے کا فرسما و مصحف اس الاجار علی اخراجا عن ملکہ و سبھی کی التفرقات و اللہ اعلم اجمع میں یہ بھی روایت ہے  
 کہ ہم صحیح کہتے ہیں شرکاء فرسما غلام اور مصحف کا خارج عن الملک کی اجبار کے ساتھ اور یہ کہ تفرقات میں آویگا و اللہ اعلم اجمع اے کا فرسما غلام  
 یا مصحف کو خرید کر دے تو یہ صحیح ہے یا طر یا فاسدین لیکن کا فرج کر دہ یا جیگا کہ انکوائی ملک میں نہ کرے فاسدین فاسدین سے اور تفرق حیدر یا است سے مخفی ہو جائے و اللہ اعلم  
 بالصلو فی الفضولی فیضل ہی بیع فضولی کے احکام میں ہم فضولی بہت ہی فضول کی طرف جمیع ہی فضول یعنی زیادہ کے بیچنا چاہیے اور علی مناسبہ ظاہر  
 مناسبہ بیع فضولی کی بیع فاسد سے ظاہر ہو کر فاسد و موقوف کی ملک ایک شے موقوف ہو یعنی فاسدین فیض پر موقوف ہیں اجازت ہو کذا فی لفظ ادا ہی

بعد الاستحقاق لادن صورہ اور کمترین بیع فضولی کو باب الاستحقاق کے بعد ذکر کیا ہوا سوا سطلے کہ فضولی استحقاق کی صورتوں میں سے ہر دم ہوا کسی بیع  
 کہ مستحق دعویٰ کے وقت یہ کتاب کی بیع میری ملک ہوا جسے تیرے ہاتھ میں آئے یا اذن میرے بی بی سویی بعینہ بیع فضولی کی حقیقت ہو اور دوسری وجہ یہ  
 کہ بیع فضولی کے بعد اگر اجازت ہو تو ظاہر ہوتا ہے کہ بیع غیر کا حق ہو مگر بشرط بلایا بعینہ فالتاکل لمن یأمر بالمعروف والنہی عن المنکر علیہ لکفر فی بیع فضولی  
 لغت میں اسکو کہتے ہیں جو فضولی ہو یا غافلہ کام میں جو جسے کماؤں شخص سے جو امر بالمعروف کرتا ہے کہ تو فضولی ہو تو اس پر کراخت ہو کذا فی فتح اسوا سطلے  
 الامر بالمعروف شرعا واجب اور فاعل کو ضیہ ہو تو اسکو فضولی کہنا ظاہر رہی وجوب پر دلالت کرتا ہے اور قائل مذکور کی فی حقیقت تکفیر نہونی اسوا سطلے کلاں  
 کلام سے نفی وجوب مقصود نہیں ہوتی واصلہا تا من تصرف فی حق غیرہ بنزلہ اجس اخیر اذن شرعی اصل حجج بخوکیل ووصی اور اصطلح فقہین فضولی  
 وہ ہو چنانچہ غیر کہ حق میں تصرف کرے بدون اذن شرعی کے تصرف کا حق غیر میں ہنزلہ جس کے ہو تو اس میں وکیل اور ولی اور ولی الفضولی مستأجل ہیں اور  
 بغیر اذن شرعی فصل پر جس سے مانند وکیل اور وصی کے چنانچہ فاشی بخل گیا فضولی کی لغت سے کل تصرف صدر مرہم تیکان کا کہ بیع و تزویج اور غلام کا  
 وعتاق و لجمیہ اور لندا القرف من یتدر علی اجازتہ حال وقوعہ ابعہد موقوفاً بقصرت کہ صادر فضولی سے خواہ وہ تصرف تملیک ہو چنانچہ بیع اور تزویج  
 یا عتاق ملک ہو چنانچہ طلاق اور عتاق اور اطلاق اسکا مجز ہوتے اس تصرف کے واسطے جو بیع و عتاق ہوا کسی اجازت پر تصرف کے واقع ہونے  
 کے وقت میں تو یہ تصرف منتہر ہوگا مالک کی اجازت پر موقوف ہو کر یعنی اگر شیا کر دینے خالہ کے مال کی بیع کی یا اسکا کسی عورت سے نکاح کر دیا یا اسکی  
 زوجہ کو طلاق دی یا اسکا غلام آزاد کر دیا تو اگر خالہ اجازت دیکھا اور جائز رکھ دیکھا تو بیع اور تزویج اور طلاق اور عتاق نافذ ہوگا والا باطل ہوگا اور اخیر اجازت

العقد لا یقعد اصلا باینسی علی مثلہ شیء قبل اجازۃ ولیہ فاذا غلبت اجازۃ اولی الامر بحیثوہ حالۃ ابعہد بخلاف اولی الامر مثلہ باقی فاذا غلبت منسہ لم یجوز لادن  
 وقت العقد لا یجوز فی بطلان المثل ووقتہ فیصح انشاء الا اجازۃ کما بسطہ لعمادی اور جس تصرف کا کوئی ایجنس نہ ہو حالت عقد میں تو وہ اصلا منع نہ ہوگا فیصل  
 اس اجمال کی یہ ہو کہ ایک صغیر نے اپنا مال بیچا مثلاً پیرہن یا بیجہ و باغ ہوا قبل اجازت اپنے ولی کے سوا سطلے سابق کو جائز رکھا تو بیع مذکور جائز ہوگی  
 اسوا سطلے کہ اس بیع کے واسطے صغیر کا ولی اجازت دینے والا حالت عقد میں موجود تھا بخلاف اس کے کہ اگر صغیر نے مثلاً اپنی زوجہ کو طلاق دی پیرہن  
 باغ ہوا اور اسے نہات خود طلاق مذکور جائز رکھی تو طلاق کو جائز ہوگی اسوا سطلے کہ عقد طلاق کے وقت اسکا کوئی ایجنس نہ تھا یعنی صغیر بسبب عدم بلوغ  
 کے اہلیت طلاق کی نہ رکھتا تھا اور اس کے ولی کو طلاق میں طلاق دخل نہیں تو طلاق مذکور باطل ہوگی جب تک بعد بلوغ یوں نہ کہے کہ یں نے طلاق واقع کی  
 تو اب طلاق صحیح ہوگی بطور انشاء و طلاق کے نہ بطریق اجازت کے چنانچہ اسکو عمادی نے منسج بیان کیا ہر دم ہنزلہ صغیر تصرفات مذکورہ میں فضولی نہیں کیے کہ  
 غیر کی ملک میں تصرف نہیں لیکن چونکہ اسکا تصرف اپنے مال میں نہ نہیں لندا کو فضولی قرار دیا و وقت بیع مال الغیر ان اخیر النفا عاقلہ فلو صغیر اور مجتہد  
 لم یقعد اصلا کما فی الزاویہ عزنا لعمادی اور غیر کے مال کی بیع توقف ہو اگر شخص غیر بالغ عاقل ہو تو اگر غیر شخص صغیر یا مجتہد ہو تو بیع اصلا منع نہ ہوگی  
 چنانچہ زواہر الجواہر میں ہر عمادی سے نقل کر کے وہذا ان باع علی انہ لما لکھ اور بیعنے توقف بیع اس صورت میں ہر اگر فضولی نے بیع کو اس شہر طبر  
 بیچا ہو کہ بیع مالک کے واسطے ہو یعنی بیع فضولی جو اجازت پر موقوف ہوتی ہو تو نقطہ اسی شرط سے ہوا ماو باع علی انہ لغتہ او باع من غصب او شہر طہ الخیار  
 فیہ لکھ الکلف ادبا ع و ضمان غاصب عرض آخر لما لکھ باغیغ باطل اور اگر اسکو بیچا اس طرح پر کہ بیع میرا مال ہی یا اسکو بیچا اپنی ذات سے یعنی  
 خود خرید کیا یا اس میں اس کے مالک کے واسطے خیار شرط کیا یا فضولی نے بیع کو بیچا اس شخص سے جسے دوسری متاع مالک کی غصب کی جو بیع متاع  
 منسوب کے تو بیع ان چار صورتوں میں باطل ہر دم او بعدو نے حاشیہ ایشاء یں ذکر کیا کہ دو شخصوں نے ایک شخص کی دو متاع کو غصب کیا  
 پیر ایک غاصب نے دوسرے غاصب سے متاعین منصوص میں کی بیع کی پھر مالک نے اس بیع کو جائز رکھا تو بیع جائز نہ ہوگی اسوا سطلے کہ متاع



یعنی باطل پرانسی طوطی اوی نے کہا اے اللہ! ہمارا معنی اتنی ہی ہو وقت بیچ العبد والصبیح المجرین علی اجازۃ المولی والولی والحقود و غلام منشی عارف اور  
صغیر منشی عارف کی بیعت ہو موقوف ہو مولی اور ولی کی اجازت پر اور اسی طرح مستحقہ کی بیعت ولی کی اجازت پر موقوف ہو ولی اہل ہادیہ وغیرہ لا ینفقد  
اقرارہ و لا ینفقد و لا ینفقد فی الجہاد و غلام یہ دیگر مابین ہر کہ غلام کے اقرار نہ تھا نہیں ہونے اور نہ اس کے عقود اور اس کی بیعت نہ کر کے کہ لایا جہاد میں غلام  
غلام کی عبارت حق کے خلاف ہو اس واسطی کہ بیعت موقوف ہو وغیرہ فقہاء و جہاد سکایوں مکن ہر کہ غیر مستحقہ غیر لازم ہر وہ وقت  
بیعت مالمہ من فاسد عقل غیر رشید علی القاضی اور بائ کا بیعت لینے مال کو نہ فاسد عقل غیر رشید سے قاضی کی اجازت پر موقوف ہو غیر رشید یہ  
جو تصرف کرنا بخوبی ناخانا ہو وقت بیعت المروج الاستاجر والارض فی مزارعۃ الغیر علی اجازۃ مرتن و ستاجر و مزاع او چیز کر دہ اور غیر کہ اجازت میں نہ  
جو زمین غیر کہ پاس بٹائی میں ہو اس کی بیعت مرتن اور ستاجر و مزاع کی اجازت پر موقوف ہو مرتن اور ستاجر اجازت بیعت کے مالک ہیں نہ بیعت کی لین  
کر اس بیعت کی کہ مرتن اجازت افصح و دون کا مالک ہو نہ ستاجر کوئی لایا خطاوی و وقت بیعت شخصی برقمۃ مال کو بیعت علیہ مشتری فی مجلس الیوم افصح و مال  
اور موقوف ہو بیعت شریکی اس کی قسم یعنی شریکی کی علامت اس پر لکھی ہو سو اگر مشتری نے بیعت میں غلامت مذکورہ کو دریافت کر لیا تو بیعت نافذ ہو اور زمین  
تو باطل ہو مہم مصنف نے اس بیعت کو صحیح عارض الفساد قرار دیا ہو اور جہاد الرائق اور شربلہ میں اس کے بالعکس ہو بیعت و فی ما جہاد الرائق فاسد لغرضہ  
العصۃ بالاعکس ہو الیوم صحیح علیہ فہم مباشرۃ و علیہ ضعیف لایمن کتابا ہون او جہاد الرائق کے باب المراجہ میں ہر کہ بیعت بالرقم فاسد ہو جسکو صحیح عارض  
ہو سکتی ہو یعنی غلط فی المجلس نہ ہونا اس کے بیعت صحیح عارض الفساد و زمین بی بی قول صحیح ہو تو بتا بر قول صحیح کے مباشرت اس بیعت کی حرام ہو اور بتا بر قول  
ضعیف کے جسکو ضعف نے لایا ہو مباشرت حرام نہیں و ترک الضعف قول الدرر و بیعت الیوم میں غیر مشترکہ لہذا فی بیعت مال الفیاد بیعت غفہ سے ہر کہ  
اس قول کو ترک کیا اور بیعت بیعت کی اسکے غیر مشتری سے بسبب داخل ہونے اس بیعت کے مال غیر کی بیعت میں ہر کہ روین ہر کہ ایک شریک یا بیعتی بیعت اسکو  
بکہ کہ با بیعتی تو بیعت ثانی نافذ زمین یہاں تک کہ اگر بیعت اول کو عاقدین بیعت کر دین تو بیعت ثانی بیعت بیعت کی لیکن مشتری کی اجازت پر موقوف ہوگی اگر مشتری بیعت نہ  
ہو ضعف نے بیعتی بیعت میں کہا کہ زمین نے اس بیعت کے ذکر سے اعراض کیا اس واسطی کہ بیعت مال غیر کی بیعت راجع ہو جسکا ذکر پہلے ہو چکا اس واسطی  
کہ مشتری بیعت مالک ہو گیا خرید کرنے کے لہذا فی الاطالی و فی خطا و بیعت المتردد بیعت متردد کی موقوف ہو اس کی اجازت بعد الاسلام پر یا اس کے نزدیک مالک لایا  
والیوم بیعت فلان و بالباع یعلو و مشتری لایعلو و بیعت مثل ما بیعت الناس بلہ و مثل ما خذہ فلان فلان علی المجلس صح و الا بطل اور  
بیعت موقوف ہو بدوی اس میں کہ جو فلاں شخص نے بیعتا اور فلاں بایع اسکو جاتا ہو اور مشتری نہیں جانتا اور بیعت اس میں کہ مانند بیعت لوگ بیعت کر کے زمین  
یا مانند اس میں کہ جس شخص سے فلاں شخص نے لیا ہو اگر مشتری نے بیعت اس عقد میں شریک کو دریافت کر لیا تو زمین صورتوں میں بیعت صحیح ہو زمین باطل ہو  
و بیعت اشتریک فیہ فلان بین فی المجلس صح و الا بطل وانی اور موقوف ہو بیعت شریکی اس کی قیمت پر سو اگر قیمت بیعتی مجلس عقد میں تو صحیح ہو زمین تو باطل ہو  
لہذا فہرہ و املاتہ والوانی و بیعت غیر خیار المجلس اور موقوف ہو وہ بیعت میں خیار المجلس شرط یعنی اگر مجلس میں اختیار کرنا تو صحیح والا غیر صحیح و بیعت  
بیعت القاصب علی اجازۃ المالك یعنی اذا باعہ لک لک لا تنفس علی ما عزم البائع اور موقوف ہو بیعت غاصب کی مالک کی اجازت پر یعنی بشرطیکہ  
غاصب نے اس کے مالک کے واسطی بیعت کی ہو نہ لینے واسطی چنانچہ بدلتے سے مذکور ہو چکا وہ وقت ایضا بیعت المالك المالك غاصب علی اذنہ او اقرارہ غاصب نے  
بھی موقوف ہو بیعت مالک کی بیعت موقوف ہو کر کو ہون پر یا غاصب کے اقرار پر لینے و صورت انکار غاصب اگر کو ہون سے غاصب ثابت کیا یا غاصب نے  
خود غاصب کا اقرار کیا تو بیعت صحیح ہو والا نہیں و بیعت مانی تسلیمہ بشرط علی تسلیمہ المجلس اور بیعت اس چیز کی جسکی تسلیم میں ضرر ہو یا اس کی تسلیم  
فی المجلس پر موقوف ہو مہم چنانچہ چھت کی کڑی بیعت و بیعت المرصع لوارثہ علی اجازۃ الباقی اور مورث مرصع کی بیعت اپنے ایک وارث کو واسطی







ولم یقبل قول القاضی فی غلام بدون اسکے انکے بچا پیشتر ہی نے گواہ گزرنے مثلاً بالغ ففصولی کے اقرار پر یا گواہ لا یا غلام کے مالک کے اقرار پر کہ مالک نے فصولی کو بیع کے واسطے نہ کیا تھا اور مشتری نے بیع کے پچھریے کا ارادہ کیا تو اسکے گواہ مرد وہ ہیں اور اسکا قول مقبول نہ ہوگا بسبب اتنا قص کے نتائج کے کہ انہیں مالک کے قید لائق ہی یعنی اس واسطے کہ محل بیع بالغ اور مشتری میں تو یہی امر جو ہم وجہ تانقص یہ ہو کہ عاقدین عاقلین کا اقرار عدم صحت سے اس کے خلاف پر دلیل ہو اور گواہ قبول نہیں ہوتے کہ صحیح دعوی پر پچھریے دعوی باطل ہو اور گواہ بھی مقبول نہ ہونگے کہ مالو اقام البیوع البینۃ نہ بلایع بلایع اور برون علی اقرار مشتری بذلک واصلہ ان من سے فی نقص ما تم من حیثہ البیوع الا فی سکتین چنانچہ گواہ مقبول نہیں اگر ایک گواہ یا اس پر گواہی کی بلایع مالک کے یا گواہ لا یا مشتری کے اس طرح کے اقرار پر اور قاعدہ ہو کہ جو شخص سنی کو سے اس چیز کے تو نے من جو اس شخص کی محبت سے کامل اور پوری ہوئی ہو تو اسکی سعی مقبول نہیں مردود ہو کر وہ مسئلہ میں مقبول م ایک مسئلہ یہ ہو کہ ایک شخص غلام کو خرید کیا اور پوچھنے کیا دعوی کیا کہ بالغ ہے اسکو قبل اسکے فلاں شخص غائب کے یا پچھریے تھا اور اس پر گواہ لا یا تو گواہ اسکے مقبول ہیں دوسرا مسئلہ یہ کہ ایک لوٹری کیس کو بہہ کی اور موہوب لے لے اسکو حرم بنایا پھر واپس لے لے دعوی کیا کہ اسکو میں نے مدبرہ کیا تھا اور اس پر گواہ لا یا تو گواہ مقبول ہیں تو فرمادی پھر لے اور اس پر محمول ہوگا کہ لے لے فیصل کیا پھر وہ نائب ہوا اور اسے تدبیر کا اقرار کیا تاکہ میں گن گنار نہ رہے کنڈانی لفظی ادا وان اقرار بالغ الذکور وعند غیر القاضی بجران رب العبد لہ یا مرد بالبیع وواقعه علی عدم الامر للمشتري یتقضى البيع لان التناقص لا یمنع صحۃ الاقرار عدم التمتع فاذا اوافقا بطل فی حقہ الا فی حق المالك للعبد ان یدلہا وادعی انک انک یا مرد فی طالب البالغ بالتمس لان وکیل مشتری خلاف التامنی اور اگر گواہ نہ کرے اقرار کیا اگرچہ قاضی کے سوا اور کسی کے پاس اقرار کیا ہو کنڈانی الجوس طرح پر کہ غلام کے مالک نے عجب اسکی بیع کا امر نہیں کیا اور عدم امر مشتری بھی بالغ کے موافق ہو اتنا بیع ٹوٹ جائیگا اس واسطے کہ ایسا تناقص عدم امر کی صحت اقرار کا بالغ نہیں ہونے سے قیمت کے ذہنی ذات کے اقرار میں پچھریے متاقدین موافق ہوتے تو بیع باطل ہوگی و دونوں کے حق میں نہ غلام کے مالک کے حق میں اگر وہ دونوں کی تکلیف نہ کرے اور اسکا دعوی ہو کہ بیع میرا درست ہے یہی تھی تو مالک بالغ سے متن کا مطالعہ کر لیا کہ گواہ وکیل یہ نہ مشتری سے بخلاف ابو یوسف کے مذہب کے یعنی اسکے نزدیک مشتری سے بھی مطالعہ کر سکتا ہے سو اگر مشتری متن ادا کرے تو بالغ سے پچھریے کنڈانی لفظی ادا وی بیع دار غیر فی غیرہ و فیہ البیوع المشتري نہ واد انما فی البیوع فیضا لائق ودر لینے غیر کا گھر بھی بدون اسکے امر کے اور مشتری کا قصہ کر دیا کنڈانی لفظی ادا کر گھر کا داخل کرنا مشتری کی عاقبت چنانچہ کمترین واقع ہو سو قید لائق ہی نہ استرازی کنڈانی لفظی ادا ودر بلایع مالک کے قید لائق ہی ہو کہ ایک ہی محل بیع ہو م عزم البائع الفضلی باغصب و لکن مشتری علم یضمن البالغ قیمة الدار عدم سرایت اقرارہ علی مشتری پچھریے فصولی نے غصب کا اقرار کیا اور مشتری نے غصب کا انکار کیا تو بالغ لفظی ایت کا باکان نہ دیکھا بسبب سرایت کرنے اقرار بالغ کے مشتری پر عدم سرایت اقرار بالغ کے عدم ضمان کی علت نہیں بلکہ عدم سرایت عدم نزاع کی علت ہے نہ مشتری کے ہاتھ سے گھر نہ نکالا جائیگا بلکہ اسے قرا سے اور در ضمان بالغ کے باوجود اقرار غصب کے یہ علت ہو کہ زمین کا غصب کرنا شیخین کے نزدیک صحیح نہیں اور محمد کے نزدیک بالغ قیمت دار کا ضمان ہو اور ابو یوسف کا بھی یہی قول ہی تھا کنڈانی لفظی ادا ودر بلایع مالک خذ بالانہ فورہ عوان ہوا اور مالک گواہ لا غصب ہو کر گھر کو لے لے اس واسطے کہ اسکے لینے دعوی کو شہادت سے روشن اور ثابت کر دیا قریع مسائل مختصر نتائج کے باعث فصولی و آجہ و آہنہ و زوجہ و غیرہ فائز اسما تہ الا قری فی حقیر ملک کہ لازم بیع غیر کے غلام کو فصولی نے بچا اور دوسرے فصولی نے اسکو اجارہ دیا یا اسکا بیع کر دیا یا بہن رکھا پھر دونوں فصولیوں کے فعل کی اجازت ہوئی ساتھی یعنی بلا تادیب اور تاخیر قریع سے تعدد ثابت ہوگا اور لوٹری ملک ہوگی نہ زوجہ کنڈانی لفظی یعنی اس واسطے کہ بیع قریع تو بیع نہ تھا سو اگر دونوں عقد پر بہن چنانچہ ایک شخص کا وہ فصولیوں نے دعوی تو تون سے بیع کیا یا غلام کو دونوں نے جدا جدا پچھریے پھر دونوں کے واسطے اجازت ہوئی

ساتھ ہی تو کس طرح باطل ہوگا اور دونوں مشتریوں کو نصف نصف غلام کے لینے یا بیک کر کے من اختیار ہوگا لہذا فی التبع سکوت المالك عند التمسك  
باجازة غانیہ میں آخر فصل الاقالہ مالک کا سکوت عقد کے وقت اجازت نہیں چنانچہ غانیہ میں یہ فی التمسك کی خبر ہے

## باب الاقالہ

یہ باب ہر اقالہ کے احکام میں مناسبت اقالہ کی فضولی سے ہے ہر کہ اقالہ عبارت ہر رفع عقد سے اور عقد فضولی و صورت عدم اجازت مرفوع ہوتا ہی مشتری  
الرفع من اقالہ انہ یائی اقالہ منت میں رفع ہر اقالہ اجوف یائی سے مہجنوں نے کہا کہ اقالہ قول سے مشتق ہے اور ہر بزرگ و سلب کا ہر شان نے اسکو رد کیا کہ اقالہ  
قبیل سے مشتق ہے نہ قول سے علامہ رفع نے کہا کہ عرب بولتے ہیں قلت البیع بالسر قول سے مشتق ہوتا تو قلت بالضم بولتے دوسری وجہ یہ ہے کہ اسکا مصدر  
لثانی یائی اتا ہے نہ وادی جمع البیوع لثانی میں کہ اقالہ البیع قیلا منہ تیسری وجہ یہ ہے کہ اہل اہل بابت بانہ صاحب صحاح و قاموس وغیرہ نے اسکو قی یل کر لیا  
میں مذکور کیا ہے یوق ول میں وشرعاً رفع البیع اور شرع میں اقالہ عبارت ہر رفع بیع سے یعنی بیع کو بعد اسکے ثبوت کے زائل کرنا اور شادی و عہد و غیر  
فہر البیوع اور ہر میں اقالہ کو عام کہا ہے تو یوں تعبیر کیا ہے کہ اقالہ عبارت ہر رفع عقد سے تو یہ تعبیر اور اجارہ وغیرہ کا شامل ہے و تصحیف لفظین باضیہ  
و نہرا کرنا او احد ہما مستقبل کا کافی فقال اقلناک عدم لسا و متہ فیما نکات کا لکھنا اور اقالہ صحیح کے دو ماضی لفظوں سے اور یہ اقالہ لکن  
ہر ایک لفظ باضی ہوا و دوسرا مستقبل چنانچہ مشتری نے کہا کہ مجھے اقالہ کرنا ہے کہ اقالہ میں نے مجھے اقالہ کیا کہ اقالہ میں مول چکا نا میں نے اقالہ  
کس کے مانند ہوا ہم یہ جواب ہر سوال مقدر کا خلاصہ سوال یہ ہے کہ البیوع کے نزدیک بیع الوجہ سے اقالہ ہے اور امام کے نزدیک بعض وجہ سے بیع  
اور حالہ کہ رفع لفظ مستقبل سے عقد نہیں ہوتا فی خلاصہ جواب یہ ہے کہ اقالہ امین و حکم بیع نہیں اس واسطے کہ مول چکا نا اقالہ میں جاری نہیں بکالت بیع کے  
وقال محمد کا بیع قال ابو حنیفہ وجہ اختیار اور محمد نے کہا کہ اقالہ بیع کے مانند ہے عقد ہوگا مگر دو ماضی لفظوں سے یا ماضی اور حال سے بر جندی نے کہا  
یہ قول عثمان ہے و تصحیف ایضاً بافتحک و حرکت و قارکتک و فعت اقالہ صحیح ہوتا ہر ان الفاظ سے بھی جو میں میں مذکور ہے یعنی میں نے مجھے  
رفع فسخ کی اور یہ کہ میں نے بتا کر بیع کیا اور بیع کو میں نے اٹھا ڈالا مہ مصنف نے اشارہ کیا کہ اقالہ لفظ اقلناک کے لفظ ہے خصوصاً میں نے لکھا الفاظ  
مذکورہ سے بھی صحیح ہر بوال تعاطی و لو من احد الجانبین کا بیع ہوا صحیح و بزانہ اور اقالہ صحیح ہر تعاطی سے بھی اگرچہ تعاطی ایک ہی طرف سے ہو بیع کے کند  
یہ قول صحیح ہے لہذا فی البرازہ میں یہی اگر مشتری بیع یا بیع کو تسلیم کرے اور باطل میں مشتری کو تسلیم کرے بلا لفظ اقالہ وغیرہ یا ایک شخص تسلیم کرے بلا لفظ اور  
دوسرے الفاظ اقالہ وغیرہ زبان پر لاوے تو بیع صحیح اقالہ صحیح ہوگا بیع صحیح ہوتی ہو فی السیرۃ لابن السیرۃ و فی بن الجاہلین اور سیرۃ بن کرم  
بیع اوقض من فسخ خبرہ و دون جانب سے یہ قول مقابل ہر قول صحیح مذکور کے یعنی غیر صحیح ہر وقت توقف علی قبول الآخر فی المجلس و کان یتوکل علی مالک او

قطعة و قبضہ فر قول مشتری اقلناک و لان من شرط التامد المجلس اور اقالہ موقوف ہر طرف ثانی کے قبول کرنے پر ہی مجلس میں اگرچہ قبول فعل ہونہ قول  
چنانچہ بانی نے بیع کو قطع کیا یا اقبضہ کر لیا یا غیر مشتری کے اس قول کے بعد کہ اقلناک سوا سطر کا لفظ کی شرطوں سے اتحاد مجلس پر مبنی اور ہر  
مراہ یہ ہے کہ قبول المجلس میں واقع ہوا شرط اتحاد مجلس پر وہ مسئلہ متفق ہے جو قیض میں مذکور ہے کہ دلال نے ایک چیز کو ان کے اعتراض سے بچا پھر اسکا غائب  
کے پاس لایا یا بیع نے کہا کہ میں اس میں ہر نہ ہوگا سودا لال نے یہ خبر مشتری کو دی مشتری نے کہا کہ میں بھی نہیں چاہتا تو بیع مذکور بیع ہوگی سبب  
نہ متحد ہونے مجلس کے و فی السیرۃ بن ادورثہ اور الوسی و غیرہ شرائط اقالہ ضماندی ہر متادق بن کی یا انکے و دائن یا وصی کی احمی القابل للفسخ  
بغیر فلوزن زیادہ تسع الفسخ لم تصح خلافاً لاد شرط ہر ہر اہل محل کا جو قابل فسخ ہے ہر واسطے زیارات ثلثہ یعنی خیاض شرط اور ذیاعرب اور ذیار و روت  
کے کو اگر بیع میں کسی زیادتی ہوگی جو فسخ کی مانے ہو تو اقالہ صحیح ہوگا خلافاً لالھما جہین ہم زیادتی مانے فسخ زیادتی قصداً غیر مولودہ ہر چنانچہ رنگ اور حوت

دو بلطف البیع جمع اجماع اور اگر اقالہ بلطف بخانہ رہا متاثر کہ با تراضی باہم رو کر دے کہ ہوگا تو با اتفاق امام احمد و صاحبین کے یہی ہے پھر لانا نہ جائیگا اور اگر اقالہ بلطف ہوگا  
تو بلا بلطف جمع بلطف اقالہ کے یہ صورت کہ بائع نے مشتری سے کہا کہ میرے ہاتھ پر جو کوئی خرید کیا تو تیری موافقت سے اقالہ لو کہ ان البیوع عتقارہ فی العلم  
اشفقتہ ثم تقایلا قضی لہا لکونہ بجا بدینہ ان الشیخ ثانی اٹھا اور اس کا ترجمہ یعنی حق ثالثین میں اقالہ کی بیع ہونے کا ترجمہ میں موافق اول  
یہ کہ اگر بیع میں نہ ہو اور بیع نے شفعہ سے انکار کیا پھر بائع اور مشتری نے اقالہ کیا پھر تو بائع اگر شفعہ نہ دے گی ہوگا تو شفعہ اس کو دلا یا جاوے گا بسبب اسکے کہ بیع جہ  
تو شفعہ متاقدین کا تیسرا ہوا و ثانی لایرو البائع الثانی علی الاول بسبب علمہ بعد ما لہ نہ بیع میں حق و موضوع ثانی یہ کہ اگر بیع ثانی بائع اول پر بیع میں  
کر سکا بسبب اس عیب کے جو اس کو معلوم ہوا بعد اقالہ کے اس واسطے کہ وہ بیع کے حق میں نہ ہو یعنی جبکہ مشتری نے بیع کو دوسرے شخص کے ہاتھ پر بیع کر دیا تو بیع  
اقالہ ہوا پھر معلوم ہوا کہ بیع میں عیب تھا بائع اول کے پاس اور بیع ثانی نے چاہا کہ اس کو بیع سے بائع اول کو تو اس کو بیع ہوا تو بیع اس واسطے کہ اس کے حق میں نہ ہو  
تو بائع ثانی نے اپنے مشتری سے خرید کیا کذا فی منع و الثالث لیس للوا سبب الرجوع اذ باع الموموب للوا موموب من آخر ثم تقایلا لکونہ کذا فی مشتری  
من مشتری منہ اور بیع ثالث یہ کہ وہاں کو بیع لانا جائز نہیں جبکہ موموب نے نہ موموب کو دوسرے شخص کے ہاتھ پر بیع کر دیا تو بیع اس واسطے کہ اس کے حق میں نہ ہو  
موموب نے مشتری کے مانند ہوا بیع مشتری سے اور ثالث مشتری اذ باع الموموب من آخر قبل نقد لکن جائز البائع شراہ منہ بالاقول اور بیع بیع  
یہ کہ مشتری نے جبکہ بیع کو کچھ دوسرے کے ہاتھ پر بیع کرنے کے تو بائع کو اس سے خرید کرنا مشتری سے جائز ہے موموب اس کی یہ کہ کوئی بیع خرید کر دے تو بیع  
اور موموب میں نہ دیا پھر اس کو دوسرے کے ہاتھ پر بیع کر لیا ثانی اور مشتری ثانی میں اقالہ ہوا اور مشتری اول کے پاس وہ چیز بیع کر لی پھر بائع اول نے مشتری  
نہ کر دے اس کو خرید کر یا قبل نقد کرنے کے میں اول سے کہہ کر تو جائز ہوگا یا بائع اول نے مشتری ثانی سے خرید کر یا کذا فی الخطا دی و الخامس اذا مشتری  
بہر وض اتجارہ عبد الخدمہ بعد ما حال علیہا الحول و وجدہ بعد ما فروہ بغير قضاہ و تدر العوض فہلکت فی یدہ لہتم فقط الزکوۃ  
فالتفسیر انما اذا رعیب بلا قضاہ اقالہ و موضع فاس یہ کہ جب اجناس تجارت سے خدمت کے واسطے غلام خرید کر یا کذا فی جائزہ سال کے اجناس کے مگر یہ  
اور غلام میں کوئی عیب نہ تھا مشتری نے اس کو بیع کر لیا اور اجناس کو بیع کر لیا اور اجناس ہلاک ہو گئیں مالک کے ہاتھ میں تو ان کی زکوۃ ساقط ہو گئی اس میں  
فقیر تر ہے متاقدین کا واسطے کہ اس واسطے کہ بیع دینا بلا حکم قاضی اقالہ ہم غلام میں خدمت کی قید اس واسطے لگا کر اگر تجارت کا غلام ہوگا تو بیع قید  
استہلاک نہ ہوگا کیونکہ مال تجارت کو تجارت کے مال سے بدلنا ہوتا ہے ملک نہیں اور قید فضائی قید کا یہ فائدہ ہے کہ جبکہ قاضی رو کرنا سب کے حق میں نہ ہو تو بیع بیع  
دفع ہو گئی اور اجناس ہلاک ہو گئیں تو زکوۃ واجب ہوگی رد الباع بلا قضاہ اس واسطے اقالہ ہوا کہ وہ بیع جہ پر فقیر کے حق میں تو مشتری بیع اول سے اجناس  
کا استہلاک نہ کرنا زکوۃ واجب ہوئی اور اگر اقالہ فسخ ہوا فقیر کے حق میں تو بیع اول سے بیع ہو جائے گا کذا فی الخطا دی و نیز اول القاضی فی اقصی وجوب اس کا اگر  
لا ینقض القاضی فائدتہ انما ہذا مشتری اور موضع مستحبہ بقاضی صرف کا اور وجوب استہلاک کا زیادہ کیا گیا ہوا اس واسطے کہ استہلاک مشتری کو فائدہ نہ دے تو بیع  
متاقدین کا کذا فی صدر الشریعہ وجوب استہلاک یہ کہ اگر مشتری کو بیع خرید کر اور اس پر قضاہ کیا پھر اقالہ بیع ہوا تو قاضی کا قضاہ نہ ملے کہ حق ثالثین تو بائع اول  
و علی اسی جائز ہوگی مگر بعد استہلاک کے والا قاضی بعد الاجارہ والرسن ثالثین ثالثہ انہ فی المستندہ و موضع مذکورہ پر انہ پر اقالہ بعد اجارہ و رسن کے تو بیع  
تیسرے پر متاقدین کا کذا فی انہ موضع حق اور شفعہ کے تو ہر قسم ہر ثالثین میں کہ اس کا مجھے سوال ہوا اقالہ بعد اس سے تو بیع بیع جواب یہ کہ اقالہ کو وقف ہر بیع  
مانع نہیں بل قبل فسخ اقالہ بیع جہ پر ثالث کے حق میں اور ثالث ین میں ہر قسم ہر کوئی طرح اگر اجارہ دیا پھر اقالہ کیا انہی تو اقالہ بعد رسن کہ راجع تر من بقاضی میں ہر قسم  
ہو اور اقالہ بعد اجارہ کے متاخر کی اجازت ہے جو کوئی کہ اگر اسے جائز رکھا تو فائدہ ہوا بیع تو بائع پر شائع کر لوں کہ اسے مناسب تھا کہ تر من بقاضی ثالث کی کذا فی الخطا دی  
والا لایصح صحتہا ہلاک المبیع و لو حکما باقیا و اذ اقالہ کا مبیع ہو گیا کہ وہ بیع کا اگرچہ ہلاک مبیع نہیں بلکہ حکم سے جو بیع تھا کچھ بچا گیا باقیا ہوا مام اور اگر مالکی بیع کی

بیع بیع بیع بیع  
بیع بیع بیع بیع  
بیع بیع بیع بیع



قبل قبض راس المال کے قبل اقالہ کے توجا بہ نہیں اس واسطے کہ قبض راس المال بقاء عقد کی شرط ہے قولہ لا فی البصر استثناء منقطع ہے کیونکہ کلام راس المال میں یہ دو فیاضت متباینان فی الحق واطلاق لمدعی البطلان و فی الحق وفساد لمدعی الصحة اور اشباہ میں یہ کہتا ہے بلکہ میں نے اشکات کی صحت عقد واطلاق میں تو مدعی البطلان کا قول معتبر ہوا صحت (اور فساد کے خلاف میں مدعی صحت کا قول معتبر ہو) قلت الا فی مسئلہ اذا ادعی المشتري بینه من بالکے بقل من الثمن قبل النقص وادعی البائع الا قال فالقول للمشتري مع دعواه الفساد من کتاہون ملکہ کہ صورت میں مدعی فساد کا قول معتبر ہو بلکہ مشتری نے بیع کی بیع کرنے کا دعویٰ کیا بالغ سے بعض کمترین کے قبل ادا کرنے میں کے اور بالغ نے اقالہ بیع کا دعویٰ کیا تو مشتری کا قول معتبر ہوگا باوجود دعویٰ فساد کے اس م صورت میں مدعی فساد مشتری کو کہہ دے کہ مشتری کا بیع کرنا بالغ سے قبل ادا کرنے میں فساد ہو یا بالغ مدعی صحت ہو اس واسطے کہ ادا اقالہ صحت صحیح ہو کہ لکھ اقالہ صحیح میں تو باوجود کہ بیان صحت اور فساد میں اختلاف ہوا لیکن مدعی فساد کا قول جبراً مدعی صحت کا باوجود کہ مخالف اقرار فناء البیع الا اذا استلزم فی البائع غیر مشتری اور اگر اس کے بالعکس ہو وہ بیع بالغ مدعی ہو کہ میں نے بیع کو مشتری سے بقل خرش خرید کیا اور مشتری مدعی اقالہ ہو تو دونوں جہتم لازم آویگی بشرطیکہ بیع قائم ہو کہ چونکہ بیع کو مشتری کے سوا کسی اور شخص نے بالغ کے ہاتھ میں ہلاک کر ڈالا ہو تو دونوں جہتم نہیں مگر جب غیر مشتری نے بیع کو ہلاک کیا تو حقیقت بیع قائم مقام ہو بیع کی اور جبکہ مشتری نے بالغ کے ہاتھ میں بیع کو ہلاک کیا تو وہ قاضی قرار دیا جائیگا اور اقالہ مستحکم ہوگا لہذا فی الجملة ای روایت معنی بالکمال صحت کر ما وسلمہ فاکل مشتری نے نہ اس قدر ختم اقالہ بیع اور منسوب بخلاف حدیث میں یہ مسئلہ دیکھا کہ انکار کا بیع یا اسلم کیا سوش مشتری نے اسکا بھل کھا یا ایک سال بچہ و دون نے اقالہ کیا تو اقالہ صحیح نہیں مگر نزل بضم ذون در اسے جہہ اگرچہ بیع روزی و دھانی کے ہو لیکن بیان بھل انکار کا مذکور

### باب المراجعة والتولية

یہ باب ہر مراجعة اور تولیہ کے حکام میں لما بین الثمن خرش فی الثمن صحت ہے جبکہ بیع میں کے بیان سے فراغت پائی تو اب ثمن کا بیان شروع کیا مگر اب تک ان خرش کا بیان تھا جن میں جانب بیع ملحوظ تھا اب ان خرش کا بیان شروع ہوا جن میں جانب ثمن ملحوظ ہے چنانچہ ہر مراجعة اور تولیہ درودا اور وقتیکہ اول کی آئی اس واسطے ہوئی کہ بیع میں بیع اصل پر ثمن نہ لائق میں یہ کہ تولیہ اور مراجعة کی طرف اس واسطے حاجت ہو کہ با وقت مختلف ہو تا جرد اقسام کے فعل کی طرف تعلق مانتہ ثمن سے یا قدرے نفع کے ساتھ خرید کرنے سے ناواقف کی خاطر جمع ہوگی اور روایت صحیح ثابت ہو تا کہ ان حضرت علیؓ علیہ السلام نے جب جہت کا لڑا کیا تو صدیق نے دو دن خرید کیے حضرت نے فرمایا کہ ایک اونٹ بطور بیع التولیہ ہو کہ دس صدیق نے کہا وہ آپ کے واسطے مفت ہے تو حضرت نے نہ لیا مگر ثمن دیکر وکم کر لیا و تہذیب الوضیۃ لظہور رہا اور صفت نے مسامہ وضیہ کا ذکر کیا بسبب لکھ ظاہر ہونے کے مسمومہ و بیع پر جس کے ثمن میں محتاج نہ رہا اتفاق ہو کہ ثمن کیون نہ ہو تو ثمن ثمن اول کی طرف التفات نہیں اور یہی قسم بیع کی اکثر رائج ہے اور وضیہ بیع پر جس ثمن اول سے اس کا درج سوا دوا ثمن اکثر کو تہذیب لکھتے ہیں کہ بیع المراجعة مصدر ہر راجع کا مگر عرب بدلتے ہیں بالغ المتلاع اور یہی بیع مانتا کہ با خرید کیا بطور مراجعة کے جبکہ قدر ثمن کا نفع مقرر کر دیا و شرعاً راجع مالم یکن من العروہ و لیس ادا رات اور وصیت یا عصب فاندہ اذ اندہ با قائم علیہ و یفضل مومنہ و ان لم یکن من جہتم کہ قصار و نحوہ و تہذیب مانتا علی لکھ تہذیب جاز و مسوط اور صطلح میں مراجعة عبارت ہے اس چیز کی بیع کرنے سے جس کا بالغ مالک ہو گیا یا خرید یا سبب و شرع کے اگرچہ مالک سبب یا وارث یا وصیت یا عصب کے ہو تو جس کا ثمن یا قیمت اتنی مقرر کر دیا جائے کہ ملکہ اس کو حاصل ہو اور ساتھ زیادہ کرنے مؤنت کے اگرچہ مؤنت ضرور بیع کی جس سے نہ چنانچہ ضروری دھونی کی اور مانند اسکے بچہ بالغ اس کو بیع کرے اس قیمت یا ثمن پر توجا بہ کر دانی اسبوط م خلاصہ ہے کہ اگرچہ فقط ہی میں نص نہیں ہے کہ بیع بالغ کی خرید ہوا و ثمن اول پر نفع لیکر بیچے چنانچہ عبارت تہذیب و قایہ اس پر حال ہو کہ ہر ملکہ چیز میں مراجعة جاری ہو سوا کو بیع خرید ہو بالغ کی قواعد میں مراجعة یون کہ ثمن بقی پر نفع بڑھا کر بیچے اور اگر بالغ کو بیع لکھ لکھن ہر بار اث یا وصیت کے علی ہو تو ان میں مراجعة یون ہو کہ اس چیز کی قیمت روایت پر نفع زیادہ کرے کہ بیچے عطا دی لے

یہ باب ہر مراجعة اور تولیہ کے حکام میں

الکاح عروق کی قیدیت دراجہ کہ مراجمہ نقل کیا تو اگر وہ ہم کو نہ نرسے غریب کیا تو جس دراجہ بطور مارجہ یا زینین چنانچہ بحر الرائق میں ہے اور حاشیہ طبری میں برائے  
 سے اسکا جواز منقول پر غصب کی وحدت میں کہ مضطرب ناصب کے پاس متاع ہوا و غاصب نے اسکی قیمت کاٹا ہوا دیا پھر غصوب لیا گیا تو وہ ملوکیو گیا  
 غاصب کا تو اسکی جواز بطریق ہر ایک کے جائز ہونے کی نشان پر نقل کیا کہ جس نے لکھا کہ شائع نے غصوب کی قیمت میں تصرف کر کے کچھ کا کچھ لایا حالانکہ وہ غصوب سے چکر  
 دراجہ عبارت پر یہ ملک نہیں ساتھ شری اور باقی منتفع کے اور یہ عبارت خیرک حتی وادعہ ظلم و التوہید مصدر روی غریہ و جلیل اور اولیہ مصدر روی غریہ و جلیل یعنی غریہ و جلیل  
 اور کراہت اور تو کر کیا و غیرہ جیسے ہندہ الاول و لو حکما یعنی القیمہ و غیرہ جلا لہ الغالب اور اصطلاح شرع میں تو لایعہ و ملوکیو یعنی اسکی نشان اول سے اگرچہ کچھ بھی ہوا  
 شری حکم سے ہے چنانچہ قیمت ہی اور غصوب نے قیمت کو شری سے قید کیا اسواسطے کہ تو لایعہ میں بن اکثر رائج ہر جہت کو خرید کرنا تھے جو چاہا اسکا نام تو لایعہ لیکن ظاہر یہ  
 تصرف یعنی بیع غاصب کو متاع نہ تھی جبکہ وہ مضطرب کو لایعہ میں قیمت کے بطریق تو لایعہ کر کے لایا شائع نے شری کو عام ٹھہرا یا شری کو شری سے لاسکو بھی  
 متاع پہ جو اسے طحاوی نے لکھا بہتر تھا کہ شائع لفظ غریہ کو حذف کرنا اسواسطے کہ شری سے مراد وہ ہے جو قیمت کو بھی متاع نہیں کہ شری سے فقط قیمت ہی مراد  
 و شرط وحدتہما کو ان العوض تخلیا او قیما ملوکیو المشتري اور ملوکیو اور تو لایعہ صحیح ہونے کی شرط ہوا بعض یعنی شری اول کا کافی یا ہر بعض کا قیمت متاع  
 چیز ملوکیو شری کی ہم شری شری چنانچہ دراجہ اور ثانیہ اور کلیل اور دونوں اور عدی متغایب اور بی ہا شری کا اسواسطے شرط وحدت ہوا اگر شری غیر شری ہو چنانچہ کلیل  
 بعض غلام کے خرید کر یا تو برمان دراجہ اور تو لایعہ قیمت غلام پر ہوگا اور حالانکہ قیمت جمہول ہے بران اگر شری ہی اسی قیمت والی چیز کا مالک ہو جو عوض تھا لایعہ کی خرید  
 میں تو قید شری سے بھی مراجمہ جائز وحدت اسکی یہ کہ اگر خرید کیا عوض کچھ سے کہ وہ اسکو تسلیم کر دیا پھر گھر کے بالے نے وہی کپڑا مثلاً زید کے بطریق بیع ہا جبکہ دیا پھر  
 گھر کے شری نے لکھ چا دیے کے باوجود بعض ای کپڑے اور کچھ منتفع کے تو جائز ہے کہ بیکہ خرید کے فیہ پر قادر ہو کہ ان فی امر شری و ان فی امر شری کا ملوکیو ملوکیو اور قیما  
 متاع لایعہ کہ الغالب انما لایعہ لایعہ شری اور باجمہ جہ ہر ازادہ یا مشرقہ باجمہ شری لایعہ لان لایعہ بالحق فی الجلس فیہ شری لایعہ یعنی اور شرط وحدت مراجمہ ہا شری کا چکر ملوکیو  
 اگرچہ نقلی ہو کہ قیمت والی چیز متاع لایعہ ہونا چاہیے کلیل السبب نفی ہونے سے جہالت کے تو اگرچہ کرنا و باجمہ ازادہ کے منتفع یعنی دس کو بعض گیارہ کے بیچے کا تو جائز ہوگا  
 کہ یہ کہ شری کو شری اسکا مجلس عقد میں ملوکیو ہونا سے تو اسکو لینے لینے میں اختیار ہوگا کہ ان فی شری لایعہ یعنی وہ ہم ازادہ کے منتفع سے کل شری اسکا مجلس ہوا لایعہ  
 بیع جائز ہوئی و فیضہ بالحق الی راس المال اجر القصار و الصبیح ہا ی لون کان والطرار بالکثیر الثوب و القسطن و حمل الطعام و سوق النعم  
 و اجرة القسطن و الحیا طمر و کسوتہ و طعام الصبیح بلا سرف و قتی الزرع و اللادوم و کسوتہ و کسری السیاق و الاثنا و دخر و الاثنا و قسطن و اللادوم و طلالے بالی  
 براس المال کی طرف مزدوری و صوبی اور رنگ کی کوئی رنگ کیونکہ ہوا و مزدوری کپڑے کی نقش کاری کی اور در مال وغیرہ کے دوسرے پیشے کی مزدوری اور غلہ  
 انما لایعہ اور عیشہ کو یون کے انک لائے کی مزدوری اور شرب اور دخت کی مزدوری اور پوشاک اور طعام بیع کا بدون اسراف کے اور سبائی کیبستہ اور  
 انکار کی اور اسکی جار و بکشی اور ہر ہون اور ہر ہون کی صفائی اور دخت لگانا اور گھر کی چوبندہ کی ہم اس اور بیع کثری سے دروازہ بنانے اور موٹی بیع بستر  
 کرنے کی مزدوری اسکی شری کے ساتھ ملا سے کذا فی الزمر و اجرة السمسار و لال علی مکان لایعہ و صاحبہ المشروط فی العقد علی اجمہ بنی الذرور و ربح  
 فی اخیر الاطلاق اور اس المال کے ساتھ ملا سے سمساری وہ مزدوری جو عقد اول میں شرط تھی اسی قید پر لایعہ کیا ہو و شری اور کلیل الرائق میں اطلاق کو بیع و ربح  
 سمسارہ شخص ہے جو متاع اور صاحب متاع کو بتا دے وہ اہل رشتہ کے نزدیک سمسارہ و لال میں کچھ فرق نہیں صاحب تماموں کے کہ سمسارہ اور لال ہے جو ہر متاع  
 بالحق ازادہ شری میں لیکن عت فقہان میں دونوں میں فرق ہے سمسارہ جو شری کرنے ذکر کیا اور لال وہ ہے جسکے ساتھ متاع متاع ہوا لایعہ شری میں ہر کدھ ختم اجرت دلال  
 بالاجل غایت ہے و رضا لیکل یا زید فی بیع اولی قیمتی غم در و عمدہ یعنی وغیرہ عادیہ اتجار یا غم اور قاعدہ کاشاہ مذکورہ کے ملائے کا کچھ کو بیع میں بن ازادہ ہے  
 جیسے ناکہ غیر و انکی قیمت میں بن ازادہ ہونا چاہیے عمل تمام اور بیانات و حد لایعہ کا و گئی کذا فی الزمر و بیع و دخر و سودا گروں کے لانے کی عادیہ ہوا کہ یا زید جیسو بخار













نامور کا کچھ اعتبار نہیں مگر انھار میں نہ تصدیق کی نہ نفاذ اور لزوم اس واسطے کہ نفاذ اور لزوم ہی مقدم ہیں یا نہ اسے بائیں پر موقوف ہیں تو بائیں کو قبل کے  
ابطال سے جائز و طحاوی نے کہا کہ قلم میں بائیں قبض سے متعلق ہے نہ قبض سے نکلنا نہ وجارۃ و نہ منقول بل قبضہ و لزوم ہاں مگر کسی چیز سے بالاتفاق صحیح نہیں کتابت سے  
غلام کی اور اجارہ زمین کا اور وجہ منقول کی قبل اس کے مقبوض ہونے کے اگر قبضہ غیر مقبوض کی اس کے بائیں سے ہو چنانچہ مختبر میں من میں اور کجاگذا فی الطحاوی بخلاف  
عقود و بیروہ و التصدیق یہ اور قارضہ و ہر نہ و عارۃ من غیر بالغہ کا صحیح علی قول محمد و ہر الاصح خلاف آن اور کرنے منقول کے قبضہ کرنے سے پہلے  
اور اس کے مدبر کرنے اور اس کے بہرہ و تصدیق کرنے اور قبضہ دینا اور ہر نہ دیکھنے اور عارۃ دینے کے دوسرے شخص کو اس کے بائیں کے سوا کہ صحیح محمد کے قول پر اور  
یہی صحیح ہر مہینے اور منقول خرید کیا اور ہنوز سہر قبضہ نہیں کیا تو اس کا حق اور تدبیر اور بہرہ و تصدیق اور اقرض اور ہر نہ اور عارۃ محمد کے قول پر صحیح  
ہر خلاف الا بائی بر صفت وجہ قول محمد یہ کہ یہ تصرفات جائز نہیں مگر قبضہ کا وغیرہ بائیں مشتری کا یا تبہ ہو سکتا ہے قبضہ میں تو قبضہ مامور یا قبضہ مشتری  
ہو گا اور بل طریق نیابت کے پھر باصلاحات اپنی ذات کے واسطے قابض ہو گا تا کی سے بخلاف صحیح کے وہ مدبر ملک نہیں قبضہ بل قبضہ بل قبضہ بل قبضہ  
قبض کے فاسد ہر اور غیر بل کی قیام واسطہ لگا کر تمام مملکت ہو کہ وغیرہ تصرفات بائیں سے بطریق اولی صحیح ہیں کذا فی الطحاوی والاصل ان کل عوض ملک  
بعقد و فسخ بلکہ قبل قبضہ فاقصرت فی غیر جائزہ والافانہ یعنی اوجست تصرفات مذکورہ کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جو عوض کے مملوک ہو بسبب ایسے عقد کے جو فسخ پذیر ہو  
بلکہ کی عوض سے قبل اس کے مقبوض ہونے کے چنانچہ قبضہ اور اجرت بل بشرطیکہ عین ہونہ نقد تو اس میں تصرف قبل قبضہ جائز نہیں اور جو عقد فسخ نہ ہو بلکہ قبضہ  
سے چنانچہ غیر تدبیر و حق عوض مال تو اس میں تصرف کرنا قبل قبضہ کے جائز ہو کذا فی البیانی والمنقول لو و میر من البیان قبل قبضہ قبضہ بل البیان  
انقص البیع ولو باعہ قبلہ منہ لم یصح نہ البیع ولم یقض الاول لان المبتدئ جائز من الاقالہ بخلاف بیعہ قبل فاند باطل مطلقا جو ہر وقت  
وقی الموہب و منہ وجہ منقول قبل قبضہ انہی و فی الصحیح یحکم فاند ہر اور وجہ منقول اگر سہر کیا بلکہ قبضہ سے قبل اس کے مقبوض ہونے کے سوا بائیں نے اس کو قبل  
کیا تو قبضہ ٹوٹ جائیگی اور اگر منقول کی بیع کی بائیں سے تو یہ بیع ثانی صحیح نہیں اور وجہ اول نہ تو یحکم اس واسطے کہ یہ مجاز ہو قالہ سے یعنی اقالہ کو بہرہ و بلان بطریق  
مجاز کے جائز ہو کہ اقالہ غیر نظر اقالہ بھی صحیح ہے بقول جہاز خلاف وجہ منقول قبل قبضہ کے کہ وہ باطل ہے مطلقا خواہ بائیں سے ہو یا غیرہ بائیں سے کذا فی الجہز و  
میں کہتا ہوں اور موہب الرحمن میں ہر وقت منقول قبل قبضہ کے باطل ہے اپنی اور فنی صحت باطل اور فاسد و دون کو محفل ہر غیر کریم یعنی بیع منقول کا  
قبل قبضہ کے بقول صاحب جوہر و باطل ہر اور بقول صاحب موہب فاسد و صفت نے اس کو صحیح کہا تو باطل اور صحیح اس میں دون کو محفل ہیں کیونکہ باطل کو بھی  
غیر صحیح کہتے ہیں اور فاسد کو بھی طحاوی نے کہا فاسد ہر اس سے کمالی ہر اس واسطے کہ قبضہ کے دونوں میں بیع ہی صحیح اور ثبوت ثابت ہیں تو فساد یا دوسری جہت سے غلط ہے  
انفصال عقد و صورت ہلکی بیع اور اطلاق باطل کا فاسد ہر کثرت ہر مشتری کی علیا بشرطیکہ اصل حرام اور کثر جو باعہ و الاکثری کی علیا ہے و قد صرح الفساد بانہ لا یزال باطل  
اکل حرام لعدم التذکرہ کا باطل اطلاق لکھ دہ اول کا غیرہ کیا کیل کو بشرطیکہ اس کے قوام میں نہ ہو و مشتری ہر اس کا چنانچہ اور کمال و فیکہ اس کو باطل نہ لے والیہ علما نے  
اس کے فساد بیع کی تصریح کی ہے اور اس کی کہ اس کے کھانے والے کو حرام خورد نہ کیسے بسبب عدم تلامح کہ یعنی فساد و حرام تلامح نہیں چنانچہ کمال الدین نے اس کو شریع  
بیان کیا چرام خورد واسطہ نہ کیسے کہ وہ بائیں ملک کی ہر کھانے والا ہو گا و نہ کار ہو گا کیونکہ اسے کیل کرنے کے کہ کم کر کے کذا فی البیانی ان ما جہتے جہا سے روایت کی  
نہی یعنی صلاۃ علیہ و اگر مسلم بیع اطعام یا تجری فیہ الناعان صلاۃ البیان و صلاۃ مشتری یعنی حضرت نے اطعام کی بیع سے منع فرمایا و فیکہ اس میں دو صلاۃ جاکہ  
نون ایک صلاۃ بائیں کا اور دوسرا صلاۃ مشتری کا اور اس شخص کو حق اور بزاد و رعبہ الزناق اور نہی البی شیبہ نے روایت کیا ہے اگر اس حدیث میں بعض نے کہا  
بسبب کثرت طریق و اجتماع ہر ملک کے وجہ العمل اور حجت ہر کذا فی فتح القاری اور عدم جواز کی علت فنی کو شایعہ بعد سے بیان کر چکا و شکہ لوزون و لحدود بشرط الزان  
والحدود استعمال الزیادہ و فی البیان اول کیل کے باندہ ہر موزون اور معدود و خبر ہر بل بشرط وزن اور شاکہ بسبب استعمال زیادتی کے اور حال کا زیادتی بائیں کا حق ہر مہینے جب



کلیں متاعین ہوتا ہے تو میں سے چنانچہ نقد و نوکار اور ثمن درم یا گریہ کنوں سے بجا تو درم اور گریہ کنوں کے عوض کوئی اور چیز لینا جائز ہو مگر حدیث میں ہے کہ اگر کوئی بقیع میں بیچے تو ہم کو کہے کہ بیکار دینا اور بجائے دینا رہے لیکن تھے اور بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسکو جائز رکھتے تھے کوئی بیع و کذا لکھو فی کل من قبل قبضہ کمرہ و اجرة وضمان مختلف بدل طلع و ختم مال و مورد و موسی و بدل حاصل جواز الصرف فی الاثمان والدرنر لکما قبل قبضہ ما یعنی سوی صرف و حکم فایضاً بخد خلافت جنس نفقات شرط لایق حکم ہر جنس میں قبل قبضہ مستحب ہے کہ چنانچہ مہر اور اجرت اور طلع کی چیز کا مال داران اور بدلہ لایق اور مال کا اور ارشاد اور وصیت کی چیز مثلا صبر و کرامت اثنان اور دیون میں قبل قبضہ مستحب ہونے کے تصرف کرنا جائز ہے کوئی لایق یعنی سولہ صرف و اسطرح کے کہ اثنین خلاف جنس میں لینا جائز نہیں ہے فوت ہونے اسکی شرط کہ میں شرط حسب صرف و اسطرح قبضہ میں ہو تو قبل اسکی صرف اثنین جائز نہیں و حق الزکیادہ فیہ ولوں غیر قبضہ کی اجلاس و وجہ ان اشتری اور وارثہ خلاصہ و نفط ابن ملک اور بنی توحیح زیادہ کرنا یا نش بین اگر چیز یا دنی اسکی خلاف جنس ہونا یا دنی مجلس عقد میں ہو یا بعد اسکی مشتری کی طرف سے زیادتی ہو یا اسکی وارثہ سے کذا فی خلاصہ ابن ملک سے لکھا یا یا دنی کی طرف سے مہم اگر اجنبی کی زیادتی یا مشتری کی جو مشتری پر وجہ ہو چکی ہو یا اگر اسکی بلا عیوض اگر مشتری نے قبول کر لی تو اس پر لایق و لا باطل ہوا اگر اجنبی نے زیادہ کرنے کے وقت مشتری کی طرف سے نہ لکھا یا یا دنی مال سے نہ لکھا یا یا دنی اگر یہ یا مشتری تھا اور اجنبی مشتری سے پہلے نہ تھیں کوئی لکھا یا دنی کی طرف سے قبل البائع فی مجلس ولیدہ و طلب خلاصہ زیادتی میں کی بیع و اگر مشتری قبضہ ہو اور بایع کو زیادتی کی مجلس میں قبول کرے اور اگر ملک کے قبضہ قبول کرے یا کو زیادتی باطل ہو جائیگی کذا فی خلاصہ صرف میں من زیادتی اور کسی کا یا دنی کہ کوئی سودی و فیما لو تہم بعد از انوار اجرو خلاصہ میں ہے کہ اگر مشتری نے قبضہ زیادہ کرنے کے بعد بچاؤ سے تو اس پر کوئی اجا و اسے بیع حکم زور دلا و وکان المبیع قائما فافصح بعد لکھ لکھ علی الظاہ ہر مان یا بعد ختم شراہ زیادہ اور زیادتی صحیح ہے بلکہ بیع قائم ہو تو زیادہ کرنا صحیح نہیں بعد مالک ہونے بیع کے اگرچہ مالک کی ہونا برقرار قبل مالک کے طرح ہے کہ مشتری نے اسکو بیچا پھر اسکو خرید کر یا بیع میں زیادہ کیا یعنی خرید و ادول میں بیع کو مالک علی اسطرح کے مالک احکامات ایسی بیع خلاصہ کے برابر اور اگر بیع کے بعد بلا غرض یا نش بین زیادہ کرے تو بطریق اولی جائز ہے کذا فی لکھا یا دنی اور زنی خلاصہ و کوئی لکھا یا دنی یا نش بین اشتری حقیقہ فلو باع علم قبضہ اور دوا کو کتاب و دانت الشاة فرادہ پھر نفقات محل المبیع خلاف مال و آخر اور بنی احوال اللہ یسینا و ذی الشاة لایق نام و بصورت قبضہ المبیع اور خلاصہ میں زیادتی میں کی قیسی شرط زیادہ کی یعنی ہونا بیع کا محل قائم یا دنی والی استا بل حقیقی مشتری کی حق میں ہر طرح قبضہ مشتری کے ہاتھ سے خارج ہو گئی ہو بیع وغیرہ سے تو اگر مشتری نے اسکو بیچا بعد قبضہ کے یا خلاصہ کو دیا یا کتاب لکھا یا دنی مگر کسی بیع مشتری نے زیادہ کر دیا تو جائز نہیں بسبب فوت ہونے محل بیع کے خلاف اسکی کہ اگر بیع کو باجہ دیا یا اسکو بن رکھا یا الو سے کی تاویذ نالی یا بای بیع کو دلی توان صورتوں میں زیادہ کرنا جائز ہو جب قائم ہونے نام اور صورت اور قبضہ منافع میں ہے بعد کو مالک کی کہ قول خلاصہ کے ذکر کی یہ حاجت نہ تھی اسو طیکہ اور تدبیر اور حکایت اور دوا کو مالک کی میں دخل بین کذا فی لکھا یا دنی صحیح خطائہ ولیدہ مالک المبیع و قبضہ اثنین و صحیح کہ کوئی دینا یا نش بین لکھا یا دنی ب سے کہ کوئی نہ مالک بیع اور قبضہ میں کہ ہو و از زیادہ و اصل متعلقان باطل البعد بالاستناد فیل خطا لکل اور زیادتی اور کسی میں قبل عقد سے طعن یا طعن متنازعہ یعنی کوئی زیادتی اور کسی کے بعد عقد ثابت ہوئی تو باطل و تمام میں تمام کو دینا و وجہ بطلان ہے کہ کوئی اس میں اصل عقد کی تبدیل ہو کیونکہ بعد عقد کے تمام میں لکھا یا دنی یا بیع یا نش بین جو خلاصہ کذا فی الزیسی و اکثر الاتفاق فی قولیدہ و مزید و شفعہ و شفعہ و دوا کو جس بیع و فساد میں لکن انما لکھ فی شفعہ و خطا و زیادتی اور کسی کے الحاق کا اور ظاہر ہوتا ہے قولیدہ و مزید و شفعہ و دوا کو اگر جس بیع اور فساد میں لکھ شفعہ میں تو خطی کا اور ظاہر ہوتا ہے زیادتی کا تمام میں لکھا یا دنی یا بیع یا نش بین زیادہ کر دے تو قولیدہ و مزید و شفعہ و دوا کو پر کرے اور صورت کہ کہ دینے کے باقی بقولیدہ و مزید و شفعہ و دوا کو اگر بیع مشتری فی کل من قبل قبضہ مشتری کی طرف سے بیع کے ساتھ بیع کے بعد اربعہ گویا جس میں بیع یا قبضہ زیادتی یا بیع اور صورت میں زیادتی اور کسی غرض عقیدہ و شفعہ میں شفعہ کو زیادتی کے سوا سے لازم ہوئی کہ اس کا حق ثابت ہو چکا تھا بیع اول سے تو لازم زیادتی میں اسکی حق کا ابطال ہوا اور حال لکھا یا دنی اور مشتری اسکی ابطال کے مالک نہیں و صحیح زیادہ فی المبیع و از مالک و فغان فی غیر سلم زلیبی و قبل اشتری و بیع میں زیادہ کرنا صحیح و جائز ہے

یہ بیع صحیح ہے









الرافعة والعدا لی فکست فعلی مثلها کاسدرة ولا یخرج قمتها وکذا کن ایحال یوزن لما مرایة یفعلون فلهذا عرفت انما اقصه ذکر فی البسوط فی غیا  
وچگونگی البرزانیة وغیرہ قول الامام عند الثانی علیہ السلام بعض وعند الثالث قمتها فی آیت ورمز جابا وعلی الفتوی ایک شخص نے فلس موجودا عدلی تعرض  
بیمختار رواج جاتار با تو افسر باند کے خروج فلس لازم الادا یمن اور وہ شخص انکی قیمت کا نادان تھے اس طرح پر کلی اور ذنی چیز کے فرض کا حکم ہی ہوتا  
کہ مذکورہ جیکہ فرض میں بیان بالمثل پر تو کچھ عبارتیں بھی لکرائی بالارزائی کا مہسوطا میں اسکو بلان ذکر خلاف مذکور کیا ہوا اور بزاریہ وغیرہ میں وجوب مثل کو امام  
عظم کو قول جتہ ایچا و البویوسف کے نزدیک اس پر فی بعض کی قیمت ہوا اور محمد کے نزدیک موع فلس کے چھپنے دن کی قیمت اس پر لازم ہوا اور سی قول پر فتوی ہی  
ہم لکرائی اور ارزائی کا اس وقت اعتبار نہیں جبکہ فرض لینا اور داسے فرض کرنا ایک ہی شہر میں ہو چنانچہ آگے مذکور ہوگا عتایہ میں پر نظر اعدلی بیع جری علی  
کی اور کبر الراقی کے باب البصر میں بنیاد سے منقول ہو کر عدلی بیع عین ہما و تفتت دال حملہ و لام کسودہ و دوا ہر یمن جعدال کی طرف منسوب ہیں شایعہ  
بادشاہ کا نام جو سبکی طرف درایم ہوشیاری کی نسبت ہو کذا فی الطحاوی وقال مکذا الخلاف اذا استقرض طعاما بالعراق فاخذہ صاحب القرض بکے فطیلم  
قیمتہ بالعراق یوم استقرضہ عند الثانی وعند الثالث یوم خصما وعلیس علیہ ان بیع معالی احرار قیاضہ طعاما صاحب بزاریہ نے  
کما کہ طرح مسئلہ فلس کے مانند اکثر غرضین خلاف یہ کہ ایک شخص نے گھوٹا لٹس الناج فرض لیا عراق میں مستقرض سے صاحب قرض نے مواخذہ لیا کہ غرضین  
تو اس قیمت طعام جو جب یہ قیمت جو عراق میں تھی اس کے فرض لینے کن البویوسف کے نزدیک اور محمد کے نزدیک ذہنیت لازم ہے جو بزرگ و ذہنیت ہر صاحب  
فرض پر واجب نہیں کہ مستقرض کے ساتھ جیسے عراق کی طرف اور وہاں اپنا طعام لے ہم اس میں ملین قیمت عراق اقصیتہ کہ غفلت کا حال بیان نہیں کیا سواگر  
دو وطن شہروں کی ایک ہی قیمت ہو قیمت عراق کا کچھ اعتبار ضرور نہیں اور اگر قیمت مختلف ہو تو یہ حکم کلام اللہ کے خلاف ہے البویوسف نے طعام مال طعام فیسہ  
خص فی غلیہ للقرض فی بلد الطعام فیہ قال فاخذہ انطاب بحقہ فلس احسن المطلوب یومر المطلوب بان یوفی فی بلد فی غلیہ طعامہ  
فی البلد الذی اخذ منه اور اگر ان فرض لیا اس شہر میں جن الناج اوزان ہو پھر فرض لینے والے نے اس شہر میں فرض لینے والے سے ملاقات کی جہاں الناج لگان  
ہوا و طالب نے لینے حق کا اس سے مواخذہ کیا تو طالب کو قید کرنا مطلوب کا جائز نہیں اور مطلوب کو حکم ہوگا کہ وہ مال کر دے ضامن ہو کر یا شخص مطلوب طالب کا ناج سے  
اس شہر میں جہاں اس سے فرض لیا تھا اسقرض شیدا من الفواکہ لکھا اور ان فاکہ لقیضہ یعنی قطع فاکہ جیسا صاحب القرض علی تاخیرہ علی النجی الحدیث  
الان تراضیا علی القیمة لعدم وجود خلافات الفلاس اذا کسدت وتماہ فی صرف الخاتیمہ فرض لیا کوئی سودہ مال پر کیا سب سے یا قول کر اور قرضدار نے صاحب  
قرض کو ادا دیا بیان تک کہ یہ منقطع ہو گیا یعنی اسکی فصل جاتی رہی تو صاحب قرض پر جبر کیا جائیگا تاخیرہ فرض پر تیارہ میوہ پیدا ہونے تک گریہ کر دینا انکی قیمت پر تیار  
ہو جابو بن سبب نہ موجود ہونے سے کہ خلاف فلس کے جیکہ مختار رواج جاتار ہے تو انکی قیمت لینا جائز نہیں کرنا فلس وغیرہ وجہ باریہ انہیں اور یوریا بیان اسکا  
خاتیمہ کے باب البصر میں یہ ویلیک استقرض القرض بنفس القبض عند سہا و الامام و ذہن لا لا ثانی فیہ فیصل ولوقا ما خذنا مالہ علی انما یفعل انما یفعل القرض فیہ فیما  
یؤتی فی اعتدالا لا اعتدالا لملک لخالل بھار مالک ہو جائیگا مستقرض قرض کا بجز قبضہ کو نہ کہ امام عظم اور محمد کے نزدیک برفلا البویوسف کے قوطر فین کے  
تذکرہ رد مثل بائو گر کہ فرض موجود ہو برفلا البویوسف کے کہ ان کے نزدیک تاقیام قرض اسکا ردش جائز نہیں طرفین کے قول کی بنا قرض کے اعتقاد پر ہی برفلا  
یعنی بدون اس کے استعمال کے اور اس میں اعتقاد عدم اعتقاد دونوں قولوں کی تصحیح دارہ و اور لاتی ہو چکا کہ ان اعتقاد قرض پر سبب اس کے مفید ہونے کی ملک کر  
فی الحال کذا فی البحر میں بجز لفظ قرض اور رض کے علی کن فی الحال ثابت ہو جائیگی تو ثابت ہوگا کہ استعمال عین بالاعتقاد موقوف نہیں بل ضرور اس مقصد قرض دار  
قائم ان القرض بدارہم مقبوضہ ولا یفرغ قابل فیضہ باطل لانه افتراق عن دین بزاریہ یفعل قرض کو فرض کا خرید کرنا اگر کہ فرض قائم ہو ذہن بزاریہ  
مقرض سے بعض دارہم مقبوضہ کے پھر اگر دونوں شخص متفرق ہوئے قبل قبض دارہم مذکورہ کہ تو خرید باطل ہو کیونکہ افتراق عن الدین کی لافظ لاتی بزاریہ خرید مقصد قرض دار



ایضا وین دوسرے شہرین جو مذکورہ نہیں گذرانی الدلالمگیرۃ اس صورت کو ہندوستان میں ہندو کہتے ہیں اور باقی میان ہندی کا کتاب الخوارزمی و کجانی  
 الاشباہ کل قرض جزا حرام غلو قرض سئل المرءۃ باذن الزانیہ اور اشباہ میں یہ کہ جو قرض کہ نفع کیلئے دے دے حرام ہے تو ترمن بگو دی مکان میں رہا ہے کہ  
 اذن سے رہنا مذکورہ یعنی اس واسطے کہ قرض سے سکونت کا فائدہ حاصل ہوا ہوتیوں نے کہا کہ اس کا نہایت بظاہر جلال ہے چنانچہ عین کتاب میں بیان کیا گیا کہ  
 نے کہا کہ قرض قرض کا سبب قوت ہر ایک کی نفع شرف و بجا اور اگر شرف و بجا اور مستحق عمدہ تر اور اس کے لئے نفع مٹا دینا نہیں بلکہ اگر قرض دے دم ہوا اسطے قرض نے نفع نہیں  
 اس سے متاع یعنی غلی خرید کر کے تو کفری کے نزدیک جائز اور طحاوی کے نزدیک اس کو قرض نہیں بلکہ اس کے سبب سے جو اس کو حرام کیا ہے تو شیخ الاسلام نے حرمت کو قرض کی طرف  
 بوجہ لیا کہ اور افضل ہے یہ کہ قرض بختم مستحق کا قبول نہ کرے اگر جانے کہ یہ قرض کے سبب سے ہوا اور اگر دوسری اور قرض کے سبب سے جو مستحق میں غلی ہو تو بختم لینے  
 سے پرہیز کرے اور اگر معلوم ہو کہ دوسری کے سبب سے بختم ہے یا قرض سے تو پرہیز کرنا چاہئے اور دعوت قبول کرنے کا بھی اسطے حکم نہیں لایا ہے کہ اگر قرض دے دے جو مستحق کے لیے  
 کی دعوت کا نفع مٹا دینا نہیں بلکہ اس کو قبول کر کے قرض کے سبب سے دعوت کو قبول کرنا اور اگر دعوت کی دعوت نہ ہو یا نسبت سابق کے کہ دعوت کرتا ہو یا قسام محمد زید اور کہے  
 سابق سے تو قبول دعوت حلال نہیں بلکہ اگر اس کے بعد اس سے پہلے دعوت ہو تو قبول نہ کرنا اور اگر دعوت کی دعوت نہ ہو یا نسبت سابق کے کہ دعوت کرتا ہو یا قسام محمد زید اور کہے  
 ہوں اور اس کے دینا یا پاورے تو لینا درست نہیں گذرانی الخطاوی غصۃ مسألۃ شفعہ شفعہ کے مستحق غرضتہ و اہم واسل عہد ملائذہ افعال المیزان و غصۃ اللیلۃ  
 اور العبد و قال و غصۃ المیامی و انکر المولیٰ یقبل البیوع شرفا قاتلہ و لا و لا علیہ و لا یجوز المیزان علی العبد الا مقررۃ زینۃ و باجۃ تنسیجہ و خمر من لکے دس دم اور  
 اپنے غلام کو لکے لینے کے واسطے بھیجا اور قرض نے کہا کہ میں نے غلام کو قرض دیا اور اس کے دینے کا غلام نے اور کیا اور کہا کہ میں نے یہ غلام بیچ دیا اور اس کے دینے کا غلام نے  
 قبض غلام کا انکار کیا یعنی دس دم غلام کے قبض میں نہیں لے تو مولیٰ کی کافول جہنم ہو گا اور اس کے کلام نہ آیا کہ اور قرض غلام سے نہ بھر لیا اس واسطے کہ غلام قرض کر  
 اس نے دس دم پر بواجہ قید کیا انہی گذرانی اجرم و اجمی قبض کی وجہ یہ کہ غلام نے بواسطہ استعراض مولیٰ کے دس دم قبض نہ کیا تو معلوم ہوا کہ اگر اس کی قبض غلام کا اور کیا تو اس نے  
 قرض اس پر لیا ہو گا گذرانی الخطاوی و عن النخعی عشرین رجلا و جلا و اسطے قرض ما من رجل و امرہ بالبیع لاصح من قبض لیس لان یطلب منہ لاحتہ قتلت و مضاعفہ  
 صحتہ التوکیل یقین القرض لالبا لاسطے قرض قید میں مرد آئے اور قرض مال کا ایک مرد سے اور اس کو امر کیا اپنے گروہ میں سے ایک مرد کے دینے کا اسطے قرض نے کہا کہ  
 دیا تو قرض سہل نہیں لکھا اس شخص سے کہ بقدر اس کے حصے کے میں کتنا ہوں اس قول سے استفادہ ہوا کہ قبض قرض کی توکیل صحیح ہے قرض لکھنے کی توکیل لکھنی  
 م فتاویٰ عالمگیری میں کہا خلاصہ یہ کہ اگر قرض کی توکیل جائز ہے اور قرض کی توکیل جائز نہیں اور قرض کی توکیل جائز ہے اور قرض کی توکیل جائز نہیں اور قرض کی توکیل جائز ہے  
 بطور رسالت کے کلام کیا اس طرح کہ فلا نے شخص مرسل کو قرض دے تو قرض مرسل کے واسطے ہو گا اور اگر طریق و کالت کے کلام کیا یعنی قرض مرسل کو قرض دے تو قرض مرسل کے واسطے ہو گا  
 کہ جو قرض دے فلا نے شخص مرسل کے واسطے تو توکیل ہی ذات کے واسطے مستقرض ہو گا اور جو دہم کہ قرض لیے وہ کسی کے ملک کو چھوٹے اس کو اختیار اور تہلیل ہے  
 مکتول کہ نہ کہ گذرانی الخطاوی و فیما استقرض العبد من غیر ذی جوازہ فی غیرہ فلا و از اس مکتول علیہ الصلوۃ و السلام من غیرہ یتطابا و یجزان بکلون بوجہ افعال ما راہ المسلمین  
 فہو عند اللہ حسن و ما راہ المسلمون فی ما عند اللہ شیخ اقریہ میں یہ کہ قرض لینا اگر نہ آئے گا تو لے کر جائز ہے اور اگر لائی ہو جائز نہ ہو قرض کا غیر میں بدو و زن کے رسول قلیل  
 اللہ علیہ و آوہ سلم سے سوال ہوا اس غیرہ کو جس کو دے دے کہ یہ کہ لیا یہ بیع پر ذرا یا لے کہ جو مسلمان اچھا جائیں وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک خیر ہے اور جو مسلمان  
 برا جائیں وہ خدا کے نزدیک برا ہے اور چھوٹا الفتویٰ میں یہ کہ استقرض عین البیوع و زن کے قول مختار ہے بجز الزانیہ میں یہ کہ زن کی قید سے اسٹل چل گئی تو اسٹل سے قرض بلا وزن  
 جائز نہیں اور حدیث ما راہ المسلمون کی سند احمد بن ابن سعد و مروی ہے اور یہ حدیث موقوف حسن بن یزید ابن اسود کا قول ہے قرض مرسل کویم علیہ الصلوۃ  
 و السلام کہ گذرانی الخطاوی و فیما استقرض العبد من غیر ذی جوازہ فی غیرہ فلا و از اس مکتول علیہ الصلوۃ و السلام من غیرہ یتطابا و یجزان بکلون بوجہ افعال ما راہ المسلمین  
 حاجت قرض کے جائز ہے اور مذکورہ ہو اور نصف نے ہوا یعنی شرح میں یہ کہ اگرچہ اس کی گفتگو غریب مذکور ہو چکی قلت و فی معرفۃ مفتی ابی اسعد و لا و ان زید اعشر تر











اگر البین صفت صلح کو نہ پہنچے اور اگر صفت صلح ہوگا تو فتح جائز نہیں ہے۔ حق القدر میں کما کہ تولیٰ صحیح ہے کہ ایک دو لپہن ہجری رلو ثابت ہوتی ہے وفاقاً حشر بقا حقیقین و فلسفین اور اگر باغیا نہ انا اور آخرہ لکان اولیٰ لانی الزہر نہ قید فی اکل فلکانو غفرینین اور احد ہا لم یجر اتفاقاً و طلال ہر فتح ایک سبب کی دو سبب سے اور ایک بیسے کے دو بیسے سے یا زیادہ سے بشرطیکہ دونوں بدل استین ہوں شارح نے کہا اگر مصنف غفرین بدین کی شرط سبب متالون کے بدلہ تو خوب تر ہو تا سو نطیکہ نہ لگائی جن کے بدین سبب میں تہہ تو اگر دونوں عوض غفرین ہوں یا ایک غفرین تو فتح جائز نہیں بل اتفاقاً غفرین اور فتح کے وقوعہ تجویز میں و بیضتہ غفرینین و جوزہ تجویز میں و سبب غفرینین و دوداۃ بدین و دانا یا بائین افضل سند الکریمین حال التقدر فی فتح افاضل فتح اور طلال ہر ایک کجور کی فتح و کجور سے اور ایک اٹیکہ کی دوداۃ توں سے اور ایک اخروث کی دوا خروث سے اور ایک تلوار کی دوتلوار سے اور ایک دوات کی دودوات سے اور ایک برتن کی دوبرتن سے بھاری سے بشرطیکہ برتن سونے یا چاندی کا ہو اور اگر سونے یا چاندی کا برتن ہوگا تو قاضی منعی ہو گا لانی فتح دایرہ بابرین و ورقہ من ذوب و فطر مالا بدیل تحت الزون لکھنا قیاز الفضل بقدر القدر و رحم ایشا لوجود ایسے تھے کہ انتہی کجیہ بختہ شیعہ فیصل مطلقاً عدم ایشا و حرم اکل محمد و کما فی القدر اکل اور طلال ہر فتح ایک سوئی کی دوسوئی سے اور زہود برابر سونے اور چاندی کی فتح جحت الزون داخل نہیں ددون کے مائل بجنس سے یعنی ایک روٹی کی فتح دودو سے تو فضل جائز ہے جمیع اشکال سابقہ میں سبب نمونہ مقدار کے یعنی اشیاء مذکورہ کلی اور ذریعہ میں اور تاخیر حرام ہے سبب پائے جانے جس کے یعنی جو نیکو بدین بختہ نہیں لہذا تاخیر حرام ہے یہ بیان کما کہ اگر جس بھی فتحی ہو چنانچہ ایک لپ بھر گریوں کی فتح جو کہ دو لپ سے تو تاخیر حلال ہے مطلقاً و افضل ہے یا نہ سبب مسموم ہو جائے قلت ربا کے اور حرام کہا ہو محمد سے سب کو یعنی ایشا لہذا فتح کی فتح کو اور اس قول کی تصحیح ہوئی ہو چنانچہ اس کمال الدین فتح القدر میں فعل کیا ہم فتح القدر میں یوں کہ اس سے تسکین خاطر نہیں ہوتی بل کجیہ علت تحریم برہا و صیانت اموال ناس ٹھہری تو واجب ہے تحریم ایک سبب کی دو سبب سے ایک لپ کی دو لپ سے اور اگر کالی صفت صلح سے کہ نہ ہو چنانچہ ہمارے دیار میں جن کو کجیہ بھی شک نہیں اور عدم تقدیر شرعی کہ نہ از صفت صلح اسکی اسلام کی گرفتار حقیقین کو باطل کر دینا و کجیہ فتح کے اس کلام سے نہایت تعجب آتا ہے اور حالانکہ علی نے محمد سے روایت کی کہ لگنے نزدیک کر دہ و مری کی فتح دوسرے دوسرے کہا کہ کجیہ فتح میں حرام ہے جسکے تکیس میں ہی حرام ہوتی ہے و لکھنا و افاض الشارح علی کہ تو کہ لکھنا کہ شیعہ و مری و دوزیا الذہب و فضہ نمونہ کہ لگ لگ اختیار اور افاض فی فتح خطہ بختہ و زمانہ لکھنا و باغیانہ سبب و فضہ بختہ لکھنا و لایق اسادای لایق فی قوی من اعرف فلانہ کہ الا قوی بالادبی اور جس چیز کے کیلی ہوئے ہے پر صاحب شرح نے تصریح کی چنانچہ کیوں اور کجیہ راد نہ کما جسکے ذہنی ہونے پر تصریح فرمائی چنانچہ سونا اور چاندی سو دہ اصل و بقایا قیامت گاہے تہہ تو ہوگا تو جمیع میں جن کیوں کی گویوں سے تول کر دہ ذہنی ہیں اگرچہ تساوی بدین کے ساتھ صلح ہو اسواسطے کہ نص شارح قوی تر ہے عرف سے قواوی ستر کہ نہ کجیہ ذہنی سے مصلحت صلح عرف سے قواوی ہے کہ روئی گاہے باطل ہے ہو جاتا ہے ہمارے زمانے میں متافیک کہ شیعہ اور چرخ قبرستان میں ایلحہ میں عید کی راتوں میں اور نص شارح بعد از وقت باطل پر نہیں ہو سکتی اور عرف اہل عرف چریت ہے اور نص کل چریت ہو کجیہ کی کجیہ فی القدر و مالم فیصل علیہ علی کل اعرف اور جس چیز کے کیلی یا ذہنی ہونے پر شارح سے تصریح نہیں تو وہ رواج برجمول ہو سکتی اگرچہ رواج ہو اسکیل کا تو وہ کیلی ہو اور اگر و دن کی عادت ہو تو وہ ذہنی ہو عن الثانی اعتبار عرف مطلقاً و جہ الکمال ابو یوسف کے نزدیک عرف کا اعتبار ہر طرح سے اگرچہ کیلی یا دن کا رواج مخالف شرع ہو اور اسی قول کو ترجیح دی ہو کمال الدین نے ہم ابو یوسف کے نزدیک عرف مطلقاً ہو سکتے ہو اگرچہ کیلی ہو یا دن کا کیلی ہو تا اور چاندی سونے کا ذہنی ہو تا جو شرع میں وارد ہو یا تو اسوجہ سے کہ شرع علیہ السلام کہے نا میں ایشا لہذا کیلی یا ذہنی ہو چریت ہر طرح باطل جاوے تو رواج ہی کا اعتبار ہوگا کجیہ علیہ حدی ایشا لہذا کجیہ حدی القدر و زمانہ فی زمانہ یعنی مثلاً ابو یوسف کے قول پر حدی ایشا لہذا کجیہ کیلی یا دن کا رواج ہے کہ ہمارے زمانے میں اسکا نہ ہونے تول کہ ہم یعنی دہام و ذہنی ہیں اور انکی توجہ ہر متفرض دہام و ذہنی کی فتح اسکی مثل سے تول کہ ماثر نہیں مگر عرف کے اعتبار پر اور یہ بھی توجہ جہاز متفرض پر ہو سکتی ہے کہ باعتبار عادت کے دہام کے وزن میں اختلاف نہیں ہوتا و فتاویٰ عالمگیری

میں تندر تانیہ سے منقذ و متفرق و لاہم کن کہ درود پر او غیاثیہ میں البیہ سے منقول ہے کہ متفرق و دقیق قول کر جائز ہے اگر لوگوں میں رواج ہو اور اسی پر فتویٰ ہو  
 تو اب سہمی اندسی کے استخراج کی کچھ حاجت نہ رہی کذا فی اخطاوی و فی الکافی الختوی علی عبادۃ الناس بحر و اقربہ صفت اور کافی میں وارد ہے کہ لوگوں کی عادت پر  
 فتویٰ کر کذا فی الجواز صفت نے اپنی شرح میں اسکا ثبات لکھا جو ہم کافی کے فتویٰ کے موافق ہندوستان میں کیوں کا بدلنا گیسوں سے اور جو کجا سے قول کر جائز ہے  
 کہ نہ کہ کین بیان راجع نہیں ورنہ ہی صحیح و ثابت کذا فی العلم و مستبرر تعین البیہ فی غیر الصرف و وضع و ذنب و دفعہ بلا شرط تقابل سے لوباع  
 برابر نہیں و اقربہ قابل بعض جاز خلافاً للشافعی فی بیع الطعام اور مال ربوا کا مستحق ہوتا مستبرر و غیر صرف میں اور سونے چاندی کے برتن اور زیور کے غیر  
 میں بلا شرط تقابل بعض کے تو اگر کیوں کیوں سے بیچے معین کہ کے اور بیع اور شری متفرق ہونے قبل قبض کے تو جائز ہے بخلاف امام شافعی کے کہ شرط  
 میں دلوا و درجا و دنیا مال ہو ان میں و بعض قبل التفرق جاز اور اگر اصل بدلین وین ہو تو اگر وہ شہن ہوا و اس پر قبضہ کرنے قبل تفرق کے تو بیع جائز جو ہم  
 مثلاً کیوں کو کیوں سے بیچا اور ایک دین پر تو اگر وہ شہن پہنچا و دخول یا بار بارہ ہوا اس طرح پر کدورت مسک بنا القیوم من اہل حق و دخول یا بار بارہ نہیں  
 وہ بیع پر قبضہ یا سوا سے تفرق جاز ہوا کہ دین نہیں ہوتا مگر قبض سے والا لا لیبہ بالیس عندہ مراح اور اگر دین میں ہوتا مگر بیع ہوتا بیع جائز نہیں  
 کیونکہ یہ بیع اس چیز کی ہے جو اس کے پاس نہیں کذا فی اسراج و حید مال الروا لا حقوق اعیاد و رویتہ سوا و اور ربوا کا کھ مال اور کھوٹا برابر ہوا و حقوق  
 عباد میں کھ کھوٹے کے برابر نہیں مگر ہوا میں کھ کھوٹا سوا سے برابر کھوٹا اگر حرج و اور در اس کا قیاس و اس پر قبضہ کا باب بند ہوا سے ہوا سوا سے  
 کہ مثلاً کیوں دوسرے کیوں کے مثل نہیں ہو سکتے ہر وجہ سے اور سوا سے کہ وصف کو عرفان تفاوت مثلاً نہیں کہتے اور سوا سے کہ حیث میں وارد ہے بعد یا  
 در ہوا سوا سے کذا فی اخطاوی ہی یہ کہ کھ مال اور کھوٹا برابر کھ مال اس کا بیع دوسرے سے کم زیادہ کر کے جائز نہیں مال ربوا کی قید اس سوا سے لگا کر لا حقوق اعیاد  
 میں جو ہر دہانت کے برابر نہیں تو اگر یہ خالہ کمال تک کر لگا کر اس کے برابر قدر دل و جود میں نہ ہو ورنہ مال نام آجی کمال شل ہی ہوا لایت اسکی لازم ہوگی لیکن سخت حرج و  
 بعض صحیح ہے کہ کذا فی اخطاوی الا فی راجع مال و وقف تیم و وقف میں فی القلب الرین اذا کسر شاہد کجا مرسا میں مال ربوا کی حرج و اور در اس کا قیاس و اس پر قبضہ کا باب  
 اور بعض کے مال میں و گویا یک سخت فلان میں جبکہ وہ فوت یا و کذا فی الاشباہ مال و وقف کو مال تقیم صاحب بخرے طعن کیا پر بطریق بحث کے تو اگر کسی تقیم  
 کے مال سے ایک تقیم جیہ کیوں ردی کیوں کی کی قبضہ بیع کرے تو جائز نہیں اور اگر قبض قریب لبت و جود کر دے سے بیع کرے تو یہ صرف ثلث مال میں نافذ ہوگا یعنی  
 بر عایت حق و در شاہد اگر گویا فلان میں کے پاس ثلث کو قیمت ہو جاوے تو مرقن پر قیمت غیر نیکہ ضمان لازم آوے کذا فی اخطاوی و بیع قلو ساً مثلاً او دیر اہم  
 او ورنہ خیال انہ احد ہوا چار دان تفرق قبض احد ہوا کجا مرسا فلوس کو یا خاوس سے یا دیر ہوا یا ورنہ سے بیع کر کے اصل بدلین کو نقد و یا تو جائز ہے اور اگر کراں اور شری  
 متفرق ہے بلا قبض اصل بدلین کے تو بیع جائز نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا ہم جاوی میں کہ کو بیع مذکور اس سوا سے صحیح ہے کو بیع خاوس بالقوس میں بیع اقلوس یا اصل بدلین  
 میں قابل بیع شرط نہیں چنانچہ ہم شری و اصل بدلین کا یا ورنہ کلام محمد بن خلف ہی تہی اصنع اقلوس بالقوس میں بشرط اربعین مذکور ہو چکا قبض کذا فی علی کجا بیع  
 کجا بیع ان و لوں جنہ لہ بیع از ورنہ بالیس و از ورنہ بیع کا کان بشرط اربعین الایہ فلایبہ جائز بیع گوشت کی جائز ہے اگر گوشت جانور کے جس سے  
 ہر شہد کا سے کا گوشت کے یا بیل سے کہ ہے تو جائز ہے کیونکہ یہ بیع ورنہ ہی چیز کی ہے جو ورنہ سے تو جائز ہے جس طرح سے کہ ہو ہر یا کم و بیش بشرط اربعین کے ہر طریق  
 نسیمہ تو جائز نہیں مگر اگر گوشت جانور کی جس سے ہر شہد کا ہے کہ اتحاد جس میں تاخیر حرم ہوا اگر خلاف میں ہے ہر شہد کا سے کا گوشت بکری سے بیع کرے تو اگر  
 نسیمہ بکری میں ہر شہد ہے حرم میں اور اگر اس کے بدن میں ہر شہد ہے کہ گوشت میں حال انہ حرم و انہم و انہم میں علم جائز نہیں و در شہد زیادہ لجان میں و بعض نے  
 شرط کیا ہر زیادہ ہونا جس کا ہم جس سے گوشت متعلق ہوا پر یا کجا گوشت جانور کے گوشت کے مقابل ہوا کچھ گوشت اسکے جگہ اور حال وغیرہ کے مقابل ہوا والا  
 اور با نیت ہر کذا فی البیہ و راجع مذکور ہو چکا و اصل بدلین کا کذا فی السواستین ان شہاد و از ورنہ ان ملک و وارد یا مسلوختہ مقصودہ عن السقط









اور ان میں باوجود خانہ اور باغیچہ بھی ہوگا اگر کس شخص غیر مسقف زمین اور زمین حاصل نہیں اور اگر تمام اس ساخت کا جسکے گروہ و دو مہرین اور دو مکان ہوتے  
 اور اصل آدمین غیر مسقف شہر میں ہوگا ان کی فتح و کذا لایخل العلو بشر انزل ہر الا اصل بل فیہ الابل کل حق ہوگا اور وہاں فقہاء و حقوقہ کفرین و خود و خاندان  
 المرافق منافع شاہد اور اس طرح الا خانہ داخل زمین منزل کی خرید میں منزل وہ جس میں اصل بل نہیں مگر کل حق ہوتا بل دیگر مرافق لبتہ باغ خانہ داخل خرید ہوگا مرافق سے  
 مراد حقوق ہیں چنانچہ چراغہ وغیرہ اور دیوہ رست کے نزدیک مرافق سے منافع مراد ہیں کذا فی الاشیاء مرافق جمع ہر مرافق کی یکسوئی و فتح مرافق عارت ہیں توابع سے  
 چنانچہ شرب اور سیل اوسق وہ جو چھوٹے کالنج ہوا در کل بل اور کثیر کا نظر بطریق سبالتہ مذکور ہوتا ہر تابع کا حق بیع سے ساقط ہوا جو اس کے متصل چیزوں سے اور  
 جامع الغنم میں ہیں جو حقوق عبارت ہیں سیل اور طریق وغیرہ سے بالاتفاق اور مرافق اربوسف کے نزدیک منافع دارین اور ظاہر لایہ میں ہیں مرافق حقوق ہیں کذا فی  
 اوکل قلیل و کثیر ہو فیہا و منہ با الا خانہ منزل کی خرید میں داخل ہوتا ہر کل قلیل و کثیر ہو فیہا و منہ یعنی ہر قلیل اور کثیر کثیر منزل میں داخل ہوتا ہر اس کے متعلق ہر  
 وہ جمع ہر جو کثیر منزل مراد بیت و دواں سے مشابہ ہو لہذا بالآخانہ مذکور توابع داخل ہوگا اگر کسی مشابہت سے اور اگر ذکر توابع نہیں تو داخل ہوگا بیت کی مشابہت  
 سے ویدخل العلو بشر و دواں لہم ذکر شد کیا دواں لایہ شرب اور غلام و دواں اور داخل ہوگا بالآخانہ دار کی خرید میں اگر کچھ مذکور نہ ہو تو بلادہ حقوق یا مرافق یا کل  
 قلیل و کثیر بالآخانہ دار کی بیع میں داخل ہر اگر کچھ مکانات دار کے شے کے ہوں یا نیچے یا خرگاہ و ہذا ان فیصل عت الکوۃ و فی عرفنا فی اصل اہلہ بالادار فی الاصل و کما فی حق  
 کافی سواکان ایچ بیعنا فی قلعہ اور وغیرہ الا دار الملک قسمی سرائی ہر اور فیصل میت اور منزل اور دار کی جو بجا رواج کوذ کے ہوا رہا سے عت میں بالآخانہ  
 داخل بیع ہوجا یا ہر دواں اس کے ذکر کے سب صورتوں میں کذا فی فتح و دکان کی خواہ میت کے اوپر بالآخانہ ہو یا سولے اس کے گروہ اور سلطان ہی بسری ہوگا ان کی ہر  
 ہم اشتراک ناردار ملک کا کلام سابق سے مرتب نہیں اور غلیل پیدا ہوا ہر الفائق کی عبارت کے حذف سے عبارت کی ہی ہر دواں عرفنا فی اصل میں غیر ذکر فی الاصل و کما  
 سواکان ایچ بیعنا فی قلعہ اور منزل کذا لان کل سبب کی خانہ فی العجم و لو علو سواکان صغیرا کلیتہ اور وغیرہ الا دار الملک قسمی سرائی ہر اور جو کثیرا احکام کی  
 عرف ہر جو ہر قلعہ اور ہر زمانہ میں دواں کے لوگوں کا عت ہر ہوگا کذا فی الطحاوی لکما فی اصل فی شرار الدار الکلیف و غیر المار والاشجار النبی فی صحنہا و کذا  
 البستان الدخل وان المصیح ذلک بیعہ داخل ہوتا ہر دار کی خرید میں باخانہ اور دیانی کا کنواں اور وہ دخت جو کھر کے صحن میں واقع ہیں اور اس طرح داخل بیع ہر  
 وہ باغ جو کھر کے اندر داخل ہوگا اگر کسی بیع کی تصحیح نہ کی ہوگا البستان الخارج الا اذا کان حصنہا منہا فی اصل تباد و مثلہا اور کذا فی الا بار الشراط علی و بیع فی اصل  
 بیع نہیں ہر باغ کھر کے باہر کا اگر سوت داخل بیع ہو طریق تبصیر کے جبکہ باغ کھر سے چھوٹا ہو اور اگر کھر کے برابر ہو یا بڑا تو داخل نہیں مگر شرط سے کذا فی الطحاوی  
 و انظر لادخل فی بیع الدار لہذا اعلیٰ طریق فاخذت حکم الابل حق و خود ہمار و قلاۃ النجف انی الدار فی کل العلو و جہتا داخل نہیں ہوگا ان کی بیع  
 میں اس واسطے کہ کسی بناہ پر ہوتی ہو تو نہ راہ کا کم لیا مگر ہر کل حق یا ماندا اس کے جو مذکور ہوگا البتہ جہتا داخل ہوگا اور صاحبین لکما اگر کچھ کا دروازہ کھر کے  
 اندر ہو تو کھر کی بیع میں داخل ہوگا خانہ کے مانند و بیع الباب الا انہ فی بیع میت اور اس سے ذکر مرافق لانہ میں رہتا خانہ اور شراہ و دروازہ داخل ہوتا ہر  
 بیت اور دار کی بیع میں ذکر مرافق کے ساتھ اس واسطے کہ گھر کے مرافق میں داخل ہوگا انی خانہ لایدخل الطریق و فی سبل الشرب لایخل حق و خود ہمار  
 بیع نہیں راہ اور دیانی کی جگہ اور دیانی لینے کی باری مگر مانند کل حق سے جو مذکور ہوگا یعنی ہر مرافق یا کل قلیل و کثیر ہم عدم دخول طریق سے طریق خاص مراد ہر جو  
 انسان کی ملک میں ہوگا و دروازہ کو جو کھر نافذہ کی طرف ہر وہ داخل بیع ہو چنانچہ ہر مرافق میں ہر مرافق سے منقول ہر اور کھر کی راہ کا عرض میں کھر کے دروازہ کے  
 عرض کے برابر ہر اور طرا کا شراہ عام ہر چنانچہ ہر دواں میں ہر دواں کے چھوٹے یا بڑے شراہ وغیرہ یا بانی ہر شراہ کا شراہ کا اصل کذا فی بیات ہر دواں کے حصے سے کذا فی  
 الطحاوی بیجات لا جازہ لدار و الا فی اصل فضل بلادہ لانا نہ انتقل لا غیر بخلاف کھر و زمین کے کجا رہے کے تو طریق اور سیل اور شرب جاریہ میں داخل ہونے بلادر  
 حقوق اور مرافق کے واسطے کہ عقد اجارہ انتقل کے واسطے ہر سوائے اسکے یعنی زمین بلادر طریق وغیرہ کے منتقل حاصل نہیں بیجات سے کہ زمین قطع نہ انتقل بلادر

اور اس وقت میں بیعت ہوتی ہے  
 دواں میں دواں کی بیعت  
 سواکان ایچ بیعنا فی قلعہ اور منزل  
 کذا لان کل سبب کی خانہ فی العجم  
 و لو علو سواکان صغیرا کلیتہ  
 اور وغیرہ الا دار الملک قسمی  
 سرائی ہر اور جو کثیرا احکام کی  
 عرف ہر جو ہر قلعہ اور ہر زمانہ  
 میں دواں کے لوگوں کا عت ہر ہوگا  
 کذا فی الطحاوی لکما فی اصل  
 فی شرار الدار الکلیف و غیر المار  
 والاشجار النبی فی صحنہا و کذا  
 البستان الدخل وان المصیح ذلک  
 بیعہ داخل ہوتا ہر دار کی خرید  
 میں باخانہ اور دیانی کا کنواں  
 اور وہ دخت جو کھر کے صحن میں  
 واقع ہیں اور اس طرح داخل بیع  
 ہر وہ باغ جو کھر کے اندر داخل  
 ہوگا اگر کسی بیع کی تصحیح نہ کی  
 ہوگا البستان الخارج الا اذا کان  
 حصنہا منہا فی اصل تباد و مثلہا  
 اور کذا فی الا بار الشراط علی و  
 بیع فی اصل بیع نہیں ہر باغ کھر  
 کے باہر کا اگر سوت داخل بیع ہو  
 طریق تبصیر کے جبکہ باغ کھر  
 سے چھوٹا ہو اور اگر کھر کے  
 برابر ہو یا بڑا تو داخل نہیں  
 مگر شرط سے کذا فی الطحاوی  
 و انظر لادخل فی بیع الدار لہذا  
 اعلیٰ طریق فاخذت حکم الابل  
 حق و خود ہمار و قلاۃ النجف  
 انی الدار فی کل العلو و جہتا  
 داخل نہیں ہوگا ان کی بیع  
 میں اس واسطے کہ کسی بناہ پر  
 ہوتی ہو تو نہ راہ کا کم لیا مگر  
 ہر کل حق یا ماندا اس کے جو  
 مذکور ہوگا البتہ جہتا داخل  
 ہوگا اور صاحبین لکما اگر کچھ  
 کا دروازہ کھر کے اندر ہو تو  
 کھر کی بیع میں داخل ہوگا خانہ  
 کے مانند و بیع الباب الا انہ  
 فی بیع میت اور اس سے ذکر  
 مرافق لانہ میں رہتا خانہ اور  
 شراہ و دروازہ داخل ہوتا ہر  
 بیت اور دار کی بیع میں ذکر  
 مرافق کے ساتھ اس واسطے کہ  
 گھر کے مرافق میں داخل ہوگا  
 انی خانہ لایدخل الطریق و  
 فی سبل الشرب لایخل حق و خود  
 ہمار







اور اگر استحقاق مشتری کے اقرار سے ہو یا اسکے انکار سے ہم سے یا مشتری کی خصوصیت کے دلیل کے اقرار سے یا اسکے انکار سے تو میں پھر نہ ثابت ہوا  
 اس واسطے کہ اقرار جنت قاصد ہر چند معذریہ والا اصل ان البتہ حجت متعدیہ نظر فی حق کاغذ الناس لکن لانی کل شوکما ہوا ہذا کلام الیوم یعنی فی حق حق  
 عامر المصنف اور قاعدہ گویہ یہ کہ شہادت جنت متعدیہ جو حکم کا ظہور اب آدمیوں کے حق میں ہو یا ہو لیکن ہر چیز میں نہیں چنانچہ ہذا کلام الیوم یعنی فی حق حق اور  
 اسکے مابین کتابت اب دیگر اس مسئلہ میں اختلاف اور دلالت عاقلین چنانچہ مذکور ہو چکا کہ اگر کسی کو مسکو معصیت نے اپنی شہادت میں لانا اقرار مل جہاں قاضی علی  
 عدم ولایت علی غیرہ اور اقرار یعنی اقرار جنت متعدیہ نہیں بلکہ اقرار جنت قاصد ہر چند بربیب نہ کرنے ولایت مقرر کے پیشہ پر ہم جہاں فکر کی طایف غیر شہادت نہیں  
 لہذا اسکا اقرار سچ جہاں غیر پر خلاف شہادت کے ہوا اسلئے کہ شہادت جنت نہیں ہوتی لکن قاضی کے حکم سے اور قاضی کو ولایت عامر حاصل ہو لہذا کاغذ الناس  
 حق میں نافذ ہو لہذا فی حق یعنی اقرار جنتاں ثبوت اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 سو اگر حق و دونوں سے ثابت ہو تو اقرار پر حکم کیا جائے گا کہ جنت کے وقت پھر تو شہادت پر حکم کرنا ہی لہذا فی حق یعنی اقرار جنتاں ثبوت اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 دعوی شہادت سے ثابت کیا ہو مدعا علیہ نے کسی ملک کا اقرار کیا تو وہاں اقرار پر حکم ہوگا اسلئے کہ گواہی مسکو سے ہوتی ہے یہ مقرر ہو چکا کہ جہاں جنت جہاں پھر  
 مشتری کر لائے شہادت نہیں پھر لے کر اقرار پر حکم ہوگا لہذا فی حق یعنی اقرار جنتاں ثبوت اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 بشرط انقضائہ ویرای مالہ فی الاصح زعمی و کلام الزمانی فیہ لیس لہذا فی حق یعنی اقرار جنتاں ثبوت اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 مشتری کے پاس بلا استیلا و حتی غیر کی گواہی سے تو اسکا پھر اسکے تابع ہوگا بشرطیکہ قاضی کا حکم دہر ہو گیا ہو قول اصح میں لہذا فی حق یعنی اقرار جنتاں ثبوت اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 منہدیہ ہوا اس فقید کا جبکہ گواہوں نے سکوت کیا ہو سو اگر گواہوں نے یہ بیان کر دیا ہو کہ پھر قاضی کا بیان کیا ہو کہ ہم نہیں جانتے تو قاضی کا حکم کرے  
 لہذا فی حق یعنی اقرار جنتاں ثبوت اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 استحقاق کو گواہی سے مانع نہیں تو شخص ضرور کا ولد یا آزاد ہوگا اسکے مستحق کو ولد کی قیمت دے کر چنانچہ دعوی نسب کے باب میں مذکور ہو چکا وہاں اقرار والید  
 ہوا ارجل لا تبعہا فیما فیہ باوجود ما فوق مامرن الاصل اور اگر قاضی نے لڑکی کا اقرار کیا ایک مرد کے واسطے تو اسکا پھر لڑکی کے تابع ہوگا تو وہ مرد مفقود  
 اس لڑکی کو لیکھا اور فرق گواہی اور اقرار کا مذکور ہو چکا قاعدہ مذکورہ میں یعنی گواہی جنت متعدیہ جو اور اقرار جنت قاصد ہوا دہا اذ لم یعد بالمقرر فلہا و عا و تمہا  
 و لہذا سائر الزوائد ہم ایضاً ہم بھلا گواہ اور یہ یعنی تابع ہونا ولد کا مبعیہ کے اسوقت جو حکم کرنے ولہ کا دعوی نہ کیا ہو اور اگر دعوی کیا ہو تو ولد  
 تابع ہوگا اپنی والدہ کا اور ایسا ہی حکم ہی باقی زوائد کا چنانچہ درخت کے پھل درخت کے تابع نہیں اگر مستحق کے واسطے قاضی کے درخت کا اقرار کیا اور صدرت  
 دعوی مقرر ہوا ان یہ البتہ کہ ہر ملک کو دائرہ وائے ضامن میں نامزد ہونا مخصوص ہے و لم یکر ان لکن لانی فی حکم اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 مذکور نہ کیا اس واسطے کہ وہ اقرار کے حکم میں یہ چنانچہ ہستیانی نے اسکو ذکر کیا ہر عداوی کی طرف منسوب کر کے و منع لتناقض اوالتناعی فی الکلام دعوی الملک  
 العین و منفعۃ لمانی فی حق یعنی طلب ملکہ لا متنع دعوی ملکہ اور تناقض یعنی مخالفت کلامی ذات یا منفعۃ کے دعوی ملک کی مانع ہوا اس واسطے کہ صغریٰ میں لہذا فی حق یعنی اقرار جنتاں ثبوت اقرار قاضی بالافراد لا عند الحاجۃ فالبدن اولی فی حق و نہ راہی رہا یہ احتمال کہ اگر شہادت اور اقرار دونوں مجتمع ہوں  
 ملکہ طلب کرنا اسکے مالک ہونے کے دعوی کا مانع نہیں ہم تناقض اس واسطے مانع ہو کہ قاضی کلام تناقض پر حکم نہیں کر سکتا اس واسطے کہ ایک دوسرے سے ولی نہیں تو  
 دونوں ساقا الاعتبار ہر سے چنانچہ ایک لڑکی کے مالک ہونے کا دعوی کرنا پھر اسکے خراج کی درخواست کرنا ہر جہاں تناقض ہو کہ کوئی ملکہ کو ملکہ نہ کہتے ہیں ہوتی  
 یہ مثال ہر ملک عین کے دعوی کی اور ملک منفعۃ کی یہ مثال ہر ملک عین کے خراج کا دعوی کرنا پھر اسکے خراج کا پیغام دینا لایعنہا الفسح فیہا غیرہ الا اذا فوق اور  
 تناقض مانع ذات کے دعوی کا مانع ہی ہی طرح اپنے غیر کے دعوی کا مانع ہو کہ جبکہ توفیق یعنی فتح تناقض ہو سکے ہر از زمین ہر کا دل دعوی کیا گیا کہ زمین میرے غلے کے لئے کی  
 ہو پھر دعوی کیا کہ دوسرے مول کی ہر توفیق دعوی مقبول نہیں گودھوت توفیق اظہر کہ زمین میرے غلے کے لئے مول کی ہی جسے جو خدمت میں کر لیا تھا پھر تیسرے دوسرے

۱  
 ۲  
 ۳  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

۱  
 ۲  
 ۳  
 ۴  
 ۵  
 ۶  
 ۷  
 ۸  
 ۹  
 ۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

موس کے ساتھ اسکو بچا اور اسے بھی بچو خصوصیت کے واسطے وکیل کیا کہ انانی لفظ خداوی ہاں کئی مکان التوفیق لم لا غلات وخصت فی مشغلات انھما راوکیا مکان  
توفیق رفع تناقض کے واسطے کافی ہوا توفیق بفضل بھی ضروری اس میں اختلاف ہو علما کا اور اسکی تحقیق کر گئے انالافتح اسکی مشغلات میں فروغ الاہل کی توجہ بھی کی کتاب اللہ یعنی  
وہنا دی علی آخرہ اذہ وادی علیہ فیض فقال المدعی علیہ میں ہوا یعنی ثم مات المدعی عن ترکہ فیا المدعی علیہ لبطات میرا نشان قال ہوا یعنی ثم قبل لنا فیض ہذا قال  
ابی اوفی قبل اور اس اصل یعنی منہ تناقض کی بہت دفع میں جو کتاب المدعی میں آویگی اور از انجلیہ پر کہ دعوی کیا وہ دوسرے پر کہ میرا بھائی ہوا اور میرا بھائی  
دعوی کیا وہ مدعا علیہ کہ لہا کہ وہ میرا بھائی نہیں ہے میری کچھ میری کچھ کر کر گیا تو مدعا علیہ آیا اسکی میراث طلب کرنا اگر کہنے لہا کہ وہ میرا بھائی تھا تو قبل از مدعا  
سبب تناقض کے اور اگر کہنے لہا کہ میرا بھائی یا بھائی تھا تو مقبول ہو گا مگر شارح کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مدعی نے اول لغت کا دعوی کیا اسکی وجہ مدعا علیہ  
الودہ یا بھوتہ کا دعوی کیا حالانکہ ایسا نہیں ہوا و شارح کو یہ دھوکا صاحب بحر وغیرہ کے کلام سے ہو گیا بلکہ مطلب ہاں کا یہ ہے کہ اگر بچے دعوی خود مدعی بقول  
کا دعوی کر گیا تو دعوی مدعا علیہ کا مقبول ہو گا کیونکہ حمل اور فروغ کا تناقض مقبول پر غلات اخذہ کے کہ فی الطحاوی و الطحاوی الاخریہ کلام کا تناقض مدعی جیت کا  
مائع نہیں والاصل ان التناقض لا یمنع دعوی ما یمنع سببہا النسب والطلاق وکذا المحرم اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ تناقض اس کے دعوی کا منہ نہیں ہو سکتا  
مضی ہو چکا ہے نسب و طلاق اور ستم منہ تناقض نسب کی صورت ہے کہ نزدیک سے پاس ایک غلام پیدا ہوا اور اسے اسکو بچا اور مشتری نے دوسرے کے ساتھ بچا پیر نہ نے  
دعوی کیا کہ غلام اسکا بچا ہے دعوی اسکا سمع ہو گا اور بیع اول اور ثانی باطل ہوگی اس واسطے کہ نسب کی بنا علق پر ہو اور یہ نظر ہے ہمارا مدعی ہے تو مدعی نا حق  
میں مذکور ہوا اور بیع اول اسکا وارث نہیں ہے بلکہ کہ میں اسکا وارث ہوں تو سمیع ہو اگر سبب تناقض مذکور کرے تناقض طلاق کی صورت ہے یہ کہ  
نے اپنے بیع سے طلاق کا بھرنہ جو گواہ لائی کہ بیع نے اسکو قبل طلاق دی تھی تو دعوی مقبول ہو اور بیع کمال و دیکھ لے کہ اگر کہنا منہ تناقض ہو اس واسطے کہ بیع  
ایضال طلاق میں متعلق ہو اور اسکی طلاق زوجہ کو ضرور نہیں کہ فی الطحاوی عن ابن قفال عبدالمشتری فی فانا عبدلایہ فاشترتہ عنہا فی قفالہ واولیہ  
او ثمر حرافان کان البائع حاضر او غایبا بعتہ معروفہ یعرف مکانہ فلاشی علی العبد رجوع القابض و اگر غلام نے کہا مشتری سے کہ بچا جو کہ میں نے یہ  
غلام ہوں اسے خرید لیا اسے کلام پر اعتماد کر کے اور وہ اگر وہاں بھی اسکا آزاد ہوا نظر ہو گیا پس اگر بائع حاضر ہو یا بغیبت معروفہ غائب ہو یعنی مکان اسکا معلوم  
تو غلام پر کہ نہیں سبب موجود ہونے قابض کے یعنی القابض سے شے پھیلنا یا تصدیق و الا رجوع مشتری علی العبد بان شہن خلافا لائشانہ اور اگر بائع حاضر ہو یا غائب  
غیبت اسکا معلوم نہ ہو تو مشتری غلام سے شے پھیلنے بغلات البریوت کے کم عدم رجوع البریوت کا مذہب نہیں بلکہ ایک روایت ہے کہ فی الطحاوی عن ابن قفال قال مشتری  
فقطا وانا عبد فقط لا رجوع علی اتفاقا اور اگر کہنے لہا کہ مجھ پر کہ فقط یا یوں کہ میں غلام ہوں فقط تو اس پر رجوع نہیں بالاتفاق کہ فی المدعی عدم رجوع کی وجہ  
پہلی صورت میں یہ کہ کبھی آزاد کی خرید اسکی خلاصی کے واسطے ہوتی ہے چنانچہ مسلم اسیر کی خرید اہل حرب سے اور عدم رجوع کی دوسری صورت میں یہ کہ اگر کسی شخص  
کا غلام ہو یا کسی کا اور اسکا خرید کرنا حج نہیں چنانچہ کتابت کی خرید و رجوع عبد علی البائع اذا فخرہ اور غلام شے پھیلے ہاں سے جدا کر کے یا دے خلاف الزام  
بان قال ابن قفال فی عبدک فیض منہ واصل ان انتصر یو حیا لاضمان فی عقد العما وفتنہ الا شیعہ بخلاف رہن کے طرح پر ایک شخص نے کہا میں نے اس سے کچھ رہن رکھ  
میں غلام ہوں پھر ظاہر ہو کہ وہ آزاد ہو تو ضمان ہو گا کمال اور قاعدہ یہ ہے کہ دھوکا موجب ضمان ہے عقد مساو ضہ کے ضمن میں نہ عقد وثیقہ کے ضمن میں بیع فیض میں ضمان  
اس واسطے ہے کہ وہ عقد مساو ضہ ہو اور رہن میں اس واسطے ضمان نہیں کہ وہ عقد وثیقہ ہے عقد مساو ضہ باع عقار الخ میں رہن انہ وقف حکم میں نہ وقف واصل ان  
مرد و وقت لا یریل ملک بخلاف الاعاق فیض و اعتمدہ لضعف تسلط البحر علی خلاف ما صدہ الزلیلی ولفظہ فی الوقت یعنی فی آخر الکتاب ایک شخص نے میں نے بچہ میرا لہا  
دو رہن موقوف ہے جس کے لازم وقت پر قاضی کا حکم ہو گیا ہے تو یہ تناقض مقبول ہو اور نہیں یعنی وقت غیر محکوم کا تناقض مقبول نہیں اس واسطے فقط وقت بلا حکم  
قاضی مرید ملک میں بخلاف عتاق کے کہ فی الوقت واصل فی قولہ جفت نے اتھا کیا بجز الزام کی پر یہی کہ بخلاف تصویب زلیلی کے اور اسکا ذکر لافوقان میں ہے

















اور تجارت میں تو شرط عمل بعد الاذین سے ثابت ہوا اور تجارت تو عقد سلم سے ثابت ہو مالا محل لکسک و کافر و صغار لکول لک شتر طیفیہ بیان مکان الاغوا  
 اذنا و فیر حیرت مثلاً فی الصحیح ابن الکمال مکان اذین و اس چیز میں اٹھانے کی کچھ حاجت نہیں چنانچہ شک اور کافر و صغار کے متعلق تو عین مکان اذین  
 سلم فیہ کا بیان کرنا شرط نہیں بل اتفاق امام اور صاحبین کے لیے پوچھا جائے کہ جہاں اس کا جی چاہے قول صحیح میں اور ابن کمال نے مکان عقد کی تصحیح کے لیے جو محل اور وقت  
 اس چیز میں عین نہیں مقرر لاندے تو محل کی ضروری دینے کی حاجت نہیں اور یہی قول ہم پر کذا فی الخطا وی ولعن فیذا ذکر مکان العین فلاحیح فتح الاذین فیہ  
 سقوط خطا لطریق اور اگر مکان عین کر لیا اس میں جو ذکر ہر جگہ ایسے حصین بار بار واری کی حاجت نہیں تو مکان شرط مستعین ہوا لیکہ قول صحیح میں کذا فی افسح  
 اس واسطے کہ عین مکان سقوط خطا راہ کی مفید ہو یعنی من اشترط قبض راس المال ولو عینا قبل الا فرار قبل اذین اذین انما اذین فخر اذین اور  
 باقی رہا شرط سے راس المال کا مقبوض ہونا اذین عاقدین کے افراق سے پہلے اگرچہ کس المال عین ہونے اور اذین کو اگر عاقدین سو گئے ہوں یا بقدر فرسخ  
 یا زیادہ ساتھی چلے گئے ہوں صحت مستند اور شارح نے بیان شرط میں تفسیر اسلوب ہوا سب سے اس میں عین مکان ذکر کرنا شرط ہونا کا جو بدلہ کذا فی ہر  
 ولو دخل فیخرج الیہم ان اذین من المسلم الیہم وان یجث یراہ اور اگر ب اسلم مکان میں داخل ہوا تا دہم نکال اوسے اگر مسلم الیہ سے چھپ گیا ہو تو سلم  
 باطل ہو گیا اور اگر اس طرح پر داخل ہوا ہو گا کہ سکوت کیا ہو تو سلم باطل نہیں و صحت الکفالتہ و احوالہ و الارکان برأس مال بنزیرہ و ضمانتہ اور عدا اور ذکر اذین  
 سلم کے راس المال کے واسطے صحیح ہے جو تو اگر سلم الیہ نے راس المال کو محتمل علیہ یا ضامن یا رب سلم سے قبض کیا تو عقد سلم تمام ہوا بشرط اتحاد مجلس اور جہاں عاقدین  
 مجلس کا ہر عین علیہ ارضان کی مجلس کا اور وہ صورت عدم قبض مذکور ہوا ضمانتہ اور عدا باطل ہیں و صحت کفالتہ اور عدا کی ہر کذا فیہ و مطالعہ فیس اور  
 محتمل علیہ کی طرف متوجہ ہو گا کذا فی الخطا وی و ہر شرط لبقا علی الصحت لا شرط اتفاقا و ہر صفا فیغنی صحیحاً ثم بطل بالافراق بل باقبض و قبض راس المال  
 سلم صحیح باقی رہنے کی شرط یہ ہے شرطیہ انقضاء سلم کی وجہ صحت تو صورت عدم قبض سلم صحیح منعقد ہو گا پھر باقبض افراق اذین عاقدین سے باطل ہو گا لیکہ  
 ولو ابی اسلم الیقین راس المال اجبر علیہ خلاصہ اور اگر سلم الیقین راس المال سے انکار کر لیا تو سب پرستی کی جگہ لکنا فی انقضاء سلم یعنی من اشترط ان  
 راس المال انقضاء و عدم انقضاء راس المال علی الرکب و ہر العقد انقضاء و انقضاء لان حرمتہ انقضاء و تحقیق ہے اور باقی رہا بشرط سلم سے ہونا راس المال کا  
 انقضاء و بخلاف شرط کا ہونا اذین راس المال کا ایک علت کو روکا کی دو علتوں سے کہ وہ علت یا قدر متیقن علیہ یا جنس ہو اس واسطے کہ حرمت تاخیر ثابت ہو جائے  
 ہر ایک علت کے ہونے سے عدم متیقن علیہ کی قید سے سلم فساد کا کیوں عین اور اس طرح و غیر ان اور بھی عین جو اس واسطے کہ اگر عین میں وزن متیقن ہو لیکن  
 کیفیت وزن مختلف ہو کہ انقضاء بات علیہ عین اور عذر ان وغیرہ کے جدا چنانچہ باب الرکب و ان ہر اس سے اسکا ذکر ہو چکا وعدہ یا عین تبا لکنا فیہ سبب شتر  
 اور عین نے باطل غایۃ لایستحق کے سلم کی شرطیں ستر شمار کی ہیں ان الزان جملہ شرطیں راس المال میں عین یا جنس اور نوع اور صفت اور مقدار راس المال  
 اور اس کا مقدر اور قبض ہونا و ہر شرط میں عین یا جنس اور نوع اور صفت اور مقدار اور مکان انقضاء اور مدت اور عدم انقضاء اور ایسا مال ہو چنانچہ عین ہو  
 تعیین سے اس واسطے کہ ہر صفت سے چنانچہ جناس رابہ جیسے مکمل اور وزن اور ذرع اور عدد و متقارب اور ایک شرط عقد سے متعلق ہے یعنی عقد کا لازم ہو یا نہیں  
 خیار الشرط ہونا اور ایک شرط بنظر بدین یعنی ہر ایک کی دو علتوں میں سے ایک علت کا ہونا کذا فی الخطا وی عن النسخ و ذوالصفت وغیرہ و عقدہ علی تفصیل اسلم اور  
 ابی نضر میں صفت وغیرہ سے ایک شرط اور زیادہ کی ہر صفت کا ہونا سلم فیہ کی تفصیل میں قدرت کی شرط کرنے کی کچھ حاجت نہیں بل جو بشرط عدم انقضاء کے  
 نہ لائق عین کی قدرت علی التحصیل ہے کہ وہ چیز منقطع ہو تو سلم علی شرط الثامن بقول فان اسلم مانی دہم فی الرکب منقذہ بدین من غیر ذوالصفت خیارہ و مکاتیک  
 والکول صلا و صفت یعنی بر حال کن الامن حقنہ مائتہ و مائتہ علیہ و علی اسلم الیہ و مائتہ نقداً نقد ہا راس مال وافر قاطع ذلک فالسلم فی حصۃ الدین  
 باطل لانہ دین بدین صحیح فی حصۃ التقدیر و لم یصح انقضاء لانہ طاری حتی لو نقد الدین نے مجلس صحیح فی انکل مصنف نے شرط ثامن یعنی قبض راس المال

اسے اس قول کو متفرع کیا کہ اگر عقد مسلم یا دو سودیم کا ایک گروہوں میں حالانکہ دو سو باین طریق منقسم ہیں کہ ایک سودیم مسلم الیہ پر دین میں اور ایک سودیم  
 بنکوبہ مسلم نہ فی الحال دیا اور دونوں عاقل و سہی حال پر جدا ہونگے تو دین کے حصے میں علم باطل ہو کر نہ سادہ دین کا دین سے اور یہ جائز نہیں اور مسلم صحیح ہو  
 عقد کے حصہ میں اور نہ تمام عقد میں مثلاً تو کیا یہ فساد بھی لگا لگائی مسلم کل میں صحیح واقع ہو جائے اسکے بغیر دین باطل ہو گا اور کیا اگر مجلس عقد  
 میں دین کا دیکھا توکل دو سودیم میں مسلم صحیح ہو گا محتاج نے کہا کہ تو فیہم کات و تشدید اسے معاملہ عبارت پر ساتھ فقیر سے او قفیر آٹھ سو لک کا ہوتا ہے اور ہرگز  
 زید و صلح کا ہوتا ہے اور اصول عقد بطل بضمادی ہرگز اور ہرگز ایک سو تیس دیم کا و لو حالما و لواعلی غیر العاقل و تشدید لک اور اگر دو سو دین ایک سو دین ہوں  
 اور ایک سودیم غیر عاقل پر دین ہوں تو سب دو دین سو دین مسلم فاسد ہو و لا یجوز التصرف المسلم الیہ فی راس المال و لا الرب المسلم فی المسلم قبل قبضہ  
 بخروج و شتر کہ و مریختہ و تولیہ و لمن علیہ حتی کہ وہ ہر مکان اقالہ اذ قبل اور جائز نہیں مسلم الیہ کہ تصرف کرنا راس المال میں اور نہ رب المسلم فیہم اسکے  
 قبضہ کرنے سے پہلے یا نہ بیع اور شتر کا اور نہ تولیہ کے اگرچہ تصرفات مذکورہ اسی شخص سے کیے ہوں جو راس المال یا مسلم فیہم یا نہ تک اگر رب المسلم مسلم فیہم  
 مسلم الیہ کو مبرا کرے تو یہ اقالہ ہو گا مسلم کا اگر مسلم الیہ مبرا قبول کرے ہم راس المال میں اس واسطے تصرفات جائز نہیں کہ وہ حتی القبول پر مجلس عقد میں یا تصرف کرنا  
 قبل قبض کے قبض کو فوت کرتا ہے اور مسلم فیہم اس واسطے تصرف درست نہیں کہ وہ بیع کر دے یا بیع منقول میں قبل قبض کے تصرف جائز نہیں شتر کی یہ صورت ہو کہ رب المسلم  
 دوسرے شخص سے کہہ کر جو کچھ نصف راس المال ہے تا نصف مسلم تیرا ہوا اور مبرا ہو کر تولیہ کی یہ صورت ہو کہ غیر شخص سے کہے کہ راس المال پر کچھ جائیداد زیادہ ہے یا اسکے  
 برابر سے تا مسلم فیہم یا بعض تیرا ہوا فی البصری اقالہ بعض مسلم جائزہ اور فتاویٰ وغیرہ میں کہ بعض مسلم کا اقالہ کرنا جائز نہیں یعنی مسلم فیہم یا اقالہ کرنا اور بعض کا قائم رکھنا  
 جائز نہیں بشرطیکہ باقی معلوم ہو جائے نصف وغیرہ بعد حصول اجل ہوا قبل اسکے کہ ان فی اخطاوی و لا یجوز راس المسلم شرا شیء من المسلم الیہ راس المال بعد الاقالہ  
 فی عقد الصحيح فلو کان فاسدا جائزا للاستبدال کسایہ الدین اور جائز نہیں رب المسلم کو خرید کرنا مسلم الیہ بعض راس المال کے بعد اقالہ صحیح مسلم کے عقد میں و اگر  
 مسلم فاسد ہو تو استدلال راس المال سے جائز ہے یا سبے باقی دینوں میں جائز قبل قبضہ ہو گا اقالہ اذ قبل العاقل و الصلوۃ و الاسلام لا تاخذ الا مسلم اور اس مالک ہی الا مالک  
 حال اقامہ مقدار اس مالک حال الفساد فاسخ الاستبدال خرید ہو کر جائز نہیں قبل قبضہ کرنے راس المال کے جو کہ اقالہ مسلم بایں قوی نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم  
 کے کہ نہ تو اگر بائنا مسلم یا بائنا راس المال یعنی اپنا مسلم فیہم و صورت قیام عقد مسلم یا بائنا راس المال سے و حالات الفضل عقد تو بدلنا متعجب ہو گیا  
 ہم یہ حدیث بلفظ مذکورہ اذ قطعی نے روایت کی ہے اور اہل حدیث کو اس میں گفتگو ہو لیکن یہ حدیث ابو داؤد اور ابن ماجہ اور ترمذی میں من المصنف باین لفظ ابو یوسف  
 سے مروی ہے و قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سلم فی ثوبی فلا یصرف فی ثوبی یعنی جو کچھ اس کے سر پہ ہے وہ اس کو اسکے غیر میں نہ بھیجے اور یہی ہے اس کو  
 کہ نہ لے کر آئی چیز کو کہ ان فی الفسخ بخلاف بدل البصر حیث یجوز الاستبدال عنہ لکن بشرط قبضہ فی مجلس الا قالہ ابو یوسف فیہم بخلاف المسلم بخلاف بدل  
 صرف کے کہ اگر اس صحیح استدلال جائز ہو لیکن بشرط قبضہ ہونے بدل صرف کے قال فی مجلس میں سبب جائز ہونے اسکے تصرف کے بدل صرف میں بخلاف مسلم یعنی راس المال  
 میں تصرف جائز نہیں ہم نے کہا عاقل و صحیح عقد صرف کا اقالہ اذ اوصحت اقالہ کی شرط یہ ہو کہ بدل صرف قبضہ کر لیا ہو حالانکہ مجلس میں اس واسطے کہ صرف متعین میں حاصل نہیں ہوتی و دین  
 قبض کے کہ اگر اس استدلال جائز ہو تو امین قبض فی مجلس نہیں کیجے واسطے ضرر ہو بخلاف کہہ کہ اسکے اقالہ میں استدلال جائز نہیں تو اس میں بین البقیض کی حاجت نہیں  
 لہذا نہیں نفس قبض واجب ہوا بلحاظ مجلس تا کہ ان فی اخطاوی و لو شری المسلم الیہ فی شرا کر اور اللہ شری رب المسلم قبضہ قضا و عا علیہم الصحیح لازم الیہ امیل میں  
 و لو جوہر اذ فی سلم الیہ سلم قبول کیا کہ اگر کسی نے اگر اسے ایک گروہ یا شرا خرید کرے اور خریدار نہ کرے رب المسلم کو امر کیا اسکے قبضہ کہ لینے کا اپنے اوپر سے دین وادارنے  
 کے واسطے تو صحیح نہیں سبب لازم ہونے کیلئے کہ وہ بار و حالانکہ وہ یہاں یا بائین گیا ہم یہاں بناؤ و بار اس واسطے واجب ہو کہ وہ عقد واقع ہوئے ایک عقد  
 مسلم الیہ اور اسکے باقی میں اور دوسرے عقد مسلم الیہ اور رب المسلم میں اور دونوں عقد بشرطیکہ ہیں سو یہاں حاصل نہیں لہذا صحیح نہیں اور اصل میں یہ



مقبوض بود از زمین کچھ شک نہیں کہ موضع یعنی مسلم فیہ مسلم الیک نفسہ باقی ہر قولہا کہ وہ دم ہلاک نہ ہندی کا مسلم کہو مسدود نہیں ہوگا اور کچھ کہو ہندی کا ہر عین متعذر ہو  
لہذا اسکی نصیت واجب ہوئی کہ انانی نہ کرے لہذا کہ فی انشا البضاعہ اور طرح مسلم کے مانند حکم پر متعاضد نہیں ہم اپنی اقلیہ جی خواہ دونوں عرض باقی ہوں یا ایک ہلاک  
ہو گیا ہوا سوا سطل کے بیع بمقا البضاعہ میں ہر عرض صحیح ہو جس وجہ اور وزن ہو جس وجہ تو باقی صحیح قرار دیا جائیگا اور ہلاک شدن ٹھہر گیا بخلاف اشتراک یا نہیں فیہما  
لان الاستہصال فی البیع بخلاف خرید کرنے کے حق سے دونوں صورتوں میں سوا سطل کہو ہندی اصل پر معین ہم اپنی کہو ہندی کو شلہ ہزار دم سے خرید کیا پھر کہو ہندی ہر گز  
بعد ازاں قبل البیعین کے تو اقالہ باطل ہو گیا یا اقالہ ہوا اسکی موت کے بعد تو صحیح نہیں سوا سطل اس صورت میں کہو ہندی اصل پر معین کہو ہندو کہو ہندو مع وجہ ہزار ہلاک  
بیع قبل البیعین سلطان قالدہ بخلاف مسلم سلم سلم کے کہ ہاں کہو ہندی راس المال بھی نہ مسلم فیہ و حاصل جواز اقالہ فی اسلام قبل ہلاک التجاریہ و بعدہ بخلاف بیع اقل  
یہ ہوگا اقالہ جائز ہو مسلم میں قبل ہلاک ہونے جاریہ کے اور بعد ہلاک ہونے کے بخلاف بیع کے کہ زمین اقالہ جائز نہیں دونوں طرح کے ہلاک میں تقایما البیع فی عبد  
فابق بعد الاقالہ میں بدشتیری فان لم یقدر علی تسلیم لہ البائع بطلت الاقالہ و البیع بجالہ قسیمہ بل اشتیری نے اقالہ کیا ایک غلام میں بچہ  
غلام بھاگ گیا ابتدا مالہ کے مشتری کے ہاتھ سے سوا گشتیری قالدہ نہ اسکی تسلیم پر سوا سطل کے کہ تو اقالہ باطل ہوا اور بجالہ خود قائم کہو ہندی البیع و القول المعنی  
الزواۃ و التاجیل لان فی الوصف و ہذا الزواۃ و الاصل اور تبر قول نقصان اور تاجیل کے مدعی کا یہ نہ وصف اور اصل کی نفی کرنے سے کام لینا اگر  
ایک شخص کے کہ زمین نے رومی اپنی ناقص شرط کیا اور دوسرے کے کہ زمین نے کچھ شرط نہیں کیا تو مدعی کا قول متبری نہ نانی کا اور مدعی جہل کا معتبر نہ ہوگا نہ نانی کا اور  
مدوات یعنی نقصان بیان بطور مثال کے ہو تو اگر ایک شخص مدعی ہو کہ جو دھوکا اور دوسرا نانی ہوگا تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا کہ تاجیل عبارت ہے تقدیر جہل سے لیکن یہ مان  
تاجیل سے جہل مراد ہی اور اصل عبارت پر غایت وقت سے کہ انانی اندر و خطا دی و لا اصل مان حج کلہ لغتنا فالقول اصحابہ بالاتفاق وان حج خصوصہ و وضع  
الاتفاق علی عقد واحد فالقول مدعی اصح منہا بخلاف وہ لکن لکن سابقہ کا قاعدہ کلیہ یہ کہ جس نے اپنا کلام بطریق نعت کے بخلاف تو وہ ہر سوا سطل کے ساتھ کہ قول  
متبری بالاتفاق امام اوصاحین کے اور اگر انہیں اپنا کلام بطریق نعت خود کے بخلاف اور اتفاق واقع ہو گیا یہی عقد ہے تو مدعی نعت کا قول متبری صاحبین کے  
نزدیک اور امام کے نزدیک کہ قول متبری ہم نعت لغت میں اس سے عبارت ہو کہ انسان و جان سے نکل جسے نکتہ لیکن یہاں نعت سے مراد یہی  
کہ اسکا منکر ہو جسکے حق میں نفع نہ نعت کی صورت یہ ہو کہ رب اسلم کے کہ زمین نے کچھ شرط نہیں کیا تو یونانی سلم الیکہ قول اشتراکین معتبر ہوگا اور چو نکہ مسلم فیہ راس المال  
عادت میں مانہ ہوتا ہو تو رب اسلم اپنی منفعت کا منکر ہوا اور مدعی سلم الیکہ کا یونان کنا کہ مدت نہ تھی اور رب سلم مدت کا قائل ہو تو رب سلم کا قول متبری ہوگا سوا سطل کے  
سلم الی نعت و اسے نعتی کے انکار میں یعنی مدت میں ان خصوصت کا کلام وہ ہو کہ اپنے معتبر ہو کہ اسکا منکر ہو چنا چرب سلم کا یونان کنا کہ زمین نے رومی شرط کیا تھا اور سلم الیکہ  
کہا کہ زمین نے کچھ شرط نہیں کیا اور چنا چرب سلم نے کہا کہ اہل نہ تھی اور سلم الیکہ نے کہا کہ اہل شرط تھی تو پہلی صورت میں اس سلم کا قول امام کے نزدیک معتبر ہو کہو ہندو  
وہ مدعی جو نعت کا اگرچہ دوسرا منکر ہو اور صاحبین کے نزدیک سلم الیکہ کا قول متبری ہو کہو ہندو وہ منکر ہو اگرچہ نعت کا منکر ہو اور دوسری صورت میں امام کے نزدیک  
سلم الیکہ کا قول معتبر ہو کہ مدعی جو نعت کا اگرچہ دوسرا منکر ہو اور صاحبین کے نزدیک رب سلم کا قول متبری ہو کہو ہندو چنا چرب سلم کا منکر ہو چنا چرب سلم کا منکر ہو کہ امام کے نزدیک  
دونوں صورتوں میں یعنی نعت اور خصوصت میں مدعی جو نعت کا قول متبری ہو اور صاحبین کے نزدیک منکر کا قول لانی اعتبار سے ہوا اس قدر سے معلوم ہوا کہ شرائط کو یونان کنا نہایت  
فالقول مدعی اصح عنہ و نہ ہا لکن لکن انانی خطا دی یعنی شرائط نے امام کا قول صاحبین کی طرف نسبت کیا اور صاحبین کا امام کی طرف نہ لانی میں بھی امام و صاحبین کا  
نہایت ہر گز نہ مدعی پر خطا دی ہے لہذا عقد واحد پر اتفاق ہونا چنانچہ اشتراک میں ہوا سطل کے سلم عقد واحد ہو کہو ہندو سلم الیکہ مدعی جو قاسم ہو و مدعی نعتین بخلاف اختلاف  
مضارب کے کہ اگر وہ فاسد ہوگی تو ارادہ ثابت ہوگا اور صورت نعت نہ ہوگی و لو اختلافی مقدمہ فالقول لمطابق البیعین علیہما و انکارہ و الزاۃ اور انکارہ فی نعت  
اختلاف کیامدت کی مقدار میں تو باطل یعنی اسکی اقل قول قسم کے ساتھ متبر ہو کہو ہندو وہ زیادت کا منکر ہم ملایط مراد رب سلم جو قائل مدت مدعی ہوا ہی متبر قبل ان بنا









کہ رام حیرے اس وقت علاج کرنا جائز ہے جبکہ کسی مین شفا معلوم ہو اور کوئی دوا اسکے قاطع مقام ہو سکے تو توفیق لہن اقولین یہ ہو سکتی ہے کہ قول فقہیہ صحیح ہو  
 محمول ہو جائے شفا سابق کے انتقال یا غیر معلوم ہو اور بدلے کا قول اس صورت پر محمول ہو جائے کہ بدل دوسری دوا ہو سکتی ہو واللہ تعالیٰ اعلم ویجوز بیع وین شخص  
 انیس کا قدر نہانی ایض القاسم اور جائز ہے کہ بیس تیل کی بیس سے مراد بیس ہر کہ بالذات بیس نہیں نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو گیا چنانچہ ہم اسکو سال  
 بیع میں بیع فاسد کے باب میں مقدم ذکر کر چکے ہیں ہم شخص کی قید سے مراد اور سور کے تیل سے اجترار ہو گیا و منقطع بہ لانا مستصباح فی غیرہ میام اور فائدہ  
 لیا جاسے روغن بیس سے جبرغ روغن کرنا اس مکان میں جو مسجد کے سوا ہو چنانچہ کتاب الطمارۃ میں گذر گیا والذی کا مسلم بیع کھرت و سلم و لیا و غیرہ  
 اور کافر ذی سلم کے مانند بیع میں چنانچہ صرف اول سلم اور بیاج وغیرہ میں ذی سلم کے مانند اس واسطے ہوا کہ سلف جاتہ نہ ہو تو بیع یا عات مسلم کو جائز نہیں  
 وہ اسکو بھی جائز ہو اور جو مسلم کو جائز نہیں وہ اسکو بھی جائز نہیں سوا مستثنات آئندہ کے غیر الخ و الخ و غیرہ و مقتیہ لم تمت حقت النفس  
 بل یخون و اذ بیع جوی فائدہ الخ و غیرہ و قدر انتر کرم و ما یرینون بیع میں ذی سلم کے مانند ہر سولے شراب اور سور اور اس مراد ہوا کہ جو خود وین ہو گیا  
 بلکہ گلا دینے یا جوی کے بیع کرنے سے مراد وہ سو کے مانند ہر اور ہم مامورین اسکے عدم تعرض پر اور اسکے عقدا ت کے ترک ہم شراب کے فاسد فی س سے اشارہ کیا  
 کہ اہل اسلام کا عدم تعرض ان شیان میں اس واسطے نہیں کہ بیع میں نہ لگے حق میں شرعاً صالح ہیں چنانچہ بعض مجھے ہیں بلکہ حرمت اسکے حق میں بھی ثابت ہو کر  
 بقول صحیح کفاراً طلب احکام شرعیہ ہیں لیکن وہ اشیا مذکورہ کی بیع سے رو کے نہیں جائے کیونکہ وہ اعلیٰ حرمت کے مقدمہ نہیں اور ہم مامورین اسکے عقدا ت  
 کے عدم تعرض پر و صح شراہ و ای انکار کافر نہانی ایض القاسم عبد المسلم او صحفا او شقصا منہما او صحیح ہو یا کافر خرید کرنا مسلمان غلام کا و صحف  
 شریف کا یا دونوں میں سے کچھ حصہ مول لینا یعنی ربع بالصف غلام یا صحف چنانچہ ہم اسکو بیع فاسد میں ذکر کر چکے ہیں ویجوز علی اللع اور کافر زبردستی ہو گیا  
 بیع فاسد ہے یعنی اگر کافر غلام مسلم یا صحف مجید کو خرید کر بیچا تو مالک ہوگا لیکن حاکم زبردستی اس سے کہو اڑے کیونکہ حرمت سے غلام مسلم کی ذلت ہوگی او صحف کی  
 بلے ذلی کا خوف ہو و لا مشتری صحیفہ لاجر علیہ ولیہ فلولم یکن اقام القاضی لہ ولیا اور اگر کافر مشتری صنفی ہو تو بیع پر اسکا ولی جبر کیا جائے اور اگر صنفی کا کوئی ولی  
 نہ ہو تو قاضی اسکے واسطے ولی قائم کرے تاکہ اس بیع میں زبردستی کی جائے و کذا الاسلام عبیدہ و عبیدہ طفلہ او بیع جبر کیا جائے بیع میں اگر کافر کا غلام مسلمان ہو جائے  
 اور غلام کافر کا غلام کافر کا تابع ہوگا اسلام میں و لا یمتدہ او کاتبہ جائز فان بیع جبر العباد اور اگر کافر نے غلام مسلم کو آزاد کر دیا یا اسکو کتاب کیا تو جائز ہے کہ اس کتاب  
 او اسے بدل کتابت سے عاجز ہو گیا تو اسکے مالک پر بھی جبر کیا جائے بیع فاسد کے واسطے و لود برہ او استولا یا سبائی فی تمنا اور اگر کافر نے مسلمان غلام کو دبر کیا  
 یا مسلمان لونڈی کو با نحر م نایا تو دونوں محنت مزدوری کریں اپنی قیمت کے اد کرنے میں و بیع ضرر یا بطیہ سلمہ و ذلک حرام اور ذی مسئولہ و ذلک ایجاب  
 مار کو تکر مسلمان لونڈی کے جماع کرنے سے اور ذی وطی حرام پر قرض مسلمہ لقمہ شرا کاس عادیہ شرا الام و ان یجرلے بیعہ دفن القسا و نہ وغیرہ و کذا و غیرہ  
 منیہ اور بار مال لونڈی کا خرید کرنا جسکی عادت ہو تو اس پر ام و کی بیع جبر کیا جائے دفع فساد کے واسطے لانی انہ وغیرہ ادا سی طح جس عزم نے شکار کیا  
 تو اسکے چھوڑ دینے کا حکم کیا جاسے و لا سلم قرض الخ و قسطت و لا مستقرض فروان اور اگر شراب کا قرض دینے والا مسلمان ہو گیا تو شراب راقط  
 ہو گئی یعنی اس واسطے کہ شراب کا قبضہ کرنا مسلم کو معتد ہر اور اگر قرض لینے والا مسلمان ہو گیا تو دود وین میں ایک روایت امام سے منقول شراب کی ہر  
 اور دوسری روایت ادا سے قیمت کی ادیری قول ہے محمد کا لانی لخطاوی و طی فوج الامۃ مشتری الخ لکھا مشتریہا قبل قبضہا و فیض مشتریہا  
 محمولہ و قبل قبضہا و قبل قبضہا جماع کرنا لونڈی کے شوہر کا جس خریدی لونڈی کا کالج کر دیا اسکے مشتری نے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے قبضہ ہر اسکے مشتری کا  
 سبب حاصل ہونے جماع کے مشتری کے مسلط کرنے سے تو اسکے شوہر کا فعل مشتری کے فعل کے مانند ہوا لاجر و نا حیا استمانا فقط اسکا  
 نفع کر دینا یا و طی فوج قبض ہر مشتری کا بطریق استحسان کے فلو انتقض اللع قبل القبض لکھ فی قول الثانی ہوا مستار

اور اگر فقہ ثوری کی فقہ سے پہلے تو نکاح باطل ہو گیا اور بوقت کے قول میں اور یہی مختار ہو قیدہ الکیال بما اذا لم یکن بطلاناً بموتها فالقول بطلان البیض قبل بطلان النکاح  
وان بطلان البیض فی زمانہ المشرقی تفسیر اور بطلان نکاح کو مکمل الدین نے مقید کیا اور اس قید سے جبکہ بطلان بیض کو ثوری کی موت سے نہ اور اگر نکاح کا باطل ہونا  
اسکی موت سے پہلے قبضہ کرنے کے تو نکاح باطل ہو گا اگر بیع باطل ہو گئی تو اس کے بیع پر ہر بیعتا شری کا لازم ہو گا مگر بیعتی کے واسطے نہ کہ لازم  
ہو جائے فقہ میں مذکور ہیں اور شیخ شاہین نے ہر اعتراض کیا کہ کیونکہ ہو گا کہ بڑی تو ملاک ہو جائے کے مال سے اور مگر مالک شری ہر حال انکا قول فقہ  
یہ کہ نفع بے نقصان کے ہو کہ ذاتی الخطا ہی ایشری شینا استقلا اذا انفار لایسید القاضی وغاب المشرقی قبل القبض وقصد الممن عنہ منصرف  
فاقام بالعبہ بقیۃ ابد باعہ منہ لم یجب فی ذلک لاسکان ذبا لیلہ وان جہل مکانہ بیع لم یجب ای باعہ القاضی او امورہ نظر القاب وادی الجنہ بقض  
بیکہ القاب ان جنہ بیع البائع اذا غلبہ خرید کی بیعت قبول اور قبل ادا سے جن کے غائب ہو یا بیعت معروف یعنی اسکا مکان معلوم ہو  
اور اس کے بالغ نے کوہہ قائم کیا ہے اسکو چاہے غائب کے ہاتھ تو وہ چیز اس کے دین میں نہ بیچی جائیگی اس واسطے کہ بالغ کا جاننا شری کے پاس  
مکن ہو اور اگر شری غائب کا مکان معلوم ہو کہ کثرت ہو تو بیع بیچا جائیگی یعنی قاضی اسکو بیچے یا غائب کا مال بیچے رعایت حال غائب کے اور جن بالغ  
اور اس کے اور جن سے زیادہ ہو تو اسکو غائب کے واسطے رکھ چھوڑے اور اگر جن سے کم ہو تو بالغ اسکا بچھا کرے جبکہ اسکو پانچ سال کے لے کہا بیعت قبول کی  
قد اسواسطہ لگائی کہ زمین کو قاضی بیع کرے یا غائب ہو اور اگر شری غائب ہو اب قبض کے تو قاضی بالغ کی ناشن سے اسکو بالغ کا حق بیع سے متعلق نہ  
اور بیع کے مانند مہون ہو لینے اگر اہل بیعت بے قطعہ غائب ہو گیا اور جن میں نے لینے دین کے واسطے بیع مہون کی ناشن کی قاضی کے پاس تو لاشیرو  
کریج اسکی جائز کو ذاتی الخطا ہی عن جنہ بقض و ان ایشری اثنان شکیا وغاب واحدہما علیما اضر فمع کل شتمہ وجہ البائع علی کل اکل و  
منہ اکل للحاضر اور اگر نقصان لے ایک چیز خرید کی اور ان میں سے ایک شخص غائب ہو یعنی اس طرح پر کہ اسکا مکان معلوم نہیں کہ ذاتی اپنے شخص حاضر کو اسکا کل شیخ بیع  
جائز ہو اور بالغ پر زبردستی کی جائے کل شیخ کے قبول کرنے پر اور حاضر کو کل بیع کے فیض پر و لہ قبضہ وجسبہ عن شریک او اضر حتی یقف ذلک الجنہ بخلان ہر  
استاجر جن اور حاضر کو جائز بیع قبضہ کرنا اور اسکا روک رکھنا اپنے شریک سے جبکہ وہ سفر سے آوے یہاں تک کہ اسکا شریک جن او اس کے خلاف احد  
استاجر جن یعنی اگر ایک استاجر غائب ہو اقبل اقتدارت کے سود و سرے استاجر حاضر نے سب اجرت دی تو اسکو جس کرنا تا ادا اسے اجرت جنہم لفرق ان  
البائع جس البیوع لا یستفاد الجنہ فکان مضطربا لاختلاف المجر و لفرق بیع اور اجارہ دین یہ کہ بالغ کو جس کا بیع کا پورا شن لینے کے واسطے جائز ہو تو مشی علیہ مضطربا لاختلاف  
سود کے کم یعنی جبکہ بالغ کو جس بیع کا اختیار ہو اور شری حاضر کو اپنے ملک سے فائدہ دلایا مکن نہیں بدون ادا کر بیع جنہم جن کے تو حاضر مضطرب اور مضطر کو  
رجوع جن اور جس میں جن اختیار ہو اختلاف احد الاستاجر جن کے غائب ہونے کے کہ اگر استاجر حاضر سب اجرت دے دے تو وہ ترجع ہو گا نہ مضطرب اس واسطے کہ مگر جو جنہم کو  
استیفا اجرت کے واسطے جائز نہیں کہ ذاتی انہم لفرق الا اذا شرط فیہم الاجارۃ خداوند اگر بیکہ تعیل اجرت شرط ہو یعنی دھوڑت شرط تعیل اجرت اجارہ و دھوڑت ہو گا یہ  
بخت ہر صاحب فرائض کی نہ روایت مذہب باع شینا بالف متقال فہیہ فقتتہ نصف ابای بالمتقال فجب سماء متقال من کل مہا اولاد و اولاد و اولاد  
چیز بیچے ہونے اور چاندی کی ہر انتقال سے سو تھو ادا چاندی نصف نصف ہر گئے متقال سے تو باقی انتقال ہر ایک واجب بیع سبب عدم اولاد سے کم متقال  
چاندی اور سو تھو دونوں کی ہوتی ہر تعویب متقال کی اضافت دونوں کی طرف برابر ہوتی تو باقی سو تھو متقال سونا اور باقی سو تھو چاندی واجب ہر بیعتی بیعتی ہر بیعت  
کے ہر الفائق جن کہ ایک لیں اس صورت میں بیان صفت جود و غیر با شریک اور اگر لیں کہ مالہ زار و رام اور دنا سے بیعتا تو بیان صفت شرط نہیں کہ وہاں جیدی ہر لہو  
اقنی سیر شینا بالف من الذہب الفضة متصففا و لہ صرف للوزن لہم و فالنصف من الذہب متقال فہیہ فقتتہ نصف ابای بالمتقال فجب سماء متقال من کل مہا اولاد و اولاد و اولاد  
ہو جس ہر لہو چاندی سونا اور چاندی نصف نصف ہو گا اور ہر لہو و زان قری ہر لہو کا تو سونے کے نصف سے متقال ہر لہو ہو گئے و چاندی کے نصف سے ہر لہو ہو گئے

کتاب المیزان باب الفرائض







مبین کرد و متوضی علی سیم الشتر را با علی سوم الفطره و لایان شمن تووه امانت کرد که با تعدی هانگ هوانی ایند امطایض منون بین شتری شجره با صلحا و فی لمعسا  
من الاصل ضرب بالباع لقطع من وجع الارض من حیث لا یتضر به البائع و لو انهم من منقوطه و انما یضمن القاطع بالاولی من قبله ایک دخت خریداریا طریسمیت  
او جرے اسکے کا کثرت بین بائع کا فخر ہے تو اسکو کاٹ بے نین کے اوپر سے جہان سے بائع کو ضرر نہ ہو اور اگر اسکے قاطع ہونے سے کوئی دیوار گر جائے تو  
دخت کا کٹا کرنے والا اسکا مال و اسے جو اسکے کٹا کرنے سے پیدا ہوا دینے و اگر چہ یوں فاکسٹو الشتر ہی لاشتر علیہ و نعم مانع حیث فشد و خانہ و کذا و لو دفع الیہ  
لیطر الیک فکسر و کھوٹے دم دیے شتر ستری نے انکو توڑ ڈالا پس کچھ تاوان نہیں اور اسنے بہت اچھا کیا کہ نہ اسکے اسکو بخادوی اور خیانت کی اور  
اسی طرح اگر اسنے اسکو دیا مادہ اسکو دیکھے اور اسنے اسکو توڑ ڈالا تو اسپر کچھ نہیں ہم مناسب ہے تھا کہ شراج بجائے شتری بائع کتا یا نہ کتا عقد نہ  
پر محمول کردہ ان ہر عقد پر بائع اور شتری صادق آتا چاہے بایع منشوش اذا من فشد او کان ظاہر ایراد و کذا اقال ابو حنیفہ رحمہ الشتر فی خطہ طایفہا  
الشتر و الشتر سیر لایباس بیعہ وان طمنہ لایبیع کچھ مضائقہ نہیں منشوش جزئی بیع میں جبکہ بائع اسکی مولیٰ بیان کر دے یا علی خطہ ہر کو شتر ستری  
اسکو دیکھتا ہو اور اسے طرح امام ابو حنیفہ رحمہ الشتر نے کہا اس گویں میں جہیں جو مخلوط ہوں اور جو نظر آتے ہوں اسکی بیع میں کچھ مضائقہ نہیں اگر  
اگر غلط کا کا یا یا تو بیعیم اسواسطے کہ بیعے سے امتیاز نہیں رہتا بان اگر بیان کر دے تو بیع جائز ہے و قال الثانی فی رجل دفع فشد فحس لایبیعہ حتی  
اور ابو یوسف نے کہا اس مرد کے باب میں جبکہ پاس تانیالی چاندی ہو کہ اسکو بیع کرے یہاں تک کہ بیان کر دے و کل شتر لایجز فانی بیع فی ان لقطع و لو  
صاحب اذا افتقد و یو فیو اور جو چیز کے ظاہر نہیں سوائے یہ کہ کاٹ ڈالی جاوے اور اسکا مالک مالچا وے جبکہ منشوش کو وہ خرچ کرے جان و بوجہ شتری  
برہم دفعہا و قال یزید بنک الیافہا حتی یند یا بیع خریدی کے دم سے بایع نے اسکو بیع دیے اور کہا کہ یہ تیرے دم کے عوض ہیں تو انکو خرچ  
نہ کرے جب تک کہ تیار نہ کرے منظر اشرار کرنا پس صورت پچھول ہر جبکہ بیع بطریق عدو کے ہوئے ہونے بطریق ذن کے شمار کرنا اس احتمال سے ضرور ہوا کہ  
شاید دم واجب ہوں تو فلوں کے خرچ کر ڈالنے کے بعد معلوم ہو کہ کتنے بیعے تھے شتری بالدم الزیف و رضی باقل ما شتر ہی بالحدی حل کہ کوئی خریدی کہ کوئے دم  
سے او جہد کرے دم سے مول لیتے ہیں اسکے کسر سے رضی ہو گیا تو اسکو محال ہو یعنی ایک چیز کھرے دم سے شتر ستر چرکئی ہو اور اسنے کوئے دم سے آدم سیر  
لی راہی ہو کر تو اسکے واسطے مال پر شتری تیار یا بعد اعلیٰ ان یونی منہ بستر فند لم یطہر الہ الاجل پیرے خرید کیے بعد ازیں اس شتر پر کہ اسکا تین ستر فند  
ادا کر لیا تو جائز نہیں سبب مجہول ہونے مدت کے باع نصف رضیہ بشرط خارج کھا علی الشتر ہی فہو فاسد ایک شخص نے اپنی نصف میں بیعی اس شرط  
پر کہ ساری نیز کا خرچ شتری پر تو بیع فاسد یعنی اسواسطے کہ اس شرط کو عقد مستفی نہیں و اما میں بائع کا مادہ یہ اخذ اخرج من الاکار لہ ان یرجع علی الذی امان  
استحسانا خرچ لیا گیا کہ شتر اسے تو اسکو میند اسے بچر بطریق استحقاق جائز شتری الکرم مع الغنۃ و قبضہ رضی الا کا خرچ البیع و لہ حصۃ من الثمن  
وان لم یض لم یخیر و انکور کو دخت خرید کیے بچوں کے ساتھ اور اسپر قبضہ کیا اگر شتر کا رضی ہو تو بیع جائز ہو اور شتر کا کو بقدر اسکے حصے کے شمن ملیگا اور  
اگر وہ رضی نہیں تو اسکی بیع جائز نہیں مگر اسرودہ شتر کا ہر جبکہ بچوں میں حصہ ہو قبضہ دیا و قال الفقہ و الافرد علی قبضہ و ام قبضہ لہ ردہ استحسانا  
بخلاف جاریتہ و باعیا باعیا اطفال و اعضاء و اعضاء فان لفتت و الاراد باعضا علی البیع سقط الہ و شتری نے بائع کو دم دیے اور کہا اسکو خرچ کر اور اگر  
خرچ نہ ہو تو بچو کچھ پیر دے سوائے نہ اسکو قبول کیا اور خرچ نہ کیے تو اسکو پیر دینے کا اختیار ہو بطریق استحسان کے بخلاف اس لائی کے کہ جہیں شتری نے  
عیب یا اسو بائع نے کہ اسکو بیع کے واسطے پیش کرنا چاہے و ال سوا کرک جلتے تو تیرے والا کو کچھ پیر دے تو شتری نے اسکو بیع کے واسطے پیش کیا تو  
پیر دینا ساقط ہو گیا ہم دونوں صورتوں میں فرق یہ کہ درم تقبض میں جن قاضی نہیں یا بچو بخلاف نصف فی العین کہ وہ عین ملک قاضی ہے لہذا  
امین اختیار باطل ہے کہ فی الخطا و ی غصا قال ابو حنیفہ رحمہ الشتر اذا و علی بطل منہ نہ زہا کا نہ فلول و ج و طیمہا بالاسنبرار و قال ابو یوسف استفتح



















































و قدف و ستر حیا و انفا قاسم کمال فطیر کرامہ انما فی حقہ قد تعالی لا یخبر بمرئیات کما یشاء الا تصح حد و توقو فلیکن التوفیق اور اگر ما علیہ العی فی حقہ سے ضمان  
و یا قضا من او قدف و او سر و کے دعوی میں تو یا لائق جانزیر کہ ماسرغ ابن کمال تو بقا کا غا پر کلام یہ کہ ضمانت حق تعالی کے حقوق میں جو امر نہیں کئی نہیں  
میں کہتا ہوں آگے تو گویا ضمانت نفس جہاد و قضا میں صحیح نہیں تو دروژن قول میں انسانی جو با جا ہے ہم نفس جہاد و قضا میں اس واسطے ضمانت  
صحیح نہیں کہ اپنے سے جہاد و قضا میں اس سے ممکن نہیں و حق تو یقین حوازا و عدم حوازا ضمانت میں ہو کہ جو جہاد و قضا میں ضمانت کا مجوز ہو چنانچہ نصف تو در  
بطریقہ شرع کے قابل ہو ضمانت اسکے جہاد ضمانت کا مانع ہو تو اب دروژن کلام میں متناقض فرما و لا احسن فیما حتی بشیہ شہاد ان مستوران او واحد عدل  
یفرغ القاضی بالحد الا لان الجبر للتمتہ مشروع و کذا لفرع للتمتہ کما اوضحنا و قضا میں حیدر کرنا جائز نہیں جب تک دو شاہ دستور اللہ و اللہ فی کما ہی نہیں یا ایک شاہ  
عادل جب کی عدالت کو قاضی جاننا ہو اس واسطے کہ حیدر کا سبب نہ کہ مشروع ہو اور اسی طرح تفریق میں کی مشروع ہو کہ فی الحرجہ و اندر چہ نہ ہا نہ سے ہیں جنکو خارج  
زیادہ کیا لازم امر جدا احتیاد احد و لا یزعم الزعم احتیاد و نہ لیسع دعوی علیہ الامانی اربع لفضل نفس و سبحان قاضی الاب فی ہر مرتبہ فی الا شہادہ لازم نہیں  
کسی پر حاضر کرنا کسی کا توجہ پر لازم نہیں اپنی زوجہ کا حاضر کرنا دعوی میں کی سماعت کے واسطے مگر چار شخصوں پر حاضر کرنا لازم ہو حاضر نامں پر اور قاضی کے  
دار و وجہ جس پر اب یاد ہو دروژن میں کہ فی الا شہادہ ہم قسین ہیں کہ کیوں کو قاضی سے نہ کیا اور دروغ نہ جسے اسکو جھوٹ دیا تو قضا میں کو دار و وجہ سے  
اسکے حاضر کر دینے کا مطالبہ جائز ہے اتنی بپ سے اپنی سے کہ کہ میری بی بی کا ضمانت ہو موصوفہ اسکو طلب کیا تو اب پر اسکا حاضر کرنا لازم ہو دوسری صورت  
یہ کہ بپ سے اپنی بی بی کا ہر اسکے زوج سے مانگا سونو زوج کے دعوی کیا کہ وہ اس سے فریب کر چکا اپنی مرد سے چکا ہو اور اسے زوجہ کے احتساب کا مطالبہ کیا تاہم دنیا  
اس سے ثابت ہو تو اگر وہ عورت اپنی حاجات کے واسطے بخانی ہو تو قاضی ہر جگہ کرے کہ بپ اسکو حاضر کرے اور نہیں تو امن اسکے پاس بھیجے و فی ما شہدنا لابن  
سخر یا اسکا مات الامتہ و الاب یطالب باحد اطراف و الا قیہ و اب ہر نصف کے حاشیہ شہادہ میں ہی احکامات عاودے نقل کرے کہ بپ سے اسکے صغیر کے حاضر کر دینے کا  
مطالبہ ہوگا جبکہ وہ غائب ہو جاوے البتہ و نہ کہ اسکا شاید یہ اس صورت میں ہے جب بپ نے صغیر کو تجارت کا اذن دیا ہو اور وہ درخدا ہو کر غائب ہو گیا ہو کہ نہ  
فی الخطای و فیہما القاضی یا با خفا کفیلا باحد اطراف و الا قیہ و اب ہر نصف کے حاشیہ شہادہ میں ہی احکامات عاودے نقل کرے کہ بپ سے اسکے صغیر کے حاضر کر دینے کا  
کے قاضی ضمانت سے نہ ماعلیہ کے حاضر کر دینے کے واسطے اگر وہ مال مغلول ہو کہ فی الزا تا رضایہ اور اسی طرح ماعلیہ کے حاضر کر دینے کے واسطے ضمانت مگر چار شخصوں  
میں ضمانت سے اسکے کتاب اور اذن میں اور وکیل میں جبکہ بدی نے وصایت اور کالت ثابت نہ کی ہو مگر جبکہ مولی نے کتاب پر بدل کتاب یا کسی  
اور دین کا دعوی کیا تو اس سے ضمانت لیا جاوے گا اور عیاد و ن غیر مدیون نے اپنے مولی پر دین کا دعوی کیا یا بالکس قولی سے حاضر ضمانت لیا جاوے گا  
اور اگر دعوی وصایت اور کالت کو ثابت کر چکا ہو اور ماعلیہ صیت یا غائب پر اثبات و ن کا ارادہ کرے اور ماعلیہ سے متین و ن کی ضمانت طلب کرے تا اپنے  
گواہوں کو حاضر کرے تو قاضی اس وقت و حسی اور وکیل سے ضمانت لیا کرانی یا خطای و فی شرح الجمع عن محمد اذا کان الدعی علیہ حوفا لا یخبر علی افضل و لو کان غریبا لا یخبر  
القاضی حقہ فی لیس فقط استی او شرح میں جمع سے ایک روایت یہ کہ جب ماعلیہ شہوت شخص ہو تو اس پر چہ نہیں ضمانت لینے کے واسطے اور اگر ماعلیہ ساغر ہو تو یا لائق  
چہ نہیں بلکہ اسکا حق فقط نہیں ہے ہم بر روایت ظاہر روایت کے مخالف ہے یا بار الا ایل پر الا افضل افضل النفس الا اذا قال حق فی قتلہ و لا یخبر علی و لا یستقیم ان و صیہ و لا یخبر  
انما متولی فیئذیر الا افضل شہادہ ایل کے بری الذکر کر دینے سے ضمانت بھی بری الذکر ہو جائے کہ حاضر ضمانت بری الذکر نہیں ہونا لیکن یہ صورت میں جبکہ طالب  
یون کے کہ اسکی جانب ہو کہ کو حق نہیں اور میرے مولی کا حق اور اس میں ہم کاجہ کا میں ہی ہوں اور نہ اس وقت کا جبکہ اسکا حق ہی ہوں تو ضمانت میں ہی نزدیک  
کہ فی الا شہادہ و اما کما ذکر المال قسح یہ و لو المال مجہول الا اذا کان ذلک المال و یا صحیحا الا اذا کان الذین شہر کا کما سخی لائق ہر الذین قبل قبضہ لا یخبر لیس و  
مال ضمانت تو بھیجے اگرچہ مال مجہول غیر مبین ہو بشرطیکہ یہ مال دین میں ہو مگر جبکہ دین شہر کہ ہو تو ضمانت میں صحیح نہیں چنانچہ غیر شہر کا کما سخی اگر گویا اس واسطے کہ دین کا

حکایت کیا گئی اور  
مردوں کی بی بیہ  
چہ

مسائل و مسائل







یہ مثالیں ہیں کہ اگر بڑا مال جو فلاں کے بڑے ملک ہو یا وہ محلے کے یا بیڑے دین کا و عہدہ آوے اور وہ نہرے یا تیرہ دین مجھ میں نہ کہ دوسے تو میں مناس  
ہوں ولا تصح ان عقلت بغیر الخوان سبت الریح او حاد المظلم لا یقلق بالظلم فیتسل ولا یزیم الدال وافی الیہ ایہ سہو کا محرکہ ابن الکمال اور ضابطہ صحیح  
نہیں لکھا اسکی تعلیق پر شرط غیر موافق سے چنانچہ اگر جو باطل یا غیر آوے تو خبر نہ کہ یہ تعلیق خبر پر یعنی وجود اسکا بالیقین معلوم نہیں تو ایسی شرط باطل  
ہوگی اور مال لازم کو ضامن ہونا یا نہ ہونا سوچنا چنانچہ اسکا بیان کیا ہے کہ ضامن ہونا یا نہ ہونا سوچنا صحیح ہے یا نہ صحیح ہے اسکا جواب صحیح نہیں ہے  
ضمانت صحیح ہے کہ جو کتب کا مال کی تعلیق شرط پر صحیح ہوئی تو شرط فاسد سے باطل ہوگی یا نہ ہونا اور اختلاف کے فتح القدر میں کہا خلاصہ یہ ہے کہ شرط غیر لازم  
کے ساتھ نکالتے اصلاً صحیح نہیں ہوتی اور داخل فرمایا کہ ساتھ فی الحال صحیح ہوتی ہے اور مدت باطل ہو جاتی ہے اور اس مقام میں بہت گفتگو ہے اسکا فتح نہیں  
سوائے اس خلاصہ کے کہ فی الطحاوی اتم جو حلاً اجماعت و لازم المال للحال فلیقتضی ان اگر شرط غیر لازم کو ضامن مدت ضمان قرار دے تو ضمانت صحیح ہوگی  
اور مال فی الحال لازم ہوگا تو اسکو یاد رکھنا چاہیے مدت قرار دینا اس طرح کہ ضامن کہے کہ میں ضامن ہوں تاہو بیدیع و صحیح مطر و الاصح ایضا یہ کہ مال المکفول  
عندی فلیقتضی و اضاعت لا یجوز کلفہ بالکمال علی غلظان او غلظان فلیقتضی ان لا یزید المکفول لہ لا یزید صاحبہ او صحیح نہیں ضمانت مکفول عن کی حالت سے بھی یقین اور ضمانت  
میں و خبر میں چنانچہ میں ضامن ہوں نہرے اس مال کا جو فلاں ہے پر تو خبر میں یہ ضمانت صحیح ہے اور ایک کا حسین کہ لیا مکفول لکے اختیار میں ہے کہ وہ کہ  
وہ صاحب حق نہیں کہ ضمانت کی مثال یہ کہ اگر کچھ کوئی انسان کوئی چیز غصب کرے تو میں ضامن ہوں اور اضافت کی مثال یہ کہ جو لوگوں پر بڑا دین ثابت ہو  
اسکا میں ضامن ہوں کہ فی الطحاوی لکے کہا کہ اس مال کا اضافت کی مثال پھر نابا و جہاد پر اور جہاد سے تعلیق کی مثال دی تاہو عماد دین اضافت کی مثال میں  
اگر کیا ہے اور حاکم بھی اضافت نہیں تو شاید اضافت سے نہایت قبل کی اضافت مراد ہے و الاضطرار علی اعلم ولا یجوز ان المکفول لہ بدو مطلقاً و صحیح نہیں ضمانت مکفول لہ  
اور مکفول لہ کی حالت سے ہر طرح خواہ تعلیق ہو یا اضافت مکفول ہے سے مراد یہاں نفس ہے نہ مال اسوائے کہ سابق نہ نہ کہ جو کچھ کہ جہالت مال بالغ ضمانت نہیں اتم و الاضطرار  
رجل اعادہ و جہاد لا یسجد و ای رجل یا نہ و طاعت اور بوری بزار یہ ان اگر ضامن کہے کہ میں ضامن ہوں اس مرد کا جسکا بیعت بیعت ہوں نہ نام اسکا تو اضافت  
جائز ہے اور جو مدلول کا اضافت کہ کسی شخص مکفول ہو تو وہ بوری الزم ہوگا ضمانت سے کہ فی الزیادۃ فی السراج قال الضیغہ و یو کفایت علی و اسبہ  
من الذنب ان الکمال الذنب حاکم فانما ضامن کا الذنب لعل یبائی اور سراج میں ہے کہ صاحب خاندانے اپنے مہمان سے کہا اور حاکم مہمان اپنے خاں  
پر بھر بیٹھے سے ورنہ تاہو کہ اگر بھٹی راہ لکھ کا حکم مالے تو میں ضامن ہوں سو اسکو بھٹی راہ لکھ گیا تو وہ ضامن نہیں مہمانت عدم ضمان اکل ذنب اکل سیخ  
میں مذکور ہو چکی خود اذاب او مانت لک علی الناس و علی احدہم فعلی مثال الاول و نحوہ ما بالیت یہ احد امن الناس صحیح یعنی چنانچہ خبر ثابت ہو تو  
دین لوگوں پر یا کسی شخص پر سوچو جو یہ مثال پر اول کی یعنی مکفول عن کی جہالت کی مانند اس کے ہے کہ جو کو بیع کرے کسی سے لوگوں میں سے وہ جو بیع کر دے اسنے  
سین علی او اذاب تلک الناس او لا حد منہم علیک فعلی مثال الثانی باجہ نایت ہر لوگوں کا بیع یا کسی کا لوگوں میں بیع خبر سوچو جو یہ یہ ثانی کی مثال کہ کسی کو  
کی جہالت کی و الاصح بنفس حد و قصاص لان النیۃ لا تجوز فی العقوبات اور صحیح نہیں ضمانت نفس حد و قصاص کی اسوائے کہ ضمانت جاری نہیں ہوتی  
عقوبات میں و لا یجوز و ابہ حقیقتہ مستاجر و خدمتہ عبد میں تاہو لہما ای لخدمتہ لا یزیم تفسیر المعقود علیہ اور نہ ضمانت صحیح ہے میں جانور کی بار برداری  
کی جسکو کہ لیا یا بار برداری کے واسطے اور نہ ضمانت خدمتگار ہی غلام معین کی جسکو کہ لیا یا خدمت کے واسطے کہ ضمانت میں معقود علیہ کا تفسیر لازم  
آتا ہے ہم تفسیر معقود علیہ اسوائے لازم آتا ہے کہ جب جانور میں ہوا تو ضامن اسکی تسلیم سے عاجز ہو کہ اسکو قدرت نہیں غیر کے جانور پر اور اگر ضامن جانور  
تسلیم کرے تو مستحق اجرت نہ ہوگا اسوائے کہ وہ جانور لا باسیر عرقہ جار و نقد نہیں ہوا کہ فی الطحاوی عن النجاشی غیر میں لوجب طلع الفصل لا  
التسلیم طلع غیر میں جانور کے اجارہ کے کہ کہ میں نہ نمانت صحیح ہے یا نہ واجب ہوئے طلع فصل کے نہ تسلیم کے میں یعنی غیر معین جانور میں مطلق بار برداری واجب ہے









قسم کما فی تودی بری الذیہ برکاتہ کثیرا کما فی الخطاوی و لو ابرأ العالیہ الاصل و اخر غنہ ای جابر بنی الفضل تبا اناسیل لافضل انفس کما رواہ اگر بری الذیہ ذکر دے  
طالبہ اصل کو یا اس سے تاخر کرے یعنی اسے دین کی کچھ مدت مقرر کر دے ورنہ اس من بری الذیہ ہوگا اصل کا نالغ ہوگا مگر کثیر انفس بری ہوگا چنانچہ جابر ہو چکا  
حافظہ انفس کی بحث میں و تاخر الذین غیر تبا اناسیل الا اذا اصلح الکتاب عن قبل الذی بال کمال انسان ثم یخرج الکتاب تاخر مطابقتہ الصالح الی عقیق الاصل و لہ  
مطابقتہ الفضل الا ان استہوا و رتاخر ہوگا مطابقتہ الذین کا خاصہ ہے اصل کا نالغ ہوگا مگر جیکہ اصل کی کتاب سے قبل عرصہ بعض مال کے بعد کچھ کتاب کا کوئی تادی مناس  
ہوا پھر تاخر ہوا کتاب بدل صلح کے اور کرنے سے تو بالبر صلح کرنے والے کا یعنی وارث مشغول کا متاخر ہو جائیگا تا مطلق اصل یعنی کتاب کے آداب ہونے تک اور  
وارث مشغول کو کتاب سے مطالبہ کرنا بالفضل جائز ہوگا انی الاشباہ ہم خانیہ میں مذکور ہر کثرت کاغیر مطابقتہ تکستی اور اخلاص اصل ہو کر الائی میں کہنا معلوم ہوا کہ جب  
اصل غفلت ملکوت ہو تو طالب اس سے مطالبہ نہیں کر سکتا ہر اگر وہ مقدر والا ہوگا انی الخطاوی و لافضل کس عدم مجتہد الاصل لفرع اول حکم مذکور  
منکس نہیں یعنی برات تکلیف برات اصل کی وجہ میں و تاخیر عن الفضل تاخیر عن الاصل کی کوخیر بایستہ تابع ہونے اصل کے واسطہ فرع کے لغو تو کفیل افعال ہوگا  
اجل عنہا لان تاجید علی الفضل تاخیر علیما بان کرنی افعال مال کی ضامن نہ ہنات کرے مدت مقرر کر کے تو اصل و کفیل دونوں سے مطالبہ متاخر ہو جائیگا اس واسطہ کہ  
طابک ملت و یا ضامن پر اصل و وضامن دونوں پر ملت و یا ہر وہیہ بشرط قبول الاصل و الا بر و التا قبل الا کفیل و کتاب مذکور میں ہر کہ قبول کرنا اصل کا  
ابرا و تا قبل کو شرط قبول کرنا کفیل کا ہم ظاہر ضمیر فی خبر الائی کی طرف راجع ہو قبول کے مذکور ہو و اصل الا انک غیر تبا اناسیل نہیں بلکہ اس میں ایسے یوں مذکور ہو کر ابرا  
اصل و تا قبل انکے لئے ہے پھر چرائی ہوا برادر کفیل و ذکر سے پھر تاخیر اور تا قبل انکی نہیں پھر انی خالصہ اسکا یہ ہر کہ ابرا قبول ہو پر خوف نہیں لیکن رد کرنے  
سے پھر تاخیر کما فی الخطاوی الا اذا ہوا و تصدی علیہ رد قبول کفیل شرط نہیں مگر جیکہ طالب اسے مشکو بہ کر دیا یا اس پر تصدیق کیا تو قبول شرط ہوگا انی الدرہم بہ در  
صورت یعنی ہونے کفیل کے ہر اور صدقہ بحالت غیر ہونے کے قبول اس واسطہ شرط ہوا کہ بہ اور صدقہ میں بن سلیط علی المدین شرط قبول و تادی ایہ کچھ اہل  
علی الفضل ساجل علیہا و خزاعہ و الخاوی القدسی فی حفظہ میں کتاب ہوں اور ان ہجیم کے متادی میں ہر کہ کفیل پر ہنات دینے سے کفیل اور اصل دونوں پر ہنات ہوتی ہے  
اور اس قول کو ان ہجیم کے حاوی قدسی کی طرف منسوب کیا ہو تو یاد رکھنا چاہیے ہم خطاوی نے کہا یہ قول مستثنی صورت پر مجمل ہو یعنی تو کفیل بالمال الخ و تا قبل  
سے کچھ ضمانت نہ رہی و فی التفتیہ طالب الدائن الکفیل فقال لرافع بنی اخی الاصل فقال لا لعن لی علیا ما لعلقی علیک بل ہر آج اب قبول لا و ہر العتار اور قنینہ  
ہیں ہر کہ صاحب دین ملے صاحب سے مطالبہ کیا اسوائے کہ صاحب کا اصل جائے سو صاحب دین کے کہا کہ اس پر ہر کچھ تعلیق تین ہر تو تعلیق تجبی ہو ہر کہ  
اس قول سے اصل بری الذیہ ہو جائیگا جابر دیا کہ بان بری الذیہ ہوگا اور لفرع ہر کہ کہ بری الذیہ ہوگا اور بری قول متناہی ہم وہیہ مختار ہونے قول مذکور کی  
سج العتار میں قنینہ سے یوں قبول ہر کہ ایسے قول سے نفی لعلقی کر کے ہر کہ او را دہ نہیں کرتے ہیں انتہی اور ظاہر امر اس قول سے تفتیق  
ضامن ہر ہر برات اصل و اذا حل الدین الموقل علی الفضل ہوتہ لایحل علی اصل فلو اداہ و ارشادہ ہر جہ لو الکفالتہ و اداہ الا ان اصلہا فلا تدر ہر جہ دین موقل  
حال ہو جائے ضامن پر اسکی ہوتے ہو تو حال نہیں ہر اصل پر اگر ضامن وارث اسکا و اگر سے تو اصل سے بجز نہ لے اگر کفالت اسکے امر سے ہوگا اسکی مدت  
تک اصل سے نہیں لے سکتا بخلاف ذفرہ کہ لایحل الموقل علی الفضل اتفاقا و اصل علی الاصل یہ ایہ ہوتہ و لو تاخیر الطالب در چنانچہ حال ضامن ہوتا  
دین موقل ضامن پر اتفاق جیکہ دین حال ہو اصل پر اسکی ہوت سے اور اگر ضامن اور اصل دونوں مرگے تو طالب مختار ہوگا انی الدرہم یعنی اسکا اختیار  
چاہے ضامن کے متروکہ نہ لے کے چاہے اصل کے صلح ایہ احد ہر بار بل لعل عن اللفظ الدین علی نصفہ مثلا برکات الا ان اسے لہ مرۃ اصل یا کفیل نے صلح  
کر لی صاحب اصل سے ہر از درم دین کی صلح کی اسکا نصف ہوگا یعنی نصف دین پر صلح کی تو دونوں بری الذیہ ہو گئے مگر صلح کا چار صورت کو مختل ہو کہ ہم صورت  
ہر کہ دونوں کی برات صلح میں شرط کی فقط اصل کی برات شرط کی و طحاوی نے کہا بلکہ مسئلہ ثمرہ ہے جسے









یعنی ایسی بر یا سائل کا فاسد ہونا جو اس کا فاسد ہونا چاہیے کہ اس کو لازم ہو اور کسی عبارت میں لفظ لازم بدون خبر کے ہو اور ہا یہ میں کہ پہلے ہی لفظ واجب و قضی  
 اضی ہوا اور بواسطہ مستقبل پر چنانچہ ظاہر استدلال کہ میں فضا اب فیصل فی سن المدعی علی الکفیل ان علی الاصل لکذا الم قبل برادتی فی غیر الغائب فیقتضی علیہ  
 نیاز برتقا لاصل خبر ضمانت مذکور کے بعد اصل غائب ہوا سو مدعی نے ضمانت پر گواہی ثابت کیا کہ مدعی کا اصل پر ضمانت ہوا تو گواہی اس کی مقبول ہوئی جیسے ملک  
 کو اس میں غائب حاضر ہو جیسے یہ دو گواہوں کا یہ حال ہے کہ حکم جو جائیداد ہے ضمانت پر مال دینا لازم آتا ہے کیا بابت جملہ جملہ وجہ شکی ہے کہ کفیل نے اس مال کا التزام کیا  
 جو اس میں غائب مقبل میں حکم کرے یا جو اصل پر واجب و ثابت ہو زمان آئندہ میں تو یہ ضمانت ہر اس مال کی جو اصل پر ثابت ہو تو یہ ضمانت کے ذریعہ کفالت  
 اور مدعی کا دعویٰ مطلق ہے کہ یہ کفالت ہے وجوب مال و کفالت کا تو عرض نہیں کیا بلکہ محض ہے کہ کفالت کے وجوب تھا اور وجوب قبل کفالت تحت کفالت داخل نہیں  
 تو دعویٰ فاسد ہوا لہذا گواہی سموع نہیں کہ کذا فی لفظ طاری عن الاتفاقی وان برین ان علی المدعی الغائب کذا امن المال و موار الحاضر کفیل فیقتضی المال علی کفیل  
 فضا اور اگر مدعی نے گواہی ثابت کیا کہ اس کا عید غائب پر مال ہوا اور وہ یعنی شخص حاضر ضمانت پر مال کا حکم کیا جائیگا تو لزوم و با مدعی قضی  
 علیہما فلکفیل الرجوع لان المکتول بہ ہر مال مطلق فاکن اثبات کفالت مقدم اور اگر مدعی نے قول مذکور میں اتنا زیادہ کیا کہ شخص حاضر ضمانت پر غائب کا کفالت  
 ارستہ تو ضمانت اور عید غائب دونوں پر مال کا حکم کیا جائیگا تو اثبات میں کمال کا بھی لینا اصل غائب سے جائز ہے اس واسطے گواہی سموع ہوئی کہ مقبول بیابان  
 یعنی مسئلہ تائید میں مال مطلق ہے تو اس کا اثبات ممکن ہے کفالت کے ہم گواہی بیان مقبول ہوئی دوسرے مقدمہ میں اس واسطے کہ وہ ان مقبول بہ مال مفید  
 ہے یعنی جو مال کے ضمانت پر بعد کفالت کے ثابت ہوا اور دعویٰ مدعی کا مطلق تھا تو دعویٰ فاسد ہوا لہذا گواہی مقبول نہ ہوئی اور بیان مقبول ہے مال مطلق پر مال  
 کا دعویٰ بھی مطلق ہے تو دعویٰ صحیح ہوا لہذا گواہی مقبول ہوئی کیونکہ وہ صحت دعویٰ پر متفق ہے جمہوری نے کہا کہ اگرچہ یہ فقہا علی الغائب ہے مگر یہ کہ حکم ضمنی ہے  
 اور اکثر شواہد متناہت ہوئی ہے اور قصداً ثابت نہیں ہونے کی افی لفظا دی و بترہ حیلۃ اثبات الدین علی الغائب اور یہی مسئلہ تائید حیلۃ پر ثابت دین کا  
 غائب پہلے ہی بعض کفالت غائب پر دین ثابت ہوا چاہے وہ خواصہ الطالب موت الشاہد متناہت مع رجل و مدعی علیہ شہادۃ کفالت فضا الرجوع بالکفالت و دیگر  
 الدین فی سن المدعی علی الدین فیقتضی علی الکفیل والا اصل ثم یراد الکفیل بمقتضی المال علی الغائب و کذا الخ و اما فی الفسخ و الخ و اما اگر طالب یعنی صاحب  
 دین شہادہ کے جانے سے ڈرے تو موافقت کہہ کہ کسی امر کے ساتھ اور اس پر کسی طرح کی کفالت یعنی کفالت بالامر کا دعویٰ کرے پھر وہ کفالت کا اقرار کرے اور  
 دین کا مسئلہ جو جائیداد مدعی گواہی سے دین ثابت کرے تو دوا القضا میں ضمانت اور اصل پر بیعت دین کا حکم کیا جائیگا پھر مدعی ضمانت کو بری الذمہ کر دے تو  
 غائب پر مال باقی رہیگا اور اسی طرح کفالت کے ماتہ حوالہ ہے اور پورا بیان اس کا فتح القدر اور بحر الرائق میں ہے کہ کفالت بالدرک تسلیم منہ لم یجب کفالت بالدرک تسلیم ہے  
 واسطے بیع کے جانب کفیل سے ہم لینے جسے من کی ضمانت کی در صورت اختلاف بیع تو اتنے تصدیق اور اقرار کیا کہ بیع بالک کی ملک ہے تو اگر بعد اسکے یہ دعویٰ کرے گا کہ  
 بیع مذکور بری ملک ہے تو دعویٰ اسکا سموع نہ ہوگا کیونکہ اس کا بعد علی کفالت بالک کا اقرار ہے اسکے بیع کے وقت تو بعد اسکے اپنے ملک کا دعویٰ صحیح ہے کذا فی لفظ طاری  
 کشفۃ ظاہر دعویٰ لمانہ خفۃ کے پھر اسکا دعویٰ نہیں یعنی کفالت بالدرک تسلیم ہے شفعہ کی تو اگر مالک شخص شفعہ ہوا کہ جو مال کا مالک ہو چکا ہے اور شفعہ در صورت  
 استحقاق بیع میں کفالت کا ضمانت ہو تو شفعہ کا دعویٰ کذا ضمانت مذکور ہے جسے نہیں لکھتے شہادت فی صحت کشفۃ بیع ملک اوباع معینا فاما انما تسلیم انہما  
 چنانچہ اپنی گواہی لکھنا اس کا غرض یہ نہیں بلکہ یہ کہ مال نے اپنی ملک جی یا بیع نافذ لازم کی تو یہ شہادت بھی تسلیم اور تصدیق ہے ملک بالک کی کما لو شہد بالبیع  
 عند الحاکم قضی بنا ولا یجوز یعنی ملک بالک کی تصدیق ہے اگر گواہی دے بیع کی حاکم کے نزدیک خواہ حاکم نے گواہی کے بموجب حکم دیا ہو نہ دیا ہو ہم جو حق تسلیم کیا کہ  
 گواہی دینا لفظ بیع کا اقرار ہے اتفاق روایات لایکون تعلیقا کتب شہادت فی صحت بیع مطلق کا ذکر تسلیم ہوگا انہی گواہی کا لکھنا اس بیع کے کاغذ میں  
 جو مطلق ہے تو مذکور ہے سے ہم قید مذکور ہے سے وہ امر ہے جو اعتراف ملک بالک کے مفید ہے چنانچہ قید ملکیت بالک اور بیع کا نافذ لازم ہونا تو اگر کسی قید ہو جائے تو

[illegible]





فنا من ہوا و نہی کی طرف سے بھر عورت اور مرد میں عقد جدید ہوا تو نہایت علی کا مالک باقی ہو گیا کہ جو عقد نکاح تھا نصیر بن عثمان نے اسے توڑ کر خیر بن ثوب غائب عن دلال الاثمان  
 علی کثر غائب ہو گیا دلال کے تو اپنے تراوان میں منہ واسطے کہ دلال وکیل اجرت گیر کو تو وہ میں پھر اور میں پھر ان میں منہ گدھنی سے وہ غائب عن صاحب الحانوت  
 وقد راسد و انفاق علی من غلبہ قریب الثوب اور اگر کثر غائب ہو گیا وہ کا تیسرے اور حال انکا کہتے خرید کی خواہش کی تھی اور مالک ثوب اور دو کا مذاق من پر  
 متغنی ہو گئے تھے کو وہ کا مذاق پر غیبت کی طرح کے واجب ہو گیا دلو طاف بہ الدلال ثم و من فی حالوت فلک حصن بالانفاق ولا ضمان علی صاحب الحانوت عند الام  
 لا بد مودع المودع اور اگر دلال کے لئے کچھ سے پھر اچھڑا گو دوکان میں رکھ باسو کچھ اٹھا لے ہو گیا کو دلال ضمان دے گا بالانفاق اور دو کا مذاق پر تاوان میں امام عظم  
 کے نزدیک کہ کہ وہ امانت دار کا امانت داری ہم دلال یا واسطے ضمان ہو گا کہ تھے بلا ذن مالک کیون دوکان پر کچھ یا تو قعدی اسکی ثابت ہوئی دلال مودع  
 فی یدہ ثوب میں انہ مودع فقال رددت علی الای اخذت مند بری رشور دلال پر چیکے یا تھ میں کچھ یا جو جسکا مودع ہو نا کھل گیا سو دلال نے کہا میں نے کچھ اٹھا  
 پھر دیا جس سے لیا تھا وہ بری الواخذه ہو دلو قال طالب غوی فی منکر مال فاذا اخذت مال فلک عثرة من حیج ارجل مثل الیازد علی خسرہ الملقطہ اور اگر صاحب  
 دین نے کہا کہ میرا مدیون غلابے شہر میں ہے جسوقت کہ تو میرا مال اس سے لے گا تو تیسرے واسطے دس درم دیا دینا رہیں اس مال سے تو اجرت مل واجب ہو گیا  
 جو دس سے زیادہ نہ ہو گا فی الملقطہ و اذیت بان ضمان الدلال واسما البشیر لای بطل الاذکمل بالاجر و ذکر وان الوکیل لا یصح ضمانہ لانه نصیر عسلا  
 لفسخ فی شرح کتاب اور میں نے اسکا غصے دیا ہے کہ دلال اور سکا ضمان ہونا نہیں کا باطل سے باطل ہو گیا کہ وہ اجرت وار وکیل پر اور قعدا تھے ذکر  
 کیا ہے کہ وکیل کی ضمانت صحیح نہیں کہ وہ اپنی ذات کے واسطے عامل ہو جائے تو اسکی تحریر کرنا چاہیے ہم عامل لفسخہ واسطے پھر تیار کی کہ جس شخص کی ولایت  
 اسکی کے واسطے ہے اور ضمان نہیں کیے واسطے عامل ہوتا ہو دلال وہ ہر کسی پاس قاش اور متاع ہو غیر کی اور سارہ کہ ہے کہ جو متاع اور اس کے مالک کو بنا دے  
 خیال پھر کتاب البیوع میں مذکور ہو چکا فائزہ ذکر اطرسوسی فی مرفعت لان مصاروة السلطان لارباب الاموال الامیوز الادبال بیت المال مستد بالان عمر  
 رضی اللہ عنہ مصداق ابی ہریرۃ التیمی و ذکر عیسیٰ علی العین ثم عزاد واخذ منی اثنتی عشر لقا ثم دعا لعل ثانی رواہ الحاکم و فیہ ما فیہ من حیج کوطرسوسی  
 نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ سلطان کو ڈانڈ دینا بالداروں سے جائز نہیں مگر بیت المال کے عاملوں سے باین مستدلال کہ عمر رضی اللہ عنہ نے  
 ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ڈانڈ دینا اسکی کلام اور یہ اسوقت ہوا اتفاق جبکہ فاروق اعظم نے انکو بحیرن کا عامل کیا تھا پھر انکو معزول کیا اور بارہ ہزار  
 اٹنے لیے پھر انکو عاملی کے واسطے بلا یا سو اتھون نے نہ مانا حاکم وغیرہ نے یہ روایت کی ہے ہم سینہ علی نے تفسیر و رشود میں سورہ یوسف کے اندر (جعلنے  
 علی خزان الارض) کی تفسیر میں بید حاکم و ابن ابی حاتم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بحیرن کا عامل کیا پھر انکو معزول کیا سو دس  
 ہزار تیسے ڈانڈ لیے پھر عاملی کے واسطے مجھ کو ملا یا میں نے انکا کہ کیا سو فاروق نے کہا کیوں انکا کرتے ہو اور حال انکو یوسف علیہ السلام نے عاملی کی درخواست  
 کی اور حال انکو وہ بدھتے تھے تو میں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام خود بخوبی اور فرزند بنی کے اور پوسے بنی کے اور پر و تے بنی کے اور میں کو امیکا بیا  
 ہون ورتا ہوں کہ بے علی سے کچھ کلام کروں اور بے علی سے کچھ فتویٰ دوں اور میری پیٹھی پر مار چکے اور میری بے غری ہو اور میرا مال چھینا جاوے  
 کتا فی المظاہدی و ارا دجما بیت المال خدمۃ الدین کیون انوالہ من ذلک کتبتہ اذا توسوا فی الاموال لان ذلک دلیل علی خیانتہ و طین بسرم  
 لکبۃ الاوقات و نظارہ اذا توسوا و تقاطر انواع اللہ و عباد الاماکن فلیکلم انشاء اموالہم ثم و علم فان عرف خیانتہم فی وقت معین رد المال  
 و لا و من فی بیت المال نہ و جو اور طرسوسی نے علی بیت المال سے خادم مراد لیے ہیں جو بیت المال کے اموال کی تحصیل کرتے ہیں اور غلام کے منشی  
 اور مقصد ہی ہیں بیت المال کے جیکہ وہ لوگ کشایش اور بیتانیت مال میں ظاہر کریں اسواسطے کہ توبہ انکی خیانت کی دلیل ہو اور انھیں کے ساتھ  
 مقصد مان اوقات کے ناظر میں جیکہ وہ کشایش اور مقنول خرچ کریں اور انکا نہ و حسب میں شغل ہوں اور عمارت بناوین تو حاکم کو انکے مال

میں نے دیکھا کہ دلال کے لئے کچھ سے پھر اچھڑا گو دوکان میں رکھ باسو کچھ اٹھا لے ہو گیا کو دلال ضمان دے گا بالانفاق اور دو کا مذاق پر تاوان میں امام عظم کے نزدیک کہ کہ وہ امانت دار کا امانت داری ہم دلال یا واسطے ضمان ہو گا کہ تھے بلا ذن مالک کیون دوکان پر کچھ یا تو قعدی اسکی ثابت ہوئی دلال مودع فی یدہ ثوب میں انہ مودع فقال رددت علی الای اخذت مند بری رشور دلال پر چیکے یا تھ میں کچھ یا جو جسکا مودع ہو نا کھل گیا سو دلال نے کہا میں نے کچھ اٹھا پھر دیا جس سے لیا تھا وہ بری الواخذه ہو دلو قال طالب غوی فی منکر مال فاذا اخذت مال فلک عثرة من حیج ارجل مثل الیازد علی خسرہ الملقطہ اور اگر صاحب دین نے کہا کہ میرا مدیون غلابے شہر میں ہے جسوقت کہ تو میرا مال اس سے لے گا تو تیسرے واسطے دس درم دیا دینا رہیں اس مال سے تو اجرت مل واجب ہو گیا جو دس سے زیادہ نہ ہو گا فی الملقطہ و اذیت بان ضمان الدلال واسما البشیر لای بطل الاذکمل بالاجر و ذکر وان الوکیل لا یصح ضمانہ لانه نصیر عسلا لفسخ فی شرح کتاب اور میں نے اسکا غصے دیا ہے کہ دلال اور سکا ضمان ہونا نہیں کا باطل سے باطل ہو گیا کہ وہ اجرت وار وکیل پر اور قعدا تھے ذکر کیا ہے کہ وکیل کی ضمانت صحیح نہیں کہ وہ اپنی ذات کے واسطے عامل ہو جائے تو اسکی تحریر کرنا چاہیے ہم عامل لفسخہ واسطے پھر تیار کی کہ جس شخص کی ولایت اسکی کے واسطے ہے اور ضمان نہیں کیے واسطے عامل ہوتا ہو دلال وہ ہر کسی پاس قاش اور متاع ہو غیر کی اور سارہ کہ ہے کہ جو متاع اور اس کے مالک کو بنا دے خیال پھر کتاب البیوع میں مذکور ہو چکا فائزہ ذکر اطرسوسی فی مرفعت لان مصاروة السلطان لارباب الاموال الامیوز الادبال بیت المال مستد بالان عمر رضی اللہ عنہ مصداق ابی ہریرۃ التیمی و ذکر عیسیٰ علی العین ثم عزاد واخذ منی اثنتی عشر لقا ثم دعا لعل ثانی رواہ الحاکم و فیہ ما فیہ من حیج کوطرسوسی نے اپنی کتاب میں ذکر کیا کہ سلطان کو ڈانڈ دینا بالداروں سے جائز نہیں مگر بیت المال کے عاملوں سے باین مستدلال کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ڈانڈ دینا اسکی کلام اور یہ اسوقت ہوا اتفاق جبکہ فاروق اعظم نے انکو بحیرن کا عامل کیا تھا پھر انکو معزول کیا اور بارہ ہزار اٹنے لیے پھر انکو عاملی کے واسطے بلا یا سو اتھون نے نہ مانا حاکم وغیرہ نے یہ روایت کی ہے ہم سینہ علی نے تفسیر و رشود میں سورہ یوسف کے اندر (جعلنے علی خزان الارض) کی تفسیر میں بید حاکم و ابن ابی حاتم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ کو بحیرن کا عامل کیا پھر انکو معزول کیا سو دس ہزار تیسے ڈانڈ لیے پھر عاملی کے واسطے مجھ کو ملا یا میں نے انکا کہ کیا سو فاروق نے کہا کیوں انکا کرتے ہو اور حال انکو یوسف علیہ السلام نے عاملی کی درخواست کی اور حال انکو وہ بدھتے تھے تو میں نے کہا کہ یوسف علیہ السلام خود بخوبی اور فرزند بنی کے اور پوسے بنی کے اور پر و تے بنی کے اور میں کو امیکا بیا ہون ورتا ہوں کہ بے علی سے کچھ کلام کروں اور بے علی سے کچھ فتویٰ دوں اور میری پیٹھی پر مار چکے اور میری بے غری ہو اور میرا مال چھینا جاوے کتا فی المظاہدی و ارا دجما بیت المال خدمۃ الدین کیون انوالہ من ذلک کتبتہ اذا توسوا فی الاموال لان ذلک دلیل علی خیانتہ و طین بسرم لکبۃ الاوقات و نظارہ اذا توسوا و تقاطر انواع اللہ و عباد الاماکن فلیکلم انشاء اموالہم ثم و علم فان عرف خیانتہم فی وقت معین رد المال و لا و من فی بیت المال نہ و جو اور طرسوسی نے علی بیت المال سے خادم مراد لیے ہیں جو بیت المال کے اموال کی تحصیل کرتے ہیں اور غلام کے منشی اور مقصد ہی ہیں بیت المال کے جیکہ وہ لوگ کشایش اور بیتانیت مال میں ظاہر کریں اسواسطے کہ توبہ انکی خیانت کی دلیل ہو اور انھیں کے ساتھ مقصد مان اوقات کے ناظر میں جیکہ وہ کشایش اور مقنول خرچ کریں اور انکا نہ و حسب میں شغل ہوں اور عمارت بناوین تو حاکم کو انکے مال

سلطان و سلطان

انکس جبین لینا اور اٹھا مغول کرنا جائز ہو گا اگر پہلی حیثیت کسی وقت مخصوص میں معلوم ہو جائے تو اس مال کو انسی وقت میں داخل کرے اور پھر قریب سال  
میں رکھے گا فی النہایہ ص ۱۰۱ موی نے کہا کہ یہ مسئلہ انسی قسم کا ہے جبکہ دریافت کیجئے اور چاہا دے اور اسکا فتویٰ دینا جائز نہیں کیونکہ بدینوی ارکابہ منوع  
کا رد نہ ہو گا اس واسطے کہ ہمارے زمانے کے حاکم کو اسکا فتویٰ دینا جائے تو وہ حال مذکور میں کے احوال کو جبین لینا نہ اوقات میں ان احوال کو دخل  
کرن نہایت المال میں بلکہ انکوائف الملائق میں منکرین یا بی خواہش انسانی میں تو اسکو خوب یاد رکھنا چاہیے کہ فی الطحاوی و فی التخصیص کو فصل الحال  
موجلا تاخر عن الاصل ولوقد اتان الدین وادعت و قد منانا حیاتہ تاویل القرض و تخلص میں کہ اگر دین فی الحال کی ضمانت کے لیے کوئی مدت مقرر کرے  
تو مطالبہ وغیرہ جائیگا اصل سے اگرچہ دین قرض ہو اس واسطے کہ دین تو ایک ہی ہے میں کتاہیرون اور ہم مقدم ذکر کیجئے کہ میں کہ کفالت موجب قرض کا جملہ  
ہو سبب ان لہ دیون اشغیل حلول الدین و لم یس لہا منہ و لکن یہاں فرمنا فادخل منہ لہ فیہ اور اوگیا کہ دیون کو مقرر کرنا قبل حلول دین جائز ہے اور صاحب  
دین کو اسکا رد کرنا درست نہیں و لیکن صاحب دین اس کے ساتھ سفر کرے یہ جب دین کی مدت ہو چکے تو اسکو سفر سے روکے تا وہ ادا سے دین کرے م  
نقے میں کہ کہ دصرت ادا وہ سفر دیون صاحب دین کو ضامن لینا جائز ہے اگرچہ دین موجب ہو اور بعضوں نے کہا کہ اگر دیون ادا سے دین میں کتاہیرون  
کرنا ہو تو ضامن سے اور میں تو نہیں کہ فی الطحاوی و حسن البیہدہ و اخر کفیل شہر الاراق طلب کفالت بالفقہ لسفر الزوج و علیہ الفتویٰ اور ابو یوسف  
نے بطریق احسن ان جائز رکھا ہے ایک بیہدہ کا ضامن دینا اس عورت کے واسطے جس نے اپنے نان نفقہ کا ضامن ہاگا بسبب غم کرنے زوج کے اور اس پر قول ہے  
فتویٰ ہرم جو انکفالت لفقہ بطریق احسن ہے اور بطریق قیاس اسکی کفالت صحیح نہیں کیونکہ نفقہ دین صحیح نہیں وقاس علیہ فی الحیطۃ للفقہ الدیون کا منہ  
مع الفاروق کا فی شرح الوسیایۃ للشرطی اور محیطین کفالت لفقہ پر لقیہ دین کا قیاس کیا ہے لیکن وہ قیاس مع الفاروق ہے جو خارج شرطی کی شرح  
وہاں نہ میں ہرم لیسے صاحب محیط لقیہ دین ہو سکا تو قیاس کیا ہے کہ کفالت اسکی لیسے بسبب مقرر کرے دیون کے علامہ عبدالمکریم نے کہا کہ یہ ترجیح  
قول ہے صاحب محیط سے قیاس مع الفاروق ہونے کی وجہ یہ کہ دیون قوی ترین نفقہ سے کیونکہ وہ مدت گزر جائے اور موت دیون سے ساقط  
نہیں ہوتی بخلاف نفقہ کے علاوہ یہ میں نقے میں تجویز کفیل دیون مسافر مصر ہے اگرچہ دین موجب ہو اور بلا شک صاحب محیط کی ترجیح میں  
لوگوں کو آسانی ہے کہ فی الطحاوی لکن فی المنظومۃ الجلیۃ اشعار لو قال دیون حرادہ السرفہ و اجل الدین علیہ ما استعجر و طلب التخیل قالوا لایزم  
علیہ اعطاء کفیل علیہ لیکن منظومہ مجیبہ میں ہے کہ اگر صاحب دین نے کہا کہ میرے دیون کی حرادہ سفر ہو اور دین کی مدت اس پر نہ ہو نہ مستحق نہیں اور  
اسنے تخیل کی طلب کی تو فقہا نے کہا کہ اسکو ضامن کا دینا لازم ہے وہ کفیل جو معلوم اور مشہور ہو لینے اس واسطے کہ تخیل مجہول لایزم انما نہیں اشعار  
لوجس التخیل قالوا لایزمہ اذا را د حبس من قو کفالت لایزمہ لاجلہ حبس فلیجوز دفعہ لہ اگر ضامن مجہوس ہو تو علامہ نے کہا کہ جب وہ حبس  
اصل کا ارادہ کرے تو اسکو جائز ہے کہ اسکو ضامن کی مجبوری اسی کے واسطے ہوئی ہے تو چاہیے کہ وہ اسکو بدلادے اپنے فعل سے اشعار غم التخیل  
ان ہیئت قبل الاجل لا شک ان الدین فی ذالحال حل علیہ قالوا رش ان اداہ لم یرج یس قبل بالانجاہل ثم بہمجر کر ضامن مرجائے قبل  
کے تو بیشک پس حالت میں دین فی الحال اس پر واجب الا دہو گیا تو اگر ضامن کا وارث اسکو ادا کرے تو اصل سے دیکھو کہ قبل تمام ہونے  
مدت کے ہم اصل میں یون تھا کہ لم یرج من قبل ماتم الاجل ما مضی بہ ہر اور فاعل فعل مقدم ہو گیا اپنے فعل پر اور یہ بعضوں کے نزدیک جائز  
ہو یا مبتدا اور خبر ہو کہ ذلک المخطی اوی

باب کفایۃ الطالب فی التعلیم

باب دوم دیون کے ضامن ہونے کا ہم جو کہ کفالت ربطن مرکب کے مانند ہے تو بعد فراغت مغر و اسکو شروع کیا دین علیہ بالآخر بان استشرایہ

تعلیم





اگر نصف دین سے ادا کرے چنانچہ مسلمانوں کی عقلیں میں مذکور ہو چکا کہ وہ اصل ہفت میں اور کفیل ہر نصف باقی میں موجود اور گناہوں کے دین میں شمار ہوگا بحسب اصالت پھر اگر نصف سے زیادہ ہوگا تو انہی کفالت میں داخل ہوگا تو اسی قدر میں رجوع ہوگا تب عید یہ کہتا ہے واحد و کفیل کل من العبدین عن صاحبہ صحیح اسناد میں نے کتاب کیا اپنے دو غلاموں کو ایک دہائی کتابت سے یعنی یوں کہما مشا کہ میں نے غلاموں کا ایک ایک ہزار درم پر ایک سال تک اور ہر غلام اپنے ساتھی دو سر غلام کا ضمان ہو اور صحیح ہر طریق امتحان کے ہم بطریق قیاس یہ کفالت صحیح نہیں کیونکہ کفالت کتابت کی اور بطریق کتابت کی کفالت علاوہ غلام صحیح نہیں تو در صورت اجتماع بطریق اولی صحیح نہ ہوگی وجہ امتحان یہ کہ نصف انسان کا حتی الامکان واجب صحیح ہر اور شایع کی رضا مندی عن حق میں ثابت ہو کر کافی لفظاوی شخصہ و جہاد فی اوی احد ہمارا حج علی صاحبہ نصفہ لاسو اتہا اور اسوقت میں جو کچھ کہ ایک کتابت ادا کرے اپنے ساتھی سے اسکا نصف مال بھر کر سبب برابر ہوئے دو وزن کے یعنی اصالت اور کفالت میں ولو اعتق المولی احدہما واستلما بحال صحیح و اخذ بالمال منہما بحسبہ من لم یفقد الحق بالکفالت والاخر بالاصالت اور اگر مولی نے ایک کتاب کو آنا دیا اور مسئلہ بدستور ساتھی جو صحیح ہوا اور مواخذہ کرے مولی دو وزن میں سے جس سے چاہے اس غلام کا حصہ ہو اتنے آداب و بندہ کیا غلام آزاد سے مطالبہ کرے بسبب کفالت کے اور دو سر غلام غیر آزاد سے بیعت اصالت کے فان اخذ الحق صحیح علی صاحبہ کفالت وان اخذ الاخر لا لاصالت پھر اگر مولی مواخذہ اور مطالبہ کرے آزاد غلام سے تو وہ اپنے ساتھی سے جو کچھ بسبب اسکی ضمانت کے اور اگر دو سر غلام سے مطالبہ کرے تو وہ جمع نہیں کر سکتا بسبب اپنی اصالت کے و اذا کفل شخص عن عبدہ مالا موہوباً فاکونہ لکفیل فی حق مولاہ بل فی حقہ بدعتہ کمال لازمہ باقرار او استقراض او استمالک و ولیتہ قوا الی المال الذکور حال وان لم یسجد الی الخلول لملطہ العبد و مطالبہ لعمرتہ و الکفیل غیر موہوب صحیح بدعتہ لو مامد و لو کفل بوجہ ناجل کما مر اور جبکہ ضمان ہو ایک شخص غلام کی طرف سے اس مال کا جسکا دین ہوتا ہے مومن ظاہر میں بلکہ غلام کے حق میں ظاہر میں ہر عید اسے آزاد ہونے کے چنانچہ وہ مال جو غلام کو لازم ہو اقرار یا استقرض یا استمالک و ولیت سے ہی تو دینے مال مذکور حال پر نہ ہو بل اگرچہ اسنے طول کا نام نہ لیا ہو بسبب حلال ہونے مال کے غلام پر اور عدم مطالبہ مال غلام سے بسبب اسکی فقیری یا کفالت کے ہر اور کفیل اسکا فقیر اور تنگ دست نہیں و ضمان غلام سے مال مذکور پھر لگا اگر کفالت غلام کے امر سے ہوئی ہو اور اگر ضمان سے مال کی ضمانت بموجہ کی ہو تو اس صورت میں مال بموجہ ہو گا نہ حال چنانچہ مذکور ہو چکا اوی شخص رقبہ عبدہ کفالت پر رجل فمات العبد الکفول بہ قبل تسلیم فی زمن المدعی اندکان لم یضمن الکفیل قبیۃ تجاز بہ الا عیان المقہور کما مر دعوی کیا ایک شخص نے غلام کی گردن کا سوا اسکا ایک مرد ضمان ہوا پھر غلام کفول بہ ہو گیا قبل اسکی تسلیم کے سو دینے سے نپٹا دیت ثابت کیا کہ وہ غلام اسکا ملک تھا تو ضمان مضمون دے اسکی قیمت بسبب جائز ہونے ایمان مضمون کی ضمانت کے چنانچہ مذکور ہو چکا ہم ایمان مضمون دے ایمان مضمون دے یا ضمانت یا ضمانت پر عین واجب ہوا اور بعد ہلاکی میں رد قیمت واجب ہر اس طرح ضمانت پر ضمانت کی قید اس واسطے لگا لی کہ اگر ملک مدعی قایض کے اقرار سے باعند الخلیف قسم کے انکار سے ثابت ہو تو قیمت عبدہ مدعی علیہ لازم ہر ذکفیل پر کذا فی الطحاوی و لو ادعی علی عبد مالا کفیل بنفسہ اسلف العبد رجل فمات العبد بری الکفیل لکافر فی المحرور اگر غلام پر مال کا دعوی کیا ہو ملک مرد غلام کا حاضر ضمان ہوا پھر غلام مر گیا تو ضمان بری الذم ہو گیا چنانچہ ان کی حاضر ضمان میں میں مذکور ہو چکا یعنی اس واسطے کہ کفول بہ کی موت سے ضمان باطل ہو جائی بسبب تقدیر تسلیم کے و لو کفل عبد غیر مدیون مستغرق عن سیدہ ہامرہ جاز لان الحق لا رد اور اگر وہ غلام جو مدیون مستغرق بالذم میں ضمان میں ہوا ہے مولی کی طرف سے اسکا امر سے تو جائز ہوا اس واسطے کہ حق ملکیت غلام مولی کے واسطے ثابت ہم ظاہر غلام میں لیاقت کفالت نہیں کیے کمال جبرع نہیں مامدہ صغیر کہ مولی کے امر سے اسکی عید التفری ناسل ہو گئی پھر جبکہ غلام پر دین مامدہ اسکی مالیت میں مولی کا حق ہر لہذا مولی کا اذن اسکا ضمان ہونے میں کافی ہو گیا اور اگر غلام مستغرق بالذم ہو گیا تو اسی کفالت صحیح نہیں کذا فی الطحاوی فاذا اعتق فاواد و کفل سیدہ عذامہ فاواد و لو بعد









کتاب الموالد کے متعلق یہ کہ باطل المکر وہی فتح اللہ یہ وہ نہ منافقین میں و جس نسبت یوں مذکور ہے کہ سخیہ عالمی الدین و مانند ذلک اور حاکم کے خطاوی نے علماء و رافضی سے نقل کیا کہ ہندوی شاہ جلال ہر ام جس کے کہ مشرق قرض دیتا ہے تا کہ جو پھر غرض حوالہ کرتا ہے ایسا مال کا جو پھر قرض پر پیشہ دامن یادوست کے واسطے جو دوسرے شہر میں ہو مگر اولاً و ثانیاً منقطع شرط و ثلاثاً منہ فلا باس و اذنی سے کہنا کہ جب ہندوی میں بغتہ مذکورہ شرط اور ضمانت منقولہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں منہ خطا و غبارت اسبہ و آلات کرتی ہے کہ یہ قول غنی علیہ ہو اور حاکم ایسا نہیں بلکہ ایک قول یہ کہ کہ ثابت اس فعل کی مطابقت ہے چنانچہ میں میں اس میں اس کے لئے کئے گئے ہیں اسطرح سے حاکم ہوتا ہے شائع زمینی سے کہنا کہ سنا کہ کہ بہت پر غنی ہو خواہ شرط ہو یا نہ اور دوسرا قول یہ کہ جب بغتہ مشروط منقولہ کچھ مضائقہ نہیں اور اسی قول پر غم کیا ہے کہ سنا ہے صغیر میں اور واثات حسامہ اور کفار شہید میں اور بزاز کے کہ باطلہ صغیر میں بھی اسی کو مذکور کیا ہے کہ لانی انہر فتح اللہ اور شرح حموی میں واثات سے شرکاء صورت اسطرح مذکور ہے کہ ایک مرد نے دوسرے کو مال قرض دیا اس پر مرد نے مستغرق اسکو لکھ دے فلانے شہر کی طرف اور اگر قرض دیا بغیر اس شرط کے اور مستغرق نے لکھ دیا تو جائز ہے فتح اللہ یہ نہ منافقین میں کہ یہ فقہ کے کہ عدم شرط کے ساتھ اس وقت حلال ہے جبکہ اسکا یعنی دوسرے شہر لکھ دے کہ مال واثات اور عرف خاص نہ اور اگر سعادت اور غنی ہو کہ یہ فعل اس واسطے ہوتا ہے چنانچہ یہ اقوال مشروط خطر کے واسطے مروج ہو تو حلال نہیں اتنی خطاوی نے کہنا صادر ہے کہ عدم اسطر کے قول چلتا ہوئے کا محل ہے جبکہ ہر کار و اج ضرر اس واسطے کہ متاع مشروط کے مانند ہر انتہی فرع مسئلہ بخلاف کانی اندر و البحر میں صرف البرزائیہ و لوان استغرق منہ جب منہ از انہر لکھ لایہ مشایخ محفل القسۃ نہ اور بحر میں بزاز کے کہ باطلہ صرف سے منقول ہے اور اگر مستغرق میں سے زائد کو کہہ کر دے تو جائز نہیں کیونکہ وہ شائع ہے محفل القسۃ میں شائع نے احتیاج کیا عبارت کا اور پھر سی وراثت بزاز کے کہ یوں کہ مدیون کے بدین قبول کرنے اور اسکی دعوت قبول کرنے میں بلا شرط کچھ مضائقہ نہیں اور اسی طرح اگر عمدہ تراد کرے مقبوض سے تو حلال ہے بلا شرط اور اگر ناقص تر یا وذل میں راجع تراد کرے اگر وہ کثیر ہے تو جائز نہیں اور اگر قلیل ہے تو جائز ہے اور جو عاقبت و اولین میں داخل ہوا وہ میں الکیلین جاری منقولہ اسکو یعنی دامن کو سلم نہیں بلکہ اسکو پھر دے اور ایک دم کو سودور میں ان اطفال پھر دے اور نصف و درم میں اطفال مقبوض نے کہ کثیر ہے اور مقبوض نے کہ قلیل ہے اور اگر مستغرق میں سے زائد کہہ کرے تو جائز نہیں کیونکہ وہ شائع محفل القسۃ ہے انتہی اور اسکو مال کی کہ اگر نصف و نہاد قرض ہے اور پورا و نہاد و اگر دے اور زائد کو کہہ کر دے تو وہ ایسا شائع ہے جو محفل القسۃ نہیں پھر میں نے عارف سان افندی کی تہنیر انعام میں دیکھا کہ اول تو انھوں نے قاضی ثاقب سے بزاز کے کہ مندرقل کیا پھر یہ کہ حسین اطفال قسمت منقولہ اولی و بدین مشاع کذافی الخطاوی و لو لوکل الخلیل علی الخلیل فی حق القرض و ان الموالد لم یصح اور اگر وکیل پرمحل ہمال کی طرف سے دین حوالہ کے قبض کرنے کا تو صحیح نہیں ہم اس واسطے کہ چنانچہ کہ عمل لیسہ دے علی کا پورا تاہم از زید حاصل ہے کذافی الخطاوی نے کہ ابھی نسخہ میں یہاں سے عن الممال علی الممال فی قودان علی بنی عن یو و لو شرط الممال الممال علی المحمل جمع و الطالب ایضا و لان الموالد لم یطرد عدم ہر لہ اول کا نہ خانیہ و اگر محتمل عمل پر تادون شرکاء سے تو صحیح ہے اور مطالبہ کرے جس سے چاہے خود یا چاہے غیر علی محمل طایفہ اس واسطے کہ حوالہ شرط عدم برات پرمحل کفالت ہے کذافی الخانیہ چنانچہ کفالت بشرط برات پرمحل حوالہ ہے کذافی الخانیہ یہ و فیما عن الثانی نو اب الممال علیہ تم حوالہ الممال و ادعی تجودہ المال لم یصفی وان بہن لان الموالد مشرود علی غائب فلو حافظ و مجد الموالد و لا ینتہ کان القول بل و یحل تجودہ فاما اور خانیہ میں ابو یوسف سے مروی ہے کہ اگر محال علیہ غائب ہو پھر محال کو دے اور اس کے اکل مال کا دعوی کرے تو اسکی تصدیق ہوگی اگرچہ اس عوی کو کیشادت ثابت کرے اس واسطے کہ مشرود علی یعنی محال علیہ غائب ہو سنا اگر محال علیہ حاضر ہو اور وہ حوالہ کا اکل کرے اور گواہ منون عقد حوالہ کے تو محال ہی کا قول معتبر ہوگا اور اسکا اکلار فسخ حوالہ زار دیا جائیگا ہم تو اس صورت میں محمل پر دین خود کر لیا کہ یہ برات پرمحل مشروط بسلامت حق محال ہے اور سیدہ ملاک دین کا ہے جو باطن میں مذکور ہو چکا ہے فرع مسئلہ ملحقہ شائع کا الالب او الوسی اذا اختلف بال التیم فان کان غیر التیم بان کان الثانی اصلا صح سراجہ و الا لم یجوز فی مضارۃ الجورۃ ملک و عدادہا عدم حوالہ لوتسا و یا و تبار و بہرہ فی الخانیہ و الوحد لایہ جلیذہ مستغفال بالافیدہ و الحق و انما شرعت لافیدہ انتہی ما بیا و صبی جبکہ مال شہیم کا حوالہ







عدم مطالبت میں شادی موجود ہو تو اب کہ مقدم کیجئے معروضات معنی سے دو سال ہزار میں جو معنی موصوف کے زمانے میں سلطان کے روم و مصر و سحر اور اٹھنے جو  
 انیسار کے کہانی الطحاوی و العود و لا قبل شادی و علی مددہ ان کا منت و بنو تہ و قسطنطنیہ کا معنی ہا لا یغذو ذکرہ یعقوب با شا علی الصبح قضاء و علیہ الماقران  
 اہل اہل الشماۃ قال المصنف و یہ مفتی معترض شیخ الاسلام امین الدین ابن عبدالعال اور دشمن کی گواہی مقبول نہیں انکے دشمن چونکہ دونوں میں دیوبندی  
 ی راہت ہو اور اگر قاضی دشمن کی گواہی کے بموجب حکم کرے تو اس کا حکم نافذ نہیں یعقوب با شا نے مسکو ذکر کیا ہے تو دشمن کی قضا بھی دشمن پر صحیح نہیں اس واسطے کہ  
 نامہ بہرہ چونکہ اہل قضاء و دیوبندی کے شہادت کا مصنف نے اپنی شرح میں کہا کسی کافر و دیامسکے مفتی شیخ الاسلام امین الدین ابن عبدالعال نے قال و کہ قبل  
 العود و لا قبل علی عدوہ کہا مفتی امین الدین نے اور یہی طرح مجمل عدو کا مقبول نہیں انکے عدو پر ہم مجمل عدو سے مراد قاضی کا کتبہ ہے و دوسرے قاضی کی طرف  
 قاضی کا کہے دشمن کے مقدمے میں اور چونکہ سے و قسطنطنیہ کا مدد و نہیں کیونکہ خط پر عمل کرنا ہمارے مذہب میں نہیں بلکہ اس عبادت کا طریقہ یہی ظاہر اور مفسر  
 قال لرجع مفتی مذکور کی طرف کیونکہ یہ عبارت مصنف کی شرح میں موجود نہیں لکن فی الطحاوی و فی غرض من شیخ ابو یاسینہ اندلم یہ قلمہ بعد تا و یسینی استغاثوا القاضی  
 عدو لکبر مصنف نے اپنی شرح میں ملامت بالبر کی شرح و بیان سے یہ نقل کیا کہ دشمن پر قضاء قاضی کے مسئلہ کی نقل نظر نہیں برہی ہمارے نزدیک اور قضاء لائن کی  
 اگر قاضی ملای ہو و قال ابن دہبان جب انانہ اندلم یہ کفران الشہادۃ و العود کا حضور الہامس جازا متی اور ابن دہبان صاحب بانی نے لہجہ بحث کے کہا کہ اگر  
 قضاء اپنے دشمن پر قاضی کے علم سے ہو یعنی بموجب اس کی دست کے تو جائز نہیں اور اگر شہادت عدل ہو تو گون کے سامنے تو جائز ہے اتنی کلاما قلت و اعمدہ القاضی  
 صاحب لکھنؤ کی مشورۃ فقال اسما رو و علی عدوہ قاضی کو کہ ان کا علاج ڈاک و اینرہ و افتاد لرض العلماء و فصلان ان کا ہا با قسطنطنیہ سے قبلہ و ان کی تحفیر  
 من اللہ و ہشما وۃ العود و لا قبلہ میں کہتا ہوں اور اعتقاد کیا تو لہر مذکور پر قاضی مجاہدین نے اپنی منظوم میں سولین کہا اور اگر اپنے دشمن پر قاضی نے حکم کیا  
 اگر قاضی مایل ہو تو یہ حکم صحیح ہے اور ہم اصرار کرتے ہیں کہ اگر قاضی نے اپنی و انت بموجب حکم دیا تو مقبول ہو گا مگر اگر اور اگر قضا جماعت کے سامنے  
 شہادت عدول سے ہو تو مقبول نہ کہ لکھنؤ فی الجہاد العینی و الدلیلی و مصنف و غیرہم عند سلفہ القلیدین من الجہاد العینی و الدلیلی فی تہذیب ادب القاضی الخصاص  
 ان من لم یجرب شہادۃ و من لم یجرب قضاء و لا یستد علی کتابہ اتقی و یومرہ و اکالصرح فیما اعتدہ المصنف کما لا یجوز فی لعمدہ و مفتی محقق الشافعیہ الدلی  
 دشمن شہادت اند لو قسطنطنیہ علیہم انتہی عدالت بطل قضاء و قلیفہ میں کہتا ہوں مگر الزام اور عینی اور ملو مصنف و غیرہم نے سلطان خاں کا لکھنؤ قضا کے  
 مسئلہ کے پاس خصص کی تہذیب ادب القاضی میں ناہمی سے یہ نقل کیا ہے کہ جسکی شہادت جائز نہیں اسکی قضا جائز نہیں اور جسکی قضا جائز نہیں انکے کتبہ  
 بر اعتاد و نہیں اتنی کلام الناصحی اور یہ قول صریح یا صریح کے معنی اور اس قول میں جس مصنف نے نہیں ان اعتماد کیا جتنا ہے یہ بر شہدہ نہیں تو اسی پر  
 اعتماد کرنا چاہیے اور اسی کافر و دیوبندی پر عملی حاشیہ نے اور مل کے قول سے میں نے نقل کیا کہ اگر ایک شخص پر قاضی نے حکم کیا مگر اسے قاضی کی عداوت  
 ثابت کر دی تو اسکی قضا باطل ہو اسکو یا رد کیا چاہیے فی شرح الدیبا بن اللہ دہلوی ثرما ثبات الہدایۃ بخود قذت و برج و قتل ولی الیجا صمدہ لغرمی من لہ شہادۃ  
 فیما تحت فیما لخاصہ کشتادہ وکیل خیا وکیلہ و می و شر کیا اور شر لہابی کی شرح و بیان میں یہ ہے عداوت تو ثابت ہوتی ہے یا متنفذت اور عینی اور  
 قبل کرنے دلی کے فقط خاصہ سے ان خاصہ مانع شہادت ہے جس نے جس میں محاصمت واقع ہو گئی جیسے شہادت وکیل کی اس مقدمہ میں جس میں وہ  
 وکیل ٹھہر اور جیسے شہادت وکیل اور شہاد کی ہم معنی و وحی کی گواہی اس لئے مقبول نہیں جسکی اسکو وصیت ہوا و رد نہ کیا کی مال شرکت میں کذا فی خطا دی  
 و الناصحی لا یصلح مقید لان الفتوی من انور الدین و الناصح لا یقبل قولہ فی الدیانات ابن ملک زادوا العینی و اختارہ کثیر من المتأخرین و جزم متابع  
 فی مقدمہ و لہ فی شرح عبارات بلینہ و ہو قول الامتۃ الثلثۃ الیہما و فرافق صلاحیت نہیں رکھتا معنی ہونے کی یعنی امام کو فاسق کا مفتی مقرر کرنا کہ نہیں  
 اس واسطے کہ فتویٰ زین کے امور سے ہزار فاسق کا قول دینا میں مقبول نہیں ہوتا کہ اصرار ابن ملک علامہ عینی نے استاذ یاد کیا اور اسکو بہت شہرت















در صورت دعوی مقصور اگر قاضی بتجسس بجائی عمدہ قدیم بطریقے کے تو قاضی اس کے لئے تو باجی اہلیت ثابت کر کے پھر شکوہ کو مستحق کر کے استیعجہ الرالی میں کر کے اگر قاضی متین ہو  
 اس طرح کہ اس کے سوا کوئی لیاقت قصدا نہ رکھتا ہو تو ایسا بطریقہ تبادلیہ یا جوبیہ یا حقوق سلیم جو خدا پرین اور خدا عالمین مع ہو قال استحق الشاہدۃ والماکیدہ والایضاح والاکلام  
 نشر العلم وصالحہ صرہ کما اور شافعیہ و مالکیہ کے مستحق کہا ہو طبعاً کو شخص کلم نام کے واسطے تاکہ اس کا علم ظاہر ہو و اختیار القدر الاذی و الاولیٰ تہ اور  
 سلطان قاضی کا معین کرے والا اس شخص کو اختیار کرے جو قدر اور اس عمدہ کے واسطے بہتر ہو اپنے غیر سے یعنی تنفیذ قضا میں قدر تو سہو اور اپنے غیر سے بہتر ہو یعنی  
 جو علم اور فہم اور حکم میں افضل ہو اس کو بیحدہ جلیلہ عطا کرے مگر طرانی میں ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص متولی امر مسلمین  
 ہو کسی شیخ میں بھروسہ و حاکم اور عامل کرے اور محالہ و کدہ جاننا ہے کہ ان میں بھی مسلمین میں کوئی شخص اولیٰ یا بنیٰ عمل ہو اور اس کے زیادہ تر عامل کتاب و لحد اور سنت  
 رسول کا اولیہ آئے اندک اور اس کے رسول کی اور باعث مسلمین کی حیثیت کی اور مانند اس کے سند کا حکم و سند ابوبکر صلی علیہ وسلم مروی ہے اور سلطان کو لازم ہے کہ ان  
 کا از قریب بیت المال سے مقرر کرے اور قاضی کو بیت المال سے لینا جائز ہے اگرچہ وہ مخفی اور مخدور والہا ہو اور اگر کچھ نہ لے اور مدخل فقار کے تو افضل ہے اور اصل  
 اس میں قول ہے اور مدخل کا مال تیمم جو کبھی کسی زندگی کا کرے (و من کان غنیاً فلیست غنیاً و من کان فقیراً فلیست فقیراً) یعنی جو غنی ہو وہ غنی نہیں اور غنی کرے  
 اور جو فقیر ہو وہ فقیر نہ ہو و تو اس کے موافق حکمے عرفاء و قضا میں ابن بکر با صلی کو بعدہ قضا یا شوروم کا مشاہدہ دیتے تھے لحد رکعت تھے انکی عیال کے اور غیر کا قاضی  
 کو شوروم متناہر دیتے تھے اور اسی مرتبہ فرم فرم کو پا شوروم دیتے تھے اس واسطے کہ شریح کی عیال خادق اعظم کے وقت میں کم تھی اور غدا انان عظام و خلافت  
 مرتضیٰ میں انکی عیال بکثرت تھی اور غدا انان عظام و خلافت مرتضیٰ میں انکی عیال بکثرت تھی اور غدا انان عظام و خلافت مرتضیٰ میں انکی عیال بکثرت تھی اور غدا انان عظام و خلافت مرتضیٰ میں انکی عیال بکثرت تھی  
 حلال میں کذا فی النسخ و لا یكون فظاً علیاً حیاراً غیداً لا دخل فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قاضی بطل سخت دل اس کا غضب کو ذواق بن عذمان بن مزید کہ  
 وہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہے احکام شریعہ کے جاری کرنے میں خلیفہ ہر دم یعنی نے کہا فقہور و قضا میں سناسد کے اور خلافت مذکورہ تو آپ ہی تھا  
 میں فی اطلاق و تم خلافت اللہ خلافت آثارنا تہ اور خلافت اللہ کے نام بولنے میں خلافت کو کذا فی التباہیہ خانیہ ہم عصر ان کے نزدیک جائز ہے قاضی کو خلیفہ اللہ کے  
 اس واسطے کہ خلیفہ اللہ رسول کے معنی پر عمل ہے اور یہ جو نزدیک جائز نہیں شاید اس واسطے کہ یہ فقط مخصوص بانبیاء علیہم السلام ہو یا منقاد اور مرد و اولیاء علیہم السلام  
 کے و کہ ہرما القلیل و اخذ القضا و شایع الخلیفہ ای الظلم و العجز علی احد ما فی الکراہتہ ابن کمال اور مذکورہ تحریری ہے فقنا کا قبول کرنا اس شخص کو جو ظلم یا عاجز ہے  
 دوسرے ظلم اور عجز میں سے ایک چیز کراہت کے واسطے کافی ہے کذا ذکرہ ابن کمال ہم اکثر نسخ در مختار میں کہہ لکھتے ہیں اور حضرت کی شرح میں کہہ لکھتے ہیں اور یہی کتاب ہے  
 اور یہی طرح لکھتے ہیں و التقلید رخصت ہے اور بہر حال القدر رخصت ہے کذا فی الخطاوی و ان یفتی من لہ او امہ لایک فتح ثم ان النحر فرض عیناً و الا کذا ہے بجز اور اگر  
 باوجود خوف ظلم عمدہ قصدا اس کے واسطے تعین ہوا و بعض ظلم یا عجز سے بے خوف ہو تو قبول قضا کردہ نہیں کذا فی الفتح پھر کہہ لیا قضا میں اس شخص میں عجز ہو  
 تو قبول کرنا فرض عین اور نہیں تو فرض کھایا ہے کذا فی الجرح فتح القدیر میں ہے محل کراہت مستوفیہ ہے کہ قبول قضا میں متین نہ ہو اور اگر عجزی یا عجز ہو تو قبول قضا فرض  
 عین ہے اور اس پر واجب کہ کب کا ظلم و غیرہ سے تخافے رہے مگر باکسلطان سے فصل خضرات و محسن و الدقا رخصتہ و اسباب و الکر عزمیہ عند العامتہ  
 بزازہ لا لادلیٰ عمدہ اور قضا کا قبول کرنا رخصت ہے یعنی اسباب میں اور نہ کہ عزمیہ ہے اکثر فقہاء نے عزمیہ کو قبول قضا میں عزم و ضرورت عدم  
 خوف ظلم قبول قضا کردہ نہیں اس واسطے کہ کہا جا رہا اور تا تعین سے قضا قبول کر لی اور تا میں اس کے لئے فقہاء نے نزدیک قضا میں داخل ہونا واجب مگر نہ کہ عزمیہ  
 سے اور اول حدیث کا یہی مذہب ہے اور صحیح ہے کہ کہ دخول رخصت ہے اور اقتدار رخصت استہی تو بموجب اس کے ادلی عدم دخول ہے اور قول طبعی ہے کہ دخول فی القضا  
 عزمیہ ہے اور اقتلاع رخصت ہے بزازہ نے کہا ہمارے مشائخ قول اول پر ہیں اور فتح القدیر میں اسی پر ہیں کیا یہ اس لیے کہ اکثر خطا ہے کہ اس شخص کے کان میں جو  
 اپنے نفس پر اعتدال کا گمان رکھتا ہے پھر اسی سے خلاف اس کے ظاہر ہونا کذا فی النہر و کرم سے غیر الابل الذی دخل فیہ قطعاً من غیبہ یہ تردد



نقلہ فضاء جائز رہنا چاہیے بالواسعین میں ایک طرف غالب ہو گئے ہیں جیسے قرطین میں توسلین پر واجب کہ سبب سلسلین ایک شخص پر اتفاق کریں اور اگر کوئی  
 فردین بجز وہ قاضی کو مقرر کرے تا وہ ان کے فیصلہ کیا کرے اور اسی طرح ایک شخص کو امام مقرر کریں جو ان کو مجبور نہ کرے اسٹی اور یہ وہ قول ہے جسے طوائف  
 نفس ملین جو تاجر کو اسی پر اعتماد کرنا چاہیے کہ ان کی انزو ومن سلطان الخوانج و اہل البغی و اذاحمت التولیع صح العزل و اذافض فضاء البغی الی قاضی  
 العدل فضاء وقیل لا بد جزم الناصحی اور جائز ہے فضاء قبول کرنا خارجیوں کے بادشاہ اور باغیوں سے اور جبکہ اہل بغاوت کی تولیت فضاء صح ہوئی تو ان کا  
 معزول کرنا بھی صحیح ہے لہذا قاضی عادل کو معزول کر کے قاضی باغی مقرر کرے تو صحیح ہے اور جبکہ قاضی باغی کا مراءضہ ہے قاضی عادل کی طرف تو ان کو بخاری  
 رکے اور بعضوں نے کہا کہ جاری نہ کرے اور اسی پر یقین کیا کہ ناصحی نے مقرر الائی میں ہے کہ قاضی باغی کی فضاء ناقض ہے جیسے سابق اہل عدل کی فضاء نافذ ہے  
 اس واسطے کہ قول اصح میں قاضی صلاحت فضاء کی رکھتا ہے اور یہی قول مستدبر انتہی تو معلوم ہوا کہ قول ناصحی خلاف مستدبر فاو اقلد القضاء و طایب یوان  
 قاض قلم یعنی السجلات ہے جبکہ عمدہ فضاء پر منصوب ہو تو قبل قاضی کے قاضی سے دیوان یعنی سجلات کو طلب کرے دیوان اصل میں بھی برید صاحب ہے بجز  
 پر ان کا اطلاق ہوا ہے جو موضع حساب پر دیوان مراد وہ سبیلان اور بستے ہیں جہیں سجلات اور محضر وغیرہ ہوں دستور یہ ہے کہ قاضی دوشنہ لکھتا ہے ایک اپنے پاس  
 رکھتا ہے کہ شاید کسی طرف کا ہے حاجت ہو اور دوسرا نسخہ کے ہاتھ میں دیتا ہے اور جو نسخہ کے ہاتھ میں ہے وہ اعمدہ والے کتب میں تو قاضی منصوب و شخص  
 یا ایک میں کو بھیجتا ہے قاضی معزول یا ایک میں سے کا فضاء مذکورہ سے اور ہر ایک کا فضاء حال اس سے پوچھا اور ہر قسم کو ملے ملے ملے جہاں سے رکھے تا نکالت  
 آسان ہو بجز لوہے کے کسی ہر کرے نیز کہ خوف سے تجلی دہ جیسے غم و سخت تنہا میں اور اقرار علی علیہ یا انکار اور حکم بشیادت یا بیکول اس طرح پر مذکور ہو کہ شہاد  
 نہ آئے اور ان کو بھیجے کہ تھیں اور ان کے جہیں بیج یارین اور اقرار وغیرہ مکتوب ہو اور حجت اور وثیقہ تینوں کو شامل ہے اور حال کے عرف میں جہاں وہ ہو سکتا ہے  
 لے واقعہ میں لکھا اور قاضی کے پاس رہا اور اس پر قاضی کا خائنیں اور حجت وہ جہیں جہاں سے واقعہ منقول ہوا اور ان کے اور قاضی کی علامت ہو اور جس کے خلاف ہوں  
 کا خطا ہوا و شخص کو دیا جوسے کہ ان کی الطحاوی عن الجور و نظری حال المحبوسین فی جنن القاضی اور قاضی نظر کرے ان قیدیوں کے حال میں جو قاضی کے قید خانہ  
 میں ہیں ہم نے قاضی ایک ہند کو قید خانہ میں بھیجے اور وہ قیدیوں کے نام اور ان کی اخبار اور ان کے مقید ہونے کا سبب لکھا اور دربارت کر کے کہنے ان کو قیدی کیا  
 واما المحبوسون فی جنن الوالی فخلی الامام النظر فی احوالہم اور جو شخص حاکم کے قید خانے میں محبوس ہیں تو امام یعنی بادشاہ پر ان کے حال کا نظر کرنا لازم نہیں اور نہ  
 ادب اور نہ والا اطلاع محسوس قیدی کو ادب دینا لازم ہوتا ان کو ادب دینے لغز بوسہ اور زینین تو ان کو چھوڑ دے مہم ہوں کہ نہ مناسب تھا جبکہ کجی اور الائی  
 میں شرح ادب ہے کہ اگر محبوس کا کوئی قضیہ منو تو چھوڑ دے اس واسطے کہ جائز ہے کہ محبوس لائیں تا دینے ہوگا اس سے قضیہ متعلق ہو دلا ہیبت اخذانی قید الارجل  
 سطوا بدہم اور کسی کو شب باش ہونے دے قید میں لگائیں مرد کو جو تیزی میں ماخوذ ہو و لفقہ سے لیس لہا لہا فی بیت المال بجز اور اس قیدی کا جہاں جہاں  
 مال نہیں بیت المال میں ہے کہ ان کی العین یعنی نفس محبوس کی خوراک و پوشاک بیت المال میں ہے اور وہی حکم ہے مقررین کے محبوسوں کا اور عزادار یہ کہ کام پر ایک کے مال  
 کو مقرر کرے جسے پاس ان کے نام لکھے ہوں اور شخص کا خرچہ ماہ ماہ دیتا ہے اور شخص کو ملا کر اپنے ہاتھ سے دے کہ ان کی الطحاوی عن اقرہم جنن او قاضی  
 علیہ بنیۃ الزمہ جس ذکرہ سکین وقیل الحق منو محبوسین میں سے جو جنن کا ذکر کرے یا اس پر کوئی قائم ہو تو ان کو حبس لازم رکھے ان کو کسی کی فتح میں نہ کر کیا  
 اور قول ضعیف ہے کہ اگرچہ جنن لازم کر دے یہ قول یعنی اور ان ہام کاہر و الانادی علیہ بقدر ما یرى غم طایفہ کفیل بفسخ فان انادی علیہ شہرا ثم اطلقہ و اگر  
 اقرار یا گویا ہوا کہ اس پر جنادی کر دے کہ اسے جسد کر مدت قاضی کی اسے میں آوے پھر محبوس کو چھوڑ دے اس کے حاضر نہ مانا لیکہ سو اگر وہ حاضر نہ مانے دے کہ ان کے  
 تو اس پر مبنیہ بجز جنادی کر دے پھر ان کو چھوڑ دے مہم طایفہ بدلون ہے کہ قاضی اپنے خلوس کے وقت محلے میں جنادی کو بھیجے کہ وہ پکار دے کہ جس کو فلان بن فلان محبوس ہے  
 کچھ دعویٰ ہو وہ حاضر ہونا انکی سو کیا ہے و عمل فی الدوائع و غلظت الوقت بنیۃ ہو افراد ہی الید اور قاضی عمل کرے اموال و ردیعت اور حاصل و فتن

فی فضاء





















مال ظاہر و خفی اسکی چھڑ سے بلا ضمانت مگر تین صورتوں میں ضمانت ہوگی جسے یہ حکم کے مال میں اور وقت کے مال میں اور جبکہ صاحبین غائب ہو مفسد کے  
 چھڑ دینے کی وجہ سے اسکی قاضی کے نزدیک ظاہر ہوگئی تو وہ مہلت دینے کے لائق ہوگا مگر جب یہ حالت دینی کے بعد اس کے منکوشید کرنا ظلم ہو اور مال وقت کو  
 صاحب بخرنے قیاس کیا ہو مال ہیتم پر ہو مگر ضمانت میں اس کے تالیع ہو گئے ہیں اور قیاس میں کذا فی الطحاوی غم ولا یجیبہ شاملا لاول ولا یغیر حتی یثبت غرم غناہ و بزازہ  
 بخر جہت یون اخلاص کیسے جسکی جو تاقاضی اسکو دوبارہ قید دکرے اول میں ہی کہہ اسنے اور اس کے غم کے واسطے تا وقتیکہ اسکا صاحبین اسکی مالدار کی ثابت نہ کرے  
 کذا فی البرزانی وفي التفتیہ بین الجیوس علی افسار والدلائل خلاصہ قبل تعلیل فضلی القاضی القضاہ حی اللہ العبدہ الدائن نایا اور قیدیہ میں ہر کہ جو سس اپنے اخلاص پر  
 گواہی گذرا فی موصاحبین اسکا جھوٹا دینا جاہا قبل اس بات کہ قاضی اسکی غمسی پر چکا کہ قاضی بلازم ہو اسکی غمسی پر چکا کہ دینا صاحبین اسکو دوسری از قید  
 ذکر اوسے م شائع نہ پان ایک جہز قیدہ کا حد تک دیا اور حالانکہ وہ قیدی صاحب دین قبل تعلیل اسکا اطلاق چاہے اور مویوں لکھے بدین اخلاص حکم کے  
 غائب ہو جس دین حاضر کیا اور صاحبین غائب ہوگا تطویل جس کے ارادہ کے اگر قاضی دین کو اور دین مقرر کو جائتا ہو اسکو لے یا دیکھتے ضمانت اور اسکو  
 چھڑ دے کذا فی الخانیہ م ضمانت یعنی مال ضمانت و حاضر ضمانت کذا فی الجرجن الخانیہ و فی الاشباہ و الجواز اطلاق الجیوس لایستی فصلہ الا لا شمت اسماہ او اخلاص  
 لا قاضی فی غیبتہ اور اشباہ میں ہر کہ جو جہز مویوں جائز نہیں مگر اس کے مدعی کی رضامندی کی مگر جبکہ اسکا اخلاص ثابت ہو یا بدین دین حاضر کرے تو قاضی کو اسکا  
 جھڑ دینا مدعی کی غیبت میں جائز ہو مگر بشرطیکہ مدعی اور دین اور مقرر دین کو جائتا ہو کہ جب مدعی اپنی غیبت تطویل جس کے قاضی دین کو اور اس کے واسطے دو یا تین دن کی مدت چھڑ  
 قائم تعمیر چلائے اسکی طاعت ارادہ کر دے کذا فی الطحاوی و لوقال من یا حبیبہ علی عینی و فی حلیہ القاضی یومین اور تلمذہ ایام ولا یجیبہ لان التفتیہ  
 ذرت لا یلازم الاعتداد اور اگر اسنے جسے مویوں کرے کا ارادہ ہو کہ اس میں اپنا اسباب بچتا ہوں اور دین اور کتا ہوں تو قاضی اس کے واسطے دو یا تین دن کی مدت چھڑ  
 اور اسکو قید نہ کرے اس واسطے کہ تین دن اور آٹھ عشرت عذرات کے واسطے مدت مقرر ہو گئے ہیں نیز اسنے عرصے میں ارباب عذرات کا حال معلوم ہو جائتا ہو و لولہ عقاب کہ  
 اس کے مدعیہ و یقینہ الدین علی ولوشن قلیل بزازہ کو بھی تمام مدعی الجرجن اور شخص مذکور کے زمین یا باغ ہو تو اسکو جس کے کہنے یعنی اس واسطے کہ تا اسکو بچے  
 اور وہ دین اور اس کے جو اس پر اگر چہ بیع موشن قلیل ہو کذا فی البرزانیہ اور پورا بیان اسکا آگے آگیا کہ تین یا چھ تین و لم یمنع غرامہ عنہ علی الظاہر اور نہ رو کے بیان  
 مدیون سے اس کے دین کو آجما ظاہر روایت ہو جو مدعی اس سے قاضی سے خان لم یظہر مال خلاصہ بطریقہ اپنے اگر چہ جو کل مال ظاہر و خفی قاضی اسکو چھڑ دے اور اگر ارباب  
 دیون اس کے ساتھ ہے کہ مقدم کرین تو قاضی انکو نہ روکے ہی ظاہر روایت ہو امام سے خلاصہ اللہ صاحب لہام کی ذلیل ہو کہ جو مویوں غمسی نہ ت ہو تا حصول ذرت  
 ایما و حصول ذرت ہر وقت ممکن ہو تو وہ اس کے ساتھ ہیں تاکہ ذوقی نہ کر دے کذا فی الطحاوی فیلا یمنعہ نہ لا لایلا لایلا ایک غیب تو دین و مدعیوں غمسی کے ساتھ  
 لگے دین دن کو ذرات کو مگر یکہ وہ رات کو سب کرنا ہو تو رات کو بھی ساتھ دین م اور ملازمت میں ہر تفرق مدعی جو چھڑ سے مروی ہو کہ قیام اور قعود میں ملازمت  
 کرے اور اسکو جو رو لگوں کے پاس جائے نہ روکے اور اسکو ذون وقت کے کھانے سے روکے اور نہ وضو سے اور نہ جائے ضرور کے جانے سے خواہ وائیں اپنے  
 ساتھ ہے یا کسی اور کو ملازمت کے واسطے مقرر کرے اور یہ جائز نہیں کہ اسکو دھو بہین رکے یا رت پر یا جس مکان میں کہ اسکو مذمت ہو کذا فی الطحاوی و لیست جہز لہ ازادہ  
 ملازمت قیدہ اور عورت مدیون کے واسطے دوسری عورت نوکر کئے جو اس کے ساتھ ہی ہے کذا فی التفتیہ فرغ مسئلہ ملحقہ شائع کا لا و اخبار المطلوب الجیس والبالغاب  
 الملازمتہ فی حجر الدایۃ بخر الطالب الاضرار اور اگر مطلوب جیس اختیار کرے اور طالب ملازمت تو مدعی کی کتاب الحج میں ہر کہ طالب کو اختیار دیا ہو اسے  
 مگر ضرر سے لینے اور ملازمت سے ضرر ظاہر ہو اسطر کہ طالب مطلوب کو اس کے گھر میں نہ جائے و سے قواب دفع ضرر کے واسطے جس راجع کو کئی انہ  
 و کلفہ فی البرزانیہ بخیل الغنفس اور بزازہ میں حاضر ضمانت دینے سے اسکو کلفہ کیا ہو م بزازہ میں ہر کہ اگر اسکی ملازمت میں اسکی

ازہی جاتی بہت توحاف نہ اس بلکہ اگر کوئی جو کہ کذا فی الخطا وای وطلاب ملازمہ اراضی اور مقارنہ اراضی کو اسکی ملازمت کا اختیار دینے کا حاشی کے  
 حکم کے اگر طوبی اسکی حق باقی رہے و لا قبیل برہانہ علی افلاس قبل حسب سابق ساطع النقی و صحیح غری زادہ اور مقبول نہیں مدیون کے گواہ لانا اپنے افلاس پر بموجب  
 ہونے سے پہلے سبب قائم ہونے کو ایسی کے نفی پر یعنی غنا پر اور غری زادہ نے اس قول کو صحیح کہا کہ ہم بلا تاہم جس گواہی نفی پر مقبول نہیں اس واسطے کہ جب  
 مدت وہ بموجب راہ تو تاہم ہو گیا کہ اگر اسکی پاس مال ہوتا تو جس کی سختی نہ اٹھاتا اور اس قول کی صاحب نہایت اور اگر شہنشاہ نے بھی تصحیح کی کہ کذا فی الخطا وای  
 عن الدیۃ صحیح و مقبول اور غری غری زادہ اور علمائے مقبول شہادت افلاس قبل الجس کی تصحیح کی جو ہم اور اسی کا فتویٰ دیا پر محمد بن فضل و راسیل بن مادی بن  
 ابی حنیفہ اور نصیر بن یحییٰ نے اویسی قول پر شاہی اور حکما کذا فی الخطا وای و العلول علیہ رآہ کما قال ظلم عسارہ و ثلثا والا لا نہ فی خطا وای اور اس میں معتد علیہ تاقی کی  
 راستہ پر سو اگر تاقی اسکا افلاس معلوم کرے تو گواہی قبول کرے اور نہیں تو نہیں کذا فی انہ لو اسکو باور رکھا جاتا ہے وہ فتنہ لیسانہ احتی من نیرہ عسارہ بالقبول  
 لان الیسار عارض و البینات للاثبات اور گواہی مالدار کی مدیون کی حق بالقبول ہی اسکی افلاس کی گواہی سے اس واسطے کہ مالدار ہونا عارض ہے اور اگر اسیان تو  
 اثبات کے واسطے میں دلفی کے واسطے میں اگر طاب گواہ لاوے مطلوب کی مالدار ہی پر اور مطلوب کو گواہ لانا اپنے افلاس پر ہونا مصورت میں مالدار کی گواہی احتی  
 بالقبول ہی پر بل کہ نہ تو میں سبب عسارہ و شہد و تفتہم لاثبات امر او شہادۃ و اعتدہ فی المنظر ان اگر مدیون اپنے ظلم سے ہونے کا سبب بیان کرے اور  
 گواہ اسکی گواہی دین تو اس افلاس کی گواہی مقدم ہوگی سبب ثابت کرنے شہادت نہ دیکھ کے امر عارض کو نہیں یہ گواہی اثبات کی ہوئی دلفی کی کذا فی الشہادۃ اویسی پر  
 نہ لفظ نفی سے امتناع کیا و فی القیاس لم یمنینوا مقدار مالک قبلت والا لم یکن قبول لانا قیامت لم یمنینوا البینۃ من قیامت المکملۃ بالقبول اور نہیں ہی  
 کہ اگر شہود مالدار کی کے تعارض کے وقت نہ بیان کریں جس مقدار کو جبکہ مدیون مالک ہی تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر مقدار بیان کریں تو اسکا قبول کیا ممکن  
 نہیں اس واسطے کہ بموجب اسے گواہی قائم ہوئی ہو اور وہ منکر ہی اور گواہی جیتنے کے واسطے قائم ہو تو مقبول نہیں و اب وجس المومنین لہ جزاء المظالمات و ہی  
 فی الجہت بیاع مالہ نہ عہد و دینے و حینہذا غنا تھا جب عہد اور بموجبی مالدار کی دلفی کیجیاسے اس واسطے کہ جس بلا تاہم کما میں کتا ہوں اور اسکا بخیر  
 بن آگے آگیا کہ مدیون کا مال اسکی دین کے واسطے بیچ لیا جائے یا صاحب کیجے نزدیک اور تاقی کا فتویٰ ہوا کہ اس وقت میں تو اسکا جس دلفی نہیں رہتا تو خیر دار جا  
 ہم یہ بوجہ قول سختی ہائی بیچ کر دین ادا کر کے وہ چھوڑ دیا جائیگا بخیر و اطمینان جس کما ان باقی و لا یجس علی منہ من لفظہ زو حیتہ و ولہ اذا ادعی  
 العقر وان افقی ہا لانا لیست بدل مال والا نہ لفظ علی ماحضے ہو بہت علی ایسا نہ جس لایبہا اور فتنہ نہ کیا جائیگا زوجہ اور پیشے کے لفظہ گزشتہ کے واسطے جبکہ  
 وہ اپنی محتاجی کا دعویٰ کرے اگرچہ قاضی نے لفظ دینے کا حکم ہی کر دیا ہو اس واسطے بموجب شہادۃ کہ لفظ بدل مال نہیں اور اسکو لازم ہو ہی سبب عقد کے  
 چنانچہ مذکور ہو چکا بیان تک اگر زوجہ نہ نکاحی مالدار کی شہادت سے ثابت کر لگی تو اسکی درخواست سے جس پر قائم خلاصہ یہ کہ لفظ واجبہ مجتہد میں  
 جس نہیں در صورت و تا آخر گزارش صورت میں جبکہ زواجی مالدار کی ثابت کرے کذا فی النسخ بل جس اذ ہر بہت علی ایسا نہ لفظہ کما لوالی ان فی حق  
 علیہا و علی اصول فرد و جس احیاء لم یجر بلکہ زوج بموجب ہر جبکہ اسکی مالدار کی گواہی سے ثابت کرے صورت کی درخواست سے چنانچہ اگر وہ انکار کرے زوجہ  
 اور بدلہ پر خرج کرے سے یا اپنے اصول اور فرد پر خرج کرنے سے تو جس کیا جاسے ان لوگوں کے چلانا کے واسطے نفعت و دل جس محرمہ لوالی لم ارہ  
 و ظاہر فقہیہم لالکن مامرن الاشباہ لا یفر بالبحس الا فی ثلث عینہ قتال عند الفتویٰ میں کتا ہوں اور کیا دعویٰ بموجب ہر تاہم لفظہ محرم کے سبب سے  
 اگر لفظ دینے سے انکار کرے میں نے اسکو مصرع نہیں دیکھا اور ظاہر فقہیہ فقہاء یہ کہ بموجب شہادۃ فقہیہ زوجہ اور اصول اور فرد اسکی تصدیق ہی کہ محرم  
 کے لفظ نہ دینے سے بموجب شہادۃ وجود و اثبات اشباہ سے مذکور ہو چکی کہ دمارا جاسے بموجب اگر تین صورتوں میں میں فقہیہ جس میں تو نال مجتہد فتویٰ دینے کے  
 وقت ہم مفصلہ صنفہ ایک صورت یہ ہے جبکہ انفا ہی مذکور ہے اپنے قریب پر اور مراد قریب سے غیر اصول اور فرد میں کہ اصول اور فرد کے انکار سبب میں







کو تو انکی قضائے جائز نہیں اور نہ قاضی ثانی اسکو جاری کرے ظاہر مذہب میں کہ انکو وہ الطبیعی و لغوی دین کمال میں خلاصہ مقام ہے جو کہ قاضی نے امر مجتہد نہیں اسکو  
مختلف فیہ حال حکم کر دیا تو وہ مجمع علیہ ہو گیا تو دوسرے قاضی پر اسکی تشفیہ واجب ہے یہ اس صورت میں کہ جبکہ قاضی نے اپنے مذہب کے موافق حکم کیا اور  
اگر اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا تو اگر انسیان مذہب سے حکم کیا تو امام کے نزدیک قاضی ثانی اسکو جاری کرے اور اگر عدا حکم کیا تو انسیان دور و امین میں یعنی  
تشفیہ اور عدم تنفیذ اور صاحبیہ کے نزدیک انسیان اور عدم وزن ضرورتوں میں اسکا حکم نافذ نہ کرے اسواسطے کہ اسنے اسکا حکم کیا جو خود اسنے نزدیک خطا ہے  
اور فتویٰ صاحبیہ کے قول پر کہ لکھا فی شرح الواقیہ طحاوی نے کہ امام مجتہد قاضی کے حق میں مملو ہے قاضی میں کہ قاضی مقتدیہ اپنے مذہب کے مخالف حکم کرے تو ان  
منو کا دفع التحدیر میں کہ قاضی صاحبیہ کے قول پر کہ اسواسطے کہ مجتہد میں اپنے مذہب کے مخالف سموا یا عدا قضا نافذ نہیں اسواسطے کہ جو انجا مذہب عدا  
جہیز ہے تو خواہش باطل ہے سے حیوٹ ہے نہ قصد میں ہے اور ناسی کی قضا اسواسطے نافذ نہیں کہ مقلد نے اسکی تقلید نہیں کی مگر اسنے مذہب کی محبت سے دانگ  
نہر کے مذہب اور یہ مذہب مجتہد قاضی کے حق میں ہے اور قاضی مقلد کو سلطان نے اسنے واسطے قاضی کیا ہے تو وہ اوجہ صحت کے مذہب پر مشل حکم کرے اور وہ خلاف  
نہیں کرے کہ وہ یہ نسبت حکم مخالف معزول ہو گا انتہی اور بحر الرائے میں دعویٰ کیا کہ مقلد قاضی مذہب کے مذہب پر حکم کرے یا روایت ضعیفہ یا قول ضعیف  
پر حکم کرے تو نافذ ہو گا اسکی قوی دلیل وہ ہے جو برازیہ میں کہ اگر قاضی مجتہد نہ ہو اور فتویٰ لیکر اپنے مذہب کے مخالف حکم کرے تو نافذ ہو گا اور دوسرے قاضی کو نقص حکم جائز  
نہیں ہو گئے نزدیک خود اس قاضی کو اپنا حکم ٹوڑنا جائز ہے اور ابویوسف کے نزدیک جائز نہیں یا منی مانی البراہین اور جعفر القدری میں کہ وہی قول مستعمل ہے مذہب میں اور  
برازیہ کا قول صاحبیہ کی ایک روایت پر مملو ہے اسواسطے کہ نہایت کاریہ ہو کہ قاضی مقلد جسے اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا کہ منہزلہ اس قاضی مجتہد کے جیسے انسیان  
سے اپنے مذہب کے مخالف حکم کیا اور مجتہد میں صاحبیہ کے روایت قوی مذکور ہو چکی کہ حکم اسکا نافذ نہیں تو مقلد کی قضا بطریق اولیٰ نافذ نہ ہو گی لکن فی النہد والحق فی الخلال  
نے کہا اور برازیہ میں بھی فتح القدری سے منقول ہے کہ جعفر غلابی نے کہا کہ یہ حق صریح ہے جو حکم واسنوں سے بلکہ نہایت اپنے اسکی کلام اسطحاوی لکن فی الخلافہ میں ہے کہ خلاف  
و کا دتیسرا فیخلفہ لیکن خاصہ میں کہ خلاف اسنے فتویٰ دیا گیا اور گویا کہ یہ فتویٰ آسانی کر دینے کے واسطے ہے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم خلاف اسواسطے فتویٰ  
دیا گیا ہے یعنی قضائے مخالف نافذ ہے خواہ قاضی اس مسئلہ میں اختلاف مجتہدین کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو این النفس کے کہا تو اگر کہ بریں ہیں کہ میں کہنا ہوں لاف ہے  
کہ علم بلا اختلاف کو شرط لگانا ذہنیہ قصدا ہے کہ زمانے میں اسکی فکر کرانے کے قاضیوں کو اپنے مذہب کی معرفت حاصل نہیں ہے چنانچہ علم بذہب القی مجتہدین ہرگز  
خلاصہ سے روایت مذکورہ کو نقل کیا انتہی طحاوی نے کہا مذکور ہو چکا کہ یعنی اشتراط علم بذہب مجتہدین قاضی مجتہد کے حق میں ہے یعنی جب ثابت ہو کہ علم بذہب  
مجتہدین مجتہد قاضی کو لازم ہے نہ مقلد کو اب فتنا ذہب زمانہ کے عدم علم کا ذکر کرنا ہے جس پر اسواسطے کہ فتنا ذہب زمانہ مقلد حصہ ہیں مجتہد بعد دعویٰ مجتہدین خاصہ میں  
حاضر بعد دعویٰ صحیح کے ایک قسم سے دوسرے قسم حاضر برہم حل ہے کہ امام بعد دعویٰ ظرف الزم کا یعنی قاضی حکم کو لازم کرے بعد دعویٰ صحیح کے جوصادر ہوا ہرگز  
سامنے لینے قاضی ثانی کے رد و روا انتہی طحاوی نے کہ بہتر ہے کہ ظرف مذکور کو اسنے قول اپنی حکم قاضی کی طرف راجع کیجئے یعنی قاضی ثانی قاضی اول کا حکم  
اصحوت نافذ کرے جبکہ قاضی اول کا حکم دعویٰ صحیح کے بعد واقع ہو اور احتضار شود اصل شرط نہیں بلکہ اثبات قضا و قاضی کا فی ہر برازیہ میں کہ ایک  
شہر کے قاضی نے ایک مرد پر مال کا حکم کیا اور رجل اگدی پھر قاضی مر گیا اور مدعی نے اپنے قسم حکم علیہ کو دوسرے قاضی کے پاس حاضر کیا اور قضا و اول کو  
ثابت کیا تو قاضی ثانی نے ہر دستاویس سے مال والا سے منہر کو پلا حکم صحیح ہوا ہر دور ہر نام لینا قاضی کا اور یہ ان کے نسب کا انتہی والا کان افتاح حکم مذہب  
بجو اور اگر ایسا نہیں تو یہ اختیار تو اپنے مذہب پر حکم کرے مذہب اپنے کے لکھا فی البحر جمہلی نے کہا کہ حکم سے مراد افتا ہے بغیر تہ قول کہ افتا و افتاء اور اسواسطے کہ  
دعویٰ حکم نہیں ہوتا انتہی طحاوی نے کہا کہ بہتر ہے کہ کان افتا حکم اول کی طرف راجع ہو جو بدو دعویٰ صحیح صادر ہوا انتہی خلاصہ طحاوی نے ہوا اگر قاضی  
ثانی کے دوبارہ دعویٰ صحیح واقع نہ ہو تو یہ افتا ہے یعنی طلب فتویٰ کہ طلب قضا تو قاضی ثانی اپنے مذہب کے موافق فتویٰ دے اور قاضی اول کے حکم کو جائز نہ کرے اور اصل





حرم حرمین با غلام بالغ پر یا صغیر مسلم کا فرزند یا انبیاء یا فقہاء کا فرزند یا سکر یا حوۃ یا نکاح یا نفیق بین الزوجین یا شہادۃ الرشک یا یتیم یا اکل اور فحشا کا فرک  
 مسلمان پر ہمیشہ اور امتداد کے ساتھ چنانچہ نفیق بین الزوجین کا حکم دینا یا ان کی گواہی سے یا نفقین ہونا فقہاء کے جمیع مسائل بتکرار میں و عدہ ہائی الا شہادۃ  
 شہادۃ الزوجین اور یتیم یا حکام غیر نافذ کے یا شہادۃ یا سکر یا حوۃ یا نفیق بین الزوجین یا شہادۃ الرشک یا یتیم یا اکل اور فحشا کا فرک یا شہادۃ بین بطین حصص کے  
 مذکور نہیں ہوئی کہ ان میں فقہاء قاضی مقضض ہوئی یا نکاح یا نفیق بین الزوجین یا شہادۃ الرشک یا یتیم یا اکل اور فحشا کا فرک یا شہادۃ بین بطین حصص کے  
 میں ہر جگہ جی جاسے وہ لکھتے ہوئے کہ ان میں فقہاء قاضی مقضض ہوئی یا نکاح یا نفیق بین الزوجین یا شہادۃ الرشک یا یتیم یا اکل اور فحشا کا فرک یا شہادۃ بین بطین حصص کے  
 اور ذکر میں فقہاء نافذ کی سات صورتیں مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ صورت ہے کہ اگر عورت حوا اور مقناس کا حکم کرے اور یہ سہل و آسان میں اسے گنا  
 کتاب الفاضل فی الفاضل میں اس کے برخلاف جگہ مصنف نے شرح میں مذکور کیا ہم اس میں دو قول ہیں خانیہ میں نفاذ مذکور ہے اور یہ وہی ہے فقہاء جامع کے  
 مقدم میں عدم نفاذ مذکور کیا کہ فی الطحاوی والاسان ان الفقہاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان الاول دلیل الاثبات اور نفاذ فقہاء اور عدم نفاذ  
 کا قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ فقہاء صحیح ہر موضع اختلاف میں ہر موضع خلاف میں اور اختلاف اور خلاف میں ہر وہ کہ اختلاف کے واسطے دلیل ثابت ہے نہ خلاف کے واسطے  
 ہم یہ تقریر فرماتے ہیں اور لا فقہاء فی الایمان (و اما اختلف فیہ الا الذین اوہ و اما اختلف الذین اوہ و اما الکتاب) اور حال الکامل کتاب کے واسطے دلیل نہیں اور ذکر  
 شارح یہ ہے کہ موضع خلاف میں کوئی دلیل صحیح نہیں مخالف کی نظر میں والا اس کے قائل نے تو دلیل پر اعتماد کیا ہے کہ فی الطحاوی و اہل اختلاف الشافعی مہذب الاصح نعم  
 صدرا الشریعہ اور کیا اختلاف شافعی کا معنی یہ قول ہے کہ بان معبر ہر کذا فی شرح الوقایۃ للصدرا الشریعہ ہم شرح و حوا میں یہ ہدایہ میں کہ اس کے متبر اختلافات  
 صدرا اول کا یہ قول ہے صحابہ کرام کا لیکر اس میں یہ ہے کہ یہ شرط نہیں تو شافعی کا بھی اختلاف معبر یہ یوم الموت لا یقبل تحت القضاء و یخالف یوم القتل است  
 کا دن تحت قضاء داخل نہیں یعنی اس کوئی حکم متعلق نہیں بخلاف قتل کے دن کے کہ وہ داخل تحت قضاء ہے اور اس کی تاریخ معبر یہ اور قتل کے مانند نکاح ہے بہت  
 تاریخ میں کذا فی الطحاوی و فی ہر بن علی موت امیر فی یوم کذا ہم بہت امراء ان المیت کما اختلف فیہ النکاح تو اگر ایک شخص گواہ لایا اپنے باپ کی موت  
 پر غلے دن معبر کوئی عورت گواہ لائی کہ میت مذکور نے اس سے نکاح کیا بعد اس دن کے تو ثبوت نکاح کا حکم دیا جائیگا کہ جب ثبوت نکاح کا حکم ہو تو ہر اور  
 میراث ابن کے ساتھ ثابت ہوگی اس واسطے کہ یوم موت تحت حکم داخل نہیں اور استحقاق میراث مستیابن علی الموت سے ہوتا ہے تو تاریخ موت اور عدم موت برابر ہوگی  
 لہذا دونوں کے گواہ مشعل ہو گئے اور ہر ایک کے حق کا حکم دیا جائیگا کیونکہ دونوں گواہوں پر عمل کن ہے و ہر بن علی قتله فی بہرنت ان القتل کما اختلف فیہ القتل  
 اور اگر گواہ لایا اپنے باپ کے قتل پر غلے دن معبر عورت گواہ لائی کہ مقتول نے اس سے نکاح کیا بعد اس دن کے تو عورت کے گواہ مقبول ہو گئے ہم اس واسطے کہ  
 یوم القتل تحت قضاء داخل ہے تو اس کی تاریخ معبر ہوگی کذا جمیع العقود والمدائن اور اسی طرح قتل کے مانند بیع عقود اور مدائنات ہیں ہم عقود و جائز بیع اور بیع  
 وصیت اور صلح و غیرہ اور مدائنات چنانچہ قرض اور ولایت مستملک یعنی جمیع عقود اور مدائنات کا حکم قتل کے مانند بیع قرض یا قضاء فی الطحاوی والاسان مسئلہ  
 الزوجۃ النبی معا ولہ فاد قتل یتیم یا بیع شافعی لمانعہ الفاضل فی بین یوم القتل شہادۃ مگر اس وجہ کے لیے جن کے ساتھ نکاح یا سوا اس کے کہ زوجہ کے گواہ  
 مقبول ہو گئے اس تاریخ کے ساتھ جو ثبوت قرض یوم القتل کی فقہاء کے کذا فی الاشباہ ہم صورت اس کی و لایعین فی یون کہ اگر ایک مرد نے دوسرے پر دعوے کیا  
 کہ اس نے اس کے باپ کو عمارت بنا کر اس سے قتل کیا میں کی موت سے اور میں اس کا وارث ہوں کوئی اس کا وارث نہیں سوا کے میرے اور اس دعوے کو گواہوں سے  
 ثابت کیا کہ ایک عورت ائی اور اس کے ساتھ ایک لڑکا ہے جو اسے گواہی دے کہ اسی کا بیٹا ہے کہ اس دعوے کے باپ کے لیے نکاح کیا اور یہ لڑکا اس کا بیٹا ہے  
 اس کا وارث ہے اس دعوے کے ساتھ امامی احمدیہ نے کہا کہ میں میں یہ سچ حسن جانتا ہوں کہ عورت کے گواہوں کو جائز رکھوں اور ولد کو ثابت النسب کہوں  
 اور قتل کے گواہوں کو باطل کر دوں اور یہ حکم اگر حسب کی احتیاط کے کیجئے ہو اس دلیل سے کہ اگر عورت فقط نکاح کا دعویٰ کرے اور لڑکا ساتھ دلا تو وہاں میں کے

در بیان اختلافات  
 از نویس اختلافات کیا  
 چون گواہی مذکور کیا  
 جگہ مذکور کیا  
 از نویس اختلافات کیا  
 اختلافات کے لیے ذکر کیا  
 در لکھی



جائیل قول علی رضی اللہ عنہ کہ تیرے دو وزن شاہد پہنچ کر نکاح کر دیا مگر دلیل یہ مروی ہے کہ ایک اور نے ایک عورت پر نکاح کر دیا مگر دلیل علی رضی اللہ عنہ کے سامنے  
 اور دو کو دے گئے تو آپ نے وہ دونوں میں ثبوت نکاح کا حکم کیا تو عورت نے کہا یا امیر المؤمنین اگر مجھ پر اور ناجاری ہو تو میرا نکاح کسی کو دیکھ کر تو علی رضی اللہ عنہ  
 نے فرمایا کہ تیرے دو وزن شاہدوں نے میرا نکاح کر دیا تو اگر دو وزن میں نکاح منع نہ ہو جانا آپ کی رضا سے تو آپ نے عورت پر نکاح سے امتناع نہ کرنے کا جو بدو کی عورت طالب  
 نکاح کر چکی تھی اور مرد راغب تھا اور البتہ انہیں دو وزن کا حق نظر نہ تھا زنا سے اور خود بلو شہب کا ذب تھے یہ دلیل منع نہ کر دے گا فی الدرر کی صورت یہی کہ مشتری نے  
 غیر پر دعوے کیا کہ اتنے اس کو نشی کو اتنے میں سے بیا و یا علی نے انکار کیا سو مدعی نے شہود و قائل کہ یہ سوغاتی نے نوشی کا حکم کیا مشتری کے واسطے تو یہ حکم نافذ ہے  
 باطن میں بھی امام کے نزدیک اور اسکو اسکی دلی دلیل اور بطلان کی یہ مسرت یہی کہ عورت نے اپنے زور پر بطلان ٹھنک دیا دعویٰ کیا اور شہود و قائل کہ یہ سوغاتی نے  
 نے فرقت میں الزومین کا حکم کیا اور عورت نے بعد مدت دو کچر بیچ سے نکاح کیا تو امام کے قول پر بیچ اول کو اسکی دلی دلیل اور بطلان حلال نہیں اور بیچ ثانی کو نہ  
 اور بطلان و حلال یہ خواہ بیچ ثانی یہ حقیقت نکاح جانا ہو کہ بیچ اول نے اسکو بطلان میں دلی اسطرح پر کہ زور و قائل اصل الشاہدین ہو یا حقیقت حال میں بیچ پہلے  
 پر کہ وہ اجنبی ہو کہ زانی العالم گیر یہ اگر تو کہے کہ امام کا مذہب سخت مشکل ہے اسواسطے کہ حرام محض یعنی شہادت کا ذب نہ کر سبب ہوگی سہلت کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ سہنے  
 حرام محض کو سبب حلت کا نہیں ٹھہرا بلکہ قاضی نے سبب بیچے حکم دینے کو یا عقیقہ جید کو انشاک یا ولد انشر فقہاء کے نزدیک ضروری ہو شہود شرط ہے یعنی در صورت حکم نکاح  
 اور قاضی کا حکم حرام نہیں بلکہ وہ واجب ہے اسواسطے کہ قاضی کا ذب نہ ہو دوسرے واقعہ میں اور رضا مرتب ہو شہادت پر اور اس کے نزدیک شہادت حق ہے بنا پر مدعیان قائل  
 شہادت تو حلت مرتب ہوئی انشاء و عقد لازم پر قاضی کی جانب سے کذا فی الخطا وی و صد لا شریعتہ تصرف اور امام کی قوی تر دلیل تحریر بقضاء سے یہ ہے کہ اگر قاضی  
 میں الزومین واقع ہو بیچ کے امسے تو نافذ ہو تاں اور باطن میں تو فریق باہر القداوی بانفاذ کیوں کہ قاضی اسکا مامور ہے حق تعالیٰ کی بحالت سے کذا فی الخطی  
 وقالوا و زوالا و علیہ السلام ظاہر فقط و علیہ التعلیٰ شریعتہ علیہم البر بان اور احیاء اور فرار انکے ٹھکانے کے کہ شہادت شہادت زور سے فقط ظاہر میں نافذ ہے اور اسی پر  
 فتویٰ ہے کذا فی الشریعۃ علیہم الزمان ہم یعنی رضا لیسادت زور ظاہر میں نافذ ہے نہ باطن میں اسواسطے کہ شہادت زور ظاہر میں حجت ہے نہ باطن میں تو قضا یعنی  
 اسی طرح فقط ظاہر میں نافذ ہوگی نہ باطن میں اسواسطے کہ قضا نافذ ہوئی ہے بقدر حجت کے قسمتی میں حقائق سے منقول ہے کہ عدم لفاذ باطن پر فتویٰ ہے کہ اگر الزام میں  
 منع القدر سے ہے کہ قول البیضیہ ہوا الا و حیثی قوی ہے کذا فی الخطا وی بخلاف الاملاک المرسدۃ البیضیہ عن ذکر سبب الاملاک ظاہر فقط و علیہم الزمان سبب  
 بخلاف قضا و املاک مرسد یعنی وہ املاک جو کہ سبب ملک سے مطعن میں تو فقط ظاہر میں نافذ ہوگی بالاخر بحسب تراجم اسباب کے ہم یعنی املاک مرسد عود و زوسہ کے ضمانت  
 ہیں کہ انہیں ظاہر میں ہی فقط قضا نافذ ہے و جہاں اسکی پر کہ شہادت نکاح میں نکاح مقدم ہو جائے تو قضا پر بطریق اقتضا کے گو یا قاضی نے کہ ان میں سے بے اثر نکاح کسی کو دیا  
 یا ہم دو وزن میں نکاح کا حکم کیا قطع منازعت کے واسطے اور املاک طائفہ میں ایسا نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ ملک کے واسطے کوئی سبب ضروری ہے اور سبب سبب اول نہیں  
 بعض سے بسبب تراجم اسباب ملک تو بیان اثبات سبب باطن علی اقتضا ملک میں بطریق اقتضا بحسب باطن میں قضا نافذ ہوئی تو توفیق نہ کو دلی اور اکل وغیرہ حلال  
 نہیں اور بعضی علیہ حلال ہے لیکن وہ پوشیدہ کیا کہ کہہ کر ظاہر میں کرنا تو لوگوں کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ لغویہ کذا فی الخطا وی و من الوالو الجیہ حق کو کہ  
 سیاحین غفلت الحلات ان کا نہ سبب ہیں انشاء و اگر املاک میں سبب میں نہ ہو تو خلاف سبب میں پر جموں ہوگا بشرطیکہ وہ سبب ایسا ہو جسکا انشاء اور سبب  
 کرنا ممکن ہو قاضی کی رضا سے چنانچہ ہم لینے اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ غلامی چیز میری ہے تو کہہ سبب خرید کے اور شہادت کا ذب اسبغ قائم کی اور قاضی نے ثبوت ملک  
 کا حکم کیا تو امام کے نزدیک قضا نافذ ہوگی ظاہر اور بطلان اور صاحب اختیار کے نزدیک فقط ظاہر ہی میں نافذ ہوگی نہ باطن میں والا انشاء اللہ کا کالاف اور اگر ایسا سبب  
 مذکور نہیں کیا جسکا انشاء قاضی سے ممکن ہو تو قضا باطن میں نافذ ہوگی بالفاق امام اور صاحب اختیار کے چنانچہ اثر یعنی اثر اگر سبب ملک ہے لیکن ایسا سبب  
 نہیں ہے جسکو قاضی انشاء کر کے اور مدافعت قضا امام کے نزدیک سبب پر جو قاضی کے حکم سے پیدا ہو سکے خطا دی ہے کہ ایسا لین میں ہے کہ میراث اور طلع ملک







دو گان مایہ علی النکاح شرطاً علی مایہ علی الحاکم کما اذا ادعی عبد علی مولاد انہ علق عقد تخلیق زوجہ زید و یزید بن علی التخلیق لعیقہ زید لا یقبل فی الاصح اذا کان فیہ  
الابطال ای حق الغائب فلو لم یکن کما اذا علق طلاق ارادہ قبل دخول زید الدار لعلہ عدم حضر الغائب اور جو دعویٰ کے کیا جائے غائب ہوگا وہ شرط ہو اس دعویٰ کی  
جو حاضر ہے اور عا ہر چنانچہ اگر غلام کے اپنے مہمان پر اسکا دعویٰ کیا کہ اسنے معلن کیا میرے عتیق کو زوجہ زید کی تخلیق پر اور گواہ لایا زید کی زوجہ کے طلاق  
اور عتیق پر نہ زید کی عتیقہ میں تو گواہ مقبول نہ ہوگا کہ اسنے معلن کیا میرے عتیق کو زوجہ زید کی تخلیق پر اور گواہ لایا زید کی زوجہ کے طلاق  
کا حق باطل بنو ہو چنانچہ اگر زوجہ نے اپنی زوجہ کی طلاق زید کے دخول دار پر معلن کی لینے یوں کہ کما اگر زید گھر میں داخل ہو تو اسکی زوجہ مطلقہ ہو تو بیعت  
دخول دار کے گواہ مقبول نہ ہوگا بلکہ عدم حضر غائب کے لینے زید کا کچھ ضرر نہیں دخول دار کے ثابت ہونے میں ہم قضائی الشریعہ میں اختلاف متنازع ہے اور  
صحیح یہ ہے کہ مقبول نہیں سبب اور شرط میں فرق یہ ہے کہ سبب اصل پر نسبت بسبب تو حاضر غائب ہوگا صاحب سبب کا یعنی غائب کا نائب وکیل کے اور ایسا  
نشین جبکہ شرط ہو یعنی شرط اصل میں ہے نسبت بشرط و تو حاضر غائب کا نائب نہیں ہو سکتا لکن فی صدر الشریعہ و من جیل اثبات الحق علی الغائب ان یروی عن الشہد  
علیہ ان الشاہد عدل فان فیمن الذم ان مالک الغائب اعتقد لقبل اور اثبات عتیق علی الغائب کے حیوان میں سے ایک حیوان ہے کہ مشہور و علیہ یہ دعویٰ سے  
کرے کہ شہد مری کا قائل ہے شخص کا غلام ہے سو گواہ لاوے دعویٰ کے اسکا مالک غائب نے اسکو آزاد کر دیا ہے تو گواہی عتیق کی مقبول ہوگی و من جیل الطلاق  
حیوان الکفایہ بہر ما علقہ بطلاق اور جیل طلاق سے حیوان عورت کے مہر کی کفالت کا معلق بطلاق عورت ہم صورت اسکی یہ ہے کہ عورت ایک مرد پر دعوے  
کرے کہ تو نے کہا ہے کہ اگر تیرا زوج طلاق دے تو میں تیرے مہر کا ضامن ہوں جو زوج پر یہ سو امانت کفالت کا اقرار کیا اور طلاق کا انکار کیا اسنے طلاق  
سہ گواہ قائل کیے تو طلاق اور کفالت کا حکم ہوگا طحاوی نے لکھا یہاں سے متن تک جتنے مسائل ہیں وہ قول حنیفہ پر مقرر ہیں چنانچہ منع الظاہین اسکی  
تصریح ہے اسواسطے کہ سن قبل شرط سفر میں غائب کے واسطے جامع الضمومین میں ہے کہ باوجود اسکے کہ قاضی اسے حکم کرے کہ تیرا زوج کا اختلاف متنازع ہے  
سبب سے دعویٰ کی کفالت نہ بنتی العدة بطلاق اور نفقہ عدت کی کفالت معلق بطلاق کا دعویٰ ہم صورت اسکی یہ ہے کہ عورت نے ایک شوہر پر دعویٰ کیا  
کہ تو نے کہا ہے کہ اگر تیرا زوج محکو بطلاق دے تو میں نفقہ عدت کا ضامن ہوں سو امانت کفالت کا اقرار کیا اور طلاق کا انکار کیا سو عورت نے طلاق پر گواہ  
قائل کیے تو طلاق اور کفالت کا حکم ہوگا پر قول ضعیفہ میں اور ادا ان لا یرئی فی حلیۃ نامی دعویٰ الزنا یا ادعی علیہا ان زوجها الغائب طلقا و انقضت عدتا  
و زنا دجا فاقرت بزوجیۃ الغائب و انکر ت طلاق فرسین علیہا بالطلاق لیقضہ علیہا انما زوجہ لا یستلج الی اعادۃ البینۃ اذا حضر الغائب اور جو شخص  
ارادہ کرے کہ زندہ کرے تو اسکا حیلہ وہی جو بزاز یہی کتاب الدعویٰ میں ہے کہ دعویٰ کیا ایک عورت پر اسکا کہ اسنے زوج غائب نے اسکو طلاق دی  
اور اسکی عدت مقضی ہوگئی اور مدعی نے اس سے نکاح کر لیا سو عورت نے غائب کی زوجیت کا اقرار کیا اور اسکا طلاق دینے کا انکار کیا تو مدعی نے  
عورت پر یہ گواہی طلاق ثابت کر دی تو عورت پر حکم ہوگا کہ وہ زوجہ پر حاضر کی اور اعادہ شہادت کی حاجت نہ ہوگی جبکہ شخص غائب حاضر ہوگا ہم طحاوی  
نے لکھا کہ اگر یہ دعویٰ راستہ ہی تو اسکو حیلہ کتنا وسیع ہے اور ذکر عدم ارادہ زندہ کرنے پر اور طرہ بیان شائع اسکا موم ہے کہ دعوے دروغ میں یہ حیلہ  
جاری ہے اور حالانکہ انشائین بلکہ ایسا فعل کر کے الکیا نہیں سے ہی اور طاهر کلام بزاز یہ اسپر وراثت کرتا ہے کہ بزاز ان طلاق ثبت زوجیت پر حالانکہ دون  
میں تلازم نہیں سو اگر یہ مرد کہ گواہی طلاق اور کحل و دون سے قائم ہوئی تو آپ حاضر ہواستی و لو قضی علی غائب بطلاق یا غائب فی ظہر الدار انشائین  
عن اصحابنا ذکرہ بلا ضرر فی باب خیار العیب اور اگر قاضی نے حکم کر دیا غائب پر بدوین غائب کے بقضاء نافذ ہوگا خفیہ کی الظہر الدار میں من بیان کیا ہے کہ  
ملا ضرر و نے درر کے خیار العیب کے باب میں ہم طحاوی نے لکھا کہ یہ محمول ہے کہ صورت پر جبکہ مفقود کی نفقہ کے واسطے حکم ہو نہ مطلق غائب میں  
بجواز الی میں ہے کہ اس قبل سے کہ قضائی الغائب کے نفاذ پر فتویٰ ہو بہت لوگوں نے دھوکا کھایا ہے یعنی وہ عالم سمجھے ہیں کہ غواہ قاضی شافی ہو چکے قریب میں

فتنا علی نائب جانزیر خود یعنی جسکے نزدیک جانزیرین اور مظاہر بقوی آئیں تاقاضی کے حق میں یہ سب ترک فتنا علی النایب کیا کرے اور اسکو کہہ دے کہ فتنا علی النایب جانزیرین چاہیے جسدرشدیک شیعہ آراء القاضی میں ذکر کیا ہے اور اگر عام ہو تو ہمارے اصحاب کا ہر مذہب لازم آوے یا قوی افتاد کا مفتوحہ حق میں محمول ہے مطلق نائبین وقیل لانیقصد مجر غیر واحد فی المیتة والیراثۃ ومعجم الفتاویٰ وعلیہ الفتویٰ اور دوسرا قول یہ کہ فتنا علی النایب بلا نائب نافذ نہیں اور اسی قول کوراج کیا ہے اگر کثر علمائے اوسینہ اور بڑا زیور مجمع الفتاویٰ میں لکھا اور اسی قول پر فتویٰ ہو وجہ فی الفتح کو قتل علی امتداد قاضی آخر اور وجہ القدر میں فتنا علی النایب کے معروف ہونے کو ترجیح دیتی کہ کثر قاضی کے جاری کر دینے پر یعنی فتنا علی النایب اسوقت نافذ ہوگی جب دوسرا قاضی اسکو جاری کر دے مطلقا دیئے کہ کیا بیان شایع اسکا مقتضی ہے کہ کو قتل کا قول مشیرا قول یہ حالاکہ یہ جینہ وہی قول پر عدم افتاد کا کافی السجود والعثمان الفتاویٰ علی السجود والافرنہ وہی فی نفس اسکا اور اگر اراقی میں ہے اور قول متعدد ہے کہ حکم کرنا صحیح ہے جانزیرین مگر ضرورت کے سبب سے اور یہ ضرورت پانچ سبکوں میں ہے جو سحر کی تفسیر عنقریب گذری یعنی جو کو قاضی سلع خصوصت کے واسطے وکیل مقرر کرے نائب کی طرف سے اشعری یا نجی فتواری پہلا مسئلہ یہ کہ کوئی چیز بشرط غریب کی سوانح جیسا ہم لینے شری نے مدت نیاز میں ردیج کا قصد کیا اور بلائے محضی ہے تو شری قاضی سے درخواست کیسے کہ بلائے کی طرف سے وکیل قائم کرے تا اسکو بیع پھر دے صاحب بجز غامین ودخل لقل کیے میں بلا ترجیح اخفی المکحول اردو دوسرا مسئلہ یہ کہ مکحول دلچسپ ہا ہم صورت اسکی یہ کہ کو ایک شخص کا حاضرنا میں ہوا اشہر مدبر کہ اگر اسکو کل حاضر نہ کرے تو مکحول عند کارین کیلین یہ کہ سب مکحول بلکل نائب ہو گیا اور کفیل نے اسکو نہ پایا سامان تک کہ مدت گذر گئی تو کفیل پر مال لازم ہو گیا اور اگر کفیل نے قاضی سے تالاش کی سوائے مکحول بلکل طرف سے وکیل قائم کیا اور کفیل نے اسکو مکحول عند کے سپرد کیا تو کفیل پر ہی الزام ہو جائیگا اور یہ ظاہر ارا دیتا ہے کہ مخالف ہے تو یہ البویوسفی کہ یعنی بروایت میر سے کہ کذا فی البحر میں جامع الفقہ میں حلف لیبیہ فیہ الیوم مشیبالدین شمسرا مسئلہ یہ کہ مدبول نے قسم کھائی کہ اکتبا اسکا دین آج ادا کرے لیکنا سودا میں نائب ہو گیا ہے اور اطلاق کی قسم یہ یا عتاق کی خبر ہو یا سلعن اضرالعت حشہ سے ڈرا تو قاضی نائب کی طرف سے وکیل قائم کرے اور اسکو دین ادا کرے تو جائز نہ ہو خانہ میں کہ اسی قول پر فتویٰ ہے شرف الدین غری نے لکھا کہ نائب کیل کی کچھ حیثیت نہیں اگر قاضی کو دین ادا کرے گا تو جائز نہ ہو کہ قول مختار یعنی بیجا ہے کہ نائب مستعدہ میں ہے اور اگر دین قاضی منو حاشا ہرکما بقول مفتی بکذا فی الطحاوی وجعل امرایا سید بان لم یفعل لفتنا نقضت جو حاشا مسئلہ یہ کہ نہج سے نزدیک کا اطلاق کا اختیار دیا اگر اسکا نفعہ دسویچے سو خور مجیب رہی یعنی انقضاء القاع طلاق تو قاضی وکیل قائم کرے لفعہ قضا کر کے واسطے الحاشا مسئلہ اذا فتواری الخلفہ کا مشافروان ان القاضی یتصدی کیلا فی الکمل وہو قول رائی فی خانہ یاخوان مسئلہ یہ کہ جب تمام مجیب رہے دارالفتنا میں حاضر نہ تو مشافروان نے لکھا کہ قاضی وکیل قائم کرے سب صورتوں میں اور یہ قول ہے البویوسفی کا لکھا فی المانیہ نکت وقل مراح الوہابینہ عن شیخ ادب القاضی ما ندخل الکمل وان القاضی یقیم مینہ مدیرا ثم یضبط الوکیل اوہو سائرہ کے شارحین نے شرح آراء القاضی سے نقل کیا کہ یہ یعنی نصب وکیل امام ورماسجین سب کا قول ہے اور یہ کہ قاضی غیر حاضر کے گھر پر مقرر کرے جسقدر مدت کہ اسکو مناسب معلوم ہو پھر وکیل قائم کرے ولا ینسج التکرار المستعقرہ بالذین للقاضی الا للورثۃ لعدم حکم حیشہ کا ان الذین یخیرهم ولا ینسج ترکہ مستوف بالذین کی قاضی کے واسطے ہے ودارالفتن کو بسبب دھاک ہونے وارثوں کے جبکہ دین وارثوں کے سوا او کسی کا ہوہر مشاغلہ ترک کرے یا اسکو ادریت پر دین اتنا ہی یا زیادہ ذوقاب قاضی اسکو چھ لکھ لکھ دے دین پر لگا دے اسکا وارث مگر جبکہ ارباب دیون سے روئے راضی ہوں اور وارثوں کو استخلاص ترک کا حق ہے تو اگر وارث استخلاص کا قصد کرے اور مال افتاد کرے تو ارباب دیون سے یہ بردستی قبول کر دیا جائیگا اور اگر وارث کسین کہ ہم میں کو ادا کرینگے اور مال افتاد حاضرین کو قاضی کو بچ نہ کر دیا اختیار کر دیا فی الطحاوی یقرض القاضی فی مال والنائب والفقہ والیتیم من علی موثرین حیث لا یمن الا من قبلہ مضارۃ ولا استیلاء لیشتر یہ قاضی فرض دے مال وقف اور مال غائب مال افتاد اور مال نیم الدارامت واکر جو حکم کا کوئی وسیع نہوار نہ ہو شخص ہو چکا کہ کو بلا طین عقد مضاربت قبول کرے اور یہ مستقل ہو جسکو قاضی خرید کرے ہم قاضی سبب











محبوس ہوئی لفظ صغیر کے دین میں بیان کیا کہ اسکو اور کسی باطنی کے متعجبی ظاہر کرے میں کتاب ہون لیکن وہ بیان کے خلاف یعنی عبداللہ کے مقدم کو کیا ہو قاضی نے  
 سے کہ آتا دارودر مختار اور باطل اور صغیر محبوس پہلے میں برابر میں تو خود کرنا چاہیے وہی کہ نفی حبس کو بیان یہ قول کہ ہر مظلوم یا باطنی حبس پر صغیر جائز ہوتا وہی  
 اسکا کہ ایک محبوس ہوگا کہ غلام میں کہ کہ صغیر محبوس میں کیا جاتا دین کے استہلاک سے دیکھ اسکا باب یا دوسری حبس کیا جاتا تھی اور ظاہر اوصاف دین میں  
 القول میں یہ کہ قاضی خان کا کلام صغیر نادون میں اور غلام اور وہ بیان کہ کلام صغیر محبوس میں کہ چنانچہ غلام کی عبارت کے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کلام فی الظلماء دی قال  
 وليس للقاتل ان يسلح مع وجود اب اودى دى فانه حسته قلت دى القنيه ودى يا غلاما قاضى لفتنه اوصلى كما نظم الشارح فتمت بعد لفظ صغیر الدنہ فقلت لفظ  
 لے کہا اور قاضی کو یہ جائز نہیں باوجود اب یا دوسری کے اور یہ جواب دہ کہ میں کتاب ہون اور یہ مسئلہ تو فنیہ میں کہ اور جبکہ باب اور دوسری نے یہ کہ تو قاضی کو اسکا  
 تو دوسرا جائز کہ لفظ صغیر چنانچہ وہ بیان کے خلاف نے اسکو نظم کیا کہ سو میں نے اسکو منہ سے ملا دیا بعض اوقات کہ بدل کر سو یوں کہ اسباب و فتنش مع من اب  
 او دوسری و دوسری الاصل الفتن سطر اور توڑی جاسے مع باب یا اس کے وہی کی اگرچہ باب یا دوسری مصلح ہو نہ ہند اور حالہ لفظ صغیر یہ حکم مستطری  
 کتب مرتبہ میں یکس فی دین علی لفظ والدودوسری ولما دین حبس بعد اور حبس کیا جاتا لفظ صغیر کے دین میں باب اور دوسری اور تکیہ واسطے لفظی علماء حبس  
 صغیر کی بھی صورت تیسرے میں یعنی حبسوں کے پر دیکھیں صغیر تا دیکھ واسطے جائز نہ کرنا کہ وہ دھبے نہ ہو جاسے دینی الدین لم یحبس اب کتابت و بعد لفظ لکھیں  
 و صغیر اور صغیر کے دین میں باب محبوس نہیں ہوتا باطنی اگر صغیر کا دین باب پر ہو تو وہ محبوس اسکا اور نہ کتابت ہونے کے دین کتابت صغیر میں اور نہ غلام ہونے کے  
 دین میں اور نہ غلام کے دین میں اور نہ مدیون غفلت محبوس ہوتا ہے ثم الوعد مدیون تا حدیث الی بدیہ لفظ لغیر ما ان کا غلام مدیون ہو تو غرض کہ کلامی محبوس ہوگا  
 اس کے دین میں واسطے کہ کتب غلام کا اب صحاب مدیون کا حق کہ حبس صغیر ہونے کا اس واسطے کہ اگر وہ مدیون حاصل ہو تو دین جو غلام میں نہیں کہانی اسطفا و مدیون کا کہ نہیں  
 مدین کتابتہ الانیا کان من حبس الکتاب اور اسی طرح محبوس ہونا ہر اپنے مکاتب کے دین میں اگر اس دین میں محبوس نہیں ہوتا جو دین کہ کتابت کی حبس سے  
 ہم یعنی اگر دین کتابت پہلے اس میں گھبرن میں اور کتابت ہونے شلا دوسروں پر تو اس صحت میں بدل کتابت متغایر دین کہ تو ملی محبوس ہوگا اور اگر کتابت بھی دوس  
 من کیوں پر ہوئی کہ تو اب دین حبس کتابت صغیر محبوس ہوگا قاضی عاف الوہابیتہ سے دینی غیر حبس الحب حبس سیدہ و مکاتبہ والعدیہ کیا کہ سو وہ بیان نہ  
 کی کہ کتابت عاف الدین میں ہر اور غیر حبس حق میں محبوس کرے ہونے کو مکاتبہ اسکا اور غلام کتابت میں مختار ہو لینے چاہے کہ کتابت کو غلام فتح کر دے بد دین  
 رضامندی ہونے کے کہ کلام فی الظلماء دینی تحریر و یکس و ذالک کتابت الصالح المحرر علی الدین اذ بالکتاب ہر صغیر اور وہ بیان کہ کتابت لفظ میں ہر اور  
 جمع کتابتوں والا کتابت محبوس ہوگا دین ہر اس واسطے کہ سبب کتابتوں کے وہ غفلت نہیں ہم فنیہ میں کہ کہ فنیہ ہر دین ہر اور اس کے پاس کتابت میں ہون تو وہ در  
 حق فتناء دین معدود والا ہر تو وہ محبوس ہوگا اگرچہ وہ فنیہ دین صدقہ و دوجہ مذکورہ کلام فی الظلماء

باب الفتن

باب الفتن میں پہلی پہلی مقرر کر کے حکم بھی فتناء کے نوع سے ہر اور حکم یعنی پنج کارہ کہ مقرر تو قاضی سے حکمرانی میں اس واسطے کہ قاضی کا حکم عام ہر اور حکم کا حکم فتناء یعنی پنج مقرر  
 ہر حصے اسکو پنج مقرر کیا اور پنجیت حدیث سے ثابت ہر اس واسطے کہ الوشیع سے روئی کہ میں لکھا کہ یا رسول اللہ میری قوم میں جلیلہ اختلاف ہوتا ہے کسی چیز میں تو میرے  
 پاس اس میں مومن نہیں حکم کر دیتا ہوں تو مجھے فرشتے راضی ہوجاتے ہیں تو حضرت علی الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا یہ کہ خوب یہ رواہ الدنای کہ فی الفتن ہر لفظ  
 جبل الکفر فی مالک لفظ میں عبارت ہر اس سے کہ تو اپنے مال میں غیر غرض کے واسطے حکم کرنا مقرر کرے دعوا تو لیتا انھیں حکام کیا حکم نہیں اور حکام عوف میں  
 عبارت ہر مولا اور مقرر یہ خبر سے ایک حاکم کو کہ وہ دونوں میں حکم کر دے ورنہ لفظ الدال علیہ مع قبول الاثر ذلک اور کہ حکم لفظ علیہ یہ یا خاص حکم کا وہ  
 لفظ جو حکم پر دلالت کرے ساتھ قبول کرنے کے لئے حکم کے اسکو معنی میں لکھ دے کہ میں کہ جسے مخلوق مقرر کیا تو ہم میں حکم کرے اور وہ اسکو









نام اور کثرت میں لوگ شکر کرتے ہیں اور جوئی نے کہا یہ شرط کہ کمال کی طرح اور اگر تاجی نہ ہو تو مقبول نہیں رہتی اور شرط کہ کمالی اور مدنی علیہ کا نام پروردگار یا تاجی لکھے اور جن آئینوں کے اسے اور چاہے تو خود کا ذکر بھی مندرج کرے کہ ان فی الطحاوی ملوک ان النعمان علی الظاہر و علم قبل ہدائی عن نعمہ فی عرفنا کیون علی الظاہر میل یہ سو اگر عنوان اپنی سرنامہ خط کے اوپر ہو لینے نفاذ پر تو مقبول ہوگا کہ بعضوں نے کہا کہ یہ سابقین کے عہد میں تھا اور اسے عہد میں عنوان ظاہر خط پر ہونا اور لکھا عمل کیا گیا ہوگا و لکن فی النبی بان الشہد ہم کہ اسے یہ و علیہ الفتویٰ کما فی النبی عن کاننا فی و فی الفتی و لیس الخیر کا لسان اور ابو یوسف نے کہا کہ کثرت کی کو اس پر کہ تاحی کا تب شاہدوں کو اس پر گواہ کرے کہ وہ اسکا خط پر لینے خط کا چھٹا شہود طریق کے سامنے اور شہد کرنا جیسا کہ ظہرین کا مندرج ہے ضروری نہیں اور اسی قول پر فتویٰ ہے چنانچہ غرض یہ کہ تاحی سے اور فتی میں ہے کہ خبر دیکھنے کے برابر نہیں ہے لیکن ابو یوسف تاحی ہر مسئلے سے اور انھوں نے وہاں کو دیکھا اور جس میں مصحف تھی اسکو سامنا اور معلوم کیا اور ظہرین کو مصالح فقہا کا سامنا نہیں ہوا تو مسائل خبر پر کار کا نقل لاکر فتویٰ پر کہ ان فی الطحاوی فاذا وصل الی المکتوب لیس فی الخیر الاول والایقل اولیٰ لایقوان الا بحضور الخصم و شہودہ ہر جب خط پر لکھنے کو لب لیکر تو کمالی اور کو پہلے دیکھے اور اسکو قبول نہ کرے یعنی اسکو دیکھنے پر خبر ہوگا اور اسکا شہود طریق کے سامنے نہ ہوگا اگر تاحی کا ذکر کرے تو خط کی کچھ حاجت نہیں اور اگر کتاب پر ہوا ہمدی کے کہ یہ سے تاحی کا خط پر تو اس خط کے گواہ طلب کرے یہی مطلب ہے صحت پر شہود کے سامنے خط چھٹے یعنی شہود خط اور شہود طریق کے سامنے اور شہود طریق یا ایک ہزار دو و تین ہزار اسکا کو اپنی دین کے بدلے تاحی کا خط پر کہ ان فی الطحاوی و لا بد من اسلام شہودہ و لو کان لزمی علی قریٰ بشہادۃ علی فعل الاسلام اور ضروری ہے شہود طریق کے اسلام سے اگر تاحی کا خط دینی کے واسطے ہو تو دوسری چیز یہ ہے کہ گواہ ہونے کے مسلمہ فعل پر یعنی اگر ہمدی اور مدنی علیہ کا نقل ہو تو بھی اسلام شہود ضروری ہے کیونکہ وہ مسلمان کے فعل کے گواہ ہیں یعنی تاحی نے لکھا اپنے خط کا گواہ قرار دیا یہ الا اذا اقرضتم فلاحا حیدر الیہم الی الشہود مگر ہمدی علیہ نے دعویٰ کا اور کیا تو شہود کی کچھ حاجت نہیں بخلاف کتاب یا لایان فی دار الحرب حیث لا یصلح الی شہادۃ لیس بلکہ بخلاف کتاب الامان کے دار الحرب میں کہ اس میں شہود کی کچھ حاجت نہیں کیونکہ وہ ملزم نہیں یعنی مسلمان چاہے اہل بیت کے چاہے دوسرے صحیح الفقہاء میں عذابیہ سے مقبول ہے کہ جب خط اسے کھانے کے بادشاہ کا ظالم سلطان کھے واسطے احمیٰ تو اب اسکا حاجت نہیں کہ شہود کو اپنی دین کے یہ خط دار الحرب کے بادشاہ کی طرف سے ہے تو شہود کا خط شائع ہر جیسے فی دار الحرب کے ذرا اور اس کے کتاب ان فی الطحاوی و فی الاشباہ والنظائر فی مسلمانوں کے مان و لکن فی الزکات اور شہادہ میں کہ خط معمول ہے اور لائی عمل کے نہیں ملگن ملا مان کے مسلمہ میں اور کتاب اللہ سے ملحق میں فرامین ظاہر دیا ہے خلاف میں ہر امر سے مراد فرمانات مسلمان ہیں کسی انسان کی نظارت یا ذلیفہ تدریس وغیرہ وظائف کے مقرر کرنے کے واسطے اور لکھنے صاف شہادہ کی طرف سے ہے یہ مخصوص نہیں کہ ان فی الطحاوی و در فریقہ و در ان و مسایرہ خط پر عمل نہیں مگر بلع اور صراف اور متوسطین اہل اللہ و الشہری کے ذکر لینے اسلئے ہی کہانے پچھم ذریعہ غلط ہے کہ ان فی الطحاوی و در فریقہ و در ان و مسایرہ خط پر عمل نہیں مگر بلع اور صراف اور متوسطین اہل اللہ و الشہری کے ذکر لینے یہ خرید و فروخت میں اعتماد دین اور بیاع سے دلال مراد نہیں کیونکہ اسلئے قول ہر اعتماد میں شہادت میں تو کتب میں کہ یہ مگر اعتماد ہوگا انتہی علامہ عبد الباقی شریع مخطوطہ میں ہر تراز سے نقل کیا کہ علامہ نے لکھا کہ یا داکار بیاع کا بھلا بیاع حجت لازم پر اس پر تو اگر بیاع کے لینے نے اپنا وختہ پایا کہ یہ سے اور خط کے لئے دوسرے میں تو اس پر دین لازم ہو گیا آخری نے کہا اور اسی طرح صراف اور مساکر کا خط پر انتہی تو موضوع حملہ اس صورت میں کہ جب کتاب پر دین ہو تو کتاب کا دین خزانہ اکل میں کہ صراف نے اپنی ذات پر کچھ دال میں لکھا میں مجھے فلا نے کا انادین ہے اور خط اسکا اہل شرار ہوگا دین میں مسلمہ میں ہے ہر مگر اسلئے اسکا صاحب دین گیا اور اسلئے کہ وہ ان سے دین کا مطالعہ کیا اور دینیت کا خط لوگ پچانتے ہیں تو اسلئے کہ دین کا حکم ہوگا اسلئے ترک میں انتہی طرہوسی نے ان مسائل پر اصرار کیا کہ فقہائے کہا کہ خط شاہد ہونا ہر دوسرے خط کے اور بیان اسکا اعتبار نہیں کیا اسکی وجہ نہیں کہ کثرتی اشباہ میں کہ اس میں وجہ ان سے اسکا جواب دیا کہ وہ اپنے دفتر میں نہیں لکھا مگر وہ دین خواہش کی اور اس پر دین انتہی مجیب نے دائرہ ہمت وسیع کر دیا حالانکہ مسائل کتاب کی اصل وضع میں

دین میں جو کتاب پر چنانچہ قصص شہداء سے معلوم ہو چکا تو اگر کائنات سے لکھنا کہ میرا دین فلا ہے پر اتنا جو اس پر گزریں منوگا اس واسطے کہ منوگا کسی سے نہیں کہا  
بلکہ اپنے نادان قفول نے ابن وہبان کی تعبیر سے اسکو سمجھا اور علامہ حموی نے ابن وہبان کا قول اس طرح روک دیا کہ کہان سے یہ کچھ معلوم ہوا کہ اسے دار اور  
مالیہ کے وہ کچھ نہیں لکھتے اس واسطے کہ اہل صرفت وغیرہ اسکو سمجھی لکھتا ہوا انتہی علی الخصوص جبکہ تاجرت علیہ سلم منوچا چنانچہ اکثر ایسی ہی اس زمانے میں  
تو کیونکر عمل کیا جائیگا کہ ایک خط پر اس کے دین کے ثبوت میں اور جو اس کا فتویٰ دے وہ جاہل ہوا اصل شخص خزاہ اکل سے اور منشا رطل تعلیل ابن وہبان پر کہ انہی  
الطحاوی مختصر اور چونکہ محمد دار و وقاض و شاذان یقین و قیل و یلبی اور محمد بن خطیر بن علی کرنا جائز رکھا ہوا دی اور قاضی اور شاذان کے واسطے کہ ان کا تعلق بنو ہاشم  
کما اور سی کا فتویٰ ہے ہم خزاہ اکل میں ہر کوئی بویعت اور محمد بن خطیر بن علی کرنا شاذان اور قاضی اور اوی میں بن جائز رکھا ہے جبکہ وہ اپنا لکھا دیکھے اور حاد شاذان و  
انتہی عن ابن کہ اور فتویٰ ہما میں کچھ نقل ہے کہ دوسرے یقین خط اگرچہ پوشیدہ ہے مگر ہند میں منو اس واسطے کہ غلط نامہ دی اور بغیر اوچل کے اگرچہ اطلاع عن ہوا گزرت  
مشتبہ بنو ہاشم خط پر وجہ سے جو یقین ہے ہوا ہے تو اس پر اعتماد و جائز ہے تاکہ لوگ ہر وسعت ہو چکا غلطی اس میں باقی رہے کہ انہی الطحاوی عن اموی بن مرفوعہ تہذیب میں ہے  
کہ ایک شخص کے پاس میں ہوا ایک مرد آیا اور اس نے دعویٰ کیا کہ وہ بنو زین و قتیہ اور اس نے حکم ظاہر کی حسین بن خطیر بن علی عدول اور قضاہ اس کے اور قاضی سے اس نے  
حکم طلب کیا اس وقت کہ علمائے کبار کی تاقیہ کو یہ جائز نہیں اس واسطے کہ قاضی تو فقط حجت سے حکم کرتا ہے اور حجت شہادت ہے اور یا کمال اور ملک اپنے نو شہد  
حجت ہونے کی یہ قاضی نہیں لکھتا اس واسطے کہ خط شاذان ہر دو کس خط کے اور اسی خانہ میں ہے کہ ایک مرد یہاں کا دعویٰ کیا سو مرد علیہ نے انکار کیا تو مدعی نے بنو علیہ  
کے خط سے اسکا اور خطا پر کیا اور مدعا علیہ انکار کیا کہ میرا خط نہیں سو اس کے کچھ لکھو یا لکھا اور دو لون کے خط میں شہادت ظاہر رکھی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے بعضوں نے  
کہا کہ اس پر حکم ہو گا اور بعضوں نے کہ حکم منوگا اور یہی قول صحیح ہے انتہی اور یہ جو حاوی نامہ میں ہے کہ اگر اس کے کسی وثیقہ قدیم ہوا اور کوئی شخص اس وقت کہ باقی منواد  
اس میں حکم و شہادت یا قرا سے اور حکم نے آخر سند میں لکھا ہو کہ یہ میرے وقت حاجت کے واسطے لکھا تو یہ وثیقہ قائم مقام شہادہوں کے ہے جو جائز ہے اس کے مضاف  
حکم بن ابی شریک مدعا علیہ اور ترمذی کی تمت اس میں نہ کرے اور اگر تمت کرے اور صاحب وثیقہ عدم ترمذی کی قسم کھائے تو بھی اسکو موقوف حکم ہر ہا کہ شدہ بین  
کے قائم مقام ہوا اگر قسم نہ کھائے تو اس کا حجت ہونا باطل ہے انتہی سو یہ قول حاوی کا مخالف قاضی خان کے خانیہ کا ہے جو اصل نہ چھپے موقوف ہے کہ انہی الطحاوی  
والا بنو من مسافرت ثلثۃ ایام میں القاضی حسین کا الشہادۃ علی الشہادۃ علی الظاہر و جزہا الثانی فی حیث لا یعود فی یومہ و علیہ الفتنی شریک لید و سر اجہ اور  
مرفوعہ مسافرت میں دن کے دو لون قاضی کو کما میں جیسے شہادت کی شہادت میں مسافرت نہ کرے مرفوعہ ظاہر اور وہ میں اور ابو یوسف نے کتاب المسافرتی فی الفتنہ  
کو اور شہادت علی الشہادۃ کو جائز رکھا ہے انتہی مسافرت میں جہن آدمی عود کر کے اسی دن اور اسی ہی فتویٰ پر کہ انہی شریک لید و سر اجہ و سبیل الکتاب  
بموت الکاتب غل غل قبل وصول الکتاب الی الثانی او بعد وصول قبل القراءۃ و اجازہ الثانی اور باطل ہو جائے خط قاضی کا کہ کی موت اور اسکی  
مغزولی سے قبل پہنچے خط کے دوسرے قاضی کی طرف یا بعد وصول خط قبل اس کے پڑھنے کے اور ابو یوسف نے اسکو جائز رکھا ہے اور ابو یوسف نے سبیل اور سبیل  
وصول کتاب اور بعد قراءت کے اگر کاتب ہو گیا یا مغزول ہو گیا یا اطل اس میں جہن اس پر عمل ہو گا و سبیل یحییٰ بن کعبون الکاتب روضہ وحدہ البیعت و عہدہ و وثیقہ قدیم  
عدالتہ مرفوعہ عن ابیہ و اخا بنہ الثانی اور باطل ہو جائے خط الکاتب کے یحییٰ بن کعبون اور مرفوعہ جانے سے اور اس کے محدود فی الفتنہ اور انما ہوتے اور قتیہ بن جریج  
سے بعد اس کے عادل ہونے کے سبب غلطی نے کاتب کے سمجھتے اوصاف مذکورہ الہیت قضاہ سے اور ابو یوسف نے اسکو جائز رکھا ہے اور کما بموت الکاتب و سبیل  
مرفوعہ عن ابیہ اور سی طرح خط باطل ہو جائے کہ کاتب البیعت قاضی کی موت سے اور خارج ہو جائے لیاقت قضاہ سے الا اذا عم بعد خصمہ اسم الماتہ بنو کعبون  
کتاب البیعت کی موت سے خط باطل نہیں ہوتا جبکہ قاضی کا کاتب بعد خصمہ اسم مکتوب البیعت کے تعین کر دے یعنی یون لکھے کہ یہ خطی فلاک قاضی کی طرف  
یا جو ان کا قاضی ہو تو اب قاضی مکتوب کو عمل کرنا جائز ہے بخلاف اصل خلاصہ بخلاف اس کے اگر قاضی نے کما



اگرچہ عورت کا قاضی کرنے والا نہ ہو گا لیکن بخاری کی اس حدیث کے بعد انہوں نے اس قوم کا جیسے اپنا کار بار عورت کو دیا ہم بحر الرائق میں اس بیان کو قاضی قوم پر لکھیں کہ ہر مہلک  
 نہ ہو گا اس قوم کا جنہوں نے عورت کو حکومت دی وہ ہم مہلک یہ کہ انہوں نے اپنا رئیس ناقص القدر بنایا تو تیر لائق اس سے نہ ہو سکی و لصلح ما لہ  
 الوقت و وصیہ لیتیم و شہادۃ فی حق صحیح تقریر ہائی فی النظر و الشہادۃ فی الاوقات و لو بلا شرط الا وقت بحر اور عورت لیاقت رکھتی ہے وقت کے ناظر ہونے کی اور یہ  
 کے وہی ہونے کی اور شاہد ہونے کی کذا فی النسخ جو صحیح پر مقرر کرنا اسکا نظارت اور اوقات کی شہادت میں اگرچہ بلا شرط وقت کے ہو کر یا تو بحر قال رد القاضی  
 فی شہادۃ الشہادۃ فی وقتہ لعلان ثم لولہ فوات و ترک مثلاً استحق و علیہ الشہادۃ صاحب کہنے کے ادا میں نے فتویٰ دیا اس شخص کے بارہ میں جسے شہادت  
 شریک اپنے وقت میں فلان نے شخص کے واسطے خبر اس کے دیکھ کے واسطے سو وہ شخص مر گیا اور اسے ایک لڑکی چھوڑ دی کہ وہ لڑکی وزیر شہادت کی سخت ہوگی ہم  
 یہ فتویٰ فتح القدر کے قول پر مبنی ہے اور صاحب نے اس فتویٰ پر اعتراض کیا ہے کہ عرف و اقصین واجبہ علیہ عیہ ہر اور تا حال کسی وقت اسکا اتفاق نہیں ہوگا کہ  
 عورت وقت کی شاہد ہوگی ہو تو واجب ہوا کہ الفاظ کا صرف کرنا ان کے عین پر ہو تو اسکی خبر مراد کی طرف کو کرنا اسکی لفظ کا صرف ہوگا کہ  
 فی الطحاوی محقق و فی الاشبہ ابن الکام الامتی اختیار فی المسائرہ جواز کو شہادت لارسلہ لہا رجال علی الستر اور شہادین میں شہادہ حکام عورت کے مذکور ہے کہ کسان  
 میں عورت کے نبی ہونے کو اختیار کیا ہے نہ اس کے رسول ہونے کو کیونکہ عورتوں کا حال بستر اور اختلا پر مبنی ہے ہم اور رسول کو اختلا پر جلال کا ضرر ہے تعلیم اور امانت  
 دلائل کے واسطے اور یہ نہیں ہو سکتا مگر دوسے اور جواز نبوت مقتضی وقوع نہیں بقاء الامالی میں کہ عورت کا ہر نبی نہیں ہونی مسائرہ رسالہ علم عقائد کا  
 صاحب فتح القدر نے اس عہدہ امام غزالی کی شرح کی کہ کذا فی الطحاوی و لو قففت فی حد و قود و فرغ الی قاضی آخری جوازہ فامضہ لیس لغيرہ  
 البطلان لکن شیخ عینی اور اگر عورت نے حکم کیا حد اور قصاص میں پھر اسکا مراد ہو تو ذکر قاضی کی طرف جسے نہ ہم میں عورت کا حکم کرنا حد اور قصاص میں جائز ہو  
 اس قاضی نے عورت کا حکم جاری اور نافذ کر دیا تو اس کے غیر کو اسکا ابطال جائز نہیں بسبب خلاف شرع کے کذا فی العینی ہم عینی نے ذکر کیا کہ شیخ کے نزدیک عورتوں کی  
 شہادت مرے ساتھ حد و قصاص میں جائز ہوتی جتنی بھی عورت کی شہادت جائز ہوئی تو میں قصاص بھی عورت کی جائز ہوگی تو مسلمہ متبہدہ ہو تو قاضی ہائی کے نفاذ  
 سے منع اختلاف ہوگا کہ امام و المحدثین کا لاشیخ جواز سختی عورت کے ماتر ہے کذا فی البحر یعنی تو اسکا حکم غیر حد اور قصاص میں صحیح ہوگا و اعلم ان اذ وقع لاماضی جاہلہ  
 او لولہ فاناب غیرہ فقضی نائب القاضی لہ او لولہ جاز قضاء و کما قضی لاما م الذی قلہ القضاء او لولہ الامام سراج اور دریافت کر کہ جب قاضی  
 با اس کے دل کا کوئی واقعہ حادث ہو پھر وہ غیر شخص کو اپنا نائب کرے تو قاضی کا نائب اس کے واسطے دیکھ کے واسطے حکم کرے تو اسکی قضاء جائز ہے اگر قاضی اس سلطان  
 کے واسطے حکم کرے جسے اسکو عہدہ نائب ہو یا امام کے دل کے واسطے حکم کرے تو جائز ہے ہم اور اسی طرح سلطان کے والد اور زوجہ کے واسطے حکم قاضی جائز ہے  
 کذا فی العالمی و فی الزیادۃ میں قبل شہادت و علیہ قصاص لہ و علیہ تہی خلا قال ابوہریرۃ علیہ السلام انہما یخلفان عینہما و یخلفان عینہما و یخلفان عینہما و یخلفان عینہما  
 کی گواہی مقبول ہو تو اس کے نائب القاضی میں اسکی قصاص بھی صحیح ہے انتہی برخلاف جواز اور مقتضی کے اسکو یاد کرنا چاہیے ہم خلاف جواز اور مقتضی سلطان اور اس کے دل  
 کی ہذا کی طرف سراج نے چنانچہ گفتار کی عبارت اس پر دلالت کرتی ہے کذا فی الطحاوی و لیس فی نائب القاضی کی گواہی دی گویا کہ اصل کے پاس و بالعکس لکن لینے  
 عند نائب یخلف القاضی فی القضاۃ بلکہ الشہادۃ بخلاف نائب القاضی علیہ خلافہ او حکم کرے نائب اسکا جسکی گواہی دی گویا کہ اصل کے پاس و بالعکس لکن لینے  
 اصل کا حکم کرنا اس گواہی سے جو نائب کے سامنے ہوئی تو قاضی کو جائز ہے کہ ملکہ دے اس گواہی سے نائب کے خبر دینے سے اور بالعکس اس کے یعنی نائب حکم کرے قاضی کے  
 خبر دینے سے کہ ان فی اخر خبر فروغ مسائل لمحۃ شہادۃ کے لیس فی القاضی من لا یقبل شہادۃ او لولہ و کذا فی الاذ و رد عہد کتاب قاضی من لا یقبل شہادۃ و لولہ و کذا فی الاذ و رد عہد کتاب  
 حکم کرے قاضی اس شخص کے واسطے جس کے واسطے حکم کرنا اسکو جائز ہے کہ قاضی کا اصل اصول اور شروع مگر جب کہ قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا خط آوے اسے  
 شخص کے واسطے جس کے واسطے اسکی گواہی مقبول نہیں تو اب قاضی کا حکم کرنا اسکو مکتوب جائز ہے کذا فی الاشبہ ہم عین احکام میں ہے نہ قضا کے









[illegible]



لوحجۃ تہذیبہام اوعادہ و برہن علی الکفاح لقیل بہ ابد اور کفاح تو اصلاح قبول نہیں کرتا تو اسی واسطے اگر زوجہ کے نکاح کرنے سے منکر ہو  
 پھر بعد اس کے نکاح کا دعویٰ کرے اور نکاح پر گواہ لے لے تو دلیل اسکی مقبول ہو مگر کفاح جملہ خنہیں کسی سبب سے اگر عورت دعویٰ کرے ایک مرد پر نکاح  
 کا اور مرد منکر ہو تو عورت کو دوسرے نکاح جائز نہیں کیونکہ انکار زوجہ خنہیں نہیں تو قاضی کو حاجت ہے کہ اس کے بعد یوں کہے کہ میں نے تم سے دونوں  
 میں کوئی کفر یا بدیہیوں کے کہ میری زوجہ تھی سو میں نے اس کو طلاق بائن دی اور اگر مرد نے عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نکاح کی منکر ہو پھر مرد  
 سرگیا اور عورت کوئی میراث کا دعویٰ کرتی تو اسکو میراث ملے گا کافی الطحاوی بخلاف البیغ فائدہ اگر وہ اعدا لہ لاقبل لا لفساخہ بالانکاح خلافت الکفاح و کفاح  
 کے واسطے کہ جب بیچ کا منکر ہوگا اور پھر بیچ کا دعویٰ کرے گا تو مقبول نہیں بسبب بیخ ہو جانے بیچ کے انکار سے بخلاف نکاح کے کہ ہر بیچ کا منکر بیچ کا منکر  
 بخلاف نکاح کو خفت کرنا کہ اسکی کچھ حاجت میں اور ان مسائل کا ذکر کتاب دعویٰ میں مناسب تھا مگر کیا ان کا ذکر اس واسطے ہوا تاکہ مقتدا اس میں دیکھ  
 ہو اور فیض عشرۃ درام دعویٰ انما از اولت او نہر قصہ صدقہ جینیہ لان احم الدائم ہیما بخلاف السنۃ ثلثہ غشیما اور کیا دوسرے کے قبضہ کرنے کا  
 پھر مقررے دعویٰ کیا کہ وہ رجم مذکورہ زنیوت میں یا منہر ہو اسکی تصدیق ہوگی قسم کے ساتھ اس واسطے کہ درام کا نام مذکورہ او نہر جو کوشاں ہے بخلاف سنوۃ کے  
 کہ انکا اسم درام شاہن میں بسبب غالب ہونے اس کے غش کے کہ زنیوت بیچ پر زنیوت کی زنیوت وہ درام ہے جو خزانہ سلطان میں نہ لیا گیا اور سودا گردن میں اسکا لینا دنیا  
 براج ہو اس واسطے کہ خزانہ سلطان میں نہ لیا جائے اور توجہ وہ درام ہے جس کے اندر تانبہ یا سید ہو اور دونوں طرف چاندی حویلی سے ابو حود سے نقل کیا  
 کہ حق یہ ہے کہ منہر کے لفظ میں ب مقدم ہونے پر چنانچہ غریب سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الطحاوی ولہ الواو اشی انما سنوۃ لا یصدق انکان البیان فی مصولا  
 و صدق لو میں موصولاً ثانیاً فی التخصیص فی المفعول لا الموصول اور چونکہ درام کا نام سنوۃ کوشاں نہیں اگر یہ مقرر ہو کہ دعویٰ کرے کہ درام قبضہ سنوۃ  
 میں تو اسکی تصدیق منوگی اگر یہ بیان جدا ہوا اور قبضہ ہے اور تصدیق ہوگی اگر بیان کیا اسی اور قبضہ سے مل کر کذا فی النماۃ تو تصدیق نہ ہو مفعول میں ہر دو مقبول  
 میں یعنی تفصیل زنیوت او نہر جہن اور سنوۃ میں و صورت انفصال بیان ہے یعنی درام قبضہ نہ ہو کہ زنیوت یا منہر کہ بطریق انفصال تو تصدیق ہوگی اور  
 اگر سنوۃ کیا تو بطور انفصال تصدیق منوگی اور اگر اقرار کے ساتھ بیان متصل واقع ہوا تو بیا تفصیل تصدیق ہوگی خواہ زنیوت کہا خواہ منہر خواہ سنوۃ  
 ولو اور قبضہ لیا ولم یصدق مطلقاً ولو موصولاً لفساخ فی اور اگر گھر سے دیوں کے قبضہ کرنے کا اقرار کیا اور پھر دعویٰ کیا کہ درام زنیوت یا منہر ہے سنوۃ  
 تھے تو تصدیق منوگی مطلقاً اگر یہ بیان موصول واقع ہوا ہو بے بیعت قبضہ کے لینے جب جو رت کا اقرار کیا تو اس کے خلاف دعویٰ کرنا صحیح نہ ہو و لو اقرانہ  
 قبض حقا و قبض الثمن او استوفی حقا صدق فی دعوا الزانیۃ لو میں موصولاً لا لا اور اگر اقرار کیا کہ اے اپنے حق قبضہ کیا یا نہیں قبضہ کیا یا اے  
 ابنا حق پر ابھی اس تو اسکی تصدیق ہوگی دعویٰ زنیوت میں یعنی اگر یوں کہہ کہ وہ درام زنیوت تھے تو تصدیق ہوگی بشرطیکہ اسکو موصول بیان کیا ہو اور اگر اسکو موصول  
 بیان نہیں کیا تو تصدیق منوگی منہر جو اور سنوۃ ہونے کا دعویٰ مانڈر دعویٰ زنیوت کے کہ یہ نکسب کا حکم ایک ہی ہوتا ہے میں یہ کہ اگر قبضہ حق کا تو کیا پھر بولے کہ  
 وہ سنوۃ میں یا درام میں خاص میں تو موصول تصدیق ہوگی نہ مفعول کذا فی الطحاوی لان تو لہ جیہا و غیرہ لکن التاویل بخلاف غیرہ لان ظاہر ارض مقبول التاویل ابن کمال اسکا ذکر کا  
 جیہا یعنی گھر سے درام گناہ مفسر کو محمل تامل نہیں بخلاف غیرہ جیہا کہنے کے کہ یہ کہ وہ ظاہر یہاں ضو میں تامل کا احتمال ہے کہ اگر ذکر کا بیان کہ مفسر نہیں مقدمہ  
 جو قبضہ سے زیادہ تر واضح ہوا اس طرح پر کہ اس کے ساتھ احتمال تامل باقی رہا کیونکہ وہ مفسر بخلاف مقبض حق یا قبضہ میں یا استیفاء حق کے اقرار کے کہ وہ ظاہر یہاں ضو  
 تر ہو کذا فی الطحاوی و فی جہد بولوا غیر جہد کا احتمال باقی رہا کیونکہ وہ مفسر بخلاف مقبض حق یا قبضہ میں یا استیفاء حق کے اقرار کے کہ وہ ظاہر یہاں ضو  
 اس میں زنیوت و غیرہ کا احتمال ہے اگر جہد احتمال پیدا البیہ ہر اقریدین ثم ادعی ان قصہ قرض و قصہ ربوا و برہن علیہ قبل ربانہ ثقیہ عن علماء الدین سببی  
 فی الاقرار اقرار کیا دین کا پھر دعویٰ کیا کہ بعض دین قرض ہے اور بعض بیع ہے اور اسے گواہ لایا تو گواہی اسکی مقبول ہوگی چنانچہ ثقیہ میں عن علماء الدین سبب سے



اور جو سے کیا ایک شخص کے غلام ہونے پر سوائے غلامی سے انکار کیا تو مٹی گواہ دلا یا اسکی غلامی پر بچہ غلام گواہ دلا یا کدو سے انے مسکو آنا دکر دیا جو تو برہان علیہ  
 مقبول و اگر اتنے صلح نہ کر لی ہر مدعی سے تم لینے برہان و صورت عدم صلح مقبول ہوا و اگر اول انکا صلح کچھ مال پر صلح کر لی بچہ گواہ دلا یا انکا یا ابراہیم پر تو  
 اسکی برہان سموع ہوگی ایسا بکڑا فی الخ و لادوی الا فی الخ و تم صلح قبل برہان علی الا لایا و خبر اور اگر مدعا علیہ سے ایسا سے دین مدعی کا دعویٰ کیا بچہ مدعی سے  
 کسی چیز پر صلح کر لی تو اسکی برہان ایسا مقبول ہر کذا فی الجرم یعنی صلح دعوے ایسا کی بطل نہیں اسکو ک دفع خدمت کے واسطے کا ہے غیرین بھی دیا جاتا ہے  
 کذا فی الطحاوی و فیہ برہان ان لایع ما تم قرآن طبعہ لکن ثلث ما یسطع عن لکن ثلثہ و فی لا و طبعہ التوسی ملحقہ و کذا لا لہا لکان المدعی علیہ  
 جاحد از منہ غیر مشغولہ فی زعمہ فاین تقع المقامہ و اما علم و بحر الرائق میں ہر کدو سے گواہ دلا یا کہ اسکے چار سو میں بچہ مدعی نے اقرار کیا کہ مدعا علیہ منکر  
 کے میرے اور تین سو میں تو چار سو سے تین سو سا قبط ہو گئے اور بعضوں نے کہا کہ تین سو سا قبط نہیں اور اسی پر فتویٰ ہر کذا فی الملخصہ اور شاید کہ عدم  
 سقوط کی وجہ یہ کہ جب کہ مدعا علیہ منکر ہو تو اسکا ذکر مشغول نہیں اسکے گمان میں بچہ مقاصد لینے یا ہم مجاہدوں کا ہونا واقع ہوتا ہو و اما علم و ان ملو  
 کلہ و لا عنکاب و نحوہ گوارا تک الا قبل بخذ التوفین اور اگر منکر مال ہے یہ لفظ زیادہ دیکھا اور میں مجبوس نہیں بچا تا بہوں اور مانند اسکا چنانچہ  
 یون کہا کہ میں نے مجاہدین دیکھا تو برہان ایسا یا ابراہیم مقبول ہر سبب بخذ ہونے توفیق کے صم یعنی ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا سو مدعا علیہ  
 نے کہا کہ تیرا بچہ پر کچھ نہ تھا پر اگر اور میں مجبوس نہیں بچا تا یون یون لولا کہ میں نے مجبوس نہیں دیکھا یا در میان میر اور تیرے مخالفت اور خطا میں اور نہ دینا اور  
 ملینا یا میں اور تو ایک مکان میں مجتمع نہیں ہوئے اور مانند اسکے بچہ مدعا علیہ فی الفادین یا ابراہیم پر گواہ قائم کیے تو مقبول نہیں کذا فی فتح القدر شرح و قباہ  
 میں کہ عدم قبول بسبب بخذ توفیق کے ہر اس واسطے کہ وہ شخصوں کے درمیان لینا اور دینا اور معاملہ اور ابراہیم معرفت کے نہیں ہوتا انتہی ذیل قبل لان الخ بچہ  
 الحمد للہ قتیادی بالشف علی بابنا ہر باضا و اصحم و لا یعرفہم لفرقتی لوکان من قبل نقسہ لایقبل اور بعضوں نے لینے قدری نے کہا کہ ایسا دین کی برہان  
 باوجود عدم معرفت مقبول ہر اس واسطے کہ مرجح یا عوت پر وہ شخص کو گلاہے اذیت ہوتی ہے اپنے دروازے کے کھلے شور کرنے سے تو اپنے وکیل و فیہ سے وہ  
 امر کیا ہر خاصہ کے راضی کر دینے کا اور حال لاکہ خلاصہ کہ نہیں بچا تا کہ وہ کن ہر بچہ اسکو معلوم کرتا ہے تو اگر مدعا علیہ ان لوگوں میں سے ہو چکا ہو یا کام نہات خود  
 کرنے میں بلا واسطہ وکیل تو اسکی برہان القاض قول عدم معرفت مقبول ہوگی ہم یہ تقریر ہر قاضی خان کی محبت و ہر جو متولی اعمال بذات خود ہوا و بعضوں  
 نے کہا کہ محبت و شخص غلط نشان ہے جسکو ہر شخص نہ دیکھ کذا فی الطحاوی ثم لادوی الا قرا المدعی علیہ بالوصول والا ایصال صحہ و در فی آخر الدعوی لان الشافعی  
 لایصح صحہ الا قرا برہان اگر مدعا علیہ اس شخص کے قرا و وصول بالایصال کا دعویٰ کرے جس پر مدعی یا ایصال کا دعویٰ کیا گیا تو صحیح ہر کذا فی اللہ فی آخر الدعویٰ اس واسطے  
 کہ ناقض ملوحت قرا و برہان کا مدعی نہیں مہمطادوی نے کیا یہ قول مرتب ہے اس کلام مخدوف سے جو مفہوم ہوتا ہے مقام سے تقدیر محمد و کہ یہ کہ جہے فینق  
 مکن نو تو ناقض فغن منفع ہوگا چنانچہ اتنے کہا کہ میں نے اسکو کچھ نہیں دیا بچہ اتنے دینے کا دعویٰ کیا تو مسمر ہوگا کیونکہ محال ہے کہ کسی واحدین دفع غیر دفع  
 ہو مان اگر مدعی کے قرا و وصول بالایصال کا دعویٰ کرے لینے سبب دفع دین اور قضاء دین کا دعویٰ ہو چکا اسکے اقرار کا دعویٰ کرے اس طرح کہ اتنے یہ اقرار کیا  
 کہ دین اسکو ہو چکا ہے مریوں نے اسکو ہو چکا و یا پر اور گواہی ہے اسکو ثابت کرے تو سموع اور مقبول ہر کذا فی الطحاوی و فی حضرت اقر بیع عیدہ من  
 فلان ثم جحد صح لان الاقرا بالبیع باطل اقرار برزازیہ اقرار کیا اپنے غلام کے بیچ کا فلا نے شخص سے بچہ اسکا انکار کیا تو اسکا انکار صحیح ہے اسکو کہ  
 بچہ اقرار برہان من کے باطل ہے چنانچہ برزازیہ کی کہ لا کر تین ہر صحت انکا کا مطلب یہ ہے کہ کلام تناقض نہیں اور اقرار سابق کی گواہی سموع عین مدعی  
 علی اخراتہ باعد امتہ متفق ال آخر ملہا سنک قط فرہن المدعی علی الشرادہ فوجد المدعی بہا عیبا و اور مدعا فیہ برہان الباع النبی اللہ ان الشرعی  
 بری الیہ من کل عیب بہا لم تقبل بیتہ الباع للناقض و عوے کیا دوسرے پر کہ اتنے اپنی لٹائی اسکے ہا بچہ بھی تو دوسرے نے کہا کہ میں نے اسکو









بین الدین والعباد اور حق پر کرم اور عین میں فرق ہو مگر یعنی احد اور دوسرے میں باقی وارثوں کی طرف سے اس میں کے دعوے میں جو میت پر ہے  
مگر جب کہ عین اس کے ہاتھ میں ہو اور اگر میت پر دین کا دعویٰ ہو تو احد اور دوسرے میں ہو گا باقی وارثوں کی جانب سے اگرچہ اس کے ہاتھ میں عین ترک ہو سواستے  
کہ دان کا حق جسے ترک کر دین میں شائع ہو نکلات عین مدعا علیہ اور مدعیہ اور مدعیہ کا طابریہ کہ دعویٰ دین میں بھی عین ترک کیا باطل ہاتھ میں ہونا ہونا  
ہو تو الرافعی میں کہ اس کے جو فیض القدر میں ہے یعنی فرق مذکور وہی حق ہے باقی سو ہی اور یہ اس صورت میں ہے جبکہ وارث مدعا علیہ ہو چنانچہ مذکور ہو چکا اور اگر  
وارث میراث میں کا مدعی ہو تو انصاف پر تو اگر اس کا دعویٰ ثابت کرے تو اس کے وارث باقی وارثوں کے واسطے ارث کا حکم ہو گا اگر کہنے اور اس کے واسطے ارث کا دعوے  
کیا ہو اور اگر دعویٰ ثابت نہ کرے گا اور مدعا علیہ اس کا دفع کر دیا ہو اس طرح ہر کہ میں نے اس کو میرے مورث سے خرید کیا ہے اور خرید کو ثابت کر چکا ہو تو دوسرے  
ارث کا حاضر و غائب کے حق میں منفعہ ہو گا اگر فی الطحاوی میں ابی السود و مثل انفق الموقوف دنیا کو فی الاصح و مراد اور مانند اس کے یعنی غیر منقول کے  
مانع منقول بھی ہو کر نہ ہو کہ عین انفق مال صح کذا فی الدرر میں اگر مال منقول میں دعویٰ ارث مدعی ثابت کرے تو وہ اپنا حصہ سے اور غالب کا حصہ فی الدیہ کے پاس  
جو ہے مگر اس میں اختلافی اور دوسرے الفاظ و مثل فی الجرحین لفظی الا جرحین اس قول پر عین کا دعویٰ کہ منقول کے کیا گویا عین کے واسطے باقی امام اور صاحبین  
کے اور اس کے ہاتھ میں عین میں ہر م اس واسطے کہ منقول میں حفاظت کی حاجت ہے اور اس سے لینے میں زیادہ تر حفاظت ہے اور اس میں تو خود محفوظ ہے قال  
وامعوا لا یؤخذ لوفاء صاحب بجزئیہ کما اور امام اور صاحبین کے جماع کیا ہے اس پر کہ غالب کا حصہ دیا جائے لینے منقول میں اگر ذی الدیہ ہر م غلط ہو جائے  
کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر منقول میں اجتماع میں حالانکہ ایسا نہیں کیونکہ درحالت اقرار عینا و منقول کا ایک ہی حکم ہے اور عین مال متعلق ملک  
علی کل شیء الا ان اخت البراث ایک شخص نے وصیت کی اپنے ثلث مال کی دوسرے کے واسطے تو یہ وصیت ہر چیز پر واقع ہو گی یعنی جسے ملو کہ ہر اس واسطے کہ وصیت  
میراث کی ہے یعنی جس میں میراث ہو تو جیسے میراث ہر چیز میں جاری ہے ویسے ہی وصیت بھی و لو قال مالی او مالک صدقہ فہو علی اصل مال الزکوۃ  
استحسانا اور اگر کہ میراث مال یا جس چیز کا میں مالک ہوں وہ صدقہ ہو تو وہ مال زکوۃ کی جس پر واقع ہو گا بطریق استحسان کے م و وجہ استحسان یہ ہے کہ  
ایجاب عبد متبرع عن ثمن نقالی کے ایجاب یعنی جس چیز میں ثمن نقالی نے صدقہ واجب کیا ہے اسی میں ایجاب عبد بھی واقع ہو گا مال زکوۃ میں ہوا و ایجاب القین  
اور اسباب تجارت و اصل پر خواہ بقدر نصیب ہو یا نہ خواہ اندک یا کثیر متفرق بدین ہوں یا ہوں ان واسطے کہ جس چیز میں زکوۃ واجب ہوئی ہے اس کی  
جس میں متبرع قطع نظر اس کی مقدار اور بشرط و طے کذا فی الطحاوی وان لم یجد غیرہ اس کے مندر قوتہ فاذا مالک غیرہ لصدقہ بقدرہ اور اگر شخص مذکور  
ہو یا دوسرے مال زکوۃ کے یعنی اس کے پاس سو سو اعلیٰ اور فقیر اور اسباب تجارت کے اور مال منقول میں سے بقدر اپنی قوت کے رکھے اور باقی  
خیرات کرے پھر خواہ اس کے جبکہ مالک ہو تو بقدر اس کے تصدق کرے م علماء متاخرین نے مقدار قوت کی یوں ٹھہرائی ہے کہ پیشہ و دستی ذات و دریاں و کھوٹ  
ایک دن کا قوت رکھے اور صاحب ملائع جو کماں وغیرہ کا کر با حاصل ہوتا ہو وہ ایک مینے کا قوت رکھے اور اراضی کا مالک ایک سال کا قوت اور سوداگر  
انار کر کے جو اس کو کھانا دیتے کہ بیان تک کہ اس کو مال حاصل ہو کذا فی الطحاوی فی الجرحان ان فخلت کذا فاذا مالک صدقہ فلیصلہ ان یتبع ملکہ من رجس

خوب فی منہل و یقبضہ ولم یرہ ثم یفصل ذلک ثم یرہ بخیار المرویہ فلا یلزم شیء من الجرحان میں ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ اگر میں ایسا کروں لینے مثلاً اگر  
زید سے کلام کروں تو جبکہ میں مالک ہوں وہ صدقہ ہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اپنی ملک کو ایک مرد کے ہاتھ میں کرے جو عین اس کی پیشہ کے جو مال میں  
لیا ہو اور اسے تصدق کرے بدون اس کے دیکھنے کے پھر وہ فعل کرے یعنی زید سے کلام کرے پھر اس کے پیشہ کو اسبب خیار ویت کے پھر دے تو اس پر  
کچھ صدقہ لازم نہ آوے گا م اس واسطے صدقہ لازم نہ ہو گا کہ وقت خست یعنی مثلاً کلام نہ کر کے وقت کوئی چیز اس کی ملک میں نہ دے اسبب بیچ ڈالنے کے اس واسطے کہ  
ملک کا اعتبار خست کے وقت میں خست کے وقت و لو قال العدم و ہم من مالی صدقہ ان فخلت کذا فقصر و ہر مالک نقل از بقدر مالک لم یکن لشیء الا یکب و اندک و لاک  
فکر کر کے ہے

و لو قال العدم و ہم من مالی صدقہ ان فخلت کذا فقصر و ہر مالک نقل از بقدر مالک لم یکن لشیء الا یکب و اندک و لاک

ہزارہم ہر سال سے صدقہ بین الحرمین ایسا کروں پھر وہ دخل کیا اور حالانکہ وہ ہزار سے کمتر کا مالک ہو تو اسے بڑا صدقہ لازم ہوگا جتنے کا وہ مالک ہو اور اگر کسی  
ملوک کو بی بی نہیں ہو تو کچھ واجب نہیں ہو صحیح الاحصاء بل علم الوسی صحیح تصرف اور صحیح ہر وصیت کرنا موسمی کا بدون علم و وحی کے تو صحیح ہر تصرف و وحی کام  
ہے اگر ایک شخص نے دوسرے کو اپنے طفل صغیر یا شوکر پر وحی کیا اور وحی کو معلوم نہیں پھر وحی کے کوئی تصرف کیا مثلاً کوئی چیز اسکی بیچائی تو صحیح ہر لا  
بیع التوکیل بل علم وکیل نہیں صحیح ہر وکیل مقرر کرنا بدون علم وکیل کے یعنی اسکا نصف بھی بدون علم تو وکیل صحیح نہیں و افرق ان تصرف الوسی خلاف  
والوکیل یا عیالہ تو وکیل میں فرق ہے ہر تصرف و وحی کا بطور خلافت ہے اور تصرف وکیل ابطلر نیات ہر دم جب تصرف و وحی کا بطور خلافت کے ہر انو  
علم ضروری نہیں تصرف وارث بطور ملک اور ولایت کے ہر نو اگر دادا بونے کا مال مبدومت ابن بلا علم موت ابن بیچاے تو جائز ہے اور وکیل کا تصرف  
بطور نیات موکل ہے ہر بطور خلافت کیونکہ موکل کا تصرف ہر باقی ہے تو بیان علم ضروری ہے نو اگر ایک شخص نے ہزار درہم امانت رکھے ایک مرد کے پاس بھر  
مالک لے گا کہ میں نے شائد ایک کو اسکا قبضہ کیا اور زید کو اپنے مامور یا قبضہ ہوسے کا علم نہیں پھر زید نے درہم ہر گورہ پر قبضہ کیا اور وہ تلف ہوگئے  
تو مالک کو اختیار ہے چاہے امانت دار سے تادان لے جائے زید سے اور اگر امانت دار کو علم تو وکیل ہر اور وہ مامور یا قبضہ کو قبضہ کرے اور پھر تلف ہو تو کسی  
پر تادان نہیں کذا فی الطحاوی و فلو علم الوکیل بالتوکیل و لو من غیرہ او فاسق صحیح تصرف ہو اگر وکیل کرے کا علم حاصل ہو اگرچہ صغیر یا فاسق  
سے معلوم ہو تو اب اسکا تصرف صحیح ہے و لا یتقید خبر لہ الا باخبار عدل او فاسق ان صدقہ عنایہ او مستورین او فاسقین فی الاصحہ اور ثنائین نہیں ہوتی  
وکیل کی مغوی کر ایک شخص مال کے خبر دینے سے یا فاسق سے یا خبر سے بشریک وکیل فاسق کی تصدیق کرے خبر میں کذا فی الغنائی یا مغوی ثابت ہوتی ہے و شخص تور الیہ  
سے یا دو فاسقوں کی خبر سے قول صحیح من کاخبار الیہ یجوز عہدہ فلو باعہ کان مختاراً للقدار ما یندرہ و ہر ہونے مولی کے اپنے غلام کی جانب سے تو اگر بائنا عادل  
یا مستورین یا فاسقین نہایت عہد کی مولی کو خبر ہوئی پھر اسے اسکو بیچ ڈالا تو وہ مذہب کا اختیار کرنے والا ہے یعنی اسکو مذہب جہات دینا چکا و الشفع بالبیع  
اور جیسے شفع کو بیچ کی خبر ہو چنانچہ اگر باخبار عادل یا مستورین یا فاسق شفع کو بیچ کی خبر ہو چکی اور وہ ساکت رہا تو شفع باطل ہو گیا و لکن با لنگاح  
اور جیسے بکر کو لنگ کی خبر ہو چکی یعنی سکوت بکر نہایت منکر ہے کہ جیسا کہ عادل یا مستورین یا فاسقین لنگح دلی کی خبر دین اور اگر مستور یا فاسق نے خبر دی لنگح  
دلی کی اور وہ ساکت رہی تو یہ سکوت رضائین و المسلم الذی لم یبا جالیہا بالشرائع او جیسے اس مسلمان کو کہنے دار الاسلام کی طرف ہجرت نہیں کی احکام شریعہ  
کی خبر ہو چکی ایک مستور یا فاسق کی خبر سے اسے عمل احکام شریعہ کا لازم نہیں آتا اگر عادل یا دو مستور خبر دین تو عمل لازم ہو یا نہ تنگ کر اگر فاسق ترک کر لگا تو نسا  
اسپر لازم ہوگی مگر وہی نے فضل سے نقل کی کہ قول صحیح ہے کہ ایک فاسق کی خبر میں کافی ہے و لکن اخبار حسب لمریضہ و رج ما دون و شفع شرک و غزل فاسق و  
مغوی و وقت فنی عشر شریطاً و اجہ شریطی الشاؤۃ لالظن اب و اسی طرح عیب بیچ کی خبر یا خبر سے امداد کرنے والے کو اور منع تصرف کی خبر زید ما دون کو اور  
شفع شرکت کی خبر احد الشریکین کو اور قاضی و متولی وقت کو مغوی کی خبر تو یہ دس چیزیں ہیں جن میں شہادت کے دوزخوں سے ایک خبر شرط ہے لفظ شہادت م  
شہادت کے دوزخ ہیں ایک عدل یعنی دو شاہد ہونا و سر عدالت تو اسو عشر مذکورہ کے اخبار میں ایک خبر شرط ہے یا بعد ملا شہادت با عدالت بلا شرط عدد و غزل قاضی و  
متولی وقت بحث ہو صاحب ہر کی نفس مغرب کذا فی الطحاوی و شریط سائر الشریط فی الشاہد اور مخبر مذکور میں باقی شرط شاہد کی شرط میں یعنی اگر او باطل  
ہو یا اور یہ کہ انحصار او محدود فی القوت منوائع عدلیہ با عدالت خلاصہ یہ کہ مخبر میں وہ شرط ہے جو شاہد میں شرط ہے لفظ شہادت و حضور مجلس شہاد اور یہ سب  
مذکور امام کا مذہب ہے او یہ صاحب سب نرویک کو فضا مزید خبر میں شرط کذا فی الطحاوی و قیدہ فی السیر بالاعمال القصدیہ و یا اذالم صدقہ و یوں ان خبر غیر المرسل  
و رواۃ فانی میں خبر مطلقاً مسمیٰ فی بابہ اور قید لگا فی خبر المرسل میں تصدی مغوی کی اور اسکی کر جیسا کہ وکیل خبر کی تصدیق نہ کرے اور اسکی کہ خبر غیر مرسل ہو  
اور موکل کا پیام رسان نہ واسو اسطے کہ پیام رسان کی خبر مطلقاً عمل ہے چنانچہ غزل وکیل کے باب میں او کیا ہم یعنی غزل تصدی میں عدلیہ با عدالت ہر او عدل



الابی کتاب القضاء للضرورة مگر قاضی کے خط میں اس کے موافق عمل کرنا لازمائے حجت جائز ہے بسبب ضرورت کے یعنی ضرورت ایسا حق اور اس واسطے کہ شہادت ہم  
کم واقع ہوتی ہو کذا فی المطحی وی دلیل قبل لو عدل عالم اور لفظ عدل نے کہا ترجمہ یا قاضی کا قول مقبول ہو اگر قاضی عادل اور عالم ہو ہم یہ قول ہی اور ضرورت  
کا واسطے کہ عدم اعتماد و اجابت تساؤ اور غلطی کے سوا یہ امر عالم عادل میں منتفی ہو اور یہی جابی نے ذکر کیا امام کے نزدیک قاضی کے بموجب قول کے عمل کرنا اگر  
ضرورت میں ہو جبکہ قاضی عالم عادل ہو اس واسطے کہ قاضی جاہل ظالم لائق قصہ کے نہیں اور اسکا امر بالافتاق لائق امتثال کے نہیں تو یہ مختصر کا قول  
کشف پر مذہب امام کے کذا فی المطحی و ان عدل لا جاہل ان استفسر فاحسن تشبیر الاشرار صدق والا لا اور اگر قاضی عادل جاہل ہو اگر کسی  
استفسار کیا جاوے تو بیان شرک کا خوب کرے تو اسکی تصدیق ہوگی اور نہیں تو تصدیق نہ ہوگی مثال اسکی درنا میں ہے کہ قاضی کے کہ میں نے نہ کہ تم سے  
سے استفسار کیا اور نہ کہ اس وجہ سے اسے نہ کہ اسکا سوال مقرر کیا تو اسے اذکار کیا چنانچہ انہیں معروف ہو اور اس پر میں نے مساکری کا حکم کیا  
اور صدر قرین کے کہ میرے نزدیک حجت ثابت ہو کہ اسے بقدر نصاب مکان محفوظ رہے کیا جیسے کچھ شہنشین اور قصاص میں کہ اسے عمر آباد  
قتل کیا تو اب اسکی تصدیق اور قبول قول واجب ہو کذا فی التبع و کذا لا یقبل قولہ لو کان فاسقا عالم الا کان او جاہلا للتبہد لافتناء اور لہذا ہی طرح قاضی کا  
قول مقبول نہیں اگر قاضی فاسق ہو عالم ہو یا جاہل بسبب تمت کے تو قاضی جاہل قسم پر ہم قاضی عالم عادل ہو یا جاہل عادل یا عالم غیر عادل ہو یا جاہل  
غیر عادل ہو تو قاضی اول کے قول پر قطع ہو جائز ہے اور قاضی ثانی اگر سوال سب میں خوب بیان کرے تو تصدیق اسکی واجب ہے اور قطع جائز ہے اور ثبات  
اور راجح کا قول مقبول نہیں کذا فی صدر الشریعہ الا ان لیما بین الحجۃ سبب شریعہ نہ کہ حجت یعنی سبب عینی کا سامنا کرے تو اب قاضی جاہل اور فاسق کا قول  
مقبول ہم اس واسطے کہ بعد امرائے حجت تمت باقی رہے شایع نے حجت کو ماہل و سبب کو تسلیم کیا تاہذا و اگر کو بھی شامل ہوگا حدیث ہنا الانسان عند الشہود  
فادعی مالکہ و ما وقال العصاب کانت الذہن بخیرہ و انکر الما لک قال العصاب لا کارہ العمان و الشہود شہدوا علی العصب لای علی عدم العصب  
ڈھٹکا یا کسی آدمی کا تیل گواہوں کے سامنے ہونے مالک نے اس کے تاوان کا دعویٰ کیا اور ڈھٹکا نے دے کے کہ مالک شہد یا پاک تھا اور مالک اسکا انکار  
کرنا ہی تو ڈھٹکا نے دے کے کہ مالک جہنمی بسبب مکر ہونے ضمان کے اور گواہ گواہی دیتے ہیں ڈھٹکا نے پر مذہم تیل کی عدم نجاست پر ہم ظاہر جواب عدم  
ضمان مطلق پر طاعت کرنا ہی مالا کلیش اگر ناپاک ہوگا تو اسکی تطہیر مکر ہونے پر دلیل ناپاک کا چراغ میں جلانا درست ہے غیر مسجد میں اور اگر انکو مسجد میں کیجے کہ سبب  
پاک تیل کا ضمان نہیں بلکہ ناپاک کا ضمان ہے تو جواب ظاہر یعنی بلا تردد صحیح ہے کذا فی المطحی و لو قتل رجلا و قاتل تلتلہ لروہ و ما و لقتلہ لم یلم یسرع قتلہ  
املا یروی لی فی حق باب العدا و ان قاتل قاتل کان القتل لذلک و لہذا ہم عظیم فیمل بحالات المال او الزنا زید اور اگر ایک شخص نے قتل کیا ایک مرد کو اور  
کہ میں نے اسکو قتل کیا بسبب اس کے ارتداد کے یا بسبب اس کے مار ڈالنے کے میرے باپ کو تو قاتل کا قول سمجھنا مکرنا گشتی اور شورش کا دروازہ نہ کھینچے  
ہے اگر اسکا قول بلا تردد مقبول ہو تو سادہ عظیم پر یہاں جو شخص چاہے دو سکر کو نافع مار ڈالے اور اس کے ارتداد و غیرہ کا دعویٰ کرے لہذا وہ قاتل قتل کیا جائیگا اور  
قاضی کے قتل اس کے واسطے تھا اور خون کام عظیم ہو سو وہ عمل جہت نہیں سکتا بحالات مال کے کذا فی الزنا زید میں کہ مال او الزنا زید ہم عظیم ہو لہذا مال میں  
ایک قسم کفایت کرتی ہے اور خون میں پچاس قرین صدق قاضی محفل بلایسین قال لہذا اذہم انہما متساویا فی حدیثہما باہر بالاعت لیکر و وقعت الیہ  
او قال قضیت لقطع بیک فی حق و ادعی زید اخذ الالف و قطعہ الیہ ظلمہا و اقر بکہو تاوی الا اخذہ و القطع فی وقت قضائہ و کذا لوزعم من قبل القلیہ  
او لید الفزل فی الاصح لانه استند ظلمہ و حالہ محمودۃ منافیہ للضمان فیصدق الا ان یربرن زید علی کوٹھا فی غیر قضائہ لہذا قاضی کیون مطلقا لہذا  
مقتصد نہیں کیجائیگی اس قاضی محفل کی بدولت قسم کے جسے زید سے کہا کہ میں نے تجھ سے وہ ہزار روپے لیے جبکہ میں نے حکم کیا تھا کہ اس کے واسطے  
اور میں نے اسکو دیے یا قاضی نے کہا کہ میں نے حکم دیا تھا تیرے ہاتھ کاٹنے کا حق میں اور زید نے اس کے ہزار روپے لیے اور ہاتھ کاٹنے کا انوار عظیم کے

مذہب اول لا یقبل  
مذہب صحابہ یقبل  
قاضی فاسق کو گواہ  
زیر حجت ملک خلیہ  
چاہے کچھ قاضی  
قول کا فاسق ہم  
زیر حجت ہم  
کا بین ہم اور  
کوئی جگہ نہ لیا  
قول بموجب حجت  
ذکر کا لہذا حجت  
و کچھ بات ہو

ترجمہ اردو در مختار جلد سوم

و غیری کیا اور اخذ کیا کہ دونوں امر یعنی اخذ اور قطع اس قاضی کی فتنہ کی حالت میں واجب ہوئی اور اسی طرح قاضی کی فتنہ میں ہوگی اگر اس کے نفس مذکور کو  
 کماں کیا پس فقہین نے یا بعد موقوف ہونے کے قول طرح میں اس واسطے کہ زید نے قاضی کے فعل کی اس حالت میں یعنی فتنہ کی طرف نسبت کی جو باوجود  
 سنائی ہوئی قاضی کی فتنہ میں ہوگی بلکہ یہ کہ زید کو ادا دے اس پر کہ ظاہر اسکا نشانہ ہو اس لیے کہ ظاہر قاضی ظالم کا حکم نہیں کرنا اور قاضی پر قسم سوائے نہیں کہ فعل اسکا فتنہ یعنی  
 مدعی ثابت ہو اگر ذی الطحاوی فرمے سلسلہ مطہر شراح کا نقل فی الاستباضہ عن بعض الشافعیہ اذا لم یکن للفاسق شیء فی بیت المال فلاخذ عشر ما یؤتی من  
 اموال الناس فی الاوقاف و الاستباضہ عن بعض الشافعیہ انما یجب کما بیت المال سے کچھ روزانہ مقرر نہ تو اسکو و سوان حصہ اموال نامی اور  
 اوقاف سے چکا وہ کار بردار ہیں و دست پر ہم صاحب شہادت ہے اس قول کو صاحب نوار سے نقل کیا ہے کہ انکار میں سب انکار دینی و فی الحالیۃ لم یستوی  
 فی سلسلہ الطحاوی و در خانہ میں کہ کہ تو سوا حصہ لیا جائز ہے سلسلہ طحاوی میں ہم اس سلسلہ کا بیان ذکر کیا ہے علاوہ بریں یہ قول بحر افق بھی  
 نہیں ہے شہادہ میں خانیہ سے یوں مقبول کہ کہ ایک شخص نے اس امر میں موافق ہو گیا اور قاضی نے وقت ایک متولی کو یہ کیا اور حاصلات  
 وقت کا در سوا حصہ متولی کی واسطے مقرر کر دیا اور وقت میں ایک طاہر یعنی ایک بچہ کی ایک شخص کے ہاتھ میں بطور قاطعہ جس میں متولی کی کچھ حاجت نہیں  
 اور اس بچہ کے واسطے لوگ اسکا غلام کرتے ہیں تو متولی کا در سوا حصہ امین واجب ہوگا سوائے کہ متولی نہیں لیتا بلکہ بطریق اچھے کے مستوجب اجر و ثواب  
 بدو عمل کے انتہی خلا میری ہے کہ صاحب یہ کہ عشر متولی کے واسطے اس وقت میں مقرر ہوا تو اس سے اجرت مثل ہو تو اگر عشر زیادہ ہو اجرت شہادت  
 تو اگر اندک ہو تو اس سے اور تخفیف کیسے اور خود اکل اور اولو الجہد میں بطریق اجمال یوں کہ کہ متولی کو اجرت شہادت زیادہ لینا جائز نہیں کہ ذی الطحاوی نے  
 بیان فی الزبائین کیا کہ جب علی القاضی و الحق لایکل لیسا اخذ لایجر کما لکل صغیر لا و واجب علیہ و کجواب الحق باقول و اما بالکتابہ فموجود لیساطہ قدر کہ نہیں لایکل لایجر  
 لایجر و اما فی شرح الوہابیت میں کہ کہ ہوں لیکن بزاز میں یہ کہ کہ جو فعل کہ قاضی اور مفتی پر واجب ہو تو وہ دونوں کو اسکی مزدوری لینا جائز نہیں  
 جیسے صدقہ کا صلح کر دینا سوائے کہ وہ قاضی پر واجب ہو اور جیسے مفتی کا زبانی جواب دینا کہ وہ مفتی پر واجب ہو اور تحریر کی اجرت لینا سوا قاضی اور  
 مفتی دونوں کو جائز ہے بقدر اعلیٰ کی نسبت کے اس واسطے کہ نسبت قاضی اور مفتی پر لازم نہیں اور پورا بیان اسکا شرح و ہدایہ میں ہے ہم خلاصہ میں ہے  
 کہ قاضی کو محلات وغیرہ کی نسبت پر اجرت لینا بقدر اجرت مثل جائز ہے یہی قول مختار ہے اور کلاخ صفا پر کچھ لینا جائز نہیں اور اسکو سوائے حلال ہے  
 اور مال تنہا کی بیع کی اجازت پر اجرت حلال نہیں اور اگر اجرت کے لگا تو بیع نافذ ہوگی انتہی شرح و ہدایہ میں لکھا اور اصح یہ کہ فقہر اجرت کی بقدر  
 کے ہے اور گاہے ایک سو کے و بیشع کی مشقت میں چار سو مختصہ میں زیادہ ہوتی ہے و اس لاکہ فقہر کی مشقت پر نہیں لکھا ہوں اور عدا میں لکھتے ہے اور یہ  
 جو مفسر نے لکھا کہ اگر ایک ہزار میں یا چھ درم اجرت ہو سوختہ نہیں اور گاہے اصحاب رحمہم اللہ کی فقہ سے مناسب اور لائق نہیں اور کوئی مشقت ہے کہ اسکو کو کثرت  
 ضمن کی تحریر میں اسکو تو اجرت مثل پر بقدر اسکی محنت کے اور بقدر اسکی صفت اور عمل کے مانند اجرت حکاک اور شغاب کے مشقت قلیلہ میں اور شہر عمر ناشی میں  
 نصاب سے مستعمل ہے کہ اجرت واجب ہے بقدر رنج اور تعب کے اور یہ قول اہل کما ہے اصول ہے شہد ہوا کہ نصاب مجلساتین ہے کہ صحیح قول یہ کہ کوئی مشقت  
 کے طول اور قصر اور اسکی صحت اور سہولت کی مقدار کی طرف ترجیح ہے اجرت کا انتہی کہ ذی الطحاوی و فیضات و لیس لاجو انکان قاسما و ان کمین من  
 بہت قال مقرر اور ترجیح و ہدایہ میں ہے اور قاضی کے واسطے اجرت نہیں اگرچہ وہ قاسم شہادت ہوا اور اسکو واسطے بیت المال سے کچھ مقرر نہ تو اور قصص بعض  
 لانعام مقرر نہ و فی مقررنا قال لاولی غیرہ اور قصص سبب لعدا ہم مقرر ہے اجرت جائز ہے کہ اور ہر زمانے میں تو سب اقول غفرلہ و متا ہی و جو بعض  
 علی ایستحطہ علی تدریس فی الکتابہ بخبرہ اور مفتی کو اجرت مجوز تھی اس کے لکھنے پر بقدر اسکی کتابت اسکو کہ مفتی کتابت میں جو نہیں یعنی اسکی کتابت واجب

اور ان میں سے جو یہاں میں جلال الدین ابو الحارث سے منقول ہے کہ فقہائے کبار کہتے ہیں کہ جو شخص کو چھبھنا لگے فقہین جواب دہ ہیں کہ کتابت کی اجرت لینے میں اس واسطے کہ منہ پر نہ لیں سے جواب دینا واجب ہے نہ کہ اس سے کہہ سنا اور باوجود اسکے کہ زانیہ بہتر کو بھی یا قابل اور قابل ہے اور اگر مرد اور عورت سے جو شخص نے کفرانی الطحاوی و ادبہ کے اعلیٰ منتظر اللہ العالی

کتاب الشہادات

یہ کتاب پر شہادۃ کے احکام میں جمہ شہادۃ کی اگرچہ شہادۃ اصل میں صدر ہے لیکن یہ صنف اسکو بعض جمع لایا یا اعتبار اسکا النوع کے اخرا عن القضاء اسکا واسطہ ہو المقصود مصنف شہادۃ کو موقوف کیا فقہائے اسکا کہ شہادۃ بمنزول وسیلہ ہے کہ اور فقہاء مقصود ہے اور مقصود مقدم ہے وسیلہ پر بھی بعض قاطع شہادۃ لیسے عبادت ہے محض قاطع یعنی قطعی اور یقینی خبر جس میں شک و تردد نہیں و شرعاً اخباراً جرد صدق الشہادۃ حتی فتح ثقتہ فلا ظاہراً انہ محاذ کا طلاق اکسیر فی النفوس اور شرع میں شہادۃ عبارت ہے اخباراً صدق سے حق ثابت کرنے کے واسطے کہ زانیہ الفیغ میں کہتا ہوں جب شہادۃ اخباراً صدق ہوئی تو مجھ کو گواہی کو شہادۃ بلکہ مجاہز پر تحقیق ہے قسم ہو لانا بخوبی قسم پر مجاہز پر اخباراً بزرگ حدیث ہے کہ اور صدق کی قید سے اخبار کا کہ حدیث شہادۃ سے نکل گئیں اور اثبات حق کی قید سے وہ قول نکل گیا جو بعض یوفات کو کوئی شخص محلہ فقہانین یہ لفظ اشد کلام کرے بلفظ الشہادۃ اخباراً صدق بلفظ شہادۃ ہر معنی شہادۃ میں بالخصوص لفظ شہادۃ تعین ہے تو بہتر لفظ علم و یقین کا فی نہیں فی مجلس القاضی و ہر بلا دعویٰ کما فی عین الالۃ اخباراً صدق بلفظ شہادۃ مجلس قاضی میں اگر بلا دعویٰ مرعی ہو چنانچہ لو کہی کہ میں تم مجلس قضا کی قید سے شہادۃ کہ دو خبر خارج ہو گئی جو غیر مجلس فقہانین واقع ہوئی کہ وہ مجہدین عین جاریہ اور طلاق زوجہ میں محض شہادۃ کے واسطہ دعویٰ غرض نہیں بلکہ جمیع شہادۃ حسیہ کا یہی حکم ہو کہ زانیہ الفیغ و سبب وجوب باطلاب ذی الحق اور خوف فوت حد بان لم یصل باذوالحق و خوف فوت از مرمان شہادۃ باطلاب فتح اور وجوب شہادۃ کا طلب صاحب حق یعنی جبکہ صاحب حق شہادۃ کی درخواست کرے یا صاحب حق کے حق فوت ہونے کا خوف ہو طرح پر کہ صاحب حق نہ جانتا ہو شہادۃ کی شہادۃ کو اور شہادۃ پر دوسرے فوت ہو جانے سے تو اسکو گواہی ہر لازم ہو گا باطلاب ہی کے کہ زانیہ الفیغ یعنی آدمی کے حق میں شہادۃ شہادۃ پر و اجبتین بلا طلب آدمی مگر در صورت خوف فوت حق اور حق اسکی اور شہادۃ میں تو شہادۃ پر باطلاب ہی شرط ہے اور عقوق شہادۃ کی شرطیں ایس ہیں شرط کا کما کما واحد مکان شہادۃ کی شرط ایک ہے یعنی ایک شرط یہ کہ محض شہادۃ میں شہادۃ واقع ہو طحاوی نے کہا ہے شرط کا کما کما یون کما کما شرط کا کما کما واحد و شرط کا کما کما مل وقت الحق البصر و ما انتہ العتق و لا یافیت بالتساع او علی شہادۃ میں شہادۃ پر ہونے کی شرطیں تین ہیں محض کامل ہو شہادۃ پر ہونے کا وقت اور عبارت اور عبارت کہ زانیہ الفیغ کہ گواہی کے گواہی شہادۃ میں شہادۃ میں شہادۃ کے واسطہ بلوغ اور ربہ اور اسلام اور عدالت و غرض نہیں تو اگر کوئی شخص کے وقت میں غرض داخل ہو یا کا قریا فاقم بجز منہ پر بلوغ ہو یا اور غلام آزاد اور اگر غلامان اور فاقم تو بکر کے اور اتحاف نوکرین فاقم کے سامنے گواہی دین تو گواہی مقبول ہوگی کہ زانیہ الفیغ و شرط کا کما کما واحد و سبب شہادۃ عاصیہ و شہادۃ خاصہ اور اور شہادۃ کی شرطیں میں میں در شرطیں میں جمیع انواع شہادۃ میں اور شہادۃ میں شہادۃ میں خاص میں منہ الفیغ انما یجوز فیہ یعنی یہ شرط کہ شہادۃ پر ہونے کا وقت خوب یا بد ہو لاشائے تردد تو امام کے نزدیک شہادۃ پر ہونے کا خطا کرنا جائز نہیں بدون مقدمہ یا دہونے کے خلاف لایا صاحب حق الولایت فیہ شرط الاسلام و المدعی علیہ سلما اور تخیلہ شرط کا کما کما ولایت حاصل ہو شود و علیہ پر اس طرح کہ دونوں کا دین ایک ہو یا شہادۃ کا دین حق ہو اور شہادۃ پر بلوغ ہو کہ زانیہ الفیغ و لو اسلام شہادۃ پر شرط ہے اگر مدعی علیہ مسلمان ہو مگر اگر مدعی علیہ کافر ہو تو اس پر اسلام اور کافر کی گواہی مقبول ہے و الحد و علی التمییز بالیسع والبصر بین المدعی والمدعی علیہ اور انما یجوز فیہ شرط کہ شہادۃ پر ہونے کا وقت ہو مدعی اور مدعی علیہ کے مابین امتیاز کرنے کی سبب ساعت اور عبارت کے یعنی آواز مسکرا اور صورت دیکھ کر دونوں میں فرق کر سکتا ہو مگر ان شرط کا کما کما عدم فراتہ ولادۃ و زویتیہ اور تخیلہ شرط کا کما کما عدم فراتہ ہر

کتاب الشہادات

یہ کتاب پر شہادۃ کے احکام میں جمہ شہادۃ کی اگرچہ شہادۃ اصل میں صدر ہے لیکن یہ صنف اسکو بعض جمع لایا یا اعتبار اسکا النوع کے اخرا عن القضاء اسکا واسطہ ہو المقصود مصنف شہادۃ کو موقوف کیا فقہائے اسکا کہ شہادۃ بمنزول وسیلہ ہے کہ اور فقہاء مقصود ہے اور مقصود مقدم ہے وسیلہ پر بھی بعض قاطع شہادۃ لیسے عبادت ہے محض قاطع یعنی قطعی اور یقینی خبر جس میں شک و تردد نہیں و شرعاً اخباراً جرد صدق الشہادۃ حتی فتح ثقتہ فلا ظاہراً انہ محاذ کا طلاق اکسیر فی النفوس اور شرع میں شہادۃ عبارت ہے اخباراً صدق سے حق ثابت کرنے کے واسطے کہ زانیہ الفیغ میں کہتا ہوں جب شہادۃ اخباراً صدق ہوئی تو مجھ کو گواہی کو شہادۃ بلکہ مجاہز پر تحقیق ہے قسم ہو لانا بخوبی قسم پر مجاہز پر اخباراً بزرگ حدیث ہے کہ اور صدق کی قید سے اخبار کا کہ حدیث شہادۃ سے نکل گئیں اور اثبات حق کی قید سے وہ قول نکل گیا جو بعض یوفات کو کوئی شخص محلہ فقہانین یہ لفظ اشد کلام کرے بلفظ الشہادۃ اخباراً صدق بلفظ شہادۃ ہر معنی شہادۃ میں بالخصوص لفظ شہادۃ تعین ہے تو بہتر لفظ علم و یقین کا فی نہیں فی مجلس القاضی و ہر بلا دعویٰ کما فی عین الالۃ اخباراً صدق بلفظ شہادۃ مجلس قاضی میں اگر بلا دعویٰ مرعی ہو چنانچہ لو کہی کہ میں تم مجلس قضا کی قید سے شہادۃ کہ دو خبر خارج ہو گئی جو غیر مجلس فقہانین واقع ہوئی کہ وہ مجہدین عین جاریہ اور طلاق زوجہ میں محض شہادۃ کے واسطہ دعویٰ غرض نہیں بلکہ جمیع شہادۃ حسیہ کا یہی حکم ہو کہ زانیہ الفیغ و سبب وجوب باطلاب ذی الحق اور خوف فوت حد بان لم یصل باذوالحق و خوف فوت از مرمان شہادۃ باطلاب فتح اور وجوب شہادۃ کا طلب صاحب حق یعنی جبکہ صاحب حق شہادۃ کی درخواست کرے یا صاحب حق کے حق فوت ہونے کا خوف ہو طرح پر کہ صاحب حق نہ جانتا ہو شہادۃ کی شہادۃ کو اور شہادۃ پر دوسرے فوت ہو جانے سے تو اسکو گواہی ہر لازم ہو گا باطلاب ہی کے کہ زانیہ الفیغ یعنی آدمی کے حق میں شہادۃ شہادۃ پر و اجبتین بلا طلب آدمی مگر در صورت خوف فوت حق اور حق اسکی اور شہادۃ میں تو شہادۃ پر باطلاب ہی شرط ہے اور عقوق شہادۃ کی شرطیں ایس ہیں شرط کا کما کما واحد مکان شہادۃ کی شرط ایک ہے یعنی ایک شرط یہ کہ محض شہادۃ میں شہادۃ واقع ہو طحاوی نے کہا ہے شرط کا کما کما یون کما کما شرط کا کما کما واحد و شرط کا کما کما مل وقت الحق البصر و ما انتہ العتق و لا یافیت بالتساع او علی شہادۃ میں شہادۃ پر ہونے کی شرطیں تین ہیں محض کامل ہو شہادۃ پر ہونے کا وقت اور عبارت اور عبارت کہ زانیہ الفیغ کہ گواہی کے گواہی شہادۃ میں شہادۃ میں شہادۃ کے واسطہ بلوغ اور ربہ اور اسلام اور عدالت و غرض نہیں تو اگر کوئی شخص کے وقت میں غرض داخل ہو یا کا قریا فاقم بجز منہ پر بلوغ ہو یا اور غلام آزاد اور اگر غلامان اور فاقم تو بکر کے اور اتحاف نوکرین فاقم کے سامنے گواہی دین تو گواہی مقبول ہوگی کہ زانیہ الفیغ و شرط کا کما کما واحد و سبب شہادۃ عاصیہ و شہادۃ خاصہ اور اور شہادۃ کی شرطیں میں میں در شرطیں میں جمیع انواع شہادۃ میں اور شہادۃ میں شہادۃ میں خاص میں منہ الفیغ انما یجوز فیہ یعنی یہ شرط کہ شہادۃ پر ہونے کا وقت خوب یا بد ہو لاشائے تردد تو امام کے نزدیک شہادۃ پر ہونے کا خطا کرنا جائز نہیں بدون مقدمہ یا دہونے کے خلاف لایا صاحب حق الولایت فیہ شرط الاسلام و المدعی علیہ سلما اور تخیلہ شرط کا کما کما ولایت حاصل ہو شود و علیہ پر اس طرح کہ دونوں کا دین ایک ہو یا شہادۃ کا دین حق ہو اور شہادۃ پر بلوغ ہو کہ زانیہ الفیغ و لو اسلام شہادۃ پر شرط ہے اگر مدعی علیہ مسلمان ہو مگر اگر مدعی علیہ کافر ہو تو اس پر اسلام اور کافر کی گواہی مقبول ہے و الحد و علی التمییز بالیسع والبصر بین المدعی والمدعی علیہ اور انما یجوز فیہ شرط کہ شہادۃ پر ہونے کا وقت ہو مدعی اور مدعی علیہ کے مابین امتیاز کرنے کی سبب ساعت اور عبارت کے یعنی آواز مسکرا اور صورت دیکھ کر دونوں میں فرق کر سکتا ہو مگر ان شرط کا کما کما عدم فراتہ ولادۃ و زویتیہ اور تخیلہ شرط کا کما کما عدم فراتہ ہر





اول یعنی در صورت عدم اعتقاد قضیت کے نفی کی ہر قسم کا بھی ایک عالم ہے جس کا رسالہ کسی بیحدہ الشہاد علی الشاک کہ فی الخ وحبیب اور ابی مالک علیہ السلام  
 و لو کما کما اور در واجب ہر اور اگر ناگاہی کا بھی کی طلب سے چنانچہ مذکور ہو چکا یعنی جب کہ صاحب حق شاہد کی شہادت کو جانتا ہو اور حق ہو تو کافر  
 شاہد پر بلا طلب اور اسے شہادت واجب ہر ہم افراض اور اسے شہادت صحیح علیہ حق تعالیٰ سے فرمایا (لا تکتروا الشہادۃ من یکتمنا فانہم قلوبہ) یعنی چھپاؤ  
 گواہی کو اور جو منکوح چھپاؤ سے تو اس کا دل کنگاہ ہے تو معلوم ہو کہ کتمان قاضی سے ہر دم پر قاضی سے اظہار فرض ہوتا ہے ہر شاہد ہر شاہد پر ہر شاہد  
 کتمان مجرم کی تائید فرمائی کہ جو چھپاؤ سے اس کا دل کنگاہ ہے تو یہ تائید پر تائید ہے اس واسطے کہ گناہ کی نسبت ہر دل کی ظلت جو اشراف الاعتراف  
 اور برن کا میں ہے کہ چونکہ اصل کتمان ہر تو وہی بالکل بصیرت کا محل پھر اختلاف باقی معاصی کے جن کا تعلق اعتناء ظاہری سے ہے کہ ذاتی الفیض  
 اہم رازی نے احکام قرآن میں حق تعالیٰ کے اس قول میں کما ولایاب الشہادۃ اذا ما دعوا یعنی انکار ذکر میں شاہد جیکہ وہ بلا سے جاوین کہ  
 یہ بھی عام ہر محل اور اسے شہادت میں لیکن محل متخالفین کو شاہد کرنے کے واسطے شاہد ہر کے پاس جانا چاہیے شاہد ہر کو آگے پاس حاضر  
 ہر لازم نہیں اور اسے شہادت میں شاہد ہر کو قاضی کے پاس حاضر ہونا چاہیے ذکر قاضی آگے پاس ساعت شہادت کے واسطے آؤسے غیر  
 رازی نے کہا کہ شہادت فرض کفایہ ہے کہ بعض کی گواہی سے قیون سے ساتھ ہو جائے اور اگر دو شاہد ہر کے سوا محل اور اس کے واسطے  
 کوئی منسلک تو شہادت فرض عین اور گواہ کرنا بیانات اور مدائش پر مستحب ہے مگر قہر بصر میں چنانچہ روئی اور پائی اور پائی اور ساگ انتہی اور کما  
 میں ہے کہ اشاد عقوبتیں مستحب ہے مگر کفایہ میں ہر سے نزدیک واجب ہے اور اسی طرح رجعت میں شافعی اور احمد کے نزدیک انتہی اور ہر ہر میں ہے  
 کہ کچھ مسائل میں کہ اگر ضرر کرے آدمی محل اور اسے شہادت سے یا وجہ مطلب کے جیکہ اور شخص ہو جو ہر محل اور اس کے واسطے اور اگر اور اگر  
 منون تو امتناع جائز نہیں لکن فی الطحاوی ولکن وجوبہ بشروط سبق مبدوط فی البحر وقصر مبداء لہ فاض و قرب مکان و علمہ لیسو لہ او بکود صریح قولہ  
 و طلب المدعی لو فی حق العبد ان لم ہو جہد بملہ ہی بدل الشاہد لا تا فرض کفایہ تفتین تو لم یکن الا الشاہد ان محل او ادواء ولکن اور اسے شہادت کا  
 وجوب سات شرطوں سے ہے جو بحر الرائق وغیرہ میں شرح ہیں اور انہی عدالت قاضی اور اس کا مکان قریب ہونا تو شاہد کو قاضی کا قبول کرنا معلوم ہوتا مانگے  
 شہادہ تر قبول ہونے کا علم اور مدعی کی طلب کرنا اگر گواہی حق العبد میں بشرطیکہ اشکال بدل یعنی شاہد کا عوض کوئی موجود نہ ہو واسطے کہ شہادت فرض کفایہ ہے فرض  
 میں ہر پائی ہے اگر تحمل و دراکے واسطے سوائے دو شاہد ہر کے اور کوئی منوم شہادہ نے شرط سب سے پنج شرطیں ذکر کیں ایک عدالت تافنی تو اگر قاضی  
 غیر عادل ہو تو گواہی نہ شہادہ جائز ہے کہ غیر عادل اکثر ظن کرنا ہر قبول نہیں کرنا اور اگر ظن غالب ہو قبول کا تو صاحب ہر کے لکھا سزاوار ہے کہ او اسے شہادہ  
 اشرع نہیں ہو سزاوار مکان تو اگر قاضی کا مکان اتنا بعید ہو کہ قاضی تک جانا اور اسی دن اپنے گھر لپٹ آنا ممکن نہ ہو تو فقہائے کما کہ امتناع شہادت سے  
 گنہگار نہ ہو کہ لکھا اسکو اصین ضرر لاحق ہوتا ہے اور حق تعالیٰ سے فرمایا (ولا تضار کاتب ولا شہید) یعنی اور ضرر نہ ہو چاہا یا کاتب اور شاہد کو سزاوار ہے کہ او اسے شہادہ  
 اگر شہادہ جائے کہ قاضی گواہی قبول نہ کر لگا تو اسے گواہی دینا لازم نہیں یا علم عرت قبول لہ اگر شاہد جانے کہ سہری گواہی طہر قبول ہوگی بہ نسبت اور شاہد ہر  
 تو اشرع اور اسے شہادت واجب ہے اگرچہ وہ ان اور بھی شاہد مقبول الشہاد ہوں چنانچہ فتح القدیر میں ہے علامہ مقدسی نے کہا امین تامل ہے وجہ تامل شاہد ہر  
 کہ جب وہ ان و شخص موجود ہے جس حق ثابت ہو سکتا ہے تو وجہ وجوب کی ظاہر نہیں ہم طلبہ علی تو بلا طلبہ شہادت واجب نہ ہو مگر در صورت خوف فوت حق و  
 عدم علم مدعی شہادت شاہد ہر شاہد ہر اور شہادت کاتبین ہونا اگر ظن ہو اس طرح ہے کہ وہ ان اور بھی شاہد مقبول الشہاد و وجہ ہر ان و اشکال گواہی ہی ہے  
 اور مقبول بھی ہوگی کہ قواب امتناع شہادت سے گنہگار نہ ہو اور اگر مقبول نہ ہو تو اب گواہی دینے میں گناہ ہے اگر شہادہ سب سے ہر شاہد ہر کہ وہ عادل و اشرع ہے  
 بطلان شہادہ کی خبر نہ دی ہو تو اگر اسکو عادلین نے اس طرح خبر دی ہو کہ مدعی اپنا دین قبض کر چکا ہے یا رنجی نے عین بار طلاق دی ہے یا مشتری نے



کارشاد حین شام و کوا لوطی کی آزادی اس واسطے حق اللہ ہوئی کہ مولیٰ پر اسکی شرکاء اب حرام ہو گئی اور اسی طرح تدبیر سے اسکی شرکاء و وارثوں پر حرام ہو سکی کی موت کے بعد اور حرمت حق اللہ ہو کر اس واسطے عبد و تدبیر و شرع و بیانیہ اور اسی طرح یہ غلام کی آزادی اور اسکا مدبر کرنا کذا فی شرح البیان

م ابن وہبان نے کہا کہ غلام کے حق اور تدبیر میں خلافت ہو اور لوطی کا اعتق اور تدبیر بالانکاح حق اللہ ہو کذا فی الطلای و کذا الرضا کا مرنی یاہ اور اسی طرح رضایع اللہ پر چنانچہ بابا رضی عنہ میں مذکور ہو چکا بل قبل جرح الشام چہ کذا ہم لعم کذا و کذا لعدا لعیبہ و کذا لعیبہ و کذا لعیبہ بارادہ ثواب مقبول پر یا نہیں جواب ظاہر یہ کہ ان مقبول یہ کہ مذکورہ حق اللہ ہے کذا فی الاشباہ ہم حسب حال یہ جرح سے یعنی اگر طعن شام و لوطی ثواب طعن کرے تو ظاہر مقبول یہ اور بھی اشغال یہ کہ حسب شام سے حال واقع ہو چنانچہ بصورت ذکر کیا ہو کذا فی الطلای و کذا فی خلافت تدبیر عشر حقوق اللہ اٹھارہ ملک ہو چکے یعنی چودہ حقوق وہ جوہر الرائق سے مذکور ہو چکے اور چار حق شارح نے زیادہ کیے یعنی عقی عبد و اسکی تدبیر اور رضایع اور طعن شام اور یہ جو حضرت نے طلاق و عرق و امثالہ و اسکی تدبیر ذکر کیا سو تو جو وہ میں و کل میں ہاں ہاں حقوق اللہ و حقوق مذکورہ میں بھیر نہیں چنانچہ شارح نے پہلے یہ لفظ نکاح اسکی طرف اشارہ کیا و لیس لہذا یعنی حسبہ لانی الوقت علی الرجوع فی حفظہ او نہیں یہ طعن سے واسطہ دینی حسبہ و وقت میں بنا بر قول ضیف کے تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی اگر موقوف علیہ اصل وقت میں و کوا کرے تو وہ بعض کے نزدیک سماع ہر اور فتویٰ اسی پر کہ دو سماع نہیں مگر متولی سے بھر چکے موقوف علیہ کا دعویٰ سماع ہوا تو اجنبی کا بطریق اولیٰ سماع ہو گا کذا فی الاشباہ و مترانی الحد و اب رجب بن ستر شرف الادبی الکتاب الامتناع بکرا و شہادت کا چھار کھنڈہ و میں یکے سے پر لیس اس حدیث کے کہ جو چھپا لگا وہ چھپا یا جاوے گا تو خود وہ میں بیان شہادت بہتر ہو گیا چھپا پردہ در کے واسطے کماں بہترین ملے گا اسی و بیانیہ ہر کذا فی البحر ہم پر چند قرآن مجید میں بھی عن الکتاب عالم کی لکین اسکی تخصیص حدود کی شہادت میں اضافہ شدہ ہو رہے ثابت ہوا اس واسطے کہ اس میں پردہ پوشی ہوا انا ملوہ حدیث یہ جو اب ہر ہر سے بخاری اور مسلم میں مروی ہے اس میں متر علی سلمہ اللہ فی الدنیا والاخرۃ یعنی جو پردہ پوشی کرے مسلمان کی توقع تعالیٰ اسکی دینا اور آخرت میں پردہ پوشی کرے و تمام فی فح القدر و الاولیٰ ان بقول الشافعی القدرۃ فی الدنیا و الاخرۃ یعنی رعایۃ الاستوار بہتر یہ کہ شام و لوطی میں یوں کہے کہ اسنے لیا صاحب کالحق تلف نہوار یوں کہ نہ کہ اسنے جوہری کی پردہ پوشی کی رعایت کے واسطے ہم یہ قول بہتر شدہ رک کے ہیں یعنی جب حدود میں پردہ پوشی بہتر ہوئی تو اسنے لازم آئی کہ جوہری کی گواہی سلطانہ دے کہ وہ سب سے بڑا اسکا جواب دے گا کہ اس طرح کی گواہی دے کہ موجب قطع یہ نہوار و رنگ کی حق تعالیٰ ہوا اس واسطے کہ لفظ اللہ عام یہ خواہ بطریق غلط ہے ہو یا بطریق ادا ملک و لوطی لک تو شہادت انہ سب کے کہ مستلزم جن میں اور باوجود دیکھا اس میں مسروق منہ کی بھی صحت ہے اس واسطے کہ اگر جوہری کی گواہی دے گا تو قطع واجب ہو گا اور زمانہ مال کا منتفی ہو گا و عورت انہ لک کذا فی الفتح لہذا ہم ہر ہر نے تفسیر میں حکایت کی کہ ہارون شہید کے پاس تھا حج تھے انہیں تھانی ابو یوسف بھی تھے سو ایک شخص نے دوسرے دعویٰ کیا کہ اسنے اسکا مال اسکے گھر سے لے لیا سو وہ عدلیہ نے اسکا مال کا ذکر کیا یا خواہ نے فقہا سے سوال کیا انھوں نے قطع پر کا فتویٰ دیا تو ابو یوسف نے کہا کہ قطع نہیں اس واسطے کہ اسنے جوہری کا اقرار نہیں کیا بلکہ اسکا اقرار کیا ہے بھر مدعی نے دعویٰ کیا کہ اسنے جوہری کی موصوفہ علیہ سے جوہری کا اقرار کیا تو فقہانے قطع کا فتویٰ دیا اور ابو یوسف نے اسکے خلاف کا فقہانے ابو یوسف سے کہا کہ حد میں قطع کی اب کیا وجہ ہے ابو یوسف نے جواب دیا کہ جب اسنے اول انہ مال کا اقرار کیا تو ضمانت اس پر ثابت ہو گیا اور قطع پر ماضی ہو گیا تو اب اسکے بعد مدعی کا کہ اقرار مقبول ہو گا جو سب سے قطعاً انہ تو قطعاً اس جواب سے متعجب ہو گئے و لیس ماہا لکن انہ رجحان میں تمام ہیں ہر وہ اور شہادت نہ کی انصاف وہ جاہر میں جن میں کوئی مرد عورت کے نوع کا بیانیہ ہو نہ ثبوت نہ ان کے واسطے جاہر و گواہ ہونا چاہیے و ان میں عید میں ہر جہ عبادت پردہ پوشی کی طرف مشیر ہے اس واسطے کہ جاہر مردوں کا یہ صفت خاص گواہی دینا اکثر واقع ہوتا ہے اور ان میں دفع کی نفی ہے ہر جہ کے ساتھ کہ جب باب مدعی ہے یا ابن زوج کی ماں زائدہ ہو











محمود بنی القنفذ عدل منوہا مولانا گنگوہی ایسا نہیں بلکہ اشرافی کا مختار ہے کہ فقط عدل گنگوہی کا نہیں اس واسطے کہ محمود بنی القنفذ بعد توبہ کے عدل غیبر  
 ہائے اشراف اور اس طرح باب جیکہ اپنے فتنہ کے واسطے گواہی دے تو غور پر زیادہ کرنا جائز الشہادۃ کا چنانچہ یہ بین جو بھلا ارکان میں کہہ کر  
 یہ قرار ہے کہ لائق ہر اشرافی خصاف کی شرح ادب القاضی میں ہے کہ ترمذی کی اکثر شرطیں ہیں اول یہ کہ گواہی قاضی عادل عالم کے پاس ہو دوم یہ کہ مذکر کی شہادت  
 کو اگر چاہا کہ ہو شکرت یا بعدا یا سقے ترمذی کو معلوم ہو کہ شہادت کا لازم ہے چہاں ہم یہ کہ شہادہ دینا اور درم کی خوش حالگی میں معصوم ہو چہاں ہم  
 کہ اسے امانت میں فاضل ترمذی کہ راست کو ہو چہاں ہم کہ کہہاں سے محتجب ہو ترمذی کہ صناعہ پر پھر ضرورتاً ہستی مانی الطحاوی والتمیز میں من الخصم الذی  
 لم یرج علیہ فی التعذیل لم یصح اور عدل یعنی عادل گنگوہی سے حکمی طرقت عدل میں مرجع نہیں کیا گیا صحیح نہیں ہم کہ مدعا علیہ کی تعذیل صحیح  
 نہ ہو تو مدعی کی عدل بلطریق اولیٰ صحیح نہیں حقوی نے کہ عدل بلخصم اس صحیح نہیں کہ مدعی اور اسکے شہو کے گمان میں مدعا علیہ کا وہ ہے انکار دعویٰ میں  
 اور عدل پر اپنے اصرار میں زیادہ مدعی ہر نے کی لیاقت نہیں رکھتا تاہو کان من یرج علیہ فی التعذیل صحیح ہر از یہ تو اگر مدعا علیہ ان لوگوں میں ہر چوکی  
 طرف عدل میں ہر رجوع ہو ہی ہو تو اب عدل کی کسی صحیح ہے کہ زانی البزوری و المراد تہذیل ترمذی کے بقول ہم عدل مراد لکھم اخطا وادوا ولسوا وکثر اذ مدعا علیہ  
 کی عدل سے مراد اسکا ترمذی کہ ہر لون کئے سے کہ شہاد عادل میں خواہ اسے یہ قول زیادہ کیا ہو لیکن ہر نے خطا کی یہ بخول گئے یا نہ زیادہ کیا ہو ہم جب  
 مدعا علیہ مرجع الیہ فی التعذیل ہر تو اسکی عدل بل صحیح ہوگی اور خطا یا نسب ان کا قول باطل ہوگا واما قولہ صدقوا وجمہ عدول صدقہ فاما اعتراض  
 بالحق یقینے یا قرار دلا لا بلیدۃ عندا خود اختیار مدعا علیہ کا ہر کہ کہنا کہ شہادت میں باوہ عدول میں سچے سچے مدعی کا اعتراض اور قرار ہر  
 تو قاضی اسکے اقرار پر حکم کرے نہ گواہوں پر انکار کے وقت کہ زانی الاضیاع میں لکھی اگر مدعا علیہ دعویٰ مدعی کا انکار کرے اور شہادوں کو تھامے تو در  
 حقیقت اقبال دعویٰ پر جواب بیان مدعا علیہ کے اقرار پر حکم ہوگا گواہوں کی کہیہ حاجت نہیں اور اسکا انکسب سبب تناقض کے لائق التناہ کے نہیں  
 واداعیہ و فی الجرح من التذیب یحلف الشہو فی زماننا التذیر الذکر لکھ اذ الجمول بالعرف الجمول وافراد المصلحت ثم نقل عن الصریفۃ توفیقہ للقاضی  
 نجوار الراقی میں ہر تہذیب دلائلی سے کہ قسم دلائی جاوے کہ گواہوں کو ہر سے زمانے میں سبب بتدریج ترمذی کے واسطے کہ مجبول نہیں بنا سکا  
 مجبول کو اور صنف نے اپنی شرح میں اس قول کو ثبات رکھا ہر پھر اسے صریفہ سے نقل کیا سبب ذکر ملاحظہ کا قاضی کو لینے اگر قاضی مناسب دیکھے تو شہادوں  
 سے قسم نہ کرے کہ ترمذی کہ سبب غلبہ فوق و جرح اور مجبول اول سے ترمذی مراد ہے اور مجبول ثانی سے شہادینے مذکر کی عدالت اس زمانے میں خود  
 مجبول ہے تو وہ شہاد مجبول کو کیا شہاد کا قلت و لائنس ما عمن الاشباہ میں کہتا ہوں اور نہ مجبول وہ قول جو اشباہ سے مذکور ہو چکا ہم کتاب التفتا  
 میں قبل حکیم اشباہ سے مذکور ہو چکا اگر سلطان اپنے قاضیوں سے تخلف شہو کا اور کرے تو علماء ہر اسکا نصیحت کرنا واجب ہے اس طرح کہ کہیں تکلیف  
 نہ دے اپنے قاضیوں کو اس امر کی جس ترمذی ناخوشی لازم آوے اگر وہ ترمذی مخالفت کریں یا خالق کی ناخوشی اگر وہ ترمذی موافقت کریں اسی علماء  
 مقدس نے بعد ذکر کئے قول مذکور ترمذی کے کہ اگر ہر معنی میں ترمذی کہ تخلف شہو کا قول کتب معتدہ مانند خلاصہ اور ہر از یہ کے مخالف ہے کہ شہاد ہر قسم نہیں اور  
 ہر نہیں کوئی کہ کہتا کہ تخلف شہو چھل واجب ہے اس واسطے کہ شہاد مجبول ہر مذکر کی مانند غالباً اور مجبول یا نہیں بنا سکا مجبول کو کہہ ہم ہر نے کہتے ہیں کہ  
 فی الواقع حال اسی طرح ہے لیکن فقہ نے کہہا کہ اگر ایسا استقصا کیا جائے تو ترمذی قاضی عدالت اور ترمذی میں مٹا دینے کو کاوش کیجا تو دائرہ منک ہوگا اور  
 کوئی مومن برا عیبت نہ چنانچہ قائل لکھا ہر سے و من الذی ترضی عیابا وکلمہ لکھی المراد انکسب سبب لکھا فی الطحاوی یعنی ایسا ہر کہ سبب سبب  
 خصال پسندیدہ ہوں مرد کی خوبی کے واسطے اتنا کافی ہے کہ اسکی برائیاں گئی جاویں و لہ الا یشہد ما سمع اور انکی مثل البیع و لو بالباطنی فیہ کون  
 من لکھی و الا قار و لو بالکتابہ ترمذیوں نے مراد اور شہاد کو جائز ہے کہ گواہی دے اسکی جسکو جسے یاد کیجے سچ کے مانند میں اگر جب رج بلطریق



تخلو فخرنا یول علیہ واما یول علی ہذا فتصح ان قاضی خان من اجل انہ صلی علیہ وسلم انکر انکذا وکرہ الصنف ہنا و فی کتاب الاقرار و اعترافہ فی الاشباہ و اگر دو خطون  
مین نشا بہو اسطر حکم مدعی اقرار نامہ لکھا ہے مدعی علیہ کے خط سے سو مدعی علیہ نے اپنے خط ہونے کا انکار کیا سو مدعی علیہ سے آزمائش کے واسطے لکھا گیا یا  
لیا سو اسنے لکھا اور حالانکہ دو لون خطون مین ایسی مشابہت ظاہر ہو کہ دونوں خط ایک ہی کا تب کے مین تو مدعی علیہ پر ثبوت مال کا حکم نہ ہو مگر یہ قول  
صح ہے کہ ذانی الحائز اگر بے ثبوت ہو یا نہ ہو اسنے اس کے مخالف فتویٰ دیا ہے یعنی ثبوت مال کا تو اس پر ثبوت نہ کیا جائیگا اعتماد تو فقط اس خانیہ کی تصدیق پر ہوگا اس واسطے  
کہ جن لوگوں کے تصدیقات پر اعتماد ہوتا ہے انہیں سے قاضی خان زیادہ ترجیح علیہ القدر ہے ایسا کچھ مصنف نے اپنی شرح مین بیان اور کتاب الاقرار مین ذکر  
کیا ہے اور اسی قول پر اشباہ مین اعتماد کیا ہے ہم مشابہت خطین سے عدم حکم ثبوت مال کی وجہ یہ ہے کہ تشابہ خط اس سے زیادہ ترمین حکم مدعی علیہ اقرار  
کرے کہ یہ میرا خط ہے اور مین نے اسکو لکھا ہے لیکن مجھ مال مین ہے تو اس اقرار سے مال واجب مین ہوتا تو اسی طرح تشابہ خطین سے بھی واجب نہ ہوگا کہ ذانی الخ  
لکن فی شرح الہدایہ قولنا ہذا خطی لکس لکس ہذا المال ان کا ان الخط علی وجہ الرسالہ مصدر استعملوا لا یصدق و یلزم مال بالمال و یلزم فی الملتقط و قد  
قادی الدایہ فرج ذلک لیکس شیخ و ہاں مین ہم اگر مدعی علیہ کے کہ یہ میرا خط ہے لیکن مجھ پر مال مین ہے اگر خط بطریق پیام کے مصدر اور مین ہوتا  
انکار مدعی علیہ کی تصدیق نہ ہوگی اور مال اس پر لازم کیا جائیگا اور مانتا اس کے ملقط اور تہا ہر دایہ کے فتاویٰ مین ہے تو کسی طرف مراجعت کر ہم یہ قول ہے  
قاضی ہنسی کا کہ اگر غالب کو بطریق رسالت یوں لکھے اے اجد فلک علی کذا تو یہ مال کا اقرار ہے اس واسطے کہ مکتوب غائب سے ایسا ہی جیسے خطاب حاضر سے تو  
کاتب منظم قرار دیا جائیگا انتہی لیکن مجبور علماء اس کے خلاف پر مین اس واسطے کہ لکھنا کا ہے تحریر کے واسطے بھی ہوتا ہے کہ ذانی الخ لکس لکس  
شادیہ غیرہ عالم شہید علیہ و قیدہ فی النماز اسمع فی غیر مجلس القاضی فلو ظہر یا زوان لم یثبہ شربا لایہ عن الجوبہ و اور نہ گواہی دے  
اپنے غیر شخص کی گواہی پر جب تک کہ شخص غیر اسکو اپنی شہادت پر گواہ نہ کرے اور نہ مین میں اس کی شہادت کی ہے کہ جب غیر کی شہادت قاضی کی مجلس  
کے سوا اور مین سے گواہی دینا جائز نہیں ہر یوں اسکو گواہ نہ کرے کہ تو اگر حکم کر قضا مین اسکو گواہی دینا درست ہے اگرچہ غیر شخص نے اسکو  
گواہ نہ قرار دیا ہو کہ ذانی الخ لکس لکس عن الجوبہ و ہم وجہ جواز یہ ہے کہ شہادت اب لازم ہے اور یہ قلیل اسکی مقید ہے کہ قاضی نے اس شہادت پر حکم کر دیا  
کہ ذانی الخ لکس لکس اس واسطے کہ شہادت ہر یوں قضا لازم نہیں و بخلاف فقیر صدر الشریعہ وغیرہ اور نہ مین کی قید نہ کر کے مخالف فقیر صدر الشریعہ وغیرہ کی فقیر  
ہم صدر الشریعہ نے اس مسئلہ کی صورت یوں بیان کی ہے کہ ایک مرد نے قاضی کے پاس اداس شہادت کو سننا تو اسکو اسکی گواہی پر گواہی دینا جائز  
نہیں انتہی تو اگر اسکو قبل قضا پر محمول کیجیے تو سننا تو مرتفع ہو جائے کہ ذانی الخ لکس لکس و قولہ لا یسن التحیل و قبول التحمیل و عدم النہی بعد التحمیل  
غلط الظہار و نہ مین کی قید کے مخالف ہے فقہا کا یہ قول کہ ضرور ہر تحمیل سے لینے گواہ کر دینے سے اور ضرور ہر قبول تحمیل اور عدم ہی سے بعد تحمیل  
کے بقول ما ظہر ہم قولہم عطف ہے فقیر پر اور واضح ثلث مین تحمیل مصدر ہے یا یہ قلیل کا وجہ بخلاف یہ ہے کہ تحمیل اور قبول تحمیل بیان حاصل نہیں  
اس واسطے کہ شہادہ عند القاضی نے اسکو گواہ نہیں کیا اور مین نے اسکو قبول نہیں کیا اور جواب یوں مکن ہے کہ شہادت بعد از قضا نہ ہر قضا کی شہادت  
کے کہ ذانی الخ لکس لکس و نعم الشادیہ لایضا و القاضی صحیحہ وان لم یثبہ مال القاضی علیہ و قیدہ ابو یوسف مجلس القضا و ہوا لحوط ذکرہ فی الخلاصہ  
ان حکم قاضی کی گواہی دینا صحیح ہے اگرچہ قاضی نے شہادین کو اس پر گواہ نہ کیا ہو اور ابو یوسف نے شہادت قضا کو مجلس قضا کے ساتھ مقید کیا ہے  
یعنی شہادت حکم کی بلا شہاد اسوقت صحیح ہے جب کہ شہادین نے قاضی کا حکم مجلس قضا مین سننا ہو اور انہیں زیادہ فراہم کیا ہو کہ ذانی الخ لکس لکس  
لفی عدل واحد فی الزنا عشر سبکھ علی ما فی الاشباہ و منها اخبار القاضی با فلاسل محبوبس بعد المدۃ کفایت کرتی ہے ایک عادل کی خبر بارہ سکون  
مین جائز اشباہ مین ہے انرا بخل قاضی کا خبر دینا ہے محبوبس کے افلاس مین بعد مدت جس کے ہم عادل کی قید اس واسطے لکھا ہے کہ مستور بعد الدلت



سب نہیں ہو کر گزری کہ کوسلمان پہنچاتے ہوں تو اسکا حال عدول بشرطین سے دریافت کریں کہ کذا فی الاختیار میں دین کی امانت دہریہ کے اپنے ہتھ بندہ  
 نہایت پر محافظ ہو اور زبان کی امانت دہریہ کے جوہر نہ لو کہ ہوا اور ہاتھ کی امانت دہریہ کے شایر کے ساق میں ہوا اور بشرطین کے ساتھ کہ کتا کے تازہ جانتے ہوں  
 تو خاصی عدول لکھائیے اسکا حال دریافت کرے جتنا عجیب و غریب اور اختیار میں ہو کذا فی النظم الطحاوی و فی الملتقط عدل انصرانی قرآن میں ثابت شہادت و دوسرا کسی  
 رئیس اور معتقد میں کہ ایک نفر کی عدالت بیان کی گئی پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اسکی گواہی مقبول رہی یعنی وہ گواہی جو قبل اسلام دیکھا ہو اور گزری ضروری  
 ست ہوا تو گواہی اسکی مقبول نہیں ہم خطاوی نے کہا اسواسطے کہ کذا درستی انجیل میں حرام ہے تو وہ فاسق پھر انصاری کے ذہن میں وہ انصاری میں رکھا  
 خطہ و لم یرکب ہا یا الحادۃ اور وہ شخص گواہی نہ دے جسے اپنا لکھا دیکھا اور حادثہ اسکو یاد نہیں کذا فی النظم الطحاوی و فی الملتقط عدل انصرانی  
 قاضی اور راوی حکم نہ دے اور روایت نہ کرے اپنا خطہ دیکھ کر بدولت یا دولت کے سبب شاہد ہونے ایک خطہ کے دوسرے خطہ سے ہم خلاصہ میں ہو کر  
 البوصیۃ فی جمع اموریں تنگ روی اختیار کیا لہذا کہتے روایت احادیث میں قلت واقع ہوئی یا بدو کثرت سماع احادیث اسواسطے کہ امام نے بارہ سو  
 مردوں سے سماعت کی مگر امام کے نزدیک خطہ شرط ہے وقت سماع کے اور روایت کے وقت بھی تو امام کے نزدیک شاہد کو داخلہ اور تاریخ اور مقابہ  
 مال اور صفت مال یا درمختار ضروری تو اگر انہیں سے کوئی چیز یاد نہ ہو اور اسکو یقین ہو کہ یہ میرا خطہ ہے اور میری ہر گز اسکو گواہی دینا لائق نہیں اور اگر  
 باوجود اسکی گواہی دیکھا تو وہ شاہد نہیں کذا فی النظم اور خطہ نزدیک مجلس شہادت کافی نہیں و جزاہ لونی حرمہ و نہ تاجر عن المتبعی و صاحبین اسکو جائز کہا ہے  
 اگر کاغذ پر رقم اسکی قبضہ اور جفا طاعت میں ہوا اور کسی قول کو پہلے میں کذا فی البحر عن المتبعی ہم خلاصہ میں ہو شرط یہ ہو کہ حکم محفوظ ہو دست بردست دیکھا ہو  
 اور دیکھی کہ ہاتھ میں نہ ہو جب سے کہ اسنے اپنا نام اور اپنی عمر لکھی ہو سو اگر ایسا ہو تو اسکو گواہی دینا جائز نہیں اتنی خبر الراقی میں ہو کہ البوصیۃ نے یہاں  
 اور راوی کے واسطے جائز کہا ہے نہ شاہد کے واسطے اور محمد نے کل میں جائز کہا ہے اعطاء و کرنا کتاب پر جب کہ اسکی بیعت ہو کہ یہ میرا خطہ ہے اگر جب حادثہ یاد نہ ہو  
 لوگوں پر آسان کرنے کے واسطے اتنی اور نظار کلام شائع مانند کلام سکین کے ہے کہ صاحبین اس میں متفق ہیں جو بحر الراقی میں ہر وہ معلوم ہو چکا اور اسی طرح  
 عینی اور بانی میں ہو البوصیۃ نے کہا دفعۃ فی یون مکن ہو کہ البوصیۃ سے دور و ایتین میں کذا فی النظم الطحاوی و فی الملتقط عدل انصرانی و لا یستند احد کالم لیغایۃ بالا جماع  
 الراقی عشرۃ علی ما فی شرح الروایۃ اور نہ گواہی دے کوئی اس پر کسی حکم اسنے معاند نہیں کیا بالا جماع مگر دیکھیں سکون میں بلا حائل گواہی دست  
 ہو چنا چودہ سانیہ کی شرح میں ہر دم عدم معاند سے مراد عدم یقین پر یعنی جس چیز کا یقین حاصل نہیں ہو کہ کذا فی المسموع سے اسکی گواہی نہ دے اور  
 سماع کی مثال عقود میں کذا فی النظم الطحاوی و فی الملتقط عدل انصرانی و المر علی الاصح بترادف غیر سائل عشرۃ ایک ہر دم و لا البوصیۃ کے نزدیک ہم ہر  
 بقول الحق کذا فی البرازیم شمس الامم شرحی نے کہا کہ شہادت ساعت سے یقین میں بالا جماع مقبول ہے اور شرحی کے اجتہاد طحاوی نے ذکر کیا کہ اس میں خلاصہ  
 ثابت ہو کہ البوصیۃ سے جو استفادہ ہے تو ہر دم عدم قبول پر عین میں حبسہ دلائل میں عدم قبول ہمتیہ اور علامہ عبد البر کی شرح دہبان میں ہے کہ شہادت یقین میں  
 یعنی ساعت حلال نہیں ہمارے نزدیک خلافاً لاشافعی پھر اسنے طحاوی کا قول مقدم نہ کر لیا اور دلائل میں کلام مضطرب ہو اور طحاوی کا قول ہمتیہ  
 ہو کہ کذا فی البوصیۃ کے قول کی نفع ثابت نہیں اور میں محمد سے دور و ایتین میں اصح ہے کہ ہر دم تاریخ پر نکاح کا یعنی قبول شہادت بالسماع میں جانا عجیب  
 علامہ عبد البر نے اسکو نہ کر لیا ہے اور اسی کے مانند ہے بحر الراقی میں ظہیر و اور بنزازیہ و خزاندہ سے اور شریک انصاریہ میں ہو خلاصہ سے کذا فی النظم الطحاوی  
 و النسب ہم نسب ہو جسے ایک جماعت سے امام کے نزدیک یا بدو عادل سے مستصاحبین کے نزدیک ہو شخص ثلاثین بن فغان ہو تو اسکو اسکی گواہی دینا جائز  
 ہو اگر پہ اسنے اسکی ولادت اسنے فاش پر نہیں دیکھی اور فتویٰ صاحبین کے قول ہے کہ کذا فی النظم الطحاوی و الموت ہ موت ہم توجب لوگوں سے  
 سنا کہ خلا شخص مر گیا تو اسکو موت کی گواہی دینا درست ہے اگرچہ اسنے موت کا معاند نہ کیا ہو بنزازیہ میں ہو کہ کذا فی المسموع سے عورت سے کہ کذا فی









خود کیا اور عیسیٰ بن موسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباسؓ کے اہل اہم فیہ صلوٰۃ کی اطاعت کی طاعت و عت کی اور یہ دعویٰ کیا کہ کوئی شخص اگر بہرین اور غیر صادق خدا سے  
 اہم ہو کہ وہ حقین رسول و انبیاء علیہ السلام کی روایت و شہادت و خط و کتابت کے اس واسطے نہیں کہ محض غیث لائق تکفیر نہ ہو بلکہ یہ شہادت لائق ہو جس کے مانند اقرار نہ رکھتے ہوں نہ ان کی اطاعت و  
 دین الدہمی کو دعا و انہم جہود علی مثل الاخیس مائل علی مانی اللہ اللہ اور دعویٰ کی گواہی اسکے مانند جو کہ دعویٰ پر مقبول ہو اگر دعویٰ عادل ہو پھر دین میں نہ کافی  
 الجہود و گمراہیج صورت میں دعویٰ کی گواہی ذی قبول نہیں چنانچہ اشاہین ہی ہم خبر مسائل ایک یہ کہ دو نفر ان کے لئے کہ مسلمان ہو چکا کی گواہی دین ہو  
 وہ انکار کرنا ہو تو گواہی مقبول نہیں اور نہ ان کے اسلام پر گواہی مقبول ہوگی نہ ان کے اسلام لائے ہو نہ دعویٰ کی گواہی کہ ۲۴ دعویٰ ان کے لئے مقبول ہوگی دین اور وہ مکمل  
 مہربان ہو اور نہ کہ ادا میں نہ کفایت نہ کرنا ہو جبکہ دعویٰ کی خبر ہو چکے کہ گواہی دین اور مکمل نہ کرے ہو ہم جبکہ شخص گواہی دین ان کے لئے کہ ان کے لئے عورت مسلمان نہ کیا کہ  
 اور صورت استقامت مسلمان نے ایک غلام کا دعویٰ کیا جو کاف کے پاس ہو اور دو کافوں نے گواہی دی کہ وہ اسلام غلام ہو اور نہ اسلام مانجی اس کا حکم دیا کہ  
 و غلط یا اسلام قبل انقضائے عہدہ و لایق ہو کہ جو اور باطل ہو چکا کی دعویٰ کی گواہی اسکے مسلمان ہو چکا ہے قبل قضا کے اور اس طرح بعد قضا بھی باطل ہو چکا ہے  
 اگر عیسیٰ کی گواہی دین چاہیے چنانچہ قصاص کر دینی جو کہ گواہی باطل ہو چکا کی گواہی کر دینی کہ اگر اس کی گواہی ہو چکے کہ وہ اسلام مانجی مسلمان ہو چکا ہے  
 کرنا کافری کی گواہی سے اور یہاں زمین والے اختلاف مانجی کافروں و انصاری دینی کی گواہی ذی قبول ہو اگر چہ باوجود وہ علیہ کا دین مختلف ہو چنانچہ خود اور نہ ان کے لئے  
 کہ کہ کفر طاعت واحد ہو یا دینی علی مسلمان اسلام اور مقبول ہو دعویٰ کی گواہی مسلمان پر نہ بلکہ جسے مسلمان کی گواہی ذی قبول نہیں کہ نہ کفری فیقتل ہو  
 نہ مسیح اس واسطے کہ دارالاسلام میں رہتا ہو ولا تفر علی شکر فی الاصح اور نہ مرتد کی گواہی مقبول ہو ویسے جو کہ مرتد کی قبول مع و قبل منہ علی مسلمان شہد  
 مع اتحاد الدار لان اختلاف دارالافتح الولاية کما یخمس التوارف اور مقبول ہو مسلمان کی گواہی ویسے جو کہ مسلمان پر ایک ملک میں رہنے کے ساتھ بیٹے  
 بیکہ دونوں ایک ہی ملک کے رہتے ہوں اس واسطے کہ دونوں کا ملک مختلف ہو فاق ولایت ہو جیسے تواریک مانع ہو ہم خلا ایک مسلمان ترک کا ہو اور  
 دوسرا مصر کا ہو اور دونوں دارالاسلام میں ہوں تو ایک کی گواہی دوسرے مقبول نہیں اور اس طرح ایک دوسرے کا وارث بھی ہوگا اور ملک مختلف ہو جائے باعتبار  
 اختلاف سلطنت و حکومت نہ کافی الجہود و قبل من عدو کسب علیہ دین لاناسان اللہین یخلفا احد الزبویۃ فادلا باسنان التول علیہ کما یخمس اور مقبول ہو گواہی شریعی  
 کی اس واسطے کہ عداوت دینی بسبب نیکاری کے ہو بخلاف عداوت دنیوی کے کہ اس میں طینان نہیں درج ہو گئی سے چنانچہ جگہ اوکاسی بارہ مہینہ عداوت  
 دینی ہوئی ہو بسبب کمال دیندار اور عدالت کے اس واسطے کہ عداوت کا ہے واجب ہوئی ہو اس طرح ہو کہ ایک شخص کو مرتکب خلاف شرع دیکھے اور اس کے سن  
 کرے سے وہ باز نہ رہے ولما اشدنا و سلم کی کافر پر مقبول ہو باوجودیکہ دونوں میں عداوت دینی ہو کہ ان فی الحموی و اما الصدوق الصدوق قبل الا اذا کان  
 الصدوق شہادۃ تحت حیث یقتضی کل مال الاخر شہادۃ عن العتق مغیرا لمعین الحکام اور نہ کہ گواہی تو دو مسکن واسطے مقبول ہو اگر چہ کوئی نہایت رتبہ  
 ہو اس طرح ہو کہ حضرت کرنا بہرہ دو مسکن و مسکن کے مال میں تو اربع قبول نہیں چنانچہ مسکن فقادی میں جو میں الحکام کی طرف منسوب دین مرتکب  
 صحیح و بلا اصرار ان مقبب لکھا کہ انکھا و غلبہ موافق صناعہ در و غیر باقال ہو یعنی العداۃ اور مقبول ہو گواہی اسکی جو مرتکب صغیر ہو بلا اصرار لکھا کہ مسکن کافر  
 سے بہرہ کرنا ہو یا صواب انکھا غالب ہو انکھا صغیر یعنی خطا پر کفرانی الذر و غیر صاحب درے کما ویزی مذکور معنی عدالت ہو ہم تو اگر گناہ صغیر پر براہر کرے  
 یا انکھا کرے سے خوش ہو یا اسکو ہکا جائے یا غلام ہو اور لوگ اسکی پیروی کرتے ہوں تو وہ صغیر و اب کبیر ہو گیا فتح القدر میں کہ مسکن پر وہ ہو جو ابو یوسف  
 سے تفسیر عادل میں ہوں مقبول ہو کہ کہو گناہ مذکور سے او صغیر براہر کرے اور پردہ پوشی کنز پروردہ سے او صواب انکھا اکثر ہو خطا سے اور نہ  
 اسکی غلام ہو اور متل صدق اور مقبب کذب ہو باعتبار دیانت اور مروت کے کہ ان کے لئے کہ جو مجتنب ہو کہ بارے اور نیکیاں کریں اور نہ ان کے صغیر  
 لہود عادل ہو اور اگر ایک ہی کی گواہی دین اور وہ عادل نہیں کفرانی الطحاوی و فی الخلاف کل فصل فی فض المرقہ و الکلام و اقراء ابن کمال اور

خلاصہ میں ہو کہ جنم کرموت اور کرم کچھوڑا دے و کسیر دگنہ و کراور ثابت رکھا پس قول کو این کمال شہم فتح القدر میں اسیر عرش کیا کہ یہ قول بخیط  
اور صحیح نہیں لہذا محشی نے کہا کہ حرکت و کرم کہیں زمین ہو سکا مگر جس جہت منہ شہادت کذا فی الطحاوی قال و فی الزکیب کثیرہ سقطت مد اللہ بن کمال بلے  
کہا اور جبکہ مسلم ترکیب کیا کہ باہو اسکی عدالت ساقط ہو گئی صم صوی کی کیا مگر زوال عدالت کا اسوقت حکم ہو گا جبکہ کیر و مرتہ طہور میں ہو چکے و ولد اشرف کرم  
میں اور ان شرطیں اور قستانی میں خلاصہ ہے کہ ہر گھار میں کہ کیا کہ اس کے اصل سے مجتنب ہو تو اگر ایک یا دو ترکیب کیر و دہا اسکی شہادت مقبول ہے ورس اقلیت  
لو سن عذر والا لا بدیہ ناقدہ اور فریختون کی گواہی مقبول ہے اگر کتر خشتہ عذر سے ہو اور اگر بلا مذہب ہو تو گواہی مقبول نہیں اور اسکی قول کو ہم یہیں کذا فی  
صم عذر یہ کہ خشتہ ترک کر کے اپنی جان کے تلف ہو جانے سے اور جیسے اسکی شہادت مقبول ہو ویسے ہی اسکی امانت بھی صحیح ہو اور خشتہ کے وقت یہی اختلاف  
ہو خلاصہ میں کہ امتداد ہو کہ ابتدا وقت خشتہ سات برس ہیں اور آخر وقت بارہ برس ہیں کذا فی النسخ والا ستہذا و شمس الشرائع کہ فرما ہن کمال اور  
خوش طبعی اور ہنس کی کدنا سے کسی چیز کے احکام شرعی سے نفرت ہو کر وہاں کمال و خصی واقعہ اور گواہی مقبول ہے بخوبی اور دست برید کی حد اس واسطے کہ  
خوبے کا عضو ظلم سے کاٹ لیا جیسے کسی کا ہاتھ کوئی کاٹ ڈالے اور جب کا ہاتھ جو رہی میں کاٹا گیا اسکی گواہی اس وقت مقبول ہے جبکہ وہ عدل ہو کہ اسنے  
الطحاوی و ولہ الزنا و لو بائنا خلافا مالک اور ولد الزنا کی گواہی مقبول ہے اگرچہ وہ زندہ کی گواہی دے نہ ہو بلکہ امام مالک کے نہ ہونے کے سوا اس واسطے کہ  
فسق والین فسق و لو کا موجب نہیں جیسے کفر والین کذا فی النسخ و خفتی کا شکیو مشکلا و الا فلا اشکال اور خفتی عورت کے ہاں مذہبی اگر خفتی مشکلی ہو اور  
اگر خفتی مشکلی ہو تو کچھ اشکال نہیں مگر شہادت میں ہر خفتی مشکل جیسے احکام میں عورت سے کہ نہ ہو تھی تو اسکی گواہی دوسری عورت کے ساتھ  
برابر ایک مرد کے ہوگی اور اگر خفتی مشکلی ہو تو اپنے اہل غلام مردی غالب ہو تو اسکا رد کا حکم ہو اور زمین و قمرت کا یہ عین حق و عکسہ الا لاعتقاد  
فی الخلاصہ شد بعد عقدہ ما ان التمن کذا عند اختلاف بائع و مشتری لقتیل بکر الفیض بایات الحق اور غلام آزاد کی گواہی آزاد کرنے والے کے واسطے  
اور آزاد کرنے والے کی گواہی غلام آزاد کے واسطے مقبول ہو مگر کہ یہ بیعت تمت کے مقبول اس واسطے کہ خلاصہ میں یہ کہ اگر بائع اور مشتری کے اختلاف غرض  
کے وقت و غلاموں نے اپنے آزاد ہونے کے بعد یہ گواہی دی کہ میں نے اسکا تھا تو گواہی مقبول ہوگی کہ یہ بیعت بکھینچنے مفت کے اثبات حق سے مگر خفتی کی چیز  
کہ اگر دونوں کی شہادت نہ ہو یا بائع اور مشتری دونوں قسم کھائے اور بیعت ختم ہو جائے تو عین باطل ہے بائع کی گواہی حق کے واسطے اس واسطے مقبول ہے کہ بیعت  
نے تہن کی گواہی علی حق کے واسطے قبول کی تھی اور تہن کے غلام آزاد تھے کذا فی الطحاوی و لا خیر و عمر و من حررم رضاعا و اوص ما ہرہ الا ان اذاعت  
افضو و ما خصم علی مافی القیضہ اور مقبول ہو گواہی بھائی کی اپنے بھائی کے واسطے اور بیعت کی اپنے چچا کے واسطے اور جہد رضاعی یا سہرائی رشتہ کے محرم سے  
گواہی مقبول ہے کہ جبکہ نہایت محکم ہوا اور شاہد ہو مگر باہو مدعی کے ساتھ تو گواہی مقبول نہیں چنانچہ قیضہ میں یہ محرم رضاعی جیسے رضاعی بیٹا اور سہرائی  
رشتہ کے محرم جیسے خوشدامن اور زوجہ کی بیٹی و سکر بیچ سے اور ملاذ اور سہیل مان اور جو اشخاص مذکور ہیں کی گواہی اس واسطے درست ہے کہ املاک  
ہر ایک کی حجابا ہوتی ہیں اور ایک دوسرے مال میں تعہد نہیں کرتا تو محض تمت نہیں ہو بلکہ خلاف شہادت قرابت و لا دلیکن جبکہ شاہد مدعی کے ساتھ  
خضومت کرتا ہے پس تو گواہی مقبول ہوگی کہ وہ اب مدعی علیہ کا گواہ خاص ہو گیا و فی الخوانہ تھام الشہود والمدعی علیہ قبل و بعد ولا اور خزانہ میں  
ہو کہ خاصہ شہود اور مدعا علیہ میں گواہی مقبول ہے اگر شاہد عادل ہوں مگر یہ قول قیضہ کے ظاہر اعمال میں صاحب بکھرتے توفیق میں القلیں کے واسطے  
انکو عدم مساعدت مدعی پر محمول کیا ہے یا عدم مساعدت بر والدہ تعالیٰ اعلم ومن کافر علی عبد کافر فوالہ مسلم او علی وکیل حر کافر موکلفہ  
مسلم لا یجوز فکسہ فیما جاعلی مسلم فقدا و فی الاولیٰ منہ اور مقبول ہے کہ گواہی کافر سے اس غلام کافر جبکہ کما علی مسلم ہے یا اس وکیل حر کافر ہے  
جبکہ موکل مسلمان ہے نہیں جائز ہے اس کے بالعکس سبب قائم ہونے شہادت کافر کے مسلم پر فقدا اور اولیٰ من قیام شہادت فکسہ فقدا اور

عقبتی محکم ہو کہ  
بیعت و رضاعی  
کتاب اور اسکی  
غلبہ نہ ہو

فتحا جائز ہے نہ عداوت ہم بالکس نہ ہو گواہی دے گا فراموش نہ مان غلام پر چکا سولی کا فریاد نہ لگائی اسی وقت قبول علی ذی سبت و وصیہ مسلم اہل کم کہیں علیہ  
وین المسلم جہاد و مقبول ہو گواہی کا فریاد اُس ذی سبت پر چکا دوسری مسلمان ہر بشر طبعیت پر کسی مسلمان کا دین نہ لگائی الجرح و فی الاشیاء لا یقبل شہادۃ  
کا فریاد مسلم الا بشانکما موضوعۃ فی ثلاثین فی الاصل و شہادۃ کا فریاد علی کا فریاد اویسی اہل کا فریاد حاضر مسلم علیہ حق البیت و فی النسب متادل فی شہادۃ  
ابن البیت فاذا علی علیہ مسلم بحق و ہذا استحسان و وجہ فی الدرر اور اشیاء میں ہر کہ کا فریاد گواہی سلم پر مقبول نہیں مگر کا فر کے ساتھ ہو کہ چنانچہ مذکور  
ہر چکا سولی گواہی عید کا فرین کا فریاد گواہی سلم پر بغیر ضرورت مقبول ہر دو مسلمان میں وصیت کرنے میں چنانچہ دو کا فر و نئے ایک کا فر پر ہو گواہی دی  
کہ اتنے دوسرے کا فر کو دہی کیا ہر اور دہی نے اُس سلم کو حاضر کیا جب سبت کا فر کا حق ہر اور نسب میں بغیر ضرورت مقبول ہر چنانچہ دو کا فر و نئے گواہی  
دی کہ بغیر انی سبت کا فر کیا ہو سوائے سلم پر حق سبت کا دعویٰ کیا اور یہ استحسان ہر اور جو استحسان و دین نہ مذکور ہم و جب استحسان یوں نہ ہو کہ  
کے سبب بصری و غیر ہم فکر کی موت میں موجود نہیں ہوتے اور وصیت اکثر موت کے قریب ہوتی ہر اور ثبوت نسب کا سبب نکاح ہر اور  
اہل اسلام نکاح کے نکاح میں نہیں ہوتے تو اگر نکاح کی کی شہادت اثبات سلم پر اثبات ایسا میں جہود پر ہم ہر اور نسب میں جسکی بنا نکاح ہر  
مقبول نہ ہو وہ حقوق ضلہ ہر جہود میں جو ایسا سے متعلق میں تو گواہی بغیر ضرورت مقبول ہر جیسے دایہ کی گواہی بغیر ضرورت مقبول ہر ہستی شہادتی کے نکاح  
کہ ظاہر مقبول شہادۃ اُس صورت میں ہر جبکہ مسلم دین کا مقرر اور وصیت کا منکر ہو تو دنیوں کی گواہی مقبول ہو گی کیونکہ یہ نصرانی سبت پر گواہی ہر  
اور اگر مسلم منکر ہو دین کا فر دنیوں کی گواہی سبت پر نہ مقبول ہو گی اور صورت نسب کا بھی دہی میں ہر جبکہ مسلم دین کا مقرر اور نسب کا منکر ہو گواہی الحطادی  
والاحمال السلطان اور خال سلطانی کی گواہی مقبول ہر عمل الصیم نہیں و لشہد یم عمل کی حج ہر عمل سے مراد وہ لوگ ہیں جو حقوق و ادبہر مانند خراج  
و غیرہ دے رہا ہے لیکن ہر عمل میں ہی قول ہر جہود کا اسوائے کہ نفس عمل مشق نہیں کہ بعض اصحاب کبار عامل تھے کذا فی الحطادی الا اذا کالوا احوال علی سلم  
فلو یقبل شہادۃ و تم علیہ ظلم کریمس القریۃ و الجالی و العراف و المحدثین فی الکرب و العرفاء فی جمیع الاصناف و مخفف قضاء العمد و الکوار و الشہادۃ و الصکاک  
و ضمان الیامات کما فی حق الخائنین حتی یصل لہن اشیاء و شہادۃ علی باطل فح و جہر کہ جبکہ عامل سلطانی ظلم اور عدم کے مذکور ہوں تو انکی گواہی مقبول  
نہیں بسبب ظلم علیہ ظلم کے جیسے رئیس قریہ یعنی زمیندار کی گواہی مقبول میں بسبب اسکی شہادتی کے اور خراج حج کرنے والے کی لینے جو ظلم سے خراج حج  
کرے اور صرف کی اور جہازوں کے معوت کی لینے جو جہاز اہل مجاز اور شہروں سے شناسائی کر لے ہیں اور جمیع اقسام اہل حرفہ کے جہد ہر  
اور مہروں کی اور اسکی گواہی جو قاضیان زمانہ کے پاس اہل قضاہ کو جہر ع کے اور بناوٹ کے دیکھوں کی اور قبائلیوں کی اور قبائلیوں کی اور جہات  
کے ضمانت و دعوں کی گواہی مقبول نہیں مانند ان لوگوں کے جو ٹھیکہ و ن کی بازار کو یا خاص کی بازار کو بطور مقابلہ حکم لیتے ہیں یا منافع  
کے شہادت کرنا حلال ہر بسبب اسکی گواہی دینے کے باطل ہر کذا فی الفتح و البحر صرفت سے وہ صرف مراد ہر جسکے پاس لوگ اپنا مال رکھا دین اور  
وہ خوشی سے رکھے اور غنا سے مراد پیشہ دروہ کے رئیس اور مخفف قضاء عہد کی گواہی بسبب رشوت خواری اور عدم موت کے مقبول نہیں اور کذا  
مستغنیہ سے شاید وہ لوگ مراد ہیں جو عادی و خصوصیات میں زبردست ہو جاتے ہیں تو انکی گواہی بسبب قلت مبالغہات اور رشوت خواری کے مقبول نہیں  
اور انکو متعلق اسوائے کہ لوگ انکی حیاسازی اور بے بازی سے اپنی غرض میں افغانہ جانتے ہیں اور تو کب حقیقی کا قصد نہیں کرتے اور کذا کہ بعض مراد  
مسلم حج ہر صکاک یعنی صاد کی یعنی کاتب و ثانی و قیامہ نویس انکی گواہی اسوائے مقبول نہیں کہ وہ لکھتے ہیں کہ فلا نے خرید کیا اور چاہا اور دین  
رکھ ہر اور بیع پر قبضہ کیا اگرچہ امر مذکورہ واقع نمونہ اور کاتبیت مانند ظلم کے ہر لیکن اگر کاتب غالیہ اصلاح اور حقیق کر کے لکھا ہو تو مقبول شہادۃ  
ہر اور زمانہ صحت و خبر و قسیم حج ہر ضامن کی فتح القاری میں ہر اور گواہی مقبول نہیں اسکی جو احوال باطل پر گواہی کہ مانند اسکے جو حق خاصین کو بطور

مخالفہ کے لیے کسی یا انکے دفعے پر گواہی لکھتا ہے مثلاً کہ اگر گواہی دین تو اپنے گھٹ کرنا حلال ہے کیونکہ وہ باطل شہادت ہے سو کیا حلال ہے ان کو گواہ بنانا  
سلطان سے جو ضمانت جاتا اور اجازت متادہ پر گواہی دیتے ہیں اتنی ہی ضمانت بجائے سہل ہے اور بعضی تین تین بجائے سجدہ حج مخاس یعنی یا علی دواب و برقی  
کذا فی الطحاوی دینی الوہابینہ امیر کبیر راوی شہدادہ علامہ وادوہ و عایا ہم لالقبول شہادۃ المزارع الرب الارض اور وہاں زمینیں ہیں امیر کبیر نے دعویٰ کیا  
اسکے عامل اور تالیف نے اور عامل کی رعایا نے انکے واسطے گواہی دی تو مقبول نہیں جیسے مزارع کی گواہی زمین والے کے حق میں مقبول نہیں م عامل  
اور رعایا کی گواہی اسباب جہالت کے اور سبب تملک کی کے امیر کے خوف سے مقبول نہیں وقیل ارادوا بحال القرفین یا کیونکہ لایقہ بدوی ہے کہ انکے  
واجادہ والہ الاقامۃ لکودنیہ فلا شہادۃ لہما عنہ فی حد الحد لا یفخ و اقرو المصنف اور یفخون نے کہا کہ عامل مقبول شہادت سے پیشہ درمزا  
ہیں یعنی وہ پیشہ جو انکے لائی ہو یعنی پیشہ ور کے باب داد و ن کا پیشہ ہے اور اگر اسکا پیشہ تالائی ہے باب دادا کے مخالف تو اس پیشہ ور میں مردت  
اور جو آمدنی نہیں اگر اسکا پیشہ زریں اور زین ہے تو اسکی گواہی بھی جائز نہیں اسواسطے کہ مردت کا داخل ہو یا حودا عدالت میں معلوم ہو چکا کہ ذاتی الفخ  
اور ثابت رکھا ہے اسکو مصنف نے اپنی شرح میں من فتح القدر میں ہے کہ ترک مردت سقط عدالت ہے مردت کی تفریق میں یفخون نے یون کہا کہ انسان  
ایسا فعل نہ کرے جس سے اسکا مرتبہ اہل فضل کے نزدیک گھٹ جائے اور یفخون نے کہا کہ مردت عبارت ہے روش نیک اور حفظ اسان اور کسی عقل کے  
اجتناب سے اور برقی دینی کے انقطاع سے انتہی لالقبول من العلی ای لالقبضہا ولوقضیٰ صحیح و حکم قولہ مطلقاً ما یونی عبداللہ و فیہ القضا و ما یجوز  
بالمساع خلافاً للثانی مقبول نہیں گواہی انڈے کی مطلقاً لیئے انڈے کی گواہی سے قاضی حکم دے اور اگر حکم دیکھا تو صحیح ہے اور مصنف کا مطلقاً کہنا  
عام ہے اس صورت کو کہ شہادہ یا ناطق ہو گیا اور شہادۃ قبول فیضا کے اور اس صورت کو جس میں شہادت بالتسامع جائز ہو بخلاف الاولیٰ سے کہ یعنی انکے نزدیک تسامع  
کی شہادت جائز ہے م عدم شہادۃ عینی کی علت یہ ہے کہ اگر شہادت میں شہادۃ سے تیز کی حاجت ہے شہود اور شہود علیہ کے درمیان میں اور نہ  
اشیاء میں کہ اسکا مگر کوئی ہے تو خوف ہے کہ اسکو کچھ غصہ ملے یقین کر دے اسواسطے کہ ایک آواز دوسری آواز سے شبابہ جو جاتی ہے وہاں عدم مقبول الاثر مطلقاً  
بالاولیٰ اور مصنف نے عدم مقبول شہادت اخریٰ کا مطلقاً آخاہ کیا بطریق اولیٰ ہم گوئیں گے کہ گواہی مطلقاً مقبول نہیں خواہ آئین شہادت ہو جس میں تسامع کافی ہے  
بالانکے غیر من خواہ باشد یہ ہوا خواہ یکتابت اولویت افادہ کی وجہ یہ ہے کہ اخریٰ اس واسطے بیان کی طاقت نہیں بخلاف العلی کے کہ ذاتی الطحاوی و مردو  
ملوک ولوکنا یا او یفخنا اور مرد اور غلام کی گواہی مقبول نہیں اگر جہ غلام مکاتب یا اسکا نصف یا ثلث آزاد ہو جمعی و مختل و مجنون الا فی حال صحۃ  
صفیر یا غافل اور دیوانے کی گواہی مقبول نہیں مگر دیوانے کی حالت محبت میں گواہی مقبول ہے م محیط میں ہے کہ جو ایک ساعت مجنون ہو جاتا ہو اور دوسری ساعت  
ہوشیار ہو یا ہوسو حالت محبت میں گواہی دے تو مقبول ہے کہ یہ نیز بزمیوشی کے ہے اتنی تو معلوم ہوا کہ شہادت مجنون سے کہ ذاتی الطحاوی الا ان یجوز فی الرقی  
والتمییز و او یا بعد الحریۃ ولولم یفخہ کما و بعد البیوع مگر یہ کہ غلام اور ضعیف ملک اور تیر کی حالت میں تحمل شہادت کریں اور بعد آزادی اور بیوع  
آزادی و بیوع کے اسے شہادت کریں تو گواہی مقبول ہے اگر جہ غلام آزاد اپنے آزاد کرے خواہ کسی حق میں گواہی دے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ ذوالقبول البصار و  
اسلام ولقبس و طلاق و تزویج لان المعجز حال الادا شرح مکرمل اور اسی طرح گواہی انڈے کی مقبول ہے بعد بیعتا کی کے اور کافر کی بعد اسلام کے اور ناسی  
کی بعد توبہ کے اور زوج کی بعد طلاق و زوجہ کے اسواسطے کہ معتبر اسے شہادت کا حال ہے کہ ذاتی شیخ التکلم م عطف انکا مقتنی ہے کہ اگر تحمل کے وقت  
اعنی ہوا اور اسکے وقت بصیر ہو تو گواہی مقبول ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اسواسطے کہ مذکور ہو چکا کہ بصارت شرط تحمل ہے اور باقی مسائل ملتئم ہیں حکم  
صحیح ہے کہ ذاتی العلی دینی العجزی حکم برہہ بعد شتم زالت شہدہ فیما لم یقبل الارقیہ عبدو صبی و اعنی و کا فرضہ مسلم اور بحر الرافق میں ہے جب کہ  
شہادہ کی گواہی حکم قاضی درود ہو سبب کسی علت کے بھروسہ علت زائل ہو جائے پھر شہادہ اتنی مقدمین گواہی دے تو مقبول نہیں کہ

چار شخصوں کی گواہی مقبول ہے بعد کے غلام اور غیر از اسمی اور کافر کی مسلم پر ہم شہادتوں کی قید اس واسطے لگانے کی حادوثا نہیں اسکی گواہی مقبول ہے بعد  
 رو شہادت کے عدم قبول کو حلق اس واسطے لگا کر اگر ایک حاکم شاہد کی گواہی ایک حادثہ میں رو کرے تو دوسرے حاکم کو اسکی گواہی اس حادثہ میں قبول  
 کرنا جائز نہیں اگرچہ لنگے نزدیک ہا عدول جو مع الفضا وغیرہ میں ہو چار شخصوں کے ہستیا سے معلوم ہوا کہ شہادت زوج کی اور اخرا سے اور منفل اور  
 ستم اور ناسخ کی بعد رو شہادت مقبول نہیں اتنی اور قبول شہادت اعمیٰ بعد رو داسپر محمول ہے کہ مکمل اور اواد شہادت حال نصارت میں ہوا مکمل اور  
 اواد کے درمیان بنائیدنی واقع ہوگی اور اسی پر شرح کا قول سابق محمول ہے یعنی وکذا بعد الصدا اسلام کذا فی الخطاوی وادخال الکمال وادخال وجین  
 مع الابانہ سمو اور داخل کرنا کمال الدین بن ہام کا احد از وجین کو اشخاص را بعد نکوین کے ساتھ سموی ہم چنانچہ منخ الفضا سے مقرب گذار و محدود  
 فی عقدہ تمام الحد و قیل بالا کثر وان تاب بکذبہ فتح لان الردن تمام الحد بانفس اور اسکی گواہی مقبول نہیں جیسے پوری حد قذف ماری گئی اور  
 بعضوں کے نزدیک اکثر حد اگرچہ محدود فی العقد نے توبہ کی ہو اپنی دروغگوئی کا ظاہر کر کے کذا فی الفتح اس واسطے کہ رو شہادت بکذب کمال حد قذف  
 کے بعض فراتی سے ہم قاذف کے حق میں قرآن مجید میں ارشاد ہوا (والذین یرون انفسهم ثم لم یاتوا باربہ شہدا فاحلہم ثم شہدوا من جلدہ ولا یقبلون  
 شہادۃ ابدالک ہم الفسقون الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلوا فان الصدقون رحمہم) لیئے جو زامکاری کا عیب لگا وین محسنات کو بھر  
 جا کر گواہ نہ لاوین تو لگاؤ انہی کو ٹھسے مارو اور اسکی گواہی کبھی قبول نہ کرو اور وہ لوگ ناسخ میں مگر جن لوگوں نے توبہ کی بعد اس کے نیکو کاری  
 کی تو البتہ الصدقون رحمہم انتہی تو ظاہر اعطفت ولا یقبلون کا ظاہر دلا لکت کہ تاہر کہ عدم قبول شہادت حد کے انفراد داخل ہے اس واسطے کہ  
 عدم قبول شہادت موہم اور رد ذاک ہے کیونکہ مارنے کے برابر اور قید تائید اسکی موکیوہ و الاعتدالی العلم (والاستغناء و منصف لما یلیہ ہو واد لکما  
 ہم الفسقون) اور ہستیا راجع ہے اپنے متصل مجاہد سے وہ مجاہد ہے واد لک ہم الفسقون ہم ہستیا فی الا الذین تابوا راجع ہے واد لک ہم الفسقون  
 کی طرف دلائل و اعتبارات ابدال کی طرف اس واسطے کہ علم اصول میں ثابت ہو چکا ہے کہ ہستیا جبکہ محل حفاظت کے بعد واقع ہو تو اخرا کی طرف راجع ہے تاہر  
 مگر جبکہ دلیل قائم ہو جو مع الی الکل کی توبہ کی طرف راجع ہوگا چنانچہ آیت محاربین میں اور اما ثم ناضی اور ایا لکما و احد کے نزدیک محدود فی العقد کی گواہی بعد  
 توبہ کے مقبول ہے و تاہر فی الفتح الا انہی کافرانی العقد فیسئل فیقبل وان ضرب اکثرہ بعد اسلام علی الظاہر بخلاف عبد جہش حق قبل مگر یہ کہ کافر سرچند  
 ماری جاسے بچہ و مسلمان ہو جاسے توبہ اسکی گواہی قبول ہوگی اگرچہ اکثر حد قذف بعد اس کے مسلمان ہونے کے ماری جاسے بموجب قول ظاہر الروایۃ بکذب  
 انفس غلام کے جب حد قذف ماری کسی بچہ و آزاد ہو گیا تو اسکی گواہی مقبول نہوگی مگر کافر اور غلام میں وجہ فرق یہ ہے کہ کافرانی الجہاد شہادت ہے تو اسکی رو شہادت  
 مستحیہ تاہر حدیثی اور اسلام سے دوسری قسم کی اہلیت شہادت پیدا ہوئی لہذا اسکی گواہی سحر اور فہمی پر قبول ہے بخلاف غلام کو کہ اس واسطے کہ غلام شہادت  
 کی حالت میں ظن شہادت کی اہلیت بتجہی تو رو شہادت حد قذف پر موقوف رہا چھرب لکین اہلیت شہادت کی بعد متفق ہے پیدا ہوئی تو اب رو شہادت  
 سخیہ اسکی حامی کے ہوئی اور تعہد المی و دینیہ علی صدرہ ما اراہیہ علی زناہ او آئین علی اقارہ بہ کما لوہر بن قیل الجہد بحر محدود فی العقد گواد تاہر کہ  
 انہی راست گوئی پر اس طرح ہے کہ یا جا کر گواہ لاوے مدعی علیہ کے زنا پر یا دوسرے ایک مرد اور دوسرے عورت کو ذانی الفسخ اسکی زنا کے اقارب بلاوے چنانچہ اکثر  
 حد کے گواہ لاو لگا کذا فی البحر خلاصہ یہ ہے کہ اگر قاذف بعد حد یا قبل حد اپنی حد انتہا ثابت کرے تو گواہی اسکی اجماع قبول ہوگی کیونکہ اکثر کی ہستیا  
 اب مندرج ہوگی جو مانع شہادت تھی و فیہ الفاسق اذا ما یقبل شہادۃ الا لا یقبل شہادۃ و المعروف بالکذب اور بزرگ الزام میں ہے کہ ناسخ جب کہ  
 توبہ کرے تو اسکی گواہی مقبول ہے مگر محدود فی العقد اور شہور بالکذب کی گواہی بعد توبہ کے بھی مقبول نہیں ہم شہور بالکذب کی اس واسطے  
 گواہی مقبول نہیں کہ اسکا حد قذف توبہ کرنے سے معلوم نہیں ہو سکتا بخلاف سائر انواع عقوق و شہادہ زور و عدلا لا یقبل ایدلہ لکن سیحی



کذا فی النسخۃ و فی الأصل و ان ملا مقبول نہیں، گوہی شہادت کی جہ کے واسطے ولادہ کی با اوجہ ابد کے واسطے اگرچہ اصل میں یہی تھا و اور ہر داد اور ناسخ  
 بنیاد میں اس کی قول شریع اور حدیث غائضہ نہیں ہو نہ کہ جو کئی اور واسطے کہ شہادۃً اولاد و یا یا متصل بین قوس و بیانیہ ذمت کے واسطے گوہی ہوگی و لہذا انکو  
 نہ کہ وہ بنا جائز نہیں اور یہی نہ سب تھا شریع کا مانی کا بیان نہ کہ کہ حسن مجتہد کی گوہی جو انھوں نے فقیر کے ساتھ علیٰ لغوی کے حق میں دی تھی شریع نے قبول نہ کی تو  
 علیٰ لغوی نے نہ کہ کہ تو نے وہ حدیث میں بھی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ حسن مجتہد اور دوسرے جو ان میں سے ہیں اس شہادت کے شریع نے نہ کہ کہ ان رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم صراحت میں ایک اور واسطہ لایا یعنی یہ روایت میں آیا کہ علیٰ لغوی نے انکو قصداً سے مزلو کیا پھر انکو بحال کیا اور فروغ کیا انکا زیادہ کر دیا  
 تو بعضوں نے نہ کہ کہ علیٰ لغوی نے شریع کے قول کی طرف رجوع کیا کہ ان فی النسخۃ الا اذا شہد الخ لای انہ علیٰ ایسہ شہادہ مگر جبکہ او اپنے پوتے کے حق میں گوہی  
 دے اپنے بیٹے پر تو گوہی مقبول ہو کہ ان فی الاشباہ ہم صاحب محبت نے اس گوہی کو صورت مخصوصہ میں پھر لایا وہ صورت یہ کہ ایک عورت لگا جاتی اور اسے  
 دعوے کیا کہ یہ ایک انسی زوج ہے اور زوج منکر کو زوج کے باپ وراثت کے واسطے دل سے زوج کے اقرب پر گوہی دی کہ وہ یہ ایسا ہے اس عورت سے تو دونوں کی  
 گوہی مقبول ہو اور حق انفار میں وہ بانیہ کی شریع عبد البیہ نہ کہ کہ کہ خانیہ میں قبول مطلقاً منقول ہو بلا تعقید حق اور شاید کہ وجہ قبول یہ ہو کہ بیٹا عزیز تر ہو یا  
 پوتے سے تو بیٹے کے مخالف شہادت پر اقدام کرنا دلیل بر اس کی صداقت کی تو ثمت کا مقام باقی در بارہ اس حکم کا محلی نہ کہ کہ عکس کے متنازعہ نہ شہادت اصل  
 کی پر فرع کے واسطے کہ ان فی الطحاوی قال و جاز علیٰ اصل الا اذا شہد علیٰ ایسہ لامر و لو بطلاق فہو مطلقاً لامر کی مطلقہ صاحب شہادہ نے کہا اور جائز ہو کہ گوہی فرع  
 کی اپنی اصل پر مگر جبکہ اپنے باپ پر گوہی دے اپنی مان کے واسطے اگرچہ اسکی صحت کے طلاق کی گوہی ہو اور حالہ نہ کہ ان کے باپ کے طلاق میں ہم  
 اصل کی صحت پر واسطے گوہی مقبول ہو کہ اصل شہادت میں لیکن صورت مستثنیٰ میں اس واسطے مقبول ہوئی کہ ان میں جہ منفعۃ ہو مان کے واسطے کہ ان فی الطحاوی  
 و فیہ بعد عثمان درق لاقبل شہادۃ الانسان لنفسه الا فی مسئلۃ القاتل اذا شہد لبقول ولی المقول فرجھا اور شہادۃ بین اتھ و رق کے بعد کہ ان فی  
 کی گوہی اپنی ذات کے نفع کے واسطے مقبول نہیں مگر مسئلہ قاتل میں جبکہ وہ ولی مقول کے عفو کی گوہی دے تو مراحت کر اسکی طرف مہم القاتل  
 کا لام حشس کا ہو چوتھو دیر صادق آتا ہے صورت اسکی اشباہ میں یوں نہ کہ ہو کہ تین شخصوں نے ایک امر کو عمدہ قاتل کیا پھر انھوں نے تو بے  
 بعد گوہی دی کہ ولی نے ہر کوئی ممان کر دیا حسن نے نہ کہ کہ گوہی مقبول نہیں مگر اس طرح کہ ان میں سے دو شخص کہیں کہ ہر کوئی ممان کر دیا اور اس ایک شخص کو  
 تو اس صورت میں ابو یوسف نے نہ کہ کہ شخص واحد کے حق میں گوہی مقبول ہو اور حسن نے نہ کہ کہ سب کے حق میں مقبول ہو انتہیٰ شخص کہی میں ہو کہ نہ کہ  
 ابو یوسف کے قول پر ہو لیکن ابو یوسف کے قول پر اسناد کی گوہی اپنی ذات کے واسطے منوئی بلکہ دوسری گوہی ہو تیسرے شخص کے حق میں ان  
 مگر جس کے قول پر گوہی انسان کی اپنی ذات کے واسطے مقبول ہوئی بنظر شاہدین کے کہ ان فی الطحاوی و فیہ و یا لعکس لہتمہ اور بالعکس یعنی  
 اصل کی گوہی فرع کے حق میں مقبول نہیں بلکہ یہ صحت کے ہم و جہت القاتل شہادۃً اصول اور فروغ ہو تو گوہی اپنے حق میں گوہی دی و سید بعدہ  
 و مکاتیبہ و الشریک لشہیکہ بنیاموس شہر کما لانا لنفسہ من وجہ اور مقبول نہیں میان کی گوہی اپنے غلام اور اپنے مکاتب کے حق میں اور شہیکہ کی گوہی  
 اپنے شہیکہ کے حق میں جس مال میں جو دونوں میں مشترک ہو اس واسطے کہ یہ گوہی اپنی ذات کی منفعت کے واسطے ہو ایک راہ سے فی الاشباہ  
 لغفم ان الطین تہتہ برق وحد و شہادۃ اشباہ میں کہ مدعی علیہ کو جائز ہو کہ شہادین میں کہ میں نے اس طرح سے ریت سے اور حدقت سے اور شہادت سے  
 جب مدعا علیہ کے کہ شہادۃً میں تو مدعی کو گوہی دے کہ ان کا یہ کہنا چاہیے اسکی حریت پر اور اگر کہے کہ محدود فی القذبت میں تو طاعن بر اقامت مینہ لازم اور اگر کہے کہ  
 شہادۃً میں مدعی کا اور اس پر گوہی دے کہ گوہی مقبول ہو اور مدعی کے گواہ عدم شرکت پر مقبول نہیں ظاہر الرایتہ میں کہ یہ کہہ سکتا ہے شہادۃً علیٰ لغوی کہ ان فی  
 الطحاوی و فی ہذا دی استثنیٰ شہادۃً اہل القریۃ لای طعن نہم زیادۃً الخراج لاقبل مالم یکن خراج کل ارض عینہا ولا خراج لاشاہد اور متادی لغوی میں ہو کہ







گرد است گوئی کی پروانہ رکھتا ہو جسکو باقوی اور یکی کہتے ہیں اسواسطہ کہ کثرت کلام فضول کوئی اور بیہودگی سے خالی نہیں گذرانی الطحاوی ص ۱۸۱  
 میں حکایت ہے کہ فضل بن یحییٰ وزیر ہارون الرشید نے قاضی ابویوسف کے سامنے گواہی دی ابویوسف نے گواہی اسکی رد کی وزیر نے غلیظہ سے  
 شکایت کی غلیظہ نے کہا کہ ہمارا وزیر مرد و دیندار ہے جھوٹی گواہی نہیں دیتا سو تھے اسکی گواہی کیوں نہ قبول کی ابویوسف نے کہا کہ میں نے اسکی  
 شکایت غلیظہ سے کہنا تھا کہ آپ کا غلام ہوں تو اگر وہ اس کلام میں صادق ہو تو غلام کی گواہی جائز نہیں اور اگر کاذب ہو تو کاذب کی گواہی  
 مقبول نہیں تو غلیظہ نے غدر قبول کیا اور میرے نزدیک روشتا مدت بسبب کذب کے نہیں کہو نہ حرکاتوں نہ کہ میں نے اس غلام ہوں کا اختیار مجاہد کے  
 یہی نام تھا کہ حضرت ہون اور بیاض کلام میں شائع ہے یہاں کہ قرآن مجید میں بھی وارہی بلکہ روشتا مدت اس سبب ہے کہ اس کو مجاہد مخصوص میں آپ کو رد کیا  
 کرنا اور دنیا کے واسطہ چالوسی کرنا یہی حاصل ترک مراد مستطعدالت پر انتہی مختصر اور کھفائے کثیرا ادا عدا و تم اولادہ اور غیر ہم لاہور یہ کبریا یا گواہی مقبول  
 نہیں اسکی جو اپنی گفتگو میں بہت قسم کھاتا ہو اپنی اولاد یا غیر کو گالیان دیا کرنا ہر اسواسطہ کہ عدا و تم میں گالیان دینے کی عادت تیرہ گناہ ہے کہ کثرت  
 حلف اگرچہ راستی میں ہو مگر امور دین کی حلف مبالغہ پر دلالت کرتی ہے اور شدہ شدہ کذب کی بھی نوبت پہنچتی ہے اور گالی دینا یا اس کے سامنے یہ پابندی  
 اگر سامنے ہو تو شہر شہی اسرواد اب و کمینوں کی عادت ہے جن میں عروت اور جہا نہیں اور اگر جھجھے ہو تو غیبت ہے اور وہ موجب فسق ہے اور مستطعدالت  
 ہے اور اگر کسی طرح و شتام ہو لفظ لغت ہے چنانچہ بازاریان بے نصیب کی عادت ہے کہ کذا فی الطحاوی ص ۱۸۱ ابن وہبان کہہ کر نکو دنا و ج علی روایت غیبت سے  
 ترک نکو دنا و ج کبریا گناہ ہے جو جب روایت و موجب علی الفور کے معنی تاخیر اسے نکو دنا عذر فسق ہے یعنی مٹتا ہے نفیہ ابواللیث کا اور ترک جماعت اور جہاد  
 فوق شیع بلا عذر بزرگ جماعت چکانا بزرگ نامہ جو با لکھا تا خود کی سے زیادہ بلا عذر گناہ مستطعدالت ہے کہ بلا عذر ترک جماعت اور ترک معاہدہ اوکل شیون کی  
 فیہ ہے یعنی اگر جماعت استخفاف اور فسق سے ترک نہ کرے بلکہ تاویل سے ترک کرے اسطرح کہ امام فاسر ہو یا بزرگ جماعت اول وقت نماز بجماعت اور امام فاسر  
 کرنا ہو تو وہ ساقط عدالت نہیں اور اگر جو عذر عرض یا بعد منہر یا تاویل فسق ترک کرے تو فسق نہیں بعضوں کے نزدیک ابابکر ترک فسق ہے اور بعضوں کے  
 نزدیک میں باجنا پڑ مری کا قول ہے اور اگر گنہگار نہ انت سماں یا نہایت روزہ زیادہ کھائے تو ساقط العدالت نہیں گذرانی الطحاوی وغیرہ و خروج لفرقہ قدوم ہے  
 اور مٹنا قدوم امیر اور سلطان کے تماشے کے عظیم ظہیر ہے جو کسی امیر کو اگر کسی عظیم کی تعظیم کے واسطہ یا عبرت کے واسطہ و تکلیف بلکہ تماشے کے واسطہ  
 تو ساقط العدالت ہیں گذرانی الطحاوی و کو ببحر اور سمندر یعنی ہند کے سمندر کی سواری فسق ہے ہم اسواسطہ کہ جب بحر سمندر میں سوار ہوا تو مال کے واسطہ  
 اپنی جان اور دین کو محل خطر میں ڈالنا نامہ راہو کہ اپنے گھر میں پلٹ آوے تو ایسے شخص سے کیا تعبیر ہو کہ کچھ مال لیکر جھوٹی گواہی دے ظہیر میں ہے  
 کہ ماکو ببحر سمندر نہیں علامہ عبدالبر نے کہا کہ ظہار کو ببحر علی الاطلاق بلکہ افران تحصیل دینا ہے اور یہ حکم اسوقت تھا جبکہ ہندوستان تمام ترکستان تھا  
 چنانچہ ظہار سے معلوم ہوتا ہے اور کیونکہ کو ببحر سے کو ببحر یعنی جس سے نقص ظہار سے ساقط ابحاث ثابت ہو کر مجاہد گمان غالب ہو گیا کہ اس کا واسطہ سمندر میں سوار ہو کر  
 بلا انکار اور فسق قرآنی اعظم دلیل ہے جو ان کی انتہی گذرانی الطحاوی و لبس حریر قبول فی سو ق اولیٰ جلد۱ اوتس و قمر و طشیہ و مسخرہ و در تخاص و شتام لہذا تو نے  
 بلا دنایہ شیون بلع اور تفریح وغیرہ اور لیشی کپڑا پہنا اور بار بار میں پیشاب کرنا یا جانا بیکر یا آفتاب یا ماہتاب کی طرف پیشاب مستطعدالت ہے اور غلطی اور  
 مسخرہ اور ناچنے والے اور جانور کے گالی دینے والے کی گواہی مقبول نہیں اور ہمارے ملک میں جانور کے پیچھے والے کو گالی دیتے ہیں گذرانی الفتح و سنے  
 شرح البہانینہ لفضل شہادہ انجیل لادنجلہ استغفرہ فیما تفرق من الناس فیما تفرق زیادہ علی حقہ فلان زیادہ عدالت اور شرح بہانینہ میں ہے کہ مقبول نہیں عدالت  
 جنہ کی اسواسطہ کہ وہ اپنے محل سے مبرا لکھ کر تاہر اپنے قرض کے تقاضے میں لوگوں سے تو اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے تو صاحب عدالت نہ راہم ایک لکھ  
 میں تقیض دیکھا ہے غرض کے اور ایسی طرح خلاصہ میں ہے کہ اور بہانینہ کی شرح عبدالبر اور شربلانی میں بغیر غرض ہے یہ اسے محتاجہ وقت گذرانی الطحاوی



فلا یزید فی جہنم بجز الخالقین اسکی تحریر کی ہے اور اسے شریعت اور سہولت میں ادا کرنا ہی دوام شرب شراب ہے اس واسطے کہ غیر شراب سے وہ گناہ کی طرف متوجہ نہ ہوتا ہے صاحب جو ذکر کیا کہ شہادت میں غیر خمر میں ادا کرنا شرعی نہ ہوتا ہے اس واسطے کہ خمر کے خلاف ہونا ہی شراب کا مقصد ہے اور اس کا یہ فعل ظاہر نہیں ہوتا تو عدالت سے خارج نہیں ہوتا اگرچہ بکثرت یہ تیار ہو کر عدالت اس وقت ساقط ہوگی جبکہ شراب ظاہر ہو اس سے یا مست ہو کر مکمل اور اطفال اس سے کھیلنے والے شخص میں مروت نہیں اور ایسا شخص کذب سے پرہیز نہیں کرتا عادت اور فساد ہی قاضی خان میں ہے کہ مروت خمر اور بدین سکلی گواری مقبول نہیں اور غیر خمر میں ہے کہ مروت خمر کی شہادت جائز نہیں چنانچہ طحاوی اور ابن ابی نعیم میں ہے کہ ادا کرنا شراب میں بھی سقوط عدالت کے حق میں آتی تو یہ قول صحیح ہے کہ خمر اور غیر خمر دونوں میں ادا کرنا شرعی ہے بلکہ طحاوی اور ابن ابی نعیم نے یہ کہا ہے کہ ہر گناہ میں اشتہار شرعی ہی سقوط شہادت کے واسطے ہے کمال گناہ کہ شراب ہو تو عدالت ساقط ہونگی مگر اگر اس سے صاحب فرمے کہ گناہ کی غلطی اس واسطے کہ مشائخ نے تصریح کی ہے کہ شراب خمر کی ہے اور حدیث مشہور میں شراب ہو کر کبیرا مسجد میں شمار کیا جاتی ہے تو غیر خمر میں ادا کرنا مستحب ہے شراب ہونا اس واسطے کہ وہ خمر ہو یا دریافت کرنا چاہیے کہ ادا کرنا شراب میں دو قول ہیں ایک قول ہے کہ ادا کرنا شراب میں مروت ہے مگر یہ قول ہے اور دوسرا قول ہے کہ کثرت ہے ہونا کرنا فی الطحاوی و ما قال علی اللہ تعالیٰ الخمر یخرج الشراب للحدادی فلا یصدق العداۃ للشیعۃ الا اختلاف صدر الشریعہ و ابن کمال اور مصنف نے ادا کرنا شراب میں اور یونہی کھیلنے کی قید اس واسطے لگائی کہ ادا کرنا واسطے نقشہ بننا نکل جائے تو عدالت ساقط ہونگی بلیغیہ سے اختلاف ہے کہ ادا کرنا صدر الشریعہ و ابن کمال صواب عبادت پر دل خوش کرنے سے بواسطہ اس قول اور فعل کے جو مقتضائے حکمت ہیں اور مراد کھیل سے وہ جو دوا کے واسطے ہوں تو عبادت کا بیجا بھی کھیل میں داخل ہے اور قول صحیح ہے کہ دوا کے واسطے بھی حرام ہے و من یحب بالصبیان لحد مروت و کذب غالباً کالی اور اسکی گواہی مقبول نہیں جو اگر کوئی ساقط کھیلے اسکی عدم مروت اور کذب سبب غالباً گناہی الکافی میں ہوں کہ مجاہد میں تو اسکی گواہی مقبول نہیں لہذا فی الطحاوی فتح القدیر میں کہنے سے قبول ہے کہ اگر شیخ نو جوانوں سے مجاہد میں کشتی کرے تو گواہی اسکی مقبول نہیں کیونکہ وہ خفیہ ہے و الطیور الا اذا اسکما الاستیساس فیما بین الامان یجر حرام غیر ظلالہ الاحرام عینی و عنایہ اور اسکی گواہی مقبول نہیں جو چڑیوں سے کھیلے مگر جبکہ طیر کو دفع و حشمت کے واسطے رکھے تو مباح ہے مگر جبکہ غیر کے قبو تک پہنچ لیتا اور پکڑ رکھتا ہو تو مباح نہیں بلکہ اسکی حرام خوری کے گناہی العینی و الدنایہ صحت کو برابر ہی وغیرہ سے اس واسطے گواہی مردود ہے کہ اگر ثور غفلت ہو اور وہ حمل ہو اس صورت پر جبکہ کوڑا ڈالنے کے واسطے کہ شے پر چڑھتا ہو اور عورت لٹا پر طلع ہوتا ہو گناہی و الجور الطیور و کل مویشی بین الناس کا لظاہیر و الخیر و امیر و ان لم یکن شنیعاً نحو الخد و ضرباً لصب فلا اذا انقض بان رتقوا بانہ نانیہ لا یقول فیہ الکبار بجز اور اسکی گواہی مقبول نہیں جو طیور اور ایک ایسا جانچا و سے جو بیچ اور میوہ ہو یا گوشت میں چنانچہ طنبور اور فرما اور اگر کوئی نہ ہو گناہ میں چھاپا ہو تو ان کے تترقدم کرنے کے واسطے آہنگ بٹن کرنا اور ضرب قصب تو مباح شہادت نہیں مگر جبکہ اس میں مباح اور زیادہ کی کرے اسطرح کہ اس میں لوگ رقص کریں تو مباح شہادت ہے لہذا فی الخانیہ سبب اسکے داخل ہونے کے حد کیا نہیں لہذا فی البصر محیط میں بھی یہی تفصیل مذکور ہے جو خانیہ سے مذکور ہو چکی ہے اور عراج الرازی میں ہے کہ ملاہی دو قسم میں ایک قسم حرام ہے وہ آلات مطرب میں برون راگ کے یعنی طرب انگیزہ راجے چنانچہ ہزار خدادادہ خشک کی ہوں یا قصب کی چنانچہ شہاد یا طیور بیل حدیث ابوامامان العبدی رحمۃ اللہ علیہ و امیر ابن نجی المعاف و الرازی العینی نے یہ نقل کیا ہے کہ جو کسی سارے عالم کی رحمت کے واسطے اور محکم کیا معاف اور فرامیہ کے مٹانے کے واسطے اور دوسری قسم ملاہی کی مباح ہے وہ وہی کھل میں اور نفع کے مانتے ہیں ہر دو حادث اور اسکے غیر میں دقت بھی مراد ہے اور اسکو فتح القدیر میں بھی نقل کیا ہے بلکہ اعتراض کرنا فی الطحاوی عن الجرح و ذکر

مشکوٰۃ میں ہے کہ جنس سے مقبول ہو عزت و کرامت ملا ہی میں مانند خود اور مقبول کے اور امر ہے جمع مزارا لغنا اور جس قسم  
یعنی زور و باسری میں گادین اشکو زماہ اور زماہ کہتے ہیں امام نووی نے اسکی حرمت کی تصریح کی ہے فرما کہتے ہیں کہ گانا آلات مطرب سے حرام ہے اور فقط آواز سے  
مردہ ہو یا زانی عورت سے سخت ترک کرنا میں قرینہ مشکوٰۃ بالفتح علی الدلوی و فی النہای لا یمنع علی کبیرہ ہدایہ وغیرہ اور اسکی گواہی مقبول نہیں جو اگر  
گواہوں کو ان کے واسطے اس واسطے کہ وہ لوگوں کو کبیرہ ہدایہ و غیرہ پر حرام نہ کرے اور کبیرہ ہدایہ و غیرہ ہدایہ میں ہر حکام عدلی اندلی فیہ لقیہ لہ بالاجرا قاتل اور سعدی  
اندلی کا حکام میں ہیں حرمت لینے کی قید لگانے کا مفید نہیں جس میں گواہی مقبول نہیں جو لوگوں سے اجرت لیکر گانا ہوسوتا مل کہ اسکو مطرب ہادی  
نے کہا قید مذکور غیر ہادی بلکہ فضا کا حکام مطرب ہادی ہادی اجرت و اما المنی لقصہ لہ لہ الوضو فلا یاس بعد العات غنا یہ صحیح العینی وغیرہ قال و لوفیہ و غطا  
حالتہ نماز اللہ قال و جو شخص کہ اپنی ذات کے واسطے گاوے دفع و حشمت کے لیے تو اسکا کچھ مضائقہ نہیں مگر فقہاء کے نزدیک گنا فی الغنا یہ اور  
مسکو صحیح ہے یعنی وغیرہ یعنی نہ کہ اور اگر سردین و عطا اور حکمت ہو تو بالاتفاق جائز ہے ہم محل اہا حبت سرود وہ ہے کہ باجا ہوتا ہے ساتھ  
اس واسطے کہ بزار نے مناقب میں اجماع نقل کیا ہے حرمت سرود پر جبکہ سرود با ہے پر ہونا چاہیے خود اور ہادیہ اور غنائی میں کہ ہادیہ اور ہادیہ واسطے  
گانا منصب ہے جمیع ادیان میں و ہم میں اجازہ فی العرس کا حبار ضرب الیت فیہ و ہم میں اہا حبت مطربا ہادیہ و فی البحر و المذہب  
حرمت مطربا فالتعلی الاختلاف بل ظاہر لہادیہ ان کبیرہ و لوفیہ و اذہ المصنف اور فیہ فقہاء نے جائز کہا ہے سرود کو نکل میں جیسے دف بجا آسمان  
جائز ہے اور مضبوط نے اسکو مسلح کہا ہے مطربا نکل اور غیر نکل میں اور مضبوط نے اسکو مردہ کہا ہے مطربا باجا ہوتا ہے نکل ہو یا غیر نکل انتہی  
کام العینی اور بحر الرائق میں ہے کہ سرود مطربا حرام ہے تو اختلاف علما کا منقطع ہو گیا بلکہ ظاہر ہادیہ ہے کہ سرود کبیرہ گناہ ہے اگرچہ اپنی  
ذات کے واسطے ہادیہ ثابت ملکا اس قول کو مصنف نے اپنی شرح میں ہم بحر الرائق میں ہے کہ شرع نہیں کی کہ سرود میں مذہب کیا ہے  
اور ہادیہ اور غنائی میں ہے کہ کفریہ لبو کے واسطے مصعبیت جمیع ادیان میں اور زیادات میں کہا کہ اگر اس چیز کی وصیت کرے جو مصعبیت ہے ہمارے  
تردیک اہل کتاب کے نزدیک اور بخلاف اسکے وہ وصیت ذکر جو نہیں اور غنائی کے واسطے ہوائی تو ثابت ہوگی لبو مذہب کی گانے کی حرمت ہے تو  
اختلاف منقطع ہو گیا انتہی باقی البحر اور خود جانتا ہے کہ جو صاحب بحر نے خصوص ذکر کیا وہ اطلاق حرمت کی ہو رہی ہے کیونکہ ہادیہ اور غنائی کی عبارت  
مضید لبو ہے اور زیادات کی عبارت تضید شہرت کی مضید ہے اور شہرت اسوقت ہوگی جب لوگوں کے سامنے گاوے و وجہ فادہ قید شہرت ہے کہ مصعبیت  
منفرد ہو ہی ہے متعارف کی طرف اور بحر میں غنائی یعنی نہیں کہتا مگر اسکو جو راگ گانے کے ساتھ معروف ہوا اور شہرت اطلاق حرمت یعنی مصعبیت  
کا مانع ہوا ہے صحیح قول ہے جو فتاویٰ عالمگیری میں خزائنہ المغنی سے منقول ہے کہ مقبول نہیں گواہی اسکی جو لوگوں کے واسطے گاوے اور اسکو  
سناوے اور اگر کفری اپنی ذات کے سناوے کے واسطے ہوتا وقت دفع کرے اپنی ذات سے بدون اس بات کے کہ دوسرا شخص سنے تو اسکا مضائقہ  
نہیں اور عدالت اسکی ساتھ نہیں ہونی قول صحیح میں انتہی کہ لاف الطحاوی فی القیدی میں ہے کہ ہادیہ و حجاب مال کے واسطے میں حرام ہے  
بالاصطلاح اگر لوگ کہ صاحب ہادیہ کی تعلیل کہ معنی لوگوں کو کبیرہ ہو جسے کہ نام اسکی مضیق ہے کہ کفری مطربا حرام ہے اور حالانکہ ایسا نہیں ہے کہ چونکہ اگر اسکو حرام نہ کرے  
کہ آپ سنے وغیرہ سنے اپنی ذات سے حشمت دفع کرے کہ وہ نہیں اور مضبوط لکھا کہ استفادہ نظم قافی اور فیض اللسان ہونے کے واسطے کفری کہ وہ نہیں اور  
مضبوط نے کہا کہ اگر لوگوں کے سناوے کے واسطے نکل اور دوسرے میں کفری کہ وہ نہیں تو جواب اشکایہ ہے کہ اپنے سناوے اور دفع حشمت کے واسطے کفری  
میں فتوا کا اختلاف ہے مضبوط نے کہا کہ کبیرہ و ہمیں مکروہ و کفری ہے جو علی ہلیل اللہ ہو علیہ روایت السن بن مالک کہ وہ اپنے بھائی ہلال مالک کے  
پس گئے اور وہ ہادیہ میں ہے اور وہ کفری کرتے تھے اور ہی قول کو شمس الامیر غرضی نے یہاں اور فیض متابع نے اسکو بھی مکروہ کہا ہے اور اس قول شیخ الاسلام





[illegible]

فرق ساف و خان



























شخص زندہ و کعبہ اور حضرت کی گواہی دی خواہ شاہدین نے کون ایک ہیستے ہا یک سال سے قبضہ کیا ہوا یوں نہ کہ لوگوں کو قبول نہیں سبب تا کہ مہربانی سے  
گواہی یا مہربانی سبب چند قسم ہوتے ہیں بعض کے ہم بیعتے شہادت ایک گواہ ایک مرد کے قبضہ میں ہو دوسرے شخص سے دعویٰ کیا گیا ہے اور دوسرے گواہوں نے گواہی دی کہ وہ  
سابق میں دعویٰ کے قبضہ میں تھا و قبول نہیں سبب جہالت شہود کے اس واسطے کہ محتمل ہو کہ اس قبضہ بطریق ملک تھا یا بطریق ودیعت یا طرہ یا غرض یہی تھا  
سبب شک کے کہ ممکن ہو کہ گواہوں کو دیکھا گیا ہو یا جادو سے کھانا یا در در کھانا یا مال و شہادت کا گناہ ملکہ اور قرائن علی علیہ ہر گز شہادت اعلان اقرار نہ کون فی الدلیلی  
دفعہ لرحی علیہ بیتہ الا قرائن و جہالت المقربہ لا یطہل الا قرائن بخلاف اس صورت کے کہ اگر وہ شاہدوں نے گواہی دی کہ شہادہ دعویٰ کا ملک تھا یا مدعا علیہ نے اس کا اقرار  
کیا کہ وہ دعویٰ کا ملک تھا یا وہ شاہدوں نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ وہ دعویٰ کے قبضہ میں تھا تو وہ چیز دعویٰ کو دلائی جائیگی اس سبب معلوم ہوتے اقرار کے  
اور جہالت متعذر یہ طیل الا قرائن میں مہربانی سے جہالت کی وجہ یہ کہ ملک متعین کی گواہی قبول ہو اس واسطے کہ اصل یہ کہ مہربانی سے گواہوں نے گواہی دی کہ ملک متعین  
مستقل اور متعذر یہ جہالت مدعا علیہ نے اقرار کیا یعنی قبضہ ہو چکی کہ خیر قبول ہو مہربانی میں کہ اسکے قبضہ میں بطور ثابت یا غصب کے تھا یا بطور ملک کے تو یہ جہالت  
مستقل اقرار مدعا علیہ دالنے کے حق میں نہیں غلامیہ یہ کہ وجہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ شہادہ سابق میں دعویٰ کے قبضہ میں تھا تو ماضی حکم ہو گا کہ دعویٰ کو تسلیم کرے کہ  
انسان کا اقرار اس کی ذات پر ثابت ہو سکے اگر مدعا علیہ دعویٰ کیسے کہ اسکے قبضہ میں بطور ثابت یا غصب کے تھا تو اس کو گواہی سے ثابت کرے کہ نہ فی الظہار و نہ فی البطن  
والاصل ان شہادت بالملک لا یستغنی مقبول لا بالید لا بغيره لا بالملک بقرائن اور سابق نہ کورہ میں قاضی دیکھ یہ کہ ملک متعین کی گواہی مستیوں پر  
قبضہ متعین کی سبب چند قسم ہوتے ہیں بعض کے قبضہ میں ہونے ملک کے کہ فی البزاریہ ہم قبضہ متعین سے زندہ و کعبہ کا قبضہ مراد نہیں سبب تا کہ اس واسطے کہ قبضہ  
سبب کی گواہی مقبول ہو نہ ہو یہ بخلاف فی الظہار و قرائن و انکان بید المدعی بغیر حق بل کیوں اقرار ملکہ یا مدعا علیہ یعنی بغیر جامع انصاف میں اور اگر مدعا علیہ  
اس کا اقرار کرے کہ وہ چیز دعویٰ کے قبضہ میں ماضی حق تو یہ دعویٰ کے قبضہ کا اقرار ہو گا کہ ہمیں قبول متعین یہ کہ ہر گز ان میں قبضہ کا اقرار ہو گا کہ نہ فی جامع انصاف میں  
یہ کہ اگر وہ اسکے گواہی غصب پر نہ ہوگی توسیع ہوگی فروغ مسائل مختلفہ خارج کے شہادت بابت و قال احدہما فاعضے غس ما نہ قبلت بالاعت الا اذا شہد مدعیہ  
آخر وہ شاہدوں نے ہزار کی گواہی دی اور ایک اور گواہ نے کہا کہ مدعا علیہ نے پاسوا دیکھ میں تو ہزار میں گواہی مقبول ہوگی مگر چونکہ اس شہادہ کے  
ساتھ دوسرا شہادہ بھی پاسوا کے اقرار نے کی گواہی دی تو اب پاسوا میں مقبول ہوگی ہم اور در در کا مدعی کا گنبد شہادہ ہزار کی شہادت میں بلکہ  
گنبد اس شہادت میں ہر دو اس کی حشر میں واقع ہوئی با دلیلی گنبد بان شہادت میں نہیں ولا شہادت میں حلفہ جتہ یقر المدعی یہ اور نہ گواہی سے اسے اپنی  
دانت سے یہاں تک کہ مدعی اس کا اقرار کرے ہم تعین اور کافی میں یہ کہ ہر دو سے ہزار کی گواہی سے حسب اس کو معلوم ہو کہ دیوں نے تعین سے یہ شہادہ  
کیے ہیں تا دقتیکہ مدعی پاسوا قبضہ کرے کہ اقرار کرے کہ شہادہ مدعا کا زلمہ کا نمونہ کافی البالغ کی شہادت سے بقرہ و اختلاف فی انہما خلع خلا کا ما و استظهر  
صدر الا شہادت قواما و شاہدوں نے سبیل کی جو رہی کی گواہی دی اور اختلاف کیا اسکے رنگ میں تو ساری کا قطع ہو گا بخلاف صاحبین کے اور مدعا علیہ نے  
صاحبین کے قول کو ظاہر کیا ہم ان کی دلیل یہ کہ جو رہی شہادت کو ہوتی ہو رنگت میں و حوا کہ جس کا رنگ اذ اختلاف بان شہادت میں و ہذا اول  
یہ کہ المدعی اور شاہد کے اقرار نے اور یہی مدعی اعتبار رنگ سموتت ہو چکا کہ مدعی نے اس کی رنگت نہ کورہ نہ کافی البالغ یعنی اپنے اگر مدعی رنگت نہ کورہ کیا تو بالافاق  
گواہی مقبول ہوگی اس واسطے کہ مدعی ایک شاہد کا گنبد شہادہ اور مدعی البالغ ان شہادہ بطلان حلفہ قتل و ہجرت مدعی نے ایصال میں کہ گواہی کا  
بطریق اداسے متفرق و شاہدین نے ایصال مطلق یا ایصال کیسار و کی گواہی دی تو مقبول نہیں نہ کافی البالغ یا نہ شہادت سے دین الہی یا نہ کان  
غلبہ کہ القبل الا اذا شہدوا انہما من قبلہ الا ان قالوا لا مدعی و فی دین البیت الا قبل مطلقا جتہ قتل و ہجرت مدعی نے ایصال میں کہ گواہی دی تو زندہ و کعبہ  
میں میں اس طرح کہ اس پر شہادہ وین خان مقبول ہو گا جبکہ مدعا علیہ سے یہ شاہدوں سے اسے اجتناب بقاسے دین کا سوال کیا کہ تو شاہدوں نے کہا کہ کو معلوم نہیں





تعمیل فی فرع کی پیشی اصل کے واسطے اگر فروغ مشہور بدلتا ہوں اور نہیں تو اصول اور فرع سب کی تعمیل لازم ہوگی کما کہ فی تعمیل اصل الشہادۃ میں صاحب نے اے الفیض  
لا ان العدل لا یتیم جبکہ کفایت کوئی ہو ایک شاہد کی تعمیل اور دوسرے شاہد ساجی کو قبول یا معین ہونا اس کے عادل نہیں ہوتا تا جبکہ خاندو دوسرے عادل کی  
تعمیل سے ہم پہنچے بدلتوں کے نزدیک بہ جائز نہیں کیونکہ وہ دہم ہر واسطے کہ احداثا نہیں پہنچے رفیق کی تعمیل سے یہ جائز ہو کر میری شہادت مقبول ہوا تو قاضی  
آپ حکم دے لیکن مقبول جامع جائز ہر واسطے کہ عادل تعمیل مثل سے ہم نہیں جیسے اپنی ذات کی شہادت میں ہم نہیں پس اس کی ذاتی شہادت بھی ضمیمہ کی شخصین  
ہو کہ وہ مقبول اقول ہوا ورنہ قاضی اس کی شہادت پر حکم کرے تو جیسے فرع سے بے سبب اس کی عدالت کے اس منفعہ کو مانع شہادت معین نہیں کیا واپس یہ تعمیل مثل میں کیا  
کوئی الفیض والی مسکت الفرع عنہ نظر القاضی فی حالہ وکذا قول الراجح علیہ وشرح الجمع وکذا قول ابیسی اصل علی ما فی ہذا فتاویٰ من المحیط  
فتاویٰ اور اگر فرع تعمیل اصل سے سکوت کرے تو نظر کرے قاضی اصل کے حال میں اپنی فرع کی گواہی جائز ہو کر غیر فرع اصل کی عدالت بیان کرے تو حکم دے  
اور نہیں تو نہیں کیا فی الفیض و اسی طرح حکم ہو بقول جمع اگر فرع کے کہ میں اسکے حال کو نہیں جانتا کذا فی الشرح لایلیہ وشرح الجمع اور اس طرح اگر فرع کے کہ اصل  
عادل نہیں چنانچہ فتاویٰ میں محیط سے ہر سو گاہا کہ ہونا و بطل شہادۃ الفیض ہر دو ہم عرض الشہادۃ طے الاصلہ صریح ہے متناہی لایلیہ اور باطل ہوا ہوتی ہر فرع کی  
گواہی چنانچہ دوسرے سبب رک دینے فرع کے شہادت سے پہلے اصول نے فروغ سے کہ اگر ہم ہماری شہادت کی گواہی ہو جبکہ تو شہادت فروغ باطل ہو قبول  
انہ کرنا فی الخلافہ وکذا بیان میں مخالفت اسکے و خروج اصل عنہ اہلینہ الفسق وخرس و عی و باطل ہوتی ہر شہادت فرع کی سبب نکل جائے اصل کے شہادت  
کی اہلیت سے مانند فسق و کرہ کی اور بائینا کی کہ پہنچے اگر اصل شاہد فاسق یا گونگا یا اندھا ہو گیا تو فرع کی شہادت باطل ہر اس طرح جنوں اول و ثلث و بائینا  
اصلہ الشہادۃ کو تمام ان الشہادۃ اور نہ شہد ہم اور شہدنا ہم و فروع کی شہادت باطل ہو سبب نکال کر لے اصل کے شہادت کو جائز غیر اصول کا  
یونکہ اگر ہم گواہین پہنچے انکو گواہ نہیں کیا یا ہم نے گواہ کیا اور پہنچے انکو گواہی میں ہر صورت مسکت ہو کر اصل نے کہ اگر ہم اس مادہ کے گواہین پھر وہ مر گئے  
یا غائب ہو گئے پھر فروغ آئے اور ان کی شہادت پر شہادت دی اسی حادثے میں اور اگر اصول موجود ہیں تو فروغ کی شہادت کی طرف انتفات نہیں  
اگرچہ اصول مسکونوں کذا فی الدرر و سلسلہ انفس کو قبلت خلاصہ اور اگر اصول سے فروغ کی شہادت کا سوال پیدا اور انھوں نے سکوت کیا یعنی ناظر کیا ہو گا  
تو فروغ کی گواہی مقبول ہو کر لایا فی الخلافہ ص ۳۱۵ سبب میں سکوت انہ بخلق کے ہر شہاد علی شہادۃ فہمین علی خلافۃ بخت فلان الفلانیہ و قالوا اخبانا  
بمصر فتمت و جا و المذبحی باصرۃ لم یعرفنا انما ہی قبیل لہا بات شاہدین انما ہی خلافۃ و لو متروکہ و شاہدوں نے گواہی دی و غیرہ خصوص کی شہادت پر فلانی  
عورت بنت فلان خلایا قوم والی برادر فرمیں لے کہ کہ گواہو امینین کے لئے خردی اسکی معرفت کی اپنی شاہد اصل اس عورت کو جانتے تھے اور دوسری ایک عورت کو  
لایا جسکو شاہد فروغ نہیں پہچانتے کہ عورت وہی ہو تو مدعی سے کہا جائیگا کہ تو و شاہد لاک یہ عورت وہی فلانی عورت ہے اگرچہ عورت حاضر و غاۃ کر رہی ہو کہ  
میں وہی عورت ہوں صمد الشریعہ نے لے کہ اس مسئلہ سے فرض ہے ہر کہ یہ شرط نہیں کہ فرع مشہور و علیہ کو جانتے ہوں اور غیر میں کہ یہ نسبت پوری ہو  
اور گواہی مقبول ہر سو اس کے کشاہدین نے جبکہ اسکے دادا کو ذکر کیا تو سکھینہ و باقیہ انھوں سے کہ طرف نسبت کذا طرفین کے نزدیک ضرور پڑنا کہ  
نسبت پوری ہو انما خسرو لے تو میں کہ اگر مدعی سے اس کے گواہ طلب ہو سکے کہ نہ لیں یا نسبت ثابت ہو چکی دونوں کی شہادت سے اور مدعی  
مدعی کو تا ہر کہ نسبت مذکورہ عورت حاضر و معین ثابت ہو کر یہ احتمال ہو کہ شاہد اپنے رجوع ہو کر عورت کی تو ضرور ہوا اسکا اثبات حاضر کے واسطے ہو گیا  
شہادت قاصرہ کے مانند ہیچ و شاہدوں سے پوری ہوتی یا اپنی و مثلاً اگر مدعی بعضا لایلیہ القاضی الی القاضی لایلیہ انکنا شہادۃ طے الشہادۃ  
فلو جا المدعی بجل لم یعرفنا بخلاف لایلیہ انہ و لو نظر الاحتمال التزویر سے اس واسطے کہ شاہد اپنے اندک لایلیہ لگے یہ پیشہ ایک قاضی کا خلاف دوسرے قاضی کو  
اس واسطے کہ وہ مانند شہادت علی الشہادۃ کے ہو تو اگر باقی لایلیہ کہ مر کہیں سبب عدم انکاف کہ بدین چہ جانتے تو قاضی مکتوب الیہ مدعی کو





ان قاضیان میں جہاد اور اسیاست و کجی لائق ہیں اور اگر یہ کلام فقہیہ پر کتنا ضعیف ہو کر جائز ہو کر جوئے گواد کا شیعہ کا لاکرے بطور سیاست کے اگر اسکو  
مسلکت دیکھے و قیل ان رجع حکم شرع ہما جان تا بالاعتزال تا ما او یفعلون لے گا کہ اگر بنا ہندو رجوع کرے تو نہ کوئی مانع اہم و صاحب رجوع کے مانع ہوگا  
اور اگر تو کہے کہ رجوع کرے تو بالاتفاق ہے نیز نہیں م امر کی یہ صورت ہو کر شہادت کے کہ میں نے یہ جھوٹی گواہی دی و میں ایسی گواہی سے نہ بھر و لگا  
لکھنا ایض و فی بعض مہ تو بہ دلواری اتفاق علی الصیغ کو فاسدا و فساد و استور لا تقبل شہادۃ و شہادہ کے تو کہہ کرے کہ عدت قاضی کی رہا ہے  
منہن پر قبول صحیح اگر شہادت قاسم ہو اور اگر عادل ہو یا استور الحال ہو تو اسکی گواہی کبھی مقبول نہیں لینے اسلئے کہ اسکی تو بہ معلوم نہیں ہو سکتی کذا  
فی المحیطی و قلت و من انشأ فی القبل و یہ یفتی عینی وغیرہ من کتابہن لہ ابو یوسف سے روایت ہے کہ شہادہ ہندو عادل یا استور الحال کی بد تو بہ کے  
گواہی مقبول ہو اور اسی قول پر فقہ سے کہ کذا فی العینی وغیرہ م اسوا سنے کہ گاہے اسکی تو بہ ظاہر ہو سکتی ہو شہادت زور پر برداشت  
اور ثابت کرنے سے ہائے لکھنا فی المحیطی

### باب الرجوع عن الشہادۃ

یہ باب ہر شہادت سے رجوع کرے مگر رجوع عن الشہادۃ یعنی گواہی دیکر پلٹنا اور کھینچنا اور اصلاح فقہ میں عبارت ہوتی ہے اس چیز سے کو ثابت کر چکا کہ زانی  
الخطا دی ہوا ان یقول جمعیت عما شہرت بہ و نحوہ رجوع عن الشہادۃ یہ ہو کر شہادت کے کہ میں بکیر اور لٹا جس چیز سے کہ میں نے گواہی دی اور ثابت  
اس کلام کے کہ میں نے جھوٹی گواہی دی یا میں نے جھوٹ بولا یا میں نے کذا فی الخطا دی یا میں نے جملہ شہادت میں یعنی ناحق بچھا اس میں کذا  
الدرر فلما ذکر الایکون رجوعا و اگر شہادت کے کہ انکار کیا تو یہ انکار رجوع عن الشہادۃ نہیں و الرجوع شرط مجلس القاضی و لا یغیر الا فی شیعہ و توبہ  
دی کہ جب لکھنا تکمال علی الصلوۃ و اسلام اس پر اسر و العلانیت بالعلانیۃ و رجوع کی شرط قاضی کی مجلس ہو اگر عادل قاضی کے سوا دوسرے قاضی کے رد  
رجوع کرے مجلس قاضی اسوا سنے کہ کہ رجوع عبارت ہو شہادت یا توبہ سے اور توبہ گناہ کے سوا حق ہو کر یا غیر قبول علیہ اصلوۃ و اسلام لکھنا فی المحیطی  
لناہ کی توبہ ہو کر اور علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ لینے شہادت زور گناہ ہو مجلس قاضی میں تو اسکی توبہ بھی مقبول نہیں تمام ہو گا و ادعی الشہود علیہ رجوعا  
عند غیرہ و برہن و اور لکھنا فی القبل الشہادۃ جو سے تو اگر دعویٰ کیا شہود علیہ شہادین کے رجوع عن الشہادۃ کا غیر قاضی کے رد و اور اسکو  
بگواہی ثابت کیا یا بد صورت عدم گواہ شہادین سے قسم لینے کا رد کیا تو مقبول نہیں اسبب فاسد ہونے دعویٰ کہ میں نے توبہ دی و میں نے دعویٰ صحیح پر قائم  
ہو تو برہن اور یہ دعویٰ کہ شہادین نے غیر مجلس قاضی میں رجوع کیا باطل ہے لکھنا فی القبل شہادین کے مختلف شہادین لکھنا فی القبل و لا و ادعی و توبہ عند قاضی  
و قضیۃ ایاہا ملتی جملات اسکے اگر دعویٰ کیا واقع ہوئے رجوع کا کسی قاضی کے پاس اور ضمان لینے قاضی کا شہادین سے کذا فی الملتقی مہ بینا کہ یہ دعویٰ  
کہ شہادین نے فلا نے قاضی کے پاس رجوع عن الشہادۃ کیا اور قاضی نے شہادین سے ضمان مال لینے ضمان کا ہر حکم کہ اور اس دعویٰ پر گواہ قائم  
کیے تو مقبول ہو کہ بہت صحیح ہوئے دعویٰ کہ کذا فی الدرر و برہن و انما اقر رجوعا عند غیر القاضی قبل رجوع انشاء و الحال بن ملک یاہ علیہ گواہ لایا ہو کہ  
دونوں شہادوں نے رجوع شہادت کا غیر قاضی کے رد و اقرار کیا تو مقبول و اقرار مدکر فی الحال کا انشاء اقرار دیا جائے گا کہ درہن الملک لکھنا  
کو یا بفعل رجوع واقع ہوا فان رجوعا قبل حکم بہا سقطت سوا اگر شہادین نے رجوع شہادت سے کیا اس سے پہلے کہ قاضی ہو جب میں شہادت کے  
حکم کرے تو شہادت ساقط الاعتبار ہو تا کسی حکم کہ اسے و لا ضمان و حرر و دعویٰ بعضا لہ منفق فیفسد جامع انصوفین و فی قبل حکم مدکر برہن ضمان  
نہین اور اسکو تعزیر و جیل سے اگرچہ شہادین بعض شہادت سے رجوع کرے اسوا سنے کہ شہادین نے اپنی ذات کو منسوب نہیں کیا جو سے کذا فی جامع فیفسد  
اور حال انکذا فاسق کی گواہی مقبول نہیں کذا فی النعم قبل حکم ضمان نہیں عدم اختلاف کے اور تعزیر سے وہی تعزیر مدکر جو جوش ہندو و برہمن



رجل و امرأین فتمت الریح اورا گر ایک عورت پھر جائے ایک مرد اور دو عورتوں سے تو وہ چوتھا یا مال ضمان دے مہ سوا سٹے کثادت بر  
 آئے شخص باقی ہیں بے شہادتین چوتھائی یا باقی ہیں وان جعتا فاصح اورا گر ایک مرد اور دو عورتوں سے و دون عورتیں شہادت سے پھر گئیں  
 تو دون نصف مال ضمان دین مہ سوا سٹے کہ شخص شہادت پرتا مہ چوں سے نصف مال باقی ہو وان ارجح ثمان اشوہ من رجل و عشر شہوة  
 المضمین اورا اگر آٹھ عورتیں پھر گئیں ایک مرد و دس عورتوں سے تو کوئی تاوان نہ دے مہ سوا سٹے کہ استدراج باقی ہر جنکی شہادت سے کل حق یا تو  
 کیونکہ نصاب شہادت مرد کا ایک مرد و دو عورتیں ہیں ثمان جمعہ اخری ضمن التسع بعد ثمانا فتنہ رابع النصاب اورا گر ایک و دیگر گئی تو دو عورتیں  
 چوتھائی مال کا ضمان دین بسبب باقی رہنے نصاب کی تین چوتھائیوں کے مہ سوا سٹے کہ نفث حق مرد سے باقی رہا اور ریح حق ایک باقی عورت سے قائم ہو کر کافی  
 اور دونو عورتوں کی رجوع سے تلف ہوا مگر ریح فان رجعوا فالعصر بالاسد باسحس ہوا ایک مرد و دس عورتیں سبکی کثادت سے پھر گئے تو امام نے نزدیک  
 تاوان شمی عینوں کے حساب سے پھر چھ شہادہ مرد پر اور باقی عورتوں پر مہ اٹھ کی دلیل یہ ہو کر دو عورتیں یکساں ایک مرد کے ہیں یا دس عورتیں تمام تمام  
 پانچ مرد و ن کے ہونے تو ایسا ہو گا کہ گواہ پانچ مرد گواہی دیکر کہ گئے تو پانچ ثمان بالاسد اس ہو گا کہ فی الذکر یعنی ہر مرد پر چھ شہادہ تاوان ہو گا فلا عین نصف  
 کا جو عین فقط و رصا جہین نے کہا کہ دس عورتوں پر نصف مال کا ضمان ہو چاہے اگر فقط دسوں عورتیں پھر جائیں تو ان پر نصف تاوان ہو مہ جہین کی  
 یہ دلیل ہو کہ عورتیں اگر بکثرت ہوں مگر شہادت میں تمام مقام ایک مرد کے ہیں و انما لکی گواہی بدون طے ایک مرد کے قبل نہیں اور ایک  
 مرد کی شہادت سے نصف مال ثابت تھا تو نصف باقی کی شہادت سے کذا فی الذکر ولا یخص راجع فی الکلیح شہادہ ہر شخص اورا فلا خلاف بعض  
 کا اختلاف و ضمان نہیں و نیا شام راجع نکاح میں جسے مرثیٰ یا کثرت مرثیٰ کی گواہی دی ہو بعد مرثیٰ ہر ایک سے سوا سٹے کثادت بقا جہین  
 بجز کثادت کے ہر مہ شام نے جو اقل مرثیٰ کی قید زیادہ کی اس کی حاجت نہ تھی مہ سوا سٹے کہ ماتر جو مسکلی نہ تھی کہ کثادت اس کی یہ کہ مرد نے عورت پر دعوے کیا  
 نکاح کا و اگر گواہ قائم کیا و عورت مسکری نکاح پر سو فاضی نے عورت پر نکاح کا حکم کیا شہادت سے پھر گواہ شہادت سے پھر گئے تو گواہ عورت کو ثمان پھر دینگے  
 خواہ مہ سے مرثیٰ کے برابر ہو یا کثرت یا اقل کذا فی العالمیۃ عن الذخیرۃ وان زاد علیہ ثمان یا موی المصنوع و ہذا المنکر عزمی زادہ و راگر مہ سے  
 زیادہ ہو مرثیٰ پر تو دون شام بقدر خیر یا نہ تاوان دین زوج کو اگر عورت مدعی نکاح ہو و مرد مسکری ہو کذا ذکرہ عزمی زادہ مہ صورت ان کی یہ کہ کثادت  
 اپنے نکاح کا مرد پر دعوے کیا و فاضی نے نکاح کا حکم دیا پھر شہادین نے شہادت سے رجوع کیا تو اگر اس عورت کا مرثیٰ مہ سے کہ برابر ہو یا زیادہ تو شام بدون  
 پانچ ثمان و راگر اسکا مرثیٰ کثرت سے یعنی مہ سے اکثر ہو مرثیٰ سے تو زوج کو زیادت کا ضمان دین کذا فی العالمیۃ عن انکا فی اسوا سٹے کہ  
 شام بدون نے زوج پر بقدر زیادت کو تلف کیا بلا عوض کذا فی الذکر فلا سہ یہ کہ راجع فی النکاح پر بطریق ثمان نہیں خواہ مرد مدعی ہو یا عورت کو پھر عورت  
 مدعی ہو و مہ سے مرثیٰ سے زیادہ ہو تب بقدر زیادت ثمان ہو و شہادہ باصل الکلیح باقل مہ مہ ثمانا فافلا ثمان ان علی اختیار تعدد الثمان مہ من ابشع  
 و اما و راگر شہادین نے اصل نکاح کی گواہی دی عورت کے کثرت مرثیٰ سے تو شام بدون پانچ ثمان نہیں بقول حتم بسبب تعدد مہ مہ ثمانت کے دریا  
 غیر نکاح عورت کے و مال کے مہ یہ ترکیب مہم یہ کہ مسئلہ اولیٰ میں شہادت اصل نکاح پر نہ تھی حالانکہ و ان بھی اصل نکاح پر شہادت ہو تو اگر اقامت یون  
 لکن و اقل فلا ضمان تو مہ قدر و رافع تر ہو تا و در یہ جو شام نے کہا کہ ثمانت متعذر ہے یعنی منافع ہر گاہ کہ عند الکلیح خیر مہ من ابشع مہ ثمان  
 نہیں ہو سکتا اسوا سٹے کہ ثمانت کی مستدعی زیادہ و الا کثرت مرگاہ و مال میں ثمانت نہیں اور زوج کے نکاح سے جو ثمان اور تقوم ہوتا ہو تو اس کے  
 انما تعلیم کے واسطے کہ چونکہ اس سے نسل حاصل ہوتی ہے کذا فی الطحاوی و خلافا لاوشام علیہما البقیض المہر و بعضہ شہر رجعا ثمانا فلا نسا المہر  
 و ثمان اس صورت کے کہ اگر شہادین نے عورت پر قبضہ مہر یا بعض مہر کی گواہی دی پھر دون شہادت سے پھر گئے تو عورت کو و دون شہادین دینگے









تو کالت باطل ہے ہم قول کہ میں نے تجھ کو دیکھ لیا اپنے پیچہ امویہ میں اور قائم کیا گیا جو کالے اسے ذات کے کوئی عام نہیں جو تو اگر کوکل کا کوئی پیشہ معیہ میں ہوتا ہے  
 تجارت مثلاً تو وہ تجارت کا دیکھ ہوگا اور اگر اس کا کوئی پیشہ تھری نہیں اور معاملات اسکے مختلف ہیں تو کالت باطل ہے جو کالے نے فتح القدر ہو وہاں قائم ہے  
 انہی مقام میں نفسہ تہذیب و تہذیب فی تصرف جائز معلوم اور اصطلاح شرع میں تو کلیل قائم کرنا غیر شخص کو اپنی ذات کے مقام پر یا کسی شخص یا عارضہ کی جہت سے  
 اس تصرف میں جو جائز اور معلوم ہے ہم بائز کی قید سے خارج ہو گیا کہ صغیر غیر شخص کو اپنی زوجہ کی طلاق یا اپنے غلام کے عتیق یا اس بیٹال کے  
 یا سکرے میں نہ دیکھ کر اسے اور معلوم کی قید سے تصرف قبول کی تو کلیل خارج ہو گیا اگر کوئی کہے کہ تو کلیل عام جائز نہیں تصرف معلوم نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ تو کلیل عام  
 فی الجاہل معلوم ہے تو اگر اصطلاح معلوم ہو جائے وہ شخص جسکے معاملات بکثرت ہیں تو کلیل باطل ہے تو کلیل فی الطحاوی وی تلویح میں مستند الاولیٰ ہم لفظ تو اگر تصرف قبول ہو  
 تو ادنیٰ ثابت ہوگا اور وہ گھسیاں ہم تصرف قبول چنانچہ ہوکل نے دیکھیں کہ کیا میں نے تجھ کو دیکھ لیا اپنے باپ کا کالائی الخ غیر انہی میں ہرگز تصرف معلوم نہ ہو  
 اور نہ تصرف دیکھ ثابت ہوگا اور نہ حفظ ہوا ہم جمہوری نے کہا کہ کتب غیر سے کہا کہ تو میرا دیکھیں ہر شخص میں تو نہ حفظ کا دیکھ ہوگا انہی دو درمیں ہرگز قبول نہ کرے  
 میں نہ حفظ اس واسطے مراد ہو کہ کثرت میں کالت ہمیں حفظ کے ہمیں بلکہ کالت تصرف نظر اولیٰ اصل تصرف وان انتفع بغير الاستیاء یا استیاء فی  
 ابن کمال تو کلیل غیر کو قائم کرنا ہوا ہے مقام پر اس شخص کی جانب سے جو تصرف کا مالک ہے ہر نظر اصل تصرف کے اگر نہ تصرف ہوکل کو متنع ہو یعنی اس میں اسباب  
 عارضہ فی شائع کے کذا کہ وہ ابن کمال میں اصل تصرف کی ملک سے مراد یہ ہے کہ تصرف کا کوئی شخص مانع اور عارض نہ ہو تصرف میں قطع نظر حکم شرعی کے تو اپنی اصل  
 ہو گیا دیکھ کر اس واسطے کہ مذکورہ و مضمر کی وجہ میں اور محرم کا غیر محرم کو شکار کی وجہ میں اور یہ قول سنی ہر سب کے اصل اس میں باجست ہو کہ تصرف ہوکل اس واسطے  
 مستطہ ہو کہ دیکھ تو مالیت تصرف کی ہوکل سے حاصل کرنا ہرگز کالائی فی الطحاوی وی تلویح خلائج تو کلیل مجنون و صبی البیض مطلقا و صبی یعقیل تصرف عار  
 نحو طلاق و عتاق و ہبہ و صدقہ تو صحیح نہیں دیکھ کر مجنون اور صغیر عاقل کا طلاق خواہ تصرف عار ہو یا مانع یا فاسد اور ضرر دونوں کا محفل ہوا اور  
 صحیح نہیں دیکھ کر یا صغیر عاقل کا تصرف عار میں چنانچہ طلاق اور عتاق اور ہبہ اور صدقہ میں ہم کلیل مجنون اور صغیر اس واسطے صحیح نہیں کہ نہ تصرف کی مالک نہیں اور  
 معلوم ہو کہ کالائی میں ہوکل کا تصرف ہو ناظر ہو و صحیح مانع بغير بلا اذن ولیہ کی قبول ہبہ اور بیع ہر صغیر عاقل کا دیکھ کر یا بدول اذن اسکے دل کے اس تصرف  
 میں جو صغیر کو نہ ہے چنانچہ یہ قبول کرنا صحیح یا تہرور میں ضرر و دفع کی بیع و اجارہ اذن ماؤد و ناؤد اذوق علی اجازتہ ولیہ کا یا تہرور ہبہ اور بیع ہر صغیر عاقل کا  
 دیکھ کر یا ناش تصرف میں جو ضرر و دفع کا محفل ہے چنانچہ بیع و اجارہ و شریک صغیر مذکورہ اذن ہر تصرف معلوم میں اور اگر اسکو اسکے دل کے اذن نہ ہوا نہ تصرف کا تو کالت  
 موقوف رہے اسکے دل کی اجازت ہے چنانچہ اگر صغیر عاقل بذات حق یا اجارہ کا یا تہرور ہبہ اذن تو نہ تصرف ہی دل کی اجازت ہے موقوف ہو گیا لا بیع تو کلیل  
 غیب مجبور اور صحیح نہیں دیکھ کر یا غلام ممنوع التصرف کا صحیح ہو ماؤد و ناؤد و سکا تہا اور بیع ہر دیکھ کر یا غلام ماؤد و ناؤد یا کتاب کا تو توقف تو کلیل غیر ذلک اسلم  
 اغتذ وان مات او کفحت او قتل لا اطلاقا اما اذ موقوف رہے دیکھ کر یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا  
 و اگر حرب میں جا لایا مقتول ہو تو تو کلیل نافذ نہیں بخلاف صاحبین رحمہم کے بیع تو کلیل مسلم مذہب یا بیع غیر ذلک موقوف رہے مافی بیع الفاسد و محرم حلال  
 بیع صید وان انتفع عند المولک لغرض النہی کا ماذیہ مستند اور صحیح ہر دیکھ کر یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا  
 میں اور صحیح ہر دیکھ کر یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا  
 میں ہر دیکھ کر یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا  
 انحصار ہبہ ہم بیع دیکھ میں اتنی محفل شرط ہو کہ چنانچہ مذکورہ چنانچہ بیع اور سالیب میں ہر دیکھ کر یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا  
 میں سیرتہ تصرف عاقل میں بیع محفل کی ہی تفسیر ہو کالائی فی الطحاوی وی تلویح یا اگر ہر دیکھ کر یا تہرور مذکورہ اس واسطے کہ اس کو اگر وہ مسلمان ہو گیا تو کلیل نافذ رہے و اگر کافر ہو گیا ماذیہ یا



مخبر بنی و او بعد و بونوات کی صفت بخیر معلوم ہو کہ مکمل بین منتقل شرط بخیر و درین شرط منین ایضاً الی الکلام الا ان فی صحت او کماله لایستحق معنی بیج و لو کسب  
 فلان لم یقبل و لیس بعد تعالیٰ لکن یہ بات پر ضمیمہ و منین کہ اب اسباب بین صحت و کلاست میں گنگ و بیج و کسب کی صحت میں تو اسیدو اسطے صحت و بدون نہ کسا  
 کو کسب حقہ کا قصد کرے یا بنا حق صاحب کسز و عدم کسز معلوم ہوا دروفا یا دروڈر و غیرہ میں و کسب کی شرط میں یوں مذکور ہو کہ ایضاً لایستحق و قصد و کسب میں بین  
 شدہ یہ کہ حقہ کا قصد کرے اور کلا کا ارادہ کرے قصد کی قید اسطے لگا کر اگر کسب بطریقین ہوں یا اگر وہ کسب کی لگا تو موکل کی طرف سے و انھیں کی طرح  
 نہ کیا کہ در صورت عدم قصد اگرچہ بیج معنی نہیں لیکن یہاں لنگھ و صحت و کلاست میں ہر صحت بیج میں تو اس اسطے کے زیادہ کر کے کہ کسب واجب نہیں مگر کسب موکل  
 الموکل فیہ فقال اکیل یا یا بشر و الموکل موکل فیہ نفسہ کچھ صحت لے قاعده موکل کا تو کسب میں نہ کر گیا یعنی مجموعہ و کسب کرنا ہر ایک اس جہت سے کہ موکل نہایت خود کو تاہر  
 اپنی ذات کے واسطے مفسد کی قید اسطے لگا کر تاہر کسب سے استلزام و مصلحت اسطے کہ کسب کو جائز نہیں و در صورت کسب کرنا اس کام میں نہیں و وہ کسب میں ہر  
 ایک کسب غیر کے واسطے تصرف کرنا ہر نہایت واسطے اگر کوئی کہے کہ کھینے تو کسب کا بھیج نہیں اسطے کہ موکل منتظر اس کا سبب نہ ہو تاہر بذات خود واسطے  
 او در منتظر اس کے تو کسب کا مالک نہیں ہوتا اس کا جواب یہ کہ در صورت انصاف الی الموکل تو کسب بیج ہر اسطے کہ غنا میں صحت ہو اگر منتظر اس کا کسب ہر اسطے کہ  
 منتظر اس کو موکل کی طرف منتظر اس کا جواب یہ کہ در صورت انصاف الی الموکل تو کسب بیج ہر اسطے کہ غنا میں صحت ہو اگر منتظر اس کا کسب ہر اسطے کہ  
 خصوصاً کو مفسد کا یہ قول یا یا بشر و موکل ہر کسز و غیرہ کے اس قول سے ایچکی یا بقضہ اسطے کہ مفسد کا قول حق و غیر جہت بیٹے عدم صحت و خیر سدا کو  
 شامل ہو خصوصاً صحت میں یعنی بدل ہوا در شرح میں بان یا نہیں کا جواب یہ بیٹے دینی نے کوئی نہ جو صحت کیا اور در غایت بیٹے جسکے جواب میں اقبال کیا یا یا بشر  
 حقیقت شرعی ہو خصوصاً کی اور جو ہر دین کے خصوصاً عبارت پر دعویٰ صحت و جواب بیج سے کہ ان فی الخطا و الی فلا اقل فسخ خصوصاً فی حقوق العباد  
 برضی انھم تو اس واسطے مفسد نے کہ اس بیج ہو کسب کرنا اس خصوصاً میں ہر حقوق العباد میں ہر خاصہ کی رضامندی سے و جو ذی بلا رضاء و یہ حالت استثنائے  
 اور صاحبین در حلقہ تو کسب کو بدون رضامندی خاصہ کے تو یہ کیا چاہا و برضی قول و انہ نہ کسز کا مام را در صاحبین کا اختلاف در موکل میں ہر کسز جو از بین  
 لینے یا مام کے نزدیک اگرچہ بدون رضائے خاصہ جائز ہو لیکن بان اسکے لایستی ہونے کے لازم نہیں کلاست صاحبین کہ صاحبین کی دلیل ہر کسز خصوصاً  
 میں کسب کرنا بیٹے خاصہ میں جن تصرفات و توفیق ہو گا غیر کی رضامندی یا بدون رضامندی کی دلیل یہ کہ جو صاحبین ہر کسز جو از بین لینے یا مام کے نزدیک اگرچہ بدون رضائے خاصہ  
 ہو تو اگر کوئی کسب کے متعلق اس سے نہ خاصہ کا ضرر ہو گا انسا کی رضائے موقوف ہو کر ان فی الخطا و علی بنو علی ابی الیہست در وغیرہ و اختیار و العتلائی و محکمہ  
 فی ہادیہ و العتلائی و العتلائی کی توفیق علی کہ در و صاحبین کے قول پر بقضہ ابو الیہست کا فتویٰ ہوا و برضی کیا ہر اسکو عتلائی نے اور بیج کیا ہر اسکو ہادیہ میں ہر کسز  
 کے واسطے یہ کہ اسکو حکم کی رائے پر موقوف کرنا چاہیے کہ ان فی اللزوم و در میں ہو کہ اگر انسانی کو عتلائی اور کسز کی خاصہ کی عدم قبول و کلاست میں معلوم ہوتا ہو کہ  
 بدل نہ دے اور کسب کو قبول کرے اور اگر معلوم ہو کہ موکل کو کسب کرنے سے ضرر رسائی یا خاصہ کی مراد ہو تو تو کسب کرے بدون رضائے خاصہ اور پھر غنا شرعی کا یہ جائز  
 کا فی بین ہر اتنی خطا و دین سے تیز سے نفس کی کہ ان فی الخطا و الی الحاکم بن خضر ابن شافعیہ کا فتویٰ اہل دیون و اصل خطائے و اس زمانہ کے قاضیوں کے اختیار دینے میں  
 انفساد و جراثیم و اعظم الا ان کیوں الموکل مرئیہ الا انکسہ حضور مجلس الحکم تقدیم یا بن کمال تو کسب بدون رضائے خاصہ لازم نہیں مگر یہ کہ موکل ایسا یا بدون  
 کہ مکتوحہ مزین یا مجلس میں کہ اپنے قدموں سے مکن نہ ہو تاہر تو کسب لازم ہو کہ بدون رضامندی خاصہ کے مہر خواہ موکل دینی ہو یا عالمیہ و عتلائیہ و سفر یا ممالک  
 غالب بقدر قدرت سفر ہو بیٹے اگر تین منزل خائب ہو تو تو کسب بلا رضائے خاصہ لازم ہو یہ اس صورت میں ہر کسز جو خاصہ تسلط کرے و انہ عیلم میں ہو کہ اگر موکل مدین  
 یا سفر ہو تو تو کسب بدون رضائے خاصہ لازم نہیں بدون رضائے خاصہ بلکہ دینی اس کے شایع ہے کہ اگر تو بیٹے خاصہ کا جواب چاہتا ہو تو تو کسز تاہر زنا و عتلائیہ و سفر یا ممالک  
 نہیں کہ ان تو کسب سے دینی ہر کسز کہ وہ دینی ہو جائے تو تو کسب لازم ہو گی ظاہر راویہ میں اتنی مدت سفر کی قید اسطے لگا کر کہ جو مدت سفر سے کسز نسبت ہو تو



ما دام حیات و اوقات با بن ملک اور جس عقد کی نسبت وکیل کی طرف ضرر پہنچا بیجا و ناجائز اور اصل و فرائض کے لئے وکیل سے متعلق ہیں جب تک  
 وہ زندہ ہوگا اگرچہ وہ غائب ہوگا مگر صاحب حق ملک میں اضافت الی الوکیل سے اسناد فی اخصیہ ملوہ پر چنانچہ وکیل کا ہونا کسکامین سے اس کے لئے جیسا یا موکل کا فلتا یا  
 گھر میں سے جیسا یا جائزہ دیا اور اگر موکل کی طرف نسبت کرنا یا بطور ہیام رسائی کے کہ یہ گھر موکل نے بیچا تو وکیل پر یہ گھر یا فلتا یا موکل کی گلیا  
 ایا مفتی نے کہا تو عقد کے حقوق اسکے وصی کی طرف منتقل ہو گئے نہ موکل کی طرف اور اگر وصی ہندو کا ہو تو وصی فاکم کہے اور یہی قول فقہاء اور مفسرین کے ہوا کہ  
 بعد از موت وکیل تیس کی ولایت موکل کی طرف منتقل ہوگی تو فتویٰ کے نزدیک ملحق کرنا جائز ہے انتہی قدر لفظ طحاوی وان لم یکن تجوز ان یطریق وکیل تجوز یعنی ممنوع  
 التصرف نوم یہ احتراز پر مخیر اور مطلقاً مجوز سے اس واسطے کہ ان کی ولایت جائز ہو لیکن رد و لون کے حقوق عقد موکل کی طرف راسخ ہو گئے کہ ان کے لئے اگر کس تسلیم  
 بیع و قبضہ و قبض نفس و رجوع بعد از تحققاتہ و خصوصاً فی عیسیٰ بلا فصل بین حضور و ملکہ و غلبہ لاند العاقد حقیقتہ و حکما حقوق عقد کے جیسے  
 بیع کا تسلیم کرنا اور بیع کا قبض کرنا اور حسن کا قبضہ کرنا اور مرض کا قبضہ کرنا یا بیع دینا یا استحقاق بیع کے وقت اور خصوصاً کرنا عیسیٰ بیع میں بد و لون  
 فرق کے درمیان حاضر ہونے اور اپنے موکل کے اور اسکے غائب ہونے کے بیٹھے خواہ موکل حاضر ہو یا غائب لیکن حقوق عقد وکیل ہی سے متعلق ہیں یہ ہوا ہے کہ  
 وکیل ہی کو عقد پر حقیقتہ و حکما عقد قائم ہوتا یا کو لازم سے اور حکما صادر ہوتا یا کو وکیل سے تو وہی حقیقت بین عاقد و غائب اور احکام عقد کے وکیل ہی کی طرف  
 راسخ ہوتے ہیں تو یہی حکم عاقد ہوا کہ ان کی انجوسرۃ جو شرط العاقدہ ملے افذ لیس لانا العاقد فی الجمع انما ذیل لیکن جوہرہ بین ہر گاہ کہ موکل اور وکیل دونوں حاضر ہوں  
 عہدہ حقوق عقد کا شن کے لینے والے ہوں یہی عاقد پر اس طرح الفاظ و ایل بین ولواضافۃ العقد الی الموکل تخلیق حقوق بالموکل اتفاقاً یا بن علی علیہ السلام قبول یا بیع  
 مانیدہ ولذا قال ابن کمال کہ عینہ بالاشا فیہ فی انفسہ فافہم اور اگر وکیل نے عقد کی نسبت موکل کی طرف کی تو حقوق عقد کے موکل سے متعلق ہوں گے بالذات  
 کلامیچ ابن ملک سوا سکو یا نہ رکھنا جیسے تو صنف کے اس قول میں کہ نسبت عقد کی وکیل کی طرف ضرر ہو وہ غلط ہے جو آئین ہر اور اس واسطے  
 ابن کمال نے کہا کہ وکیل کی غیبت کے ساتھ ایضا ذات کی نسبت یعنی اس وقت حقوق عقد متعلق ہو وکیل ہوں گے سوا سکو جو بیع مخلصہ اعتراض خارج ہے کہ ولایت  
 میں نسبت کرنا عقد کا وکیل کی ذات کی طرف ضرر نہیں پہنچا بنجایا بن ملک کی تصریح سے معلوم ہوا تو عقد صنف کا لا بد کہ نسبت عمل پر ملحوظا وی نے کہا کہ انہی اور مطلقاً  
 بین ابن ملک سے مخالفت پر لینے خرید جہد کا وکیل مالک عہد کے پاس گیا سو غلام کے مالک نے کہا کہ یہ غلام میں نے موکل کے ہاتھ بیچا اور وکیل نے کہا کہ میں نے  
 قبول کیا تو یہ بیع موکل کو لازم نہیں ہوا اس واسطے کہ وکیل نے غلام کو اس واسطے کہ اسکا امر تھا کہ عہدہ جسکی طرف بیع نہ ہو سوا راجع دیا اور ابوالقاسم نے فرمایا کہ  
 بیع قول یہ کہ وکیل کو لینے نہ ماضی ہو گیا اور عقد و توفرت پر بیگانہ ہو کر لکھنا نہ جائز نہ رہتی تو معلوم ہوا کہ وہ وکیل نے بیچا کہ جو کہ عاقد کو بیعت ذات کی طرف نسبت کرے  
 اور اگر موکل کی نسبت کرے تو آئین اختلاف مذکور ہوا و بیع الغنایم میں یہ کہ وکیل کی تیسرا واسطے لکھنا کی وصول کی طرف حقوق عقد راجع نہیں ہوتے اور وصول کی غرض یہ  
 کہ اپنے بیچنے والے کی طرف عقد کو نسبت کرے انتہی مافی الخطا وی مختصراً تو معلوم ہوا کہ صنف کا لا بد کہ نسبت بالموکل یا بغیر شرط و علی حد متعلق حقوق یہ کہ بالموکل  
 علو باطل ہو چہ اور بشرط ذکر ناموکل کا نہ متعلق ہوتا حقوق کا وکیل سے اخذ اور باطل ہو کر ذی البوہرہ و مالک نسبت بالموکل کا ابتدا ذی الاموال و وکیل کے عقد سے  
 موکل کی ملک ثابت ہوتی ہو کر سے یہ قول اصح میں ہے یہ قول ابو طاہر کا ہوا اور کفری کا یہ قول ہے کہ پہلے ملک وکیل کی ثابت ہوتی ہو تو یہ وکیل کی طرف منتقل ہوتی ہو  
 فلامین قرینہ بالموکل استبدادہ ولا یفسد الکلیح نہ وجہ نہ انرا نہ مذکور است دار وکیل کا اسے خرید کرے سے اور نہ فاسد ہوگا نکاح وکیل کی نہ وجہ کا وکیل  
 کے خرید کرے سے یہ ہے اگر وکیل نے اپنے بھائی کو خرید کر لیا یا وکیل کی نہ وجہ کسی کی لوٹی یا تھی اور اسے نہ وجہ کو وکیل کے واسطے خرید کر لیا تو بیعتی آزاد ہوگا نہ زوجہ  
 کا نکاح فاسد ہوگا اس واسطے کہ حق فریب اور فساد نکاح ملک سے ثابت ہوتا ہو اس ملک یہاں تاہر سے وکیل کی ثابت ہے نہ وکیل کی یہ وجہ قبول ابو طاہر کا  
 اور کفری کے قول پر بھی یہی حکم ہوا اس واسطے کہ حق اور فساد نکاح ملک ثابت اور مستقر سے ہوتا ہو نہ ملک منتقل سے اور اگر وکیل غلام کو آزاد کرے قبل







کذا فی الخطا وی علی الجمیع ان الزبیر و غیره اذا لم یسلطوا علی موکل المبیع رده الی باعیه لانها مالو کانه بالتسلیم و یرفعه ردا علی الباع بموتک و یجزمه  
 وکیل من موکل کو بیع تسلیم نہیں کر دی اور اگر اسے بیع اپنے موکل کو تسلیم کر دی تو اب اسکو بھجور بیع مبیع ہو کر ہو جائے و کالت کے  
 تسلیم موکل سے بخلاف وکیل بیع فاسد فاسد مطلقا حق بیع فاسد بخلاف اس وکیل کے جسکو کو بیع بطریق بیع فاسد کے بیج تو وکیل کو بیع بیع جب اگر  
 مطلقا سبب حق بیع کے کذا فی القیام مطلقا بیع اگر بیع مشتری کو دے چکا ہو اور اگر نہیں اپنے موکل کو دے چکا ہو تو بیع اسکو بیع بیع کا اختیار ہے  
 بلا اذن موکل اور دشمن اس سے بھیرے بدلہ اسکی رضامندی کے کذا فی الخطا وی و لکھیں مجلس المبیع نہیں دفعہ وکیل من مالہ و لا بد لایک بالباع اور وکیل کو  
 جائز ہو روک رکھنا بیع کا موکل سے قبضہ نہیں کے واسطے خواہ وکیل نے نہیں مانے مال سے دیا ہو یا نہ دیا ہو اگر نہ دیا ہو تو بطریق اپنے موکل سے جائز ہو روک رکھنا  
 بائع کے مانند ہو مطلقا نہیں بین و لو انشأه وکیل من غیره اجملا الباع کان الموکل المطلقا الباع به حالاً و یرکب خلاصه و در اگر وکیل نے اسکو بیع نہیں حال  
 خرید کیا بھیرے مانے نہیں دینے کی کچھ مدت منفر کی تو وکیل کو مطلقا نہیں کا موکل سے فی الحال جائز ہو در یہی جملہ کر کذا فی الخلاصه م بیع تعمیل نہیں کا  
 وکیل یا در طول نہیں کا موکل پر یہی جملہ کر وکیل نہیں حال خرید کرے بھیرے مانے نہیں کی مدت مطلقا کذا فی الخطا وی و لو در بیکل الاثنین یجمع بیکل و بعضه  
 بیع یا باقی لا نه خطا و در اگر بائع نے وکیل کو سب نہیں بھیر کر دیا تو وکیل اپنے موکل سے تمام نہیں بھیرے اور اگر بائع نے بعض نہیں بھیر کر دیا تو باقی نہیں  
 بھیرے اسواسطے کہ بعض نہیں کا بھیر کر کہ در بنا پر اس نہیں کا کڈنا انجم و لکھیں مجلس المبیع من یدر قبل حبسه ہاگ من مال موکلہ و لم یسقط  
 الاثنین لان یدر کیدہ پس اگر بیع ہاگ ہو گئی وکیل کے ہاتھ سے قبل جس بیع تو موکل کے مال سے ہاگ ہو گئی اور نہیں ساقط ہو گا موکل کے دے سے  
 اسواسطے کہ قبضہ وکیل کا مانند قبضہ موکل کے ہوم اور اگر نہیں ہاگ ہو دیا وکیل کے ہاتھ میں تو بیع موکل کا مال ہاگ ہو دیا اور اگر وکیل خرید کر چکا ہو تو بھیرے  
 دیا سو ہاگ ہو گیا بائع کو دینے سے پہلے وکیل کے پاس تو وکیل کا مال ہاگ ہو گا کذا فی الخطا وی و لو ملک الباع بعد حبسه فلو بیع فیکل بائعین وعند النانی  
 کہیں اور اگر بیع ہاگ ہوئی نہ اس کے جس کے نو و بیع کے مانند ہو تو ہاگ بیع کی نہیں سے ہو بیع اسکا نہیں ساقط ہو گیا موکل کے دے سے اور اویو بیع  
 کے نزدیک نہیں کے مانند ہوم بیع کے مانند ہو بیع اس بیع کے ہاتھ پر جو بائع کے پاس ہاگ ہو گئی اور بائع جب جس بیع کی لگا استیفاء نہیں کے و اسے  
 تو اس کے ہاگ ہوئے سے نہیں ساقط ہو گا اس طرح وکیل کے پاس ہاگ ہوئے سے موکل سے نہیں ساقط ہو گا وکیل وکیل سے نہیں سکتا اور اویو بیع  
 نزدیک جبکہ وہ مثل نہیں کے ہوا تو اگر نہیں کنز ہو گا قیمت سے نو وکیل بقدر فضل موکل سے بھیرے گا کذا فی الخطا وی و لا اعتبار بمفارقة الموکل و لو اضره انما ائتمده  
 ائتمده تبعاً لغيره لا یغنی عن دان ملک اور صرف اور سلم میں اختیار نہیں موکل کی مفارقت کا اگر بیع موکل حاضر ہو جائے یا نہیں بر اعتقاد کیا ہو مصنف نے  
 بولا لانی کی ہر وی سے برخلاف عینی و در ان ملک کے ہم عینی نے کہا کہ وکیل نائب ہو کچھ جب اصیل حاضر ہو تو نائب کا کچھ اختیار نہیں جوی نے اسکا  
 جواب دیا کہ وکیل نائب ہو اصل عقد میں و حقوق عقد میں و وہیل ہو تو اب کچھ اختیار نہیں حضور موکل کا کذا فی الخطا وی مل بمفارقة الموکل و لا یغنی عن دان  
 وسلم فی ظل العقد بمفارقة صاحب قبضه قبل القبض لا نه العاقد بکسر من و سلم میں مفارقت وکیل کا اعتبار ہے اگر کچھ وکیل مفارقت سے قبل ہو گا صاحب عقد  
 کی مفارقت قبل القبض سے اسکا ہے کہ وکیل عاقد ہو لینے جو کچھ عاقد وکیل ہو گا صاحب عقد وکیل سے جدا ہو گا قبل قبضہ تو عقد باطل ہو گا اسواسطے کہ  
 احد العاقدین کا افتراق قبل قبضہ مطلق عقد صرف ہو و المار و بالاسلم الاسلام لا قبول الاسلام لا نه لا یجوز ان کمال اور مراد سلم سے اسلام ہے قبول سلم ہو سکتا کہ  
 قبول سلم کی تو وکیل جائز نہیں کذا ذکرہ ابن کمال م الاسلام کی یہ صورت ہو کہ رب اسلم کسی شخص کو وکیل کرے تا وکیل دس مال اسلم لایکویہ او قبول سلم کی  
 یہ صورت ہو کہ سلم لایکویہ وکیل کرے دس مال کے قبضہ کرے کذا فی الخطا وی و از رسول فیما یزلف و اسلم لا یتبرع بمفارقة مل مفارقتہ مر سلم  
 لان الرسالۃ فی العقد لا یغنی عن دان و صرف اور سلم میں مفارقت رسول کی معتبر نہیں بلکہ اس کے بھینے والے کی مفارقت معتبر ہو اسواسطے کہ پیام رسان فی

خندہ بین اگر ترض بین و متغیر صحت است وکیل بہا در شتہ فا و در معلوم ہوئی توکیل حرف او سکہ کی صحت یعنی سکہ بدین مخالفت وکیل سے معلوم ہوا کہ حرف  
 او سکہ میں در وکیل کو نا صحیح ہو بہو متغیر تھا کہ شایع اس کے قبیل سکہ رسول ذکر کرنا و کلمہ بشیر و عشرہ اطلال لحم بدرجم فاشترى ضعفہ بدرجم مایا ج چشمہ شر  
 بدرجم لحم الموکل منہ عشرہ نصف و در جم خلا فاما و الفاشر فلما انه مامور باطل مقدرة فیقذفه الا انه ملے اوکیل وکیل کی اس رطل گوشت کے  
 خرید کر کے ایک ایک رطل سے سو وکیل لئے و چند گوشت اس کا خرید کیا یعنی میں رطل ایک دم سے اس قسم کا گوشت جو دس رطل ایک دم کو کہنا تو لازم  
 ہو گا موکل کو بیس رطل سے دس رطل بعض ضعف و درم کے خلاف صاحبین اور ائمہ شیعہ کے یعنی نہ کہ نزدیک ہمیں رطل سوکل کو لازم ہوا سو اسلے کہ وکیل نے  
 اس کے حق میں ہر سکہ کا ہم کہتے ہیں جواب میں امام کی طرف سے کہ وکیل مامور ہوا رطل معینہ کا بیس دس رطل کا تو اس سے زائد کی بیع وکیل پر نافذ ہو گی  
 خلاصہ جواب یہ کہ وہ دس رطل کی خرید کا مامور زیادہ کا تو زیادہ کی بیع وکیل کو لازم ہو گی نہ موکل کو و لشری مال الی وای و فلک وقع لک لک اجماعاً یزید  
 اور اگر وہ گوشت خرید کیا جو اس کے برابر نہیں یعنی شے یا گوشت کہ بیس رطل ایک دم کو کہنا ہوا اسکو و درم سے خرید کیا تو بیع وکیل کے واسطے واقع ہو گی یا نہ  
 امام ہر دو صاحبین دم کیسے غیر موزون کی بیع صحیح ہو موزون کی یہ صورت ہر کو سوکل لئے وکیل کیا ایک غلام کی خرید کا بعض ہو درم کے نواسے ایسے و غلام  
 خرید کیے سو درم کو موکل کے واسطے کہ ہر ایک غلام سو درم کا ہر تو بیع موکل کو لازم نہ ہو گی سو اسلے کہ ہر ایک کافرج قبول ہوا اسلے کہ شرع معلوم نہیں ہو سکتا  
 لہذا کل سے بخلاف گوشت کے کہ وہ موزون مقدار ہو تو نہیں اس کے اجزاء پر تقسیم ہو جائیگا لہذا فی الحطای دی تصرف ولو کلمہ بشیر یا غیر معینہ بخلاف توکیل  
 بالذکاح اذ انما جہان شفعہ صریح منہ و الفرق فی الوافی غیر الموکل الا بشیر یلغیہ و لا موکل آخر یا لا و ای حد غلبتہ حیث کہ ممکن بخلاف ادعا لشرع و لا لکسکو  
 وکیل کی اس میں چیز کی خرید کا موکل کی غیر ہر تو وکیل اس چیز کو اپنے واسطے خرید کرے اور نہ دوسرے موکل کے واسطے طریقاً و لہ خرید کرے موکل کی  
 غیبت میں جبکہ وکیل نے موکل کی مخالفت نہ کی ہو اپنے واسطے خرید کرنا دفع فریب کی اجتناب سے ہر بخلاف وکیل نکاح کہ جب غور مت معینہ سے رہتا  
 نکاح کر لیا تو بیع ہو گا لہذا فی النبیاء و در فرق خرید و نکاح کی توکیل کا علامہ دانی کے حاشیہ در میں مذکور ہم خرید موکل کی قید اسلے لگا لہذا وہ صورت  
 نکاح سے بین چیز معین نفس موکل ہو جائیگا جبکہ غلام کے قسم شخص کو اپنی خرید کرے گا اپنے مالک سے وکیل کی اسکو وکیل نے اسکو اپنے واسطے خرید کیا تو غیر وکیل ہی  
 کے واسطے واقع ہو گی چنانچہ پانچہ مذکور ہو گا و غیبت موکل کی قید سے حضور موکل بھل گیا تو اگر غیر معین کو موکل کے سامنے وکیل اپنے واسطے خرید کرے گا  
 تو بیع ہوا سو اسلے کہ وکیل کا جائز ہر کو موکل کے حضور میں اپنی ذات کو کالت سے معذور کرے و غلام صرف خرید و نکاح کا یہ ہر کہ نکاح ان عفو و دوسرے ہر  
 جبکہ اضافت موکل کی طرف ضروری ہوا و اس کا ثبوت نہیں ہوتا موکل کے واسطے کہ جبکہ اس کی طرف منسوب و مضاف ہو بخلاف خرید کے کہ وہ بہر صورت  
 موکل کے واسطے ثابت ہوا اگرچہ وکیل اس کی نسبت اپنی طرف سے چنانچہ مذکور ہو جائیگا لہذا فی الحطای دی تصرف فلو شتر یا بغیر التقودا و بخلاف مامی الموکل لہ  
 من الشتر و دفع الشتر لہ و لوکیل علی ما تفرع امرہ و غیر ل فی نفس بخلاف معین نو اگر وکیل نے شتر معین کو خرید کیا بغیر تقودا و بخلاف اس شخص کے کہ جو موکل نے  
 نام لیا وکیل سے تو یہ خرید وکیل ہی کے واسطے واقع ہو گی سو اسلے کہ وکیل نے امر و حکم کی مخالفت کی اور وکیل معزول ہو گا و کالت سے و غیر مخالفت  
 امر لہذا فی ایسی م یہ فروع حیث کہ ممکن بخلاف و دان شتر یا بغیر معینہ فالشتر لہ و لوکیل الا اذا افادہ لہ و لوکل وقت الشتر لہ و شتر لہ مالہ  
 اذ کمال الموکل و اگر اسکو وکیل کی غیر معین چیز کی خرید کا تو خرید وکیل کے واسطے ہو گا جبکہ وکیل کے واسطے اس کی نیست کر گیا خرید کرے کے وقت یا  
 اسکو موکل کے مال سے خرید کر لیا و تو کھاد با فی البیتہ حکم بالذکاح جامعاً و اگر اگر میں وکیل اور موکل ایک لئے دوسرے کو کاذب کہا نیست میں تو فائدہ  
 حکم ہو گا بالافتاق یعنی اگر عقد سے خرید کیا تو موکل کے واسطے ہوا و رہیں تو وکیل کے واسطے و تو تو فقا انما لکم فخرہ فروا ینان و اگر اگر و لوکل میں افتاق ہو  
 اسس بات ہر خرید کے وقت نیست موجود نہ تھی تو کہیں دو و رہتیں ہیں م تفصیل اس سکہ کی تمیز اور کبر لائق میں اس طرح ہر کہ



اگر دیکھیں بے عقد کی اضافت اور نسبت ایک شخص کے مال کی طرف خواہ وکیل کے مال کی طرف یا موکل کے مال کی طرف تو وہ چیز جس کی ہوگی اور اگر مطلق مال کی طرف نسبت کی تو اگر وکیل اور موکل ایک شخص کی نسبت برتنق ہوئے تو وہ چیز ایسی کی ہوگی اور اگر نسبت میں اختلاف واقع ہو تو نقد کی ہوگی اور اگر عدم نسبت پر دونوں کا اتفاق ہو تو عمرہ کے نزدیک و چیز فائدہ کی ہوگی اور ابو یوسف نے کہ نزدیک و چیز حکم ہوگا انتہی جب یہ معلوم ہو تو وصفت اس قول کو (الا ذلہا للوکل) واجب کہ اسی صورت پر قبول کیجیے جبکہ وکیل عقد کو اپنے مال کی طرف نسبت کیے خواہ اسکو موکل کے مال کی طرف نسبت کرے یا مطلق مال کی طرف خواہ حقن اپنے مال سے اور اگر کسی یا موکل کے مال سے اور اگر یہ عقد سے مال سے خرید کرے مولود پر کہ موکل کے مال کی طرف اسکو نسبت کرے چنانچہ ہایہ وغیرہ میں صرح ہو خواہ وجوہ نسبت اور عدم نسبت پر اتفاق ہو یا اختلاف خواہ اولاد سے حقن اپنے مال سے کیا ہو یا موکل کے مال سے اور نسبت میں کلاذیب و نزافین اسوقت کا مراد ہو کہ عقد مطلق مال کی طرف نہ تھا تو مراد وراثت سے صاحبین مرکا قول مراد ہو کہ فی الجہت رحمنا اشترازی عبد الملوک فلما ملک وقال موکلہ علی شہرہ یتلفسک فان کان العبد وعتدا و موی ات کم فاقول للاموال اجماعا مطلقا تقدیر حقن الا لاخبارہ عن امریک ایک استینا تو دیکھیں نے کہا کہ آئینہ غلام اپنے موکل کے واسطے خرید کر یا سوہلاک ہو گیا اور اس کے موکل نے کہا بلکہ تو نے وہ غلام اپنی ذات کے واسطے خرید کر یا تو اگر غلام معین ہوا وروہ زندہ موجود بھی ہو تو بلا اتفاق یا موکل کا قول معتبر ہو غلام آؤا نے حقن اولاد کیا ہو یا نہ اور کیا ہو یا سوہلاک وکیل نے اسکی خبر دی جسکے استینا ت کا وہ مالک جو ہم استینا ت خدین میں مرید نقد خرید کر یا سوہلاک ہو گیا وکیل نے اسکو اپنے واسطے خرید کر یا موکلین اسکو عاودہ اور استینا ت کا اختیار پر اس طرح برکے کہ کہین نے اسکو موکل کے واسطے خرید کر یا سوہلاک ہو گیا تو معین کی فیہ میں دیکھیں کو انشیا زمین کے اپنے واسطے خرید کرے وان میتا و احوال ان اشمن منقود فلان لک انکم اور اگر غلام میت اور اولاد ان حقن نقد ہو قوسی طرح حکم پر بیٹے یا موکل کا قول معتبر ہو و لاکین منقود فاقول للوکل لا تیکمل الرجوع علیہا در اگر حقن نقد ہو تو موکل کا قول معتبر ہو یا سوہلاک کہ وہ اپنے اور پر سے رجوع حقن کا منکر ہوا اور اعتبار کے لائق منکر کا قول ہو وان العبد غیر معین و موی او بیت فکذا یوکیون للامور ان اشمن منقود الا انہ میں اور اگر غلام غیر معین ہو خواہ وہ زندہ ہو یا مردہ تو ایسا بھی حکم پر بیٹے یا موکل کا قول معتبر ہوگا اگر حقن نقد ہو یا سوہلاک کہ موکل میں ہو والا فلا امر لہ ت خلا فاما انہ اور اگر حقن نقد ہو تو امر کا قول معتبر ہو بسبب تہمت کے بخلاف صاحبین کے تہمت یہ ہو کہ تہمت یا مویہ اپنے واسطے خرید کر یا سوہلاک ہو چاہے ان نقصان دیکھا تو امر یہ لا الا قال یعنی بلا عمر و فباعہ ثم انکر والا امر او انکر لا شترتی ان عمر امرہ بالشد اخذہ و عمر و فباعہ انکارہ الا امر لہ تہمت لا قرارہ تیکمل لہ تہمت ہو و ایک شخص نے کہا کہ اسکو بیچ مجھ سے عمر کے واسطے بھر آئے امر کرنے والے کا انکار کیا لینے شترتی نے اسکا انکار کیا کہ عمر کے واسطے خرید کرے گا امر کیا تو عمر اس بیچ کو ایسا اور اسکا انکار امر کے لینے فو ہوگا بسبب تناقض ہونے اسکے انکار کے اسکی توکیل کے انقرار سے ہونے کئے ست اگرچہ سے بیچ عمر کے واسطے لینے جب آئے اول یون کہ مال کے واسطے بیچ تو یہ قرار ہوا اسکا کہ میں اسکا وکیل ہوں بھر آئے و کالت کا انکار واجب یہ انکار لغو ہوگا کیونکہ یہ انکار قرار توکیل کے تناقض و مخالف ہوا لان یقول عمر و لم امرہ بای انشرا فلا باذہ عمر و لان انقرار لا شترتی ہر وہ مگر کہ عمر کے کہین نے اسکو خرید کر کے انہ میں کیا تو اب اسکو عمر و لے گا اسواسطے کہ شترتی کا اقرار ہو گیا اسکے رد کر دینے سے ان لینے لا شترتی الی الی عمر و لان التسلیم علی وجہ ابیج بیج بالاعمالی وان لو یوہ تقدیر ان حقن لعنت مگر کہ شترتی مع عمر و کو تسلیم کرے تو عمر و کو لے اسواسطے کہ دنیا بطریق بیج کے بیج بالاعمالی ہو اگرچہ اولے حقن نہ پایا جا جو بسبب عرفت اور عدم واج کے لینے تراخی حقن مرید عمرہ بشرہ اشیمین معینین و غیرہ معینین الا ذلہا للوکل کامر جو امر کیا موکل نے توکیل کو و معین چیزوں کی خرید کر یا د و غیرہ میں چیزوں کی خرید کر یا جبکہ وکیل نے اسکی خرید کے وقت موکل کے واسطے نسبت کی چنانچہ مذکور ہو چکا کہ فی الجہم عنقریب مذکور ہو چکا کہ اگر غیر معین چیز کی





تو موکل نے کہا کہ میں نے پہنچا تو کسی خرید کر لے گا امر کیا سو درم سے اور وکیل نے کہا کہ تو نے ہزار درم سے خرید کر لے گا تو موکل کا قول مستحب ہی اسکی قسم کے ساتھ  
 ہو کر گذر دیا تو گواہ لاؤ تو موکل نے وکیل کے گواہ مقدم ہیں باعتبار کثرت اثبات کے وادھر بشارہ انبیاء شامیہ کو وکیل فقال الامام میں ہذا المشتري  
 یعنی فاشقول کہ یمینہ و کیون الامام وکیل مشتري بالنفس و الاصل ان اشراہی لم یفد علی لم یفد علی الامام و یفد علی البیع کا مرثعہ خیاریہ و  
 اور اگر موکل نے اسکا امر کیا اپنے بھائی کے خرید کر لے گا سو وکیل نے خرید کر لیا تو موکل نے کہا کہ یہ بھائی نہیں تو موکل کا قول اسکی قسم کے ساتھ  
 معتبر ہوگا اور وکیل اسکا مشتري بھائی نے اثبات کے واسطے اور قاعدہ کلیہ یہ کہ خریداری جبکہ موکل پر نافذ ہو تو وکیل پر نافذ نہیں بلکہ خلاف ہے کہ  
 چنانچہ کتاب البیع فی الفہم کے باب میں مذکور ہو چکا ہے و در صورت بطلان بیع ملک موکل باقی رہی و عتیق العبد علیہ او علی وکیل رحمۃ اللہ علیہ  
 نبیہا خیرہ خانہ و غلام و غلام ہوا تو وکیل پسند بگمان کر لے وکیل کے اسکا آزاد ہونا اپنے موکل پر تو وہ نافذ ہوگا اس گمان پر کہ ان کی خانہ و وادھر عبد  
 لہذا بالنفس الامام مولاہ لہذا و دفع السلف فقال الامام وکیل سیدہ اشتري بالنفس فباعہ علی ہذا الوجه عتیق علی المال و ولا و لہ سیدہ  
 و کان للوکیل سلفہ اور غلام نے ایک شخص کو وکیل کیا اپنی ذات کے خرید کر لے گا اپنے مالک سے بعض اشیاء مال کے اور بیع اسکو دیا سو وکیل نے اسکا  
 مالک سے کہا کہ میں نے اس غلام کو خرید کر لیا اسکی ذات کے واسطے سو مالک نے اسکو بیجا سی ملین برزو وہ آزاد ہوگا مال مذکور براد حق آزادی اسکا لگا  
 اور وکیل دریا نے ہم جب وکیل سے منع ہوا تو حقوق و حقد اسکی طرف نہ گئے اور طالبہ ثانی کا غلام ہرگز وکیل پر نہیں بھیجے گا آزاد ہو سکتا ہوگا  
 بیع غلام سے اعتناق ہوا و غلام کا خرید کرنا قبول اعتناق بعض مال پر کہ ان کی الحظادی و ان قال الامام وکیل اشتري بثلث و اقبل لنفسہ فباع عبدک للمشتري  
 و الا لیس فیما لیس عبدک عبدہ و علی العبد الف اخری فی العود قال ولی بدل الاعتناق کا علی المشتري ان شامی فی الثانیہ لیس الاول  
 مال المولے فلا یصلح بدلا اور اگر وکیل نے کہا کہ میں نے اس غلام کو خرید کر لیا اور یہ نہ کہ اس غلام کو غلام کے واسطے خرید کر لیا تو غلام شری کا مالک ہوگا اور غلام  
 و دون صورتوں میں مالک کا مال ہو و واسطے کہ اسکا غلام کی گمانی ہوا و غلام ہرگز دوسرے ہزار درم پہلی صورت میں واجب ہیں عوض اعتناق کے جیسے  
 مشتري ہر ہزار میں ہذا و دوسری صورت میں اس واسطے کہ مال ہزار مال ہو سکتے کا تو وہ کیا حق عوض ہو سکتے کی نہیں رکھتا و شرا و عبد  
 من سیدہ اعتناق و تعلق احکام اشراہ فلذا قال فلو اشتري العبد لنفسہ الی علیہ اشراہ و خرید کرنا غلام کا اپنی ذات کو اپنے  
 مالک سے اعتناق پر نہ بیچ تو احکام خریداری کے لغو ہو جائینگے تو اسی واسطے حضرت نے کہا سو اگر غلام نے اپنی ذات کو خرید کر لیا غلام کا تو خرید میجے پر  
 لگنا ہی بخرم اور اگر خریدتی ہو تو تو فاسد ہوئی بسبب بطلان ہونے دت کے لہذا فی الحظادی کہ مالک صحیح فی حصۃ اذا اشتري لنفسہ من مولاہ  
 و معہ رجل آخر وکیل اشراہ فی حصۃ شریکہ جیسے میجے پر خرید غلام کے حصہ میں جبکہ غلام نے اپنی ذات کو قبول لیا اپنے مولے یہ اولیٰ و غلام  
 کے ساتھ دوسرے مشتري ہوا اور باطل ہوگی خریداری غلام کے ساتھی کے حصہ میں مولاہ پر کہ غلام اور اس کے شریک نے بعت و احب و خریداری کی  
 چنانچہ تحلیل لاحق امیر الایام و یفد علی البیع فیما یوعد خانہ میں مجتہد الامام استحقاق و الفروق و الفقا و البیع نے الثانی  
 الاول و ان اشترى رجل مولاہ و لہ رجل آخر فابیع لہما موع خانہ میں مجتہد الامام استحقاق و الفروق و الفقا و البیع نے الثانی  
 اور درم کے ساتھ شریک ہو کر یہ خریداری و دون شریکوں کے حق میں میجے پر چنانچہ خانہ کی کتاب البیوع میں پر سختی کی بحث سے اور دون  
 صورتوں میں وجہ فرق یہ کہ جو بکچر عقد ہو جائی تو دوسری صورت میں بیعہ باب کی شرکت میں نہ پہلے صورت میں بیعہ غلام کی شرکت میں اولیٰ  
 شرح نے غلام کی خریداری کو اعتناق قرار دیا ہوا و بیعہ باطل پر غلام کے شریک کے حصہ میں بسبب لازم ہونے جمع میں الحقیقہ و الحجاز کے ہمہ نتائج  
 جواب دیا سوال مقبولہ اگر حاصل سوال یہ ہو گیا وہ یہ کہ بیع نہ کہ حق غلام میں اعتناق اور اس کے شریک کے حق میں بیعہ ملک نہ ہوئی غلام

جواب یہ کہ یہ نہیں ہو سکتا اس واسطے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ ایک لشکر کا استعمال کرنا معنی ہجرت ہے یعنی امتناع سے بدستور حقیقی میں غیبت ملگین اور حالانکہ جمع میں انصاف سے الجواز جائز نہیں فقال العبد لا یشتد فی نفسه لعلہ ان ففعل رای باعد علی ہذا وجہ قولہ الما فرقلو وجہ یہ فیما ان علم بہ العبد فرقا روا ان علم بالملک لعلہ لو کان لم یعلم بالملک فالعبد اختیار کیا ایک شخص نے غلام سے کہ میرے لیے اپنی ذات کو خرید کر اپنے مالک سے منہ مو غلام نے اپنے مالک سے کہا کہ بیچ میری ذات غلام نے شخص کے واسطے سو اسے کیا یعنی اسکے مالک نے اسکو اس طرح بیچا تو وہ غلام موکل کا ملک ہو سواگز موکل سے اسے اس کو بیچ میری ذات غلام نے اتفاقاً تو بعید وینا جائز نہیں اس واسطے کہ دانست وکیل کی موکل کی دانست کے مانند ہوا اور اگر اسکی معلوم نہ تھا تو غلام کو اپنی رو بیچ کا اختیار ہوا کذا فی الاختیار شرح مختار ہم غلام کو بیچ کا اس واسطے اختیار ہوا کہ غلام وکیل ہوا و حقوق بیچ میں اصل وکیل ہوا وان لم یقل لفلان حق لانا فی تصرف آخر فقد علیہ وغیرہ اس میں ہوا وال جہد بقدر ماشرہ متقرر تا بان الملوک ذکر اور اگر غلام نے بیچ نہ کیا کہ بیچ کو غلام نے شخص کے واسطے بلکہ یون کہ کہ بیچ میرے ہاتھ یا یون کہ کہ بیچ کو بیچ ڈال کر اپنے لفظ دی تو غلام آزاد ہو گا اس واسطے کہ وکالت کے سو اسے دوسرا تصرف کیا تو اس پر فائدہ ہو گیا اور غلام پر حق لازم ہوا و یون موکل میں بیچنے در صورت وکالت اور عدم وکالت میں سبب داخل ہونے سے تصرف غلام کہ اس عین کے سبب سے جبکہ وہ با اختیار و فاعل ہوا یون مالک کے ساتھ متصل ہو کر کذا فی الدرریم جواب ہر سوال بقدر کا تقریر کی ہے ہر کہ وکیل بیان غلام ہوا و در لفظ بجز تصرف ہوا تو جیسے کہ حقوق بیچ اسکی طرف راجع نہ ہون فرج سلاطین شائع کا وکیل اذا خالف ان خلافا سے خبر فی الخس سبب بابت درہم بیع بائع و مانع نقد و مانع تہنار لا و فی خلاصہ و ذکر وکیل نے جبکہ امر موکل کی مخالفت کی اگر مخالفت موکل کی بہتری کی طرف ہو یا کسی بیجنس کے اندر جائز ہو مل کے کہ کہ بیچ بعوض ہزار ورم کے سببیل نے کیا رہ سو درم کو بیچ تو بیچ مانند ہوا اور اگر بعوض سو دینار کے بیچ تو بیچ نافذ نہیں اگرچہ موکل کے حق میں سو دینار بہتر نہ ہوں ہزار ورم سے کذا فی خلاصہ و الدرریم یہ مسئلہ ذکر میں خلاصہ سے منقول ہوا تو بہتر نہ تھا کے بیچ فقط خلاصہ پر اختصار کرکے لایا ہے علم

فصل یہ فصل بیع و درشتہ و غیرہ کی وکالت کے احکام میں لایا بقدر وکیل البیع و ائست و الا جارة و العرفت و اسلم و نحو باع من ترد و شام و لہ و لہ و کسب و بیع و درشتہ و الا جارة و العرفت و اسلم و الا کی مانند کہ چنانچہ بیچ کا وکیل نقد نہ کرے اس شخص کے ساتھ جسکی کو اپنی وکیل کے حق میں مرد و دہل سبب قیمت کے کم مثلاً اپنے اصول اور فروغ کے ہاتھ وکیل بیچ نہ کرے نہ جارة دے کہ محل قیمت ہوا و سو اس کے منافع مابین اصول اور فروغ کے متصل ہیں تو گو یا اسے اپنی ذات سے بیچ کی سن و جہ حق وکیل کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر اسکے ہاتھ بیچ کر بیچا جسکی کو یا ہو مل کے حق میں مقبول نہیں چنانچہ موکل کے باب باب بیع غلام بدین یا مکتب سے وکیل بیچ کر بیچا تو جواب ہوا اور اپنی ذات سے عدم ہوا بیع کا حکم بطریق اولی معلوم ہو گیا کذا فی الخطا دی بعض امور جو لایا پیش القیامہ لاس مہدہ و مکتبہ اور صاحبین ہم نے عقد کو جائز کہا ہے قیمت کے مانند سے و اپنے خلاصہ اور مکتب سے الا و الا طلق اللہ کل کو بیچ کر قیمت فیجوز بیع ہم منحل القیمۃ اتفاقاً وکیل کو اشخاص مذکور میں کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں مگر جبکہ موکل وکیل کو بی الا طانی وکیل کرے چنانچہ یون کہ کہ بیچ جس شخص کے ہاتھ بیچا ہے تو جائز ہو گا اگر بیع لایون کو کن کے ہاتھ منحل قیمت اتفاقاً و باجم اور صاحبین کے کہ کہ بیچ جو حقہ عہد بانسرس القیمۃ اتفاقاً و بیع لایون کو کن کے ہاتھ منحل قیمت اتفاقاً و باجم اور صاحبین کے کہ کہ بیچ جو حقہ عہد بانسرس القیمۃ اتفاقاً وکیل کا اسکے ساتھ در صورت عدم الحاق اکثر قیمت سے بالافاق بیچنے وکیل کی وجہ سے اکثر قیمت جائز ہے غیر ہاں اسکی اکثر قیمت دیکر بالافاق م شائع ہے بیچ کی قید لگا کر اشارہ کیا کہ مصنف طلاق بول گیا ہوا محال تقید میں کہ لو باع باقل نہا لنبین فاحش لایجوز اتفاقاً وکذا لایسیر عنہ خلافا لہما

والا جید











اضال مذکورہ و سپلازم الفعل نہیں الا فی ثالثہ سائل اذا وکلمہ بدفع عین ثم غاب وبعث ربح شرط فیہ وبعیدہ فی الاصح وکلمہ بدفع عین طلب لمدی غلاب  
المدی طبعیہ اشباہ حلقہ فالما انتہی بہ قاری المدیہ مگر تین سکون عین وکیل بر جبر کیا جائیگا جبکہ موکل نے اسکو وکیل کیا دین عین کا بجز موکل غائب ہو گیا  
یا آتش مرہون کی بجگہ وکیل کیا جسکے عقد رہن میں بچہ شرع واپس یا بعد رہن بچہ کی شرط ہوئی قول اصح عین یا اسکو وکیل کیا خصوصیت میں مدی کے  
طلب کرنے سے اور مدعا علیہ غائب ہو گیا کذا فی الاشباہ وبتفاوت فتوی قاری مدی ہم میان شایعہ خلاف دلالت کرتا ہے کہ قاری مدی ہر دو سائل  
غلتہ میں مخالفت ہو حالانکہ مخالفت اسکی نقطہ متن کے مسئلہ میں ہو کہ وہ جبر وکیل کا قائل ہو در صورت امر موکل بدفع دین و ثبوت مال موکل بدست کیا  
چاہتا ہو بخلاف الغفار میں مخرج مذکور ہو کذا فی الجلی قلنت و ظاہر الاشباہ ان لوکیل بالاجر بجز قدر برہن کتنا ہوں اور ظاہر اشباہ یہ ہو کہ وکیل بالاجر  
جب سود متاع کو اسکو ہم اشباہ و دین ہو کہ وکیل بجز برہن بغیر جرت کے نہیں کے تقاضے پر اتنی مختصر اور این ضیاء کی شیعہ مجمع میں ہو کہ جو اجرت ہو کہ  
چھتا ہو جیسے بیاع اور مسافر جو کہ جابجا کا استیفاء نہیں براسا ملے کہ اسکو ہو چھ گیا بلا اسکے عمل کا مانند مشارب کے در صورت حصول نقص کذا  
الطحاوی ولا تنس مسئلہ واقعات الفتوی وراجح تبویر البعار فاعلمہ و فی اور مجموعہ واقعات الفتوی کے مسئلہ کو اور مراجعت کرتویر البعار غرض شیعہ  
اشباہ کی طرف کہ اسے بولا اسکو بیان کیا ہو م واقعات الفتوی یہ ہو کہ جب وکیل ہو اس دین کی فضا کا جو موکل ہو تو اسے جبر ہو گا تو سائل خبر  
وکیل ان در مسئلہ ملکہ کا بچہ مسئلہ ہوئے خلاصہ تبویر البعار یہ ہو کہ جب وکیل مامور متضام دین پر اپنے مال سے تو اسے جبر نہیں اور اگر  
اس کے مال سے مامور ہو تو اسے جبر ہوگا کذا فی الطحاوی و فی غرر فی الاشباہ و التکلیف بغیر رضی انصاف لجز حد الامام الا ان کیون الموکل حاضر بنفسہ او  
مسافر او مر لیثا و مخدرا اور اشباہ کے فرق میں ہو کہ وکیل کرنا بدین رضامندی یا مخامم کے جائز نہیں امام کے نزدیک مگر یہ کہ موکل  
بذات خود حاضر ہو یا مسافر یا مر لیثا یا مخدرا یا غیر میں ہو یہ فی بعض ہوم مسئلہ مذکور ہو گیا کہ اول کتاب الوکالہ میں مذکور ہو چکا لوکیل لایوکل الا باذن  
آمرہ لوجود الرضی وکیل و دوسرے شخص کو وکیل نہیں کر سکتا مگر اپنے موکل کے اذن سے سبب وجوب رضامندی کے کم وکیل کو دوسرا وکیل کرنا  
اس واسطے جائز نہ ہوا کہ اسکو تصرف مفوض ہو نہ توکیل اور موکل تصرف میں وکیل کی رائے سے رضامندی ہوا اور لوگ راسعین مختلف ہو سکتے ہیں  
اور مراد یہ ہو کہ جس کام میں وہ وکیل ہوا نہیں دوسرے کو وکیل نہیں کر سکتا تو حق تعالیٰ کی وکیل خارج ہو گئی مثلاً بیع کا وکیل دوسرے کو  
بیع میں وکیل نہیں کر سکتا لیکن اتفاقاً اسے غن میں بلا اذن موکل کر سکتا اس واسطے کہ متفقین عقد میں وکیل خود امیل ہوا اور وکیل نے دفع زکوۃ  
توکل آخر ثم و تخم نفع الا فی حلالہ ولا یتوقف بخلاف اشتراء الا فی حلالہ وکیل نہیں کر سکتا مگر جبکہ وکیل کو دفع زکوۃ دین وکیل کیا  
سوائے دوسرے کو وکیل کیا اور دوسرے نے تیسرے کو اور تیسرے نے چوتھے کو وکیل کیا القیاس سو وکیل یا غیر لے زکوۃ فقیر کو دی تو جائز ہے  
اور یہ جائز موقوف نہ رہیگا وکیل اول کی اجازت نہ بخلاف خرید قربانی کذا فی النجۃ الخانیہ کیسے موکل نے زید کو قربانی خرید کر لے کر وکیل کیا اور زید  
خالد کو وکیل کیا سو خالد نے قربانی خرید کر زید کو زید کی اجازت نہ موقوف ہو اگر اسے جائز رکھی تو جائز ہے اور نہیں تو نہیں کذا فی الطحاوی  
والا لوکیل فی قبض الدین اذا وکس من فی حلالہ اصح ابن ملک اور وکیل کرنا جائز نہیں مگر قبض دین کا وکیل جبکہ وکیل کرے اسکو  
جو اس کے حلال میں ہو تو مجمع ہو کذا ذکرہ ابن الملک والاعنہ تقدیر لثمن من الموکل الا و لدلہ ای لوکیہ لایجوز بلا اجازت لموصول المقصود در  
اور وکیل کو توکیل جائز نہیں مگر زید کو دیکھتا دینے نہیں کے موکل اول کے جانب سے اپنے وکیل کو تو جائز ہے بلا اجازت وکیل اول سبب  
حاصل ہونے مقصود کے کذا فی الدرریم اس واسطے کہ راسے کی طرف حاجت تقدیر نہیں کے واسطے ہوئی ہو سو یہاں حاصل ہو بخلاف اس صورت  
کے جبکہ وکیل مقرر کیا و رشتہ و غیرہ یا اس واسطے کہ جب و شخصوں کی طرف تفویض ہوئی یا وجہ تقدیر نہیں تو ظاہر ہو گیا کہ غرض ہو کہ تعلق وکیل نہیں









تکد و دہائی ذات کے واسطے عامل ہو جائے مومن کسی نہ ہو اگر ایک شخص ہو دوسرے پر دین ہو اور کوئی مرد یا عورت یا نساں ہو یا طالب نساں کو اس دین کے  
قبض کرنے کا وکیل کرے وہاں علیہ اسی سے تو توکیل صحیح ہوگی اس واسطے کہ وکیل وہ جو غیر کے واسطے عمل کرے اور اگر یہ وکالت صحیح ہو تو وکیل  
اپنے واسطے عامل ٹھہرے یعنی دوسری ہوگا اپنے بری الذمہ ہونے میں تو کر کے وکالت منعدم ہوگا پس وکالت باطل ہوگئی کہ نہ اپنے  
کمالا لایحیو وکلیہ تقبضہ ازل الدین من نفسہ وجمہہ لان الوکیل متنی نفسہ بطلت الافادہ وکل المدیون باریہ ولفسہ فتصح و یصح عزت قبض  
ابرار نفسہ اشباحہ و بیسیع نتیجہ نہیں توکیل اگر وہ وکیل کرے قبض دین کا وکیل کی ذات سے یا اس کے غلام یا ذون مدیون سے اس واسطے  
کہ وکیل سے رجحانہ کیا گیا اپنی ذات کے واسطے تو وکالت باطل ہوگئی مگر جبکہ ذان مدیون کو اہل سے ذات مدیون کا وکیل کرے تو توکیل  
صحیح ہوا و صحیح ہو مدیون کا معزول کرنا وکالت سے قبل اس بات کے وہ اپنی ذات کو بری الذمہ کرے کہ نہ اپنے الاشباحہ قوم تہ افادہ وکل  
آئینہ غیر فاعل ہر راجع ذان کی طرف اور مدیون بالنصب مفعول ہر منبتہ المقتی میں ہر کہ اگر وکیل ابراہیم سے نفس مدیون کا وکیل کرے تو صحیح ہر  
اگرچہ وہ عامل ہوا اپنے کے واسطے سبب اپنے فاعل الذمہ کرنے کے اس واسطے کہ وہ عمل کرتا ہو صاحب دین کے واسطے اس کے دین کے اسقاط سے  
اور وکالت کی شرط یہ ہو کہ غیر کے واسطے عامل ہونے پر کہ اپنی ذات کے واسطے عامل ہوتا ہے جب یہ معلوم ہوا تو خارج کا وکیل کہنا کہ وکیل جب اپنے واسطے  
عمل کرے تو وکالت باطل ہو جائے ہر کہ یہ کہ اپنی ذات کے عمل کو خالص نفسہ عمل ہو جائے کہ نہ اپنی خطا دی و وکل المختار المحیل تقبض من لہا علیہ  
اور وکل المدیون وکیل الطالب بالقبض لہ یصح الاستحالة کو نہ تفاضلیا و مقتضیا قید یا وکیل کرے مختار محیل کو قبض دین کا کمال علیہ سے یا وکیل کرے مدیون  
طالب کے وکیل کو تو صحیح نہیں اس واسطے کہ ایک شخص کا دینے والا ہونا اور تفاضلیا کرنے والا ہونا محال کہ نہ اپنی قبضہ مگر کوئی کے کہ محیل کے دے سے  
دین منتقل ہو گیا سبب حوالہ کہ نہ وہ اجنبی ہو گیا نہ اس کی توکیل کہ دین صحیح نہیں اسکا جواب یہ ہو کہ محیل باجمعی ہوتا ہے ہر ذات نفس میں اس واسطے کہ  
اگر کمال طالب علیہ حوالہ کہ ہر اس واسطے کہ دین میں ہر راجع ہوگا خلاصہ جبارت قبضہ یہ ہو کہ اگر ذان کسی کو اپنے مدیون سے دین لینے کا  
وکیل کیا سو مدیون نے اس وکیل کو اپنی طرف سے بھی وکیل کیا کہ یہ میرا سبب ہے کہ صاحب دین کا دین ادا کر سونے چاہتا ہو ورنہ لیا اور وکالت ہو گیا تو  
مدیون کا مال تلف ہو گیا کیونکہ اسکا فانی و مقتضی ہونا محال ہوا و ایک شخص سلطنت نہیں رکھتا کہ غلوب و طالب کا وکیل ہو فاضل و مقتضیان  
کہ فی الخطا وی بخلاف الکفیل بالنفس والرسول و وکیل الامام بیع الغنائم و الوکیل بالتزویج و جہت بیع خاتمہ ان لہا من غیر غلات  
عافہ فاضل کے اور رسول قبض دین کے اور بادشاہ کے وکیل کے جو غنائم بیچے گا وکیل ہر ذرت و بیچ کے وکیل کے کہ انکادان و صحیح ہوا سو بیچیکہ شخص  
ان کے سے سیرا و وجہ محض ہر حق و عقود ان کی طرف راجع نہیں ہوا انکادان صحیح ہوا وکیل قبض الدین اذ افضل صحیح و قبل ان لو کالت لان الکفالت قوی  
لازم و ما قبل اسما قبض دین کا وکیل جبکہ خاص ہو جائے مدیون کا تو صحیح ہوا و وکالت باطل ہوگی اس واسطے کہ نہ ثابت قوی ہر وکالت سے سبب  
لازم ہونے ضمانت کے اور عدم لزوم وکالت کے تو ضمانت نامہ جو کسی ہر وکالت کی بخلات العکس بخلات عکس یعنی جبکہ دین کا ضمان ہو تو قبض دین کا  
وکیل ہو تو وکالت صحیح نہیں ان کی ضمانت باطل ہونے پر یہی مطلب ہر ضمانت کے نول سابق کا کہ انفس کی توکیل باطل ہو کہ نہ کمال صحت کمال الوکیل قبض  
بطلت کالتہ نہ ضمانت الکفالتہ و تاخرت لما فانا اور بیچ جبکہ وکیل قبض دین کی ضمانت صحیح ہوگی وکالت اس کی باطل ہو جائیگی خواہ ضمانت غنیمت  
وکالت بر یا موخر ہو سبب اس دلیل کے کہ کوئی چکے یعنی ضمانت قوی تر ہو وکالت سے تو اس کی نامہ ہوگی وکیل بیع اضمین اشمین للبائع عن  
المشتري لم یکرہ لکمالہ یصح علیہ لانہ نفسہ بیع کا وکیل جبکہ بایع کے نفس کا ضمان ہو مشتری کی جانب سے تو جواز نہ ہوگا اس واسطے کہ مذکور ہو چکا  
کہ وکیل اپنی ذات کے واسطے عامل ہو جائے ہر مقتضی و شرط وکیل یہ ہو کہ عامل بغیرہ ہونے اپنی ذات کے واسطے فان ادی بکمال الضمان

۴۴  
خلاصہ بیان کرتے ہیں  
در حال علیہ حوالہ  
در حال علیہ حوالہ  
تذکرہ کے ۱۲

رجحان و بدو و لا یجوز علی کس فی نفس ادایا حکم ضمان تو شتر می سے بھرے بسبب باطل ہونے ضمان کے اور اگر عدول حکم ضمان ادایا تو شتر می سے نہ بھرے بسبب اس کے بیچ و ادیان کے ادعی انا کہ کیل الغائب بقض و نہ قصد قدر الغیر کم امر بدفعہ المیہ علاما بسرہ و لا یصدق لو ادعی الایفاء و حی کیا کہ وہ شخص غائب کا کیل اس کے دین کے قبضہ کرنے میں سودیوں نے مدعی و کالت کی تصدیق کی تو ایسا ہوا ہے جن کا حکم کیا ہوگا بنا بر عمل با قرا عدول اور عدول کی تصدیق ہوگی اگر وہ ایسا ہے دین کا جو کہ کر لیا ہے بجز و دعوے ایسا ہے دین ثابت ہوگا فان حضر الغائب قصد قدر فی التوکیل فیما اختلفت والا امر الغیر کم بدفعہ الی الی الغائب ثانیاً انسا و الادا با کبار و مع یحییہ بجز اگر غائب ایسا ہو اس کے وکیل کرنے کی تصدیق کی تو بہتر و خوب ہوا درمیں تو عدول کو حکم کیا جائیگا کہ غائب کو دوبارہ دین ادا کرے بسبب فاسد ہوجانے واسطے اول کے اس کے اول منکر ہونے سے قسم کے ساتھ میں جب غائب نے قسم کی کہ شخص میرا وکیل نہیں تو مدعی و کالت کو دین فاسد نہ لانا پس دوبارہ دین لازم ہوگا و رجح الغیر کم علی الوکیل ان با قیاً فی بدہ و لو حکما بان استمکنک ثانیہ فین مشک خلاصہ اور عدول کیل سے دین بجز کے گردین اس کے ثبوت میں باقی ہوا اگرچہ بقا سے دین حکی ہو نہ حقیقی اس طرح کہ وکیل نے دین کو ہلاک کر ڈالا ہو تو ضمان مثل لازم ہوگا کذا فی مشکلا فیہ انما صلا و ان ضماح لا علامت بقدر در اگر دین ضائع ہو گیا وکیل کے پاس تو عدول اس کو نہیں بے سکتا اس کی تصدیق بجز کر کے ہے بیہ جب اسے دین و اس کی و کالت کو تصدیق کر کے تو عدول کا قصور ٹھہرانا لا رجوع نہیں کر سکتا الا اذا کان قد تمثله عند الدفع بقدر ما یخلفه الدائن ثانیاً لا ما یخلفه الوکیل لانه انما یجوز ہا لکذا فی بعضی و غیرہ و عدول اس وقت وکیل سے دین کے وقت ضامن ہوا ہوا مل کا بقدر اس کے جسکو دائن و دوسرے بارے نہ اس مال کا جسکو وکیل نے بایا کیونکہ وہ امانت پر جسکی ضمانتی جائز نہیں کذا فی الزیلعی و غیرہ مال ضامن کی صورت یہ کہ عدول کے وکیل سے کہان تو اسکا وکیل پر یہ کہیں یہی خاطر جمع نہیں کہ موکل و کالت کا انکار کرے و جھگڑے دوسری بار یا دین نے تو وکیل ضامن داخل کرے مال ماخذ کی کذا فی الخطا و ای و قال لہ بقضت مشک علی انی بالکمال من الی الی من ہو کالتو قال الاب یحق عند اخذ مرثیۃ عند مشک علی انی بالکمال من مرثیۃ فان اخذتہ امنت ثانیاً رجح الحقن علی الاب تکذا فی الزیلعی و وکیل نے عدول سے کہا کہ میں نے تجھ سے مال لیا اس شرط پر کہ میں نے تجھ کو بری الذمہ کر دیا دین سے تو وہ ایسا ہو جیسا کہ باپ نے داماد سے کہا بہن بیتی کے وقت کہ میں اس شخص پر تجھ سے لیتا ہوں کہ میں نے تجھ کو بری الذمہ کر دیا بہن بیتی کے ہر سے سو اگر مہر کو بہن و دوبارہ و لیا کی تو داماد باپ سے بجز لے گا سو اسی طرح یہ مسئلہ کذا فی الزیلعی و کذا فی بعضہ اذا لم یصدق علیہ مال و کالت یتم صورتی السکوت و التکذیب و دفع لہ ذلک علی زعمہ او کالت عندہ اسباب الرجوع عند اہلک اور اس طرح وکیل نے مال ضامن کی جبکہ موکل اس کی تصدیق نہ کرے و کالت برا و عدول نے اس کو دین دیا و کالت کے گمان پر بعد تم تصدیق و کالت شامل ہو و صورتوں میں سکوت و تکذیب کو تو یہ اسباب ہیں رجوع دین کے جبکہ دین ہلاک ہو جائے وکیل کے پاس م رجوع کے تین سبب ہیں ایک یہ کہ عند الدفع وکیل مال کا ضامن ہوا و دوسرے کہ قبض کرے بشرط یا بے عدول تیسرے کہ ضامن ہو و صورت عدم تصدیق موکل فان ادعی الوکیل ہلاک و دفعہ ملو کلا صدق الوکیل بجلۃ بجز اگر وکیل ہلاک دین کا ایسا ہے موکل کے جیسے کا دعوے کرے تو اسکی تصدیق ہوگی وکیل کی قسم کے ساتھ تصدیق وکیل سو اسے سائل ملکہ رجوع مذکورہ میں ہوگی کذا فی الخطا و ای و فی الوجہ المذكورہ کلہا الغیر لیس لہ الاستعواء و حتیہ یحضر الغائب اور جب وجہ مذکورہ میں عدول کو بجز لیا دین کا وکیل سے باز نہیں تا حضور موکل غائب وان برہن انیس وکیل و علی افراہ ہلاک و لا دستخلا فلم یقبل لیسعیہ فی نقض ما وجہ لثائب و در اگر عدول گواہ لایا بجز کہ وہ شخص وکیل نہیں دائن کا گواہ لایا کیل کے اس اقرار پر بیہ عدم و کالت اقرار پر یا اسے وکیل سے قسم لینے کا ارادہ کیا



تو مقبول نہیں۔ سبب سبب کسی کو ملے دیوں گے اس چیز کے لئے تو ہرگز نہیں کہ جو کہنے واجب کیا غائب کے واسطے بیضا مال منفعہ حق پر غائب کا اور دوا قع اس کا  
بہرہ بنایا جاتا ہو کہ زانیہ اطمینان دے کہ جو کہنے واجب کیا غائب کے واسطے بیضا مال منفعہ حق پر غائب کا اور دوا قع اس کا  
انکار کر چکا ہو اور کوئل نے مجھ سے مال لیا ہو تو میرا مقبول ہو کہ زانیہ اطمینان دے کہ جو کہنے واجب کیا غائب کے واسطے بیضا مال منفعہ حق پر غائب کا اور دوا قع اس کا  
ناجست بالعبان کے مانند ہو کہ زانیہ اطمینان دے کہ جو کہنے واجب کیا غائب کے واسطے بیضا مال منفعہ حق پر غائب کا اور دوا قع اس کا  
مرگیا اور دیوں اس کا وارث ہوا یا سو کل نے دین دیوں کو سپرد کیا تو دیوں مال کو وکیل سے لے گا اگر مال قائم ہوا اور اگر ہلاک ہو گیا ہو تو اس کا مال لے  
گئے جس کے دیوں وکیل کی وکالت پر تصدیق کر چکا ہو تو قائم مال کو لے گا نہ ہلاک ہو تو لیا قسیر بالین و انکار لو کہ لعلت ماسلم ان الدائن  
وکیل یعنی در اگر دیوں نے دین کا انکار کیا اور وکالت کا منکر ہو تو بیعت میں کیا لے گا اس کو معلوم نہیں کہ دائن نے اس کو وکیل کیا ہو کہ زانیہ اطمینان دے کہ جو کہنے واجب کیا غائب کے واسطے بیضا مال منفعہ حق پر غائب کا اور دوا قع اس کا  
قال انی وکیل لبقضی او ولیتہ فقد قعد المودع لم یؤمر بالرفع المیعہ علی الشہور خلا فالان اشتہتہ کاسین وکیل مون فقہل بامنت کا  
سوا مانت دار نے اس کی تصدیق کی تو اس کو وکیل کے دینے کا حکم ہو گا بنا برتول شہور بخلاف ابن شعثہ م ملی نے کہا کہ ابن شعثہ  
نے امر بالرفع کی ابو یوسف سے روایت کی ہو اور یہاں مذکور ہو تو کچھ معارضہ نہیں۔ ولودفع ملک الاستاد و مطلقا لماراد و اگر وکیل کر  
دیگا تو استدرا و مانت کا لک نہ رہیگی کسی طرح خواہ اسے تصدیق کی ہو یا نہ کی ہو یا سکوت بہر دلیل گذشتہ و لکنا اس کم لوداعی  
مشہد ہا میں المالك و معد قعد المودع لم یؤمر بالرفع لانا قرار سے الغیر اور اس طرح حکم ہو گا و دلایت کی خرید کا دعوی کیا اور امانت دا  
نے اس کی تصدیق کی تو اس کے دینے کا حکم ہو گا کیونکہ وہ اقرار ہو چکا ہے جس پر یہ علت ہر دو امانتوں کی و لوداعی انتقال  
بالارثا او و وصیتہ منہ و معد قعد امر بالرفع الیہ اتفاقا علی ملک الارثا و لوداعی مکیں علی الیمیت و دین مستغرق  
والا ہدین التام فہم الا اتمان نمبر وارث آخر اور اگر دعوی کیا وکیل نے دلایت کے انتقال کا صاحب و دلایت سے سبب ارث یا وصیت  
کے اور امانت دار نے اس کی تصدیق کی تو اس کو اس کے دینے کا حکم ہو گا سبب متفق ہوئے وکیل دعوی و امانت دار کے وارث کی ملک پر  
بشکیکیت ہر دین مستغرق متروکہ ہوا و مرض و ہر انتظار سے و لون صورتوں ارث اور وصیت میں دوسرے وارث کے ظاہر ہونے کے  
اجمال سے یا دوسرے موصی کے اجمال سے و لو انک موتا و قال الا ادری الا یومر بہ ما کم میر ہا و اگر امانت دار نے اس کی موت کا  
انکار کیا یا بولا کہ میں نہیں جانتا تو دلایت کے دینے کا حکم ہو گا سبب ملک وارث گواہ نہلا و سے موت پر دعوے الایضا و لو انک تلیس  
لمودع میت و دیوں نے ارفع قبل تبوت اثامی اور دعوے الایضا و کالت کے دعوے کے مانند ہو تو وصیت کے امانت دار و اس کے دیوں کو  
جائز نہیں دینا و دلایت اور دین کا قبل اس کے نہایت ہونے کے کہ دعوی وصیت کا یا وکیل و لوداعی قدفع الی بعض اور نہتہ برے حق حصہ  
قطعا و اگر دعوی منسوخ دیوں نے بیعت دارنوں کو یا بیعت دین و یا تو دیوں قطعی وارث کے حصے سے ہی لازم ہو جائیگا یعنی باقی وارثوں کا  
مواخذہ اسپر باقی رہیگا و لو و کالت بقض مال فادعی الغیر ما یسقط حق منوکلہ کا دارا و بارا و اقرارہ یا نہ ملکی دفع الغیر حق المال و لو عا ر الیہ  
او لو کلیل لا رجع لہا سبب سبب میر ہا و اگر ایک شخص کو قبض مال کا وکیل کیا سو دیوں نے دعوے کی یا جو جس کے موکل کہنے کو اس طرک سے چاہتا ہو کہ  
یا ابراہیم یا موکل کا یہ اقرار کر دے مال میری ملک ہو یعنی دیوں کی ملک ہو تو دیوں وکیل کو مال حصہ اگرچہ زمین ہوا سو اس کے دیوں کا جواب قبول کر لیا ہو  
ہو و و کالت کا جب تک گواہ نہلا و سے اپنے دعوے پر بیعت نہیں دیوں نے اسے دین کا دعوی کیا مثلاً تو اسے دین و و کالت کا انکار کر لیا ہو  
دیہا لازم ہوا سبب دعوی نے کہا کہ یہ تو مال علیل ہونے کے لائق نہیں تقبیل و ہر جس کو نقصانے ذکر کیا ہو کہ دعوی مذکور سے و کالت نہایت ہوں و لوداعی دین مجھ د

دعوی ناست منقول و منقول حق بین ما فی حق منوکی و الحقیقت الملوک بالوکیل لان النبیاء لا تجری فیهم خلافه و رد و ادو بر دیون کو جائز تر قسم بیه ناست که اولی  
 بین کے انکار بین موکل سے نہ وکیل سے اس واسطے کہ ناست جاری نہیں ہوئی قسم میں بخلاف زفر کے ولو کل علی عیب فی امنه و ادعی البس بالحق ان  
 المشتري یزنی بالعیب لم یرد علیہ حتی یصلح المشتري و الا فزق بان الشفاء بالشیء الا فی حق النفس بخلاف ما خلافا و ادعی ان البس شخص کو خریدی  
 ہوئی کسی عیب میں وکیل کیا اور مال نے دعوی کیا کہ مشتری لوڈی کے عیب سے راضی ہو گیا تھا تو وکیل بالحق بر و رد و بیع نہ کرے عیب ناست مشتری قسم  
 کیا ہے اور فرق میں مسلمین اور سائل سابقین یہ ہو کہ فضا یہاں و فسخ پر نقض قبول نہیں کرنا بخلاف اسکے جو نمکر ہو چکا بخلاف نہ سبب صاحبین کے  
 ان کے نزدیک رد و بیع ہو گا مگر بیع اگر مدیع کے ہم فاضل ہوں تو فضا فسخ ٹھہر گیا کیونکہ رد و بیع سے اس طرح کا فسخ حق ہے تو فضا بالعقد و فسخ جاری ہو  
 صحت پر اگرچہ خطا ظاہر ہو گیا مگر مام کے نزدیک فضا نافذ ہو گا اور باطل و فزون بن بخلاف مسلمین کے کہ ٹھیک تیار کر گئے ہیں پر مقبوضہ وکیل کے  
 اشتراک سے اگر خطا ظاہر ہو قسم نہ کھانے کے وقت اس واسطے کہ فضا یہاں باطل بین نافذ نہیں کیونکہ حکم میں اگرچہ قسم تسلیم تو فضا عقد و فسخ نہیں  
 نہ ٹھہری کذا فی الجلی فلو رد بالوکیل علی البائع بالعیب فحق الملوک و صدقہ علی الرئی کانت بل اللبائع اتفاقا لانه لا صح لان الشفاء  
 لای دلیل بل بائنی ٹھہر خلافہ فلا یغنیہ باننا نہایت پر اگر وکیل نے نوڈی بھری ہے سبب کے باطل کو یہ حکم قاضی بھرموکل کی بنا و اسنے بائنی اتفاق کیا  
 اپنے راضی ہو جائے پر نوڈی نوڈی نوکل مشتری کی ہوگی نہ بائنی کے اتفاق مام رد و صاحبین کے کہ قول صحیح میں ہو اس واسطے کہ قاضی حکم میں نہیں بلکہ  
 مادہ نسیک رہنمائی سے یہ ہو کہ خلاف ظاہر ہو تو حکم نافذ ہو گا باطل بین کذا فی النہایہ و لا ما مور بالاتفاق علی اہل اوباء و الفقه بانہ امر مدین  
 و اشراء و التصدق عن زکوۃ اذا اسکسک ما دفع الیہ و نقد من مالہ نادیا لا یوجب کذا قید لاجل استیفاء فی الاستیفاء حال قیامہ لم یسکسک متبرع  
 بل الفسخ التماس استحسانا و لا لم یضیف الی خیرہ و رد شخص مامور نہ خارج کرنے کا موکل کے اہل باننا سے عبارت پر یا مامور ہو کسی کا سے دین کا یا خریدی  
 یا زکوۃ کے تصدق کرنے کا جبکہ وہ کہہ چھوڑے وہ مال جو اسکو موکل نے دیا اور دے اپنے مال سے موکل کے موجود ہونے کے وقت رجوع کی نیت کر کے  
 اسی طرح نیت رجوع کی قید لگا کی ہر مسئلہ خاص یعنی زکوۃ میں اشباہ کے اندر تو مامور متبرع ہو گا بلکہ قائمہ واقع ہو گا یعنی مجبور ہو گا یا بلکہ پورا مستحسان کے  
 جبکہ مامور نے اس مال کو غیر موکل کی طرف نسبت نہ کیا ہو یعنی صرف کے وقت یوں نہ کیا ہو کہ یہ میں اپنے مال سے دینا ہوں بلکہ موکل کی نسبت کیا یا اسطاعت  
 دیا ہو م رجوع کی نیت یوں ہوگی کہ جو مال کہ موکل نے دیا اسکو عوض ٹھہرا دے اس مال کا جو اسنے صدقہ دیا ہے مال سے ٹھٹھا دی و یا طبعی اسے کہ اگر زکوۃ کی  
 قیہ ظاہر اتفاق پر فلو کانت وقت اتفاق سے متلاک و لو غیر متلاک لیدین نفسہ و اضاف العقدا لى و لا ہم لنفسہ ضمن و صار مشتری بالغہ متبرع بالاتفاق  
 لان الایم متعین فی الوکال نہایت و بزار یہ بھرا اگر مامور نے خرچ کرنے کے وقت موکل کے دلہم متلاک ہوں اگرچہ انکا استہلاک مامور کے  
 دین ذاتی کی طرف صرف کر لے سے ہو یا مامور نے عقد کو اپنے دلہم ذاتی کی طرف نسبت کیا ہو یعنی یوں کہا ہو خرید کے وقت متلاک میں اسے  
 اپنے دلہم سے مول لیتا ہوں تو مامور بتا دیا لانہم ہو گا و یا مول ہے واسطے خرید یا ٹھہرا لیا و راہل و عیال کے خرچ کر لے میں متبرع اور مطلع  
 ہو یا لگا بیٹھ موکل کے مال سے مجرا کر کے کا اس واسطے کہ یہ دلہم نکالت میں متعین ہو جائے میں کذا فی النہایہ و البزار یہ مامور انف کے مانند  
 شداد و مدد کو جب بخرچہ اگر اہل حق میں صرح ہو جبکہ نکالت میں دلہم متعین ٹھہرے اور قبل اتفاق یا قبل شہادہ لاک ہوگی تو نکالت  
 باطل ہوگی بھرا مامور صرف کر لگا اپنے مال سے تو متبرع ہو گا تو اسکو موکل سے نہیں لے سکتا کذا فی الطحاوی و یلزم فی الملتقی لو امرہ ان یقنع  
 من دیونہ الف و یتصدق فیصدق بالحق لیج علی الیون جانہ استحسانا بان ملتی میں کہ اگر موکل نے وکیل کو امر کیا کہ میرے دیون سے ہزار روپے  
 اور مدد فکر سے سو اسنے ہزار مدد قبیحہ اپنے مال سے تاکہ پھیرے اسکے دیون سے تو جائز ہو بطریق استحسان کے مگر لائق میں یہ روایت







مجموعہ متابعین یا ساجدین بن خلاف ہوا و بیعت ہو کر جو درجہ ہوا سو اس کے جو فرض و عبادت کے لئے کیا متحمل ہو کر تصحیح خاص و مبیت میں ہر یا  
سب میں اتنی اور فاضلہ جس کے تصحیح متبادر ہو چکا ہے تعلیل قسمتانی کی اسکی ہونہ ہو کر کذا فی الخطا دی و بیعت بل اعزل نہایت التثنی الموکل فیہ  
کمال و کمال قبض و بن نقبضہ بنفسہ و دیکھ نہ کچھ فرق و وجہ اوکس بزار یا و معزل ہو جاتا ہو کہ کسیل بد و ن معزل کرنے کے اس چیز کے  
نہی ہوئے سے ہمیں و و کسیل مقرر ہو چکا ہے اگر اسکو قبض و بن کا دیکھ کیا سو موکل نے اسے نہایت خود و قبضہ کر لیا یا اسکو کچھ کا دیکھ کیا سو  
موکل نے دیکھ کے ساتھ نکاح کر دیا کذا فی البرازیہ و بواج الموکل اوکس معا و لم یطو اسباق فیبع الموکل یا علی عہدہ و عندا یو بسف در شیتہ کان و یخیران  
کافی الاغتیار و غیرہ اور موکل اور دیکھ نے ساقی بی کی اور معلوم نہیں کہ پہل بیچ کو تو موکل کی بیعت مقدم ہو کر نہ کہ نزدیک اور البیوعہ کے  
نزدیک و دون شری بیعت میں شریک اور غرض اس میں چاہی بیعت قائم رکھیں چاہیں نسخ کرین کذا فی الاغتیار و غیرہ و بیعت موت احیا و جنونہ  
مطبوعا بالکسر مستوجب استعلا علی تصحیح و دروغیا لکن فی التثنی لایعین المغفرت شہرہ و بایق و کذا فی الاغتیار و فی الاغتیار و فی الاغتیار و فی الاغتیار  
فی فضل فیاضہ بالجمہات قول الی عینہ و ان علیہ التثنی علی حفظہ اور دیکھ معزل ہونا ہو کہ کسیل اور موکل و دون میں سے ایک کے مر جائے سے  
اور اس کے سال بھر کے جنون سے نابہ قول صحیح کذا فی الدتر و غیرہ یا کین شہرہ بزار یا میں ہر غمراہ سے کہ مبینہ بھر کے جنون سے معزل ہونا ہو کہ اسکا  
انتہی ہوا اور اس کی طبع قسمتانی و دریا قانی بن ہوا و رفاضی خان نے اس فصل میں جس میں غنما بالجمہات کا مذکور ہو جنون شہری کو ابو حنیفہ کا قول  
قرار ہوا ہوا و یہ کسی قول پر فتویٰ ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیہ ہم مطبق بانکسیر یعنی مستوجب ہوا و بیعتوں نے یعنی قائم نفسیہ یا جو کرا لالہ میں  
مصبیح سے منقول ہو کہ عوام مطبق بیعت با بولہ بن و با حکم کچھ قہر شہرہ لایعین الا لغو و عبودہ مسلم علی الذہب و لا با فاقہ ہوا و دیکھ معزل ہونا ہو کہ  
دیکھ بانکسیر کے حکم کو قی و دار الحرب سے مراد ہوا کہ بھر کا موت و جنون کرئی اسکی ہوا نے سے دار الاسلام میں مسلمان ہو کر اور نہ اس کے جنون  
جائے رہنے سے نابہ مذہب صحیح کذا فی الحرم یعنی جبکہ مراد ہو گیا بھر و کسیل شہرہ بزار یا دار الحرب میں جا کر ل گیا و رفاضی نے حقوق و دار الحرب پر حکم کر دیا  
تو معزل ہوا سو اس کے مر کے تعارفات قبل حکم کو قی و موتوف ہیں امام کے نزدیک تو اسی طرح و کالت مراد میں موتوف ہوا کہ مسلمان ہو گیا  
تو نافذ ہو کر مقتول ہوا یا دار الحرب میں جا ملا تو و کالت باطل ہو کر کذا فی الخطا دی و بیعت جمع و اعلم ان اوکالت اذا کانت لازمت لا تبطل ہنہ  
العوارض فلذا قال الا اوکالت لا لازمت اذا وکل الراہن العدل و المرہن بیع الراہن عند حلول الابل خلا معزل بالاعزل و لا بموت  
الموکل و جنونہ و روضہ مجمع میں کہ کہ جان لے کہ و کالت جب لازم ہوتی ہو تو ان عوارض سے باطل نہیں ہوتی تو اسی وجہ سے مصنف نے کہا  
بجز و کالت لازمہ کے بیعت شرا ب راہن نے شخص عادل یا مرہن کو دیکھ کیا بیعت رہن کا مدت کے آتے وقت تو و معزل ہونا ہو کہ معزل کرنے سے  
اور نہ موکل کی موت اور اس کے جنون سے مر مرہن عطف پر عدل بزار یں پر اسکا عطف کرنا صحیح نہیں ہوا بلکہ یہ مرہن کا کالت نہیں کذا فی الخطا دی کا کوکسیل  
بالا مرہن باید و اوکسیل بیعت الوفاہ لا یغیران موت الموکل کالت اوکالت بالخصوص و الاطلاق بزار یہ جیسے امر باید کا دیکھ اور بیع اوفا کا دیکھ غرض  
نہیں ہوتے و دون موکل کی موت سے بخلاف خصوصیت باطلاق کی و کالت کے کذا فی البرازیہ میں بیعت و کالت بالخصوص اگرچہ لازم ہو لیکن کسیل نہیں ہوت  
اور جنون موکل سے معزل ہونا ہوتا ہو قلت و الحاصل کیا فی الجوان اوکالت بیعت الراہن لا تبطل بالاعزل حقیقہا و مکملہ و لا بالجنون و الا بلیتہ بجنون و ردہ  
و یفیدہا عامن الا لازمت لا تبطل بالحقیقہ بل بالکلی و بالخرج عن الابلتہ قلت فاطلاق الدتر ریفہ بطریق کہ موت ان اور خلاصہ یہ ہو چکا ہے کہ مرہن لالہ  
اسے کہ بیعت مرہن کی و کالت باطل نہیں ہوتی مرل سے خواہ مرل حقیقی ہو یا کجی جنابا جنابا موت اور نہ خارج ہو جائے سے یہاقت تو کسیل سے سبب  
جنون اور نہ غلط ہو کہ مرہن کے سوا و کالت لازمہ باطل نہیں ہوتی مرل حقیقی سے بلکہ باطل ہوتی ہو چکا ہو علی سے اولایت کے خارج ہو جائے سے

میں کہتا ہوں کہ ہر کے خلاف میں بحث ہوں کہ اگر جب حق غیر متعلق ہو تو کیسے مضبوط نہیں ہوتا ہے، تو عمل حق غیر و کالت یا خدمت ہاں سب  
 طالب کو بھی شامل ہوا و حالانکہ نہیں ایسا حکم نہیں کیا گیا، و نیز بافتراق اصالت کیسے، ان کو کیسے ثالث یا خدمت وان لم یعلم الوکیل لا مضرت  
 ملے، اور وکیل مضرت ہوتا ہوا اصلہ الشریکین کے افتراق سے اگرچہ وکالت یا کیسے ثالث ہو تو صرف کے واسطے اور اگر کہ وکیل کو عزل کا علم نہ ہوا اس کے وہ عزل  
 ملے ہی ہوں، خلاف ما حق اسکو شامل ہو کہ وہ دن ترکوں میں افتراق ہو تو ترک کے بلطالع سے پناہ بخیر و دونوں یا ایک مال یا مالک ہو جائے قبل خرید کے  
 تو وکالت جسے بھی باطل ہو گی اور اسکو شامل ہو کہ وہ دونوں یا ایک ترک کیسے شخص کو تصرف کا وکیل ترک کر دے تو بعد افتراق وہ عزل ہو گا و نیز لا یخیر مطلق  
 کو مسکاتبا و جرحہ او موقوفہ او نافذ و ناکار لکھا، و علم الاطلاق عزل ملے گا اور وکیل مضرت ہوتا ہے اپنے موکل کے عاجز ہونے سے اسے بدل کالت سے  
 اگر موکل عید کا تب ہوا و اپنے موکل کے مجبور ہونے سے اگر موکل عید ما ذون فی التجارۃ ہو اسی طرح مضرت ہو جاتا ہے جسے اسکو علم ہو عزل کا یا یا منو اسو اس کے کہ  
 غلطی کی جو چنانچہ مذکور ہو چکا و ہذا فان کان وکیل فی القصد و الخصومة اما اذا کان وکیل فی القصد، دین و وقفنا و فی بعض و ولعیۃ فلا یضرب ہر جو  
 تجارہ میں عید عزل اسبب عجز اور جرحہ سے موقوف ہو کہ وہ وکیل ہو موقوف و مخصص میں اور جبکہ وکیل ہوا اور اسے دین اور طلب دین  
 اور قرض و ولعیۃ میں تو مضرت نہیں ہوتا عجز کا تب اور جرحہ ما ذون سے و عزل المولی وکیل عید ما ذون لا یضرب عزل اور اگر کہ بولے بے اپنے غلام  
 ما ذون کے وکیل کو مضرت کیا تو وہ مضرت ہو گا و نیز بافتراق و موقوفہ المولیٰ کیسے فیما وکل فیہ تصرفا بجز الوکیل عن التصرف معہ والا لاکسا  
 لو طلقنا واحدة و العدة باقیۃ فلا یسقط تطلقا آخری بقاء اہل اور عزل ہوتا ہے وکیل موکل کے غلات خود تصرف کرنے سے اس فعل میں جمیعین  
 وہ وکیل مقرر ہو موکل کے ایسے تصرف سے عزل ہوتا ہے کہ وکیل اس کے ساتھ تصرف کرنے سے عاجز ہو جائے اور اگر وکیل عاجز نہ ہو تو وہ مضرت نہیں ہوتا چنانچہ  
 اگر موکل نے اپنی زوجہ کو ایک رطل اطلاق دی اور حالانکہ عدت باقی ہو تو وکیل کو وہ دوسری طلاق دینا جائز ہو سبب باقی رہنے محل طلاق کیسے ممکن جس  
 تصرف کے ساتھ وکیل تصرف نہیں کر سکتا اس واسطے عزل ہوتا ہے کہ وکالت کی حاجت باقی نہیں رہتی چنانچہ عتاقی عید کالت کا وکیل کیا ہے اسکو موکل نے  
 خود نافذ کر دیا یا مسکاتب کیا یا تزویج یا خرید کا وکیل کیا سو آپ نکاح کر لیا یا مولیٰ لیا یا طلاق کا وکیل کیا سو خود اسکو تین یا طلاق دی یا ایک یا طلاق دی  
 اور عدت گذر گئی یا طلاق کا وکیل کیا سو آپ طلاق کر لیا و لو انزل زوجا و حتی وقع طلاق و وکیل باقیست العدة و اگر زوج مرنہ ہو گیا یا باہر الحرب میں لایا ہوا  
 تو اس کے وکیل کی طلاق واقع ہو گی جب تک عدت باقی ہوں مگر اگر اطلاق وغیرہ میں یون ہو کہ اگر زوج مرنہ ہو جائے تو وکیل کی طلاق حوررت ہوتا ہے بقا سے  
 عدت واقع ہو گی اور کو حق زوج ہر منزل اسکی موت کے ہوتی ہوتا ہے کہ کلام میں حق اس کو حق ہو جیسا کہ فاضل کا حکم نہیں ہوا اور صاحب بحر  
 وغیرہ کا کلام اس کو حق ہے جیسا کہ حکم ہو گیا کہ وہ دی ہر منزل موت کے ہر منزل فی الخطا وی وقوعہ او کالتا ذاعا و الیہ ای المولیٰ فی قیوم ملک کالان و کہ وہ بیع فباع  
 موکل نہ ہو و طبعہ یا ہو مطلق یا طلاق و کالتا اور جرحہ یا تو وکالت جبکہ موکل کی طرف اسکی قیوم ملک بجز اسے چنانچہ ایک شخص کو بیع کا وکیل کیا  
 اسکو بیع والا اس کے موکل نے بجز وہ چیز جو بجز دی گئی ہو تو کو اس سبب سے کہ وہ بیع ہو چکا ہے بجز فاضل رو باعیب واقع ہوا تو وکیل باقی رہ گیا  
 اپنی وکالت پر و ولعیۃ یا تارہ او ترک ملک سلسلۃ العدة باقی رہے ملک موکل کا اگر خاندان سلسلہ عدت کے بیٹے نہ ہو جائے طلاق کا وکیل کیا بجز ایک  
 طلاق خود موکل نے دی اور عدت نہ ہو تو باقی ہو تو وکیل باقی طلاق دے سکتا ہے غلات والو محمد و المملک بخلات اس کے اگر ملک جب یہ  
 حاصل ہوں چنانچہ ایک چیز کی بیع کا وکیل کیا بجز اگر اسکو بیع والا بجز اسکو مٹا دے یا بیع ہو جائے کہ وہ عدت کے واسطے کہ یہاں قیوم ملک  
 نے خود نہیں کیا بلکہ وہ تارہ ملک حاصل ہوئی تو فرج سائل مطلقہ شاج کے فی الملتقط عزل و کالت لا یضرب مالہ فیہ لکتاب ملتقطین ہر کہ عزل  
 کیا اور مضرت ملے کہ بھی تو ہر عزل نہ ہو گا جب تک وکیل کو خطہ نہ ہو چکا یعنی اس واسطے کہ عزل قصہ ہی ہو تو علم وکیل نہ ہو اور علم خط

سمجھنے سے ہر وہ کل غائب تھا کہ قبول قبل قبولہ مع و بعدہ لا وکیل کیا شخص غائب کو بھرا نہ سکے معزول کیا قبل اسکے قبول کرنے کے تو صحیح ہوا ورنہ قبول کے  
 صحیح نہیں یعنی قبل قبول بلا علم وکیل عزل صحیح ہوا ورنہ قبول صحیح نہیں بدین علم کے دیوروت عزل قصدی کا کافی اطمینان دی دفع الیمہ تہذیب دفعہ  
 امامی انسان ایسے کہ دفعہ و نسی الاضہین تو وکیل بالذبح دیا وکیل کو انتہای تاہس آدمی کو دے یہاں کو درست کر دے سر وکیل لئے سکودیا ورنہ قبول کیا کہ سکودیا  
 تو وکیل پر دینے سے تاوان نہیں سوا اسکے کہ اسے موافق اسکے کرنے کے عمل کیا ورنہ یان سے تعدی اسکی نہایت نہیں ہار ہوا مال علیہ بری  
 من الکحل قضاء واما فی الآخرۃ فلا الا بقدر ما یقوم ان الہ علیہ صاحب دین نے دیوں کو بری الزمہ کر دیا اس دین سے جو اس پر ہو تو وہ بری الذہ  
 ہو گا کل دین سے ظاہر ہو گیا و آخرت میں تو بری الزمہ ہو گا مگر اسقدر دین سے جتنا صاحب دین گمان کر رکھتا ہو کہ اسکا اتنا ہوا اس پر  
 یعنی عملاً اسے دین معاف کر دیا لیکن اسکا گمان یہ ہو کہ میرے دس درم ہیں بھرا ظاہر ہوا کہ اسکے سو درم ہیں تو باعتبار تضاسب دین سے  
 بری ہو گیا نظر مطلقاً برأت و عندنا لہ نلفظ دس درم سے بری ہو گا لہذا نے اخطا دی و فی الاستیفاء قال ملکیوں میں جاؤ کہ اہل بیت کذا  
 اومن اغنا صبحک اوقال ملک کذا فادفع الیہ لم یصح لانه تو وکیل مجہول فلا یسرا بالذبح الیہ وراستہا وین یہ کہ اپنے دیوں کے سے کہ بھرتیرے  
 پاس آوے فلا فی نشانی لیکر یا جو تیری انگلی کہنے یا جو سے فلا فی بات کے تو اسکو وکیر یہ تو صحیح نہیں اسو اسکے کہ وکیل مجہول ہے تو دیوں بری الزمہ ہو گا

[illegible][illegible][illegible]

کتاب الدعوی

کتاب ہر دعویٰ کے احکام میں لایا جانے پر بالخصوص مناسب دعا کی ضرورت کی دکان سے پیشہ نہیں مسمیٰ







دعویٰ اموال عظیمہ کا دوسرے شخص پر اس طرح کہ اسے اسکو مال قرض دینے میں ایک ہی دفعہ یا مدعا علیہ سے اموال مذکورہ کو اس سے غصب کر لیا تو فائدہ پہنچے  
غیر سمجھتے ہو کہ انگریز اور اسی پرچین کیا جو ان انگریز سے نوک بدریہ میں و حکما و وجوب الجواب علی الخصم وہو المدعی علیہ بلا انہم حتی لو سکتے کان  
انکار فیس المینہ علیہ الا ان کو ان آخر میں اختیار و تحقیق اور دعویٰ کا حکم واجب ہونا جواب کا مدعا علیہ پر نہیں یا ان کر کے تو اگر وہ چپ رہا نہ  
نہیں بلکہ ان تو یہ سکوت انکار ہوگا تو ایسی ہی جائیگی کہ مدعا علیہ کو لگا ہو تو اسکا سکوت انکار ہوگا کذا فی الاختیار اور اگر ہم اسکو محقق بیان کرینگے  
یعنی رضی سکوت کی شرح میں وہبما تعلق البقار المقدہ بنما علی المالمات اور دعویٰ کا سبب متعلق ہونا بقار مقدہ رہا مدعا مالمات کے استعمال سے یعنی  
اور مالمات میں نہ بات اور نقصان اور اقرار اور انکار اور قبول و غیر ذلک جاری ہو تو دعویٰ کرنا ہی قسم سے شہر جو فاسے عالم مکلفین کا مقتضی ہو اور  
کہ اگر دعویٰ نہ کیجیے تو اکثر حقوق ضلے ہو جائیں فلو کان ما یدعیہ منقول لانی ید الخصم ذکر المدعی ان فی یدہ بغیر حق لاحتمال کو نہ مر ہونا فی  
یدہ و محبوبا بالثبوت فی یدہ تو اگر وہ مال جسکا مدعی دعویٰ کرنا ہو مال منقول مدعا علیہ کے ہاتھ میں ہو تو مدعی یہ بیان کرے کہ وہ مال مدعا علیہ کے  
ہاتھ میں نہ رہا بوجہ سبب احتمال ہونے اس مال کے مرہون مدعا علیہ کے ہاتھ میں یا یہ کہ مجسوس اسطرین کے ہو اسکے پاس و مطلب المدعی مضارہ  
ان اسمن فعلی الغرم احتضارہ لیشار الیہ فی الدعوی و الشہادۃ و الاستخلاف اور مطالبہ کرے مدعی اسکے حاضر کرنے کا کہنے اسکا کہ ان  
بلا مشقت تو دیون پر احتضار اسکا واجب ہوتا اسکی طرف اشارہ کیا جاسے دعویٰ اور شہادت اور استخلاف میں و ذکر المدعی قیہ ان تعدد مضارہ  
بان کا ان فی قلمہا منونہ وان قلت ابن سنان معزنا لہ الخ رائدہ اور مدعی اسکی قیمت ذکر کرے اگر مستدر ہو احتضار میں کا اس طرح کہ اسکے لئے کہنے میں ہو یہ ہو  
اگر چہ موت قلیل ہو ان کمال نے اسکو ذکر کیا ہو نسبت بخیر نہ کرے کہ کلام ابن سنان کی اور ڈھیر وغیرہ میں ہو نہ ہلاک میں میں تو خارج کا بیان اسکو  
ذکر کرنا سمجھو کہ ان فی الطحاوی ہما لکما و غیبہما لاندخلہما محتاجت بیان کرے اگر احتضار اسکا مستدر ہو اسکے ہلاک ہو جانے سے یا اسکے غائب ہونے  
اسو اسے قیمت اسکے مانند ہو اسکے باعتبار معنی کے یعنی قیمت اسکی مائل معنوی ہو و ان تعدد را احتضار ہامع بقائہا کر ہی و صبرہ و طعام قطع غم  
بعث القاضی امینہ لیشار الیہا اور اگر احتضار اسکا مستدر ہو او جو اسکے موجود ہونے کے جیسے ہلکے اور گنہگار ڈھیر اور بخیر کری کا کلا قاضی اپنا  
امین بھیجے تاکہ اسکی طرف اشارہ کیا جاسے و الا لکن یا قیہ ان فی الدعوی بذکر القیمۃ اور اگر چہ جاتی نہ رہی ہو تو دعویٰ میں بذکر قیمت نکالت  
کرے و قالوا لدعویٰ انہ غصب منہ عن کذا ولم یذکر فیہا اسم من غفلت خصمہ او یجبر علی البیان و ردوا بن ملک و لہذا لدعویٰ اعیان مختلفہ  
الجلس والنوع والصفۃ و ذکر قیمۃ کل حلیہ کفی و ذلک لاجل علی الصبح و قبل منیۃ او کفایت خصمہ علی اکل مرۃ و ردہا نے کہا ہر کہ  
اگر دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ نے مدعی سے فلاں چیز غصب کی ہے اور اسکی قیمت نہ بیان کی ہو تو دعویٰ سموع ہوگا تو مدعا علیہ سے قسم لیا جائیگی و صورت  
انکار یا سپر بیان قیمت پر برہم رہی ہوگی و رد صورت اقرار کذا فی الدرر و ابن ملک اور اسی واسطے یعنی بسبب سماع دعویٰ غصب اگر چہ مدعی اسکی  
قیمت نہ بیان کرے اگر مدعی نے اشیاء مختلف البنس والنوع والصفۃ کا دعویٰ کیا اور سب چیزوں کی قیمت بالقابل عمل بیان کی تو یہ اجمال کافی ہو  
صحت دعویٰ میں قبول صحیح اور مدعی کے گواہ بیان قیمت میں مقبول ہونگے یا اسکے مدعا علیہ سے قسم لیا جائیگی سب چیزوں پر ایک بار ہم اعیان مختلف نہیں  
چنانچہ اناج اور مختلف النوع چنانچہ گہیون اور جو اور مختلف الصفۃ چنانچہ عمدہ گہیون اور ناقص و ان لم یذکر قیمۃ کل عین ملحدۃ لاندلا  
صح دعویٰ الغصب بلا بیان فلاں صبح او ابن قیمۃ اکل حلیہ بلا دلی قیمت مجمل کا دعویٰ سموع ہو اگر چہ قیمت ہر چیز کی علیحدہ نہ بیان کرے اسواسطے کہ  
جب دعویٰ غصب کا بلا بیان قیمت صحیح ہو تو اگر صحیح ہو جو یکمل اشیاء کی قیمت بجملاً بیان کرے تو بہرین اولی و قیل فی دعویٰ السرۃ لیشار ذکر القیمۃ لیسلم  
کہنا لہا فانما فی غیر فلا تشرط عادۃ و بعضہون نے کہا کہ چوری کے دعویٰ میں قیمت کا ذکر نہ کرنا شرط ہوتا اسکا نصاب ہونا معلوم ہوا و چوری کے سارے جرم





بسیب نہ واجب ہونے اسکے جواب کہ قاضی کا سوال مدعی کی طلب پر موقوف ہو اور قول ضعیف یہ ہو کہ اگر مدعی جاہل ہو تو قاضی بدون اس کی طلب کے مدعا علیہ سے پہنچے کذا فی السراجیہ فان افرغہا او انکر فہرہن المدعی قضی علیہ بلا طلب المدعی سو اگر مدعا علیہ دعوی کا اقرار کرے تو خوب ہو یا انکار کرے سو مدعی کو گواہ لاوے تو قاضی حکم کرے مدعا علیہ پر یعنی اسکو ہر اوے اور مدعی کو جتاوے بدون طلب مدعی کے ہم اگر مدعا علیہ کئے کہ میں مدعی کے دعوی کو دفع کر سکتا ہوں تو قاضی اسکو تین دن کی مہلت دے اور بعد مدت اسپر حکم کرے اور قاضی کو مدعا علیہ کا بغیر اقرار نہ کہ ہم چھپرے حکم کرتے ہیں محتجب ہو لازم نہیں کذا فی الخطا دی والایہرہن حلقہ الحاکم علیہ طلبہ اولاً بدین طلبہ البینین فی مجمع الدعای والاعدا الثانی فی الریح علی مافی البزازیہ اور اگر مدعی کو اپنا دعوی ثابت نہ کرے تو مدعا علیہ کو حکم قسم دے بعد مطالعہ مدعی اسواسطے کہ جمع دعوے سے میں مطالعہ قسم کا جانب مدعی سے ضرور پر گرا ہو یوسف رحمہ کے نزدیک چار موضوع میں طلب مدعی ضرور نہیں کذا فی البزازیہ میں موضع اور سے ایک طلب پر مشتری خدائی قہر کھائے کہ میں راضی نہیں ہوا عیب سے ۲ شیعہ قسم کھائے کہ میں نے تیرا شفعہ باطل نہیں کیا ۳ عورت جبکہ بفعہ طلب کرے اپنے زوج خائب سے بیون قسم کھائے کہ زوج نے اسکو کشفہ نہیں دیا اور نہ بچہ اسکے واسطے چھوڑا گیا ۴ سختی قسم کھائے کہ میں نے نہیں بچا کذا فی الطبری عن ابن عباس علیہ السلام علیہ السلام علی الدین مدعی الدین علی المیت بزازی نے کہا اور طریقین اور ابو یوسف رحمہ نے بلا طلب قسم دلائے پر اتفاق کیا میت پر دعوی دین میں م صورت تحقیق یہاں یون ہو کہ قاضی اسکو قسم دے اسکی کہ تو نے اپنا حق بدیون سے نہیں پایا اور کسی نے اسکی طرف سے تنگداری کیا اور نہ میری طرف سے کسی نے اپنے قریبہ کیا اگر اسے اور نہ تو نے اسکو معاف کر دیا نہ کل نہ بعض اور نہ کسی کا تو نے اسپر حوالہ کیا اور نہ میرے پاس اسکی کوئی چیز رہن ہو کذا فی الطبری عن ابیہر و اذ قال المدعی علیہ لا اقر ولا انکر لایستخلف بل یحس لیسقرا وینکر ودر اور جبکہ مدعی علیہ نے کہا کہ دعوی مدعی کا میں نے اقرار کیا ہوتا نہ انکار تو حکم قسم نہ بلکہ اسکو قید رکھے تاکہ وہ اقرار کرے یا انکار کذا فی الدرر م یہ امام ہر کا قول ہو اور صاحبین رحمہ کے نزدیک البین البینین قسم لینا چاہیے ذکر الاولم اسکو بلا آئندہ عن انشا فی خلاصۃ قال فی البزازیہ البینت لمان الفتوی علی قول الثانی فیما یصلح بالقضا رہتی ثم نقل عن ابیہر اذ قال فی خلاصۃ اور اسی طرح مدعا علیہ قید کیا جائے اگر سکوت لازم پڑے بدون کسی آفت اور مرض کے ابو یوسف رحمہ کے نزدیک کذا فی الخا صۃ بہر الزائین میں کہا اور اسی کا منہ فقہی دیا اسواسطے کہ مستغلات قضائین ابو یوسف رحمہ کے قول پر فتویٰ ہی رہتی مافی البزازیہ صاحب نے بدلے سے نقل کیا کہ مشاہیر ترجیح یہ ہو کہ عدم اقرار اور عدم انکار پر تو مدعا علیہ سے قسم لینا ہی م متبادر یہ ہو کہ قول بدلے کی ضمیر سلسلہ سکوت کی طرف راجع ہو حالانکہ ایسا نہیں بلکہ وہ مسئلہ تن کی طرف راجع ہو اور وہ صاحبین رحمہ کے قول کی تصحیح ہو اسواسطے کہ لفظ اشبہ تصحیح کے الفاظ سے ہو کذا فی الخا صۃ فیما یصلح الحاکم لا ینالوا حیط علی ان یحلف عند غیر قاضی ویکون بریاً فہو باطل لان البینین عن القاضی مع طلب الخصم ولا عبرۃ بالبین ولا لکل عند غیر القاضی ہم نے تحقیق حاکم کی قید کذا فی اسواسطے کہ تخصمین اگر البینین اسپر اتفاق کریں کہ مدعا علیہ قاضی کے سو اکمین اور قسم کھاوے اور بری الذمہ ہو جائے تو وہ باطل ہو اسواسطے کہ قسم قاضی کا حق ہو ساقۃ طلب کرنے خاصہ کے اور اعتبار نہیں قسم اور انکار قسم کا غیر قاضی کے پاس غلو بہرہن علیہ اعلیٰ حقہ تقبل والایحلف ثانیاً عند قاضی بزازیہ اذ کان حلفہ الاول عندہ لیکفی در روا اگر غیر حاکم کے پاس قسم کھائی پھر مدعی اپنے حق پر برہان لایا تو مقبول ہوگی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعا علیہ سے دوسری بات قسم لینا ہے قاضی کے پاس کذا فی البزازیہ مگر جبکہ پہلی قسم قاضی کے پاس کی گئی ہو یعنی وہ بارہ قسم کی حاجت نہیں کذا فی الدرر ونقل المسنف عن القاضی ان التحلیف حق القاضی فاکمل بالتحلف لا یمتیر اور مصنف نے اپنے شرح میں قریبہ سے نقل کیا کہ تحلیف حق قاضی ہو تو جب تک تحلیف قاضی کے قسم لینے سے منکر ہو تو نہ ہوگی م یہ مسئلہ متاخر ہو جس کے مسئلہ کا اسواسطے کہ مسئلہ میں یہ ہو کہ غیر قاضی کے پاس قسم کھانا باطل ہو اور یہاں طلب یہ ہو کہ قاضی کے







اس دعویٰ پر پھر وہ گواہ لایا تو امام رحمہ کے نزدیک مقبول نہیں اس واسطے کہ وہ خود اپنے گواہوں کی تکذیب کر چکا اور پھر رحمہ کے نزدیک مقبول نہیں ہوا لہذا  
 سے کہ اسے گواہ ہو گئے ہر وہ قبول کیا اتنی اس میں خلافت تو مذکور ہو چکی تھی کہ اس میں تعارض نہیں مگر شرح جمع کے حاشیہ میں سرسید سے قول محمد بنی ترجیح  
 مذکور ہو چکا کہ فی المظاہر علی المدعی علیہ کا قبل البینۃ بعد القضاء بالانکول خانیہ گواہ مقبول ہیں مدعا علیہ کی قسم کے بعد جیسے گواہ مقبول  
 ہیں بعد قضاء بالانکول کہ فی المظاہر عند العامة وہاں صحیح یقول شرح البینۃ الفاجرة احق ان تروہ من البینۃ العادلة ولان البینۃ کا خلف علی البینۃ  
 فاذا جاء حکم الاصل انتہی حکم الخلف کا نہ ملے جو بعد اصلاح گواہ بعد البینۃ اکثر علماء کے نزدیک مقبول ہیں اور یہی قول صحیح ہو بدلیل قول شرح  
 کہ جب ہی قسم مرد دو کرے لے لائق تہریر عادل گواہوں سے اور اس واسطے کہ قسم گواہوں کے خلیفہ کے مانند ہو تو جب اصل کا حکم یا خلیفہ کا حکم  
 ہو چکا ہو کہ نہ تھا کہ فی المظاہر ولا یظہر کذبہ باقامتہ او اقامتہ او ادعاء المال بلا سبب خلف ادعاء المدعی علیہ ثم اقامہ حاشیہ بحث  
 فی بیوہ وعلیہ الفتویٰ طلاق الخانیہ خلافا لاطلاق الدرر اور ظاہر ہوتا ہو کہ کذب مدعا علیہ کا گواہوں کے قائم کرنے سے اگر مدعی نے مال  
 کا دعویٰ بلا اظہار سبب کیا پھر مدعا علیہ نے قسم کھائی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ اپنی قسم میں حاشیہ ہو گا اور اس قول پر  
 فتویٰ ہو چکا کہ فی کتاب الطلاق من الخانیہ پر خلافت طلاق درم درم میں کما صواب یہ ہو کہ اگر کذب ظاہر ہو تو وہ معاقب بقوت شاہد زور  
 نہ ہو گا انتہی تو صاحب درر کا کلام عام پر خود دعویٰ سبب کے ساتھ جویا بلا سبب ہو و ان ادعاء سبب خلف انتہی لادین علیہ ثم  
 اقامہ المدعی علی السبب لا یظہر کذبہ بجزاۃ وجد القرض ثم وجد الایمان والایفاء وعلیہ الفتویٰ فی تصولین ودرجہ دینی وغیرہم اور اگر مدعی  
 نے سبب ظاہر کر کے دعویٰ کیا پھر مدعا علیہ نے قسم کھائی کہ اگر سپردین نہیں ہو پھر مدعی نے سبب مثلاً قرض دینے پر گواہ قائم کیے تو مدعا علیہ  
 کا کذب ظاہر نہ ہو گا اس واسطے کہ جائز ہو کہ اول قرض پایا گیا پھر ابراء قرض یا ادعاء قرض پایا گیا اور اسی قول مفصل پر فتویٰ ہو چکا کہ فی تصولین  
 ودرجہ دینی وغیرہم ولا تخلف فی نکاح اگر گواہ ہوا وہی ورجعت مجد ہوا وہی بعد مدعو فی ایلا اگر گواہ بعد المدعو و استیلاء  
 توجیہ الامتداد لایاتی عکسہ ثبوتہ باقرارہ ورتب بان ادعی علی مجہول انتہی وادینہ و بالکس وولاء عتاقہ او مولاء او ادعاء الاعلیٰ  
 او الاسفل وصد و لعان اور منکر کو قسم دینا نہیں نکاح میں خواہ منکر ہو نکاح کا یا عورت اور قسم نہیں رجعت میں خواہ منکر ہو رجعت کا  
 یا عورت بعد عدت کے اور ایلا میں جب کما ہو یا عورت نے انکار کیا بعد مدت ایلا کے اور اس استیلاء میں جب کا دعویٰ لوٹنی کر ہی اور اس کے  
 بالکس یعنی ادعاء استیلاء مولیٰ حاصل نہیں ہو سکتا سبب ثابت ہونے استیلاء کے مولیٰ کے اقرار سے اور رقت اور نسب میں قسم نہیں  
 اس طرح کہ دعویٰ کیا شخص مجہول پر کہ وہ اس کا غلام یا بیٹا یا اس کے بالکس یعنی مجہول الحال ایک مرد پر دعویٰ کرے کہ وہ میرا مولیٰ یا بیٹا اور وہ منکر ہو  
 اور ولایہ عتاقہ یا ولایہ مولات میں قسم نہیں ولا کا دعویٰ کیا شخص اعلیٰ نے اسفل نے یعنی معروف نے مجہول پر دعویٰ کیا یا مجہول نے معروف پر  
 اور صد اور لعان میں قسم نہیں مگر اشیاء سبعہ میں امام رحمہ کے نزدیک تخلف نہیں خلافاً للعاصمیین رجعت میں بعد عدت کے اس واسطے قید لگائی کہ  
 قبل عدت رجعت ثابت ہو جائیگی مرد کے قول سے اگرچہ عورت اس کی تکذیب کرے اور ایلا میں بعد مدت کے قید اس واسطے لگائی کہ ایلا کی مدت میں  
 ایلا ثابت ہو گا زوج کے دعویٰ سے اور اگر عورت مدعی ہوگی رجعت اور ایلا میں تو وہ موافق خلافت سے ہو و الفتویٰ علی انہ یخلف المنکر  
 فی الاشیاء السبعۃ ومن عدما ستہ الحق اموبیۃ الولد بالنسب اور الرق و الخاضل ان الفتی بہ التحلیف فی اکل الانی الحد واد و فتویٰ سپرہ کہ قسم  
 بجا لگائی منکر سے اشیاء سبعہ مذکورہ میں اور جسے انکو پھر شمار کیا ہو اسے ام ولد ہونے کو نسب میں لایا ہو یا رقیقین خلاصہ یہ ہو کہ قول مستفہ بہ  
 تخلف ہو چکی امور مذکورہ میں سوا سے حد و دے و منها حد قذف و لعان فلا یسین اجماعاً الا اذا تضمن حقا بان علق عتق عہدہ زنی نفسہ للخصم

تخلیف فان کل بیت التعلیق الا لزوج اور بھلا جو دوقد پ اور لعان کی حد پر تو اس میں قسم نہیں بجا جا رہا ہے اور صاحبین رحمہ کے مگر جبکہ حد حق العبد کی متضمن ہو اس طرح پر کہ مولیٰ نے اپنے غلام کی آزادی اپنے ذمہ پر ملحق کی ہو تو غلام کو قسم لینا مولیٰ کا رد صورت انکار جائز ہو سوا کہ مولیٰ قسم نہ کھاوے تو آزادی ثابت ہوگی نہ وہ نام غلام ہون کے کہ مولیٰ نے وہ فعل کیا جو میری آزادی ملحق تھی اور یہ نہ کہے کہ آستے نہ مالکاری کی نہ اپنے مولیٰ کا قاذو نہ پتھر کے ذانی الطمانی و کذا استخلف السارق لابل المال فان کل ضمن ولم یقطع وان اقر باقطع اور اسی طرح قسم بجا سارق سے مال کے واسطے سوا کہ وہ قسم نہ کھاوے تو نادان دے مال کا اور اسکا باقہ نہ کاٹا جائیگا کھول سے اور اگر چوری کا اقرار کرے تو کاٹا جائیگا وقا لہ استخلف فی التزیر کا بطلانی دراز اور علمائے کما ہو قسم بجا کی تفریق میں چنانچہ اسکو دین میں شرح بیان کیا کہ وہ وجہ اسکی یہ ہو کہ قسم بجا حق العبد پر و لہذا عبد اسکو سا فطر کر سکتا ہو معاف کر دینے سے کذا فی الدرر رونی الفصل ادعی انکاحا فلیملہ و فی یمنہ ان تزوج فلا یخلف اور حصول یمن ہو کہ مرد نے عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا تو عورت کے دفع یمن کا خلیہ یہ ہو کہ وہ نکاح کرے تو اس سے اب قسم نہ لینا چاہیگی و فی الخانیۃ لا یخلف فی احدہ و ثلثین مسئلہ اور خانیہ میں یہ کہ قسم لینا اکثر میں سلوک میں نہیں ہم یہ مسائل کتاب الوقت کے اخیر میں مفصل مذکور ہو چکے لہذا یہ بحر فی فی الاستخلاف لا الخلف و فرع علی الاول بقوله فالوکیل و الوصی و المتولی و اب الصغیر لیکل الاستخلاف فلا یملیٰ یمن قسم ثابت جاری ہوتی ہو قسم لینے میں نہ قسم کھانے میں اور مصنف نے تفریع کی اول یعنی جو از استخلاف پر اپنے اس قول سے وکیل اور وصی اور متولی وقت اور طفل صغیر کا باپ الگ ہو قسم لینے کا تو اسکو مطالبہ اپنے خاص قسم کی یمن کا جائز ہو کہ اسکا خاص قسم کما باعتبار انہا ہر کے اور حقیقت میں تو وہ خاص قسم نہیں کا یعنی وکیل ہو کل کے مدعا علیہ اور وصی بیتم کے اور متولی وقت کے اور باپ اپنے طفل صغیر کے مدعا علیہ سے قسم لے و لا یخلف احدہنم الا اذا ادعی علیہ العقد اوضح اقرارہ علی الاصل فیستخلف حیثہ کا وکیل بالیع فان اقرارہ صحیح علی الملک کذا لکولہ اور وکیل اور وصی اور متولی اور صغیر کے باپ سے قسم نہ لینا چاہیگی مگر جبکہ اس پر حقد کا دعویٰ کیا جائے یا اسکا اقرار صحیح ہو اصل پر تو اب اس وقت قسم لینا چنانچہ بیع کا وکیل کے اسکا اقرار صحیح ہو اپنے منکر پر تو اسی طرح اسکا قسم نہ کھانا بھی صحیح ہو و فی الخلاصہ کل موضع لو اقر لمذا فاذا انکرہ یستخلف الا فی ثلث ذکر باہر صاحب فی اربع و ثلثین لما مر عن الخانیۃ و زامستہ اخری فی الجور و زامستہ عشر فی تنویر البصائر حاشیۃ الاشباہ و النظائر لابن المنصف و لولائے التعلیل لمرضا کما اور خلاصہ میں یہ کہ جس موضع میں کہ اگر آدمی اقرار کرے تو اسکو اقرار لازم آوے پھر جب اسکا منکر ہو تو اس سے قسم لی جائے گی سوائے تین صورتوں کے جسکو صاحب خلاصہ نے بیان کیا ہو اور شکاک بات تو یہ یہ کہ جو نہیں صورتوں میں حلف نہیں چنانچہ خانیہ سے مذکور ہو چکا یعنی ایک تین صورتیں خانیہ کی اور تین صورتیں خلاصہ کی مل کر چونتیس ہوئیں اور چھ صورتیں اور بکر الرائق میں زیادہ کی ہیں اور چودہ صورتیں تنویر البصائر میں مصنف کے حاشیہ اشباہ اور نظائر میں زیادہ کی ہیں اور اگر تطلو کل کا خوف ہو تو تین ان سب صورتوں کو مفصل بیان کرتا ہم تو سب چوں صورتیں ہوئیں نہیں مگر تین پر قسم نہیں اور ان سب کو شارح کتاب الوقت میں مذکور ہو چکا ہو اب یہاں مکرر ذکر کرنے کی کیا حاجت ہو اور تنویر البصائر شرح شرف الدین کا حاشیہ ہو زابن مصنف کا ابن مصنف کے حاشیہ کا تو زوہر الجور نام ہو چنانچہ شارح بار بار ذکر ہو چکا ہو تو یہ خطا اخلاط کا تب سے ہو و اما علم التخلیف علی فعل نفسه کیون البتات ای قطع بان لیس کذا کہ قسم لینا مدعا علیہ کے ذاتی فعل پر ہوتا ہے بتات یعنی یقین ہو اس طرح کہ دعویٰ مدعی کا ایسا نہیں مگر اپنے ذاتی فعل پر یقین قسم کھا لے چنانچہ مدعی نے دعویٰ کیا کہ زید نے میری حویلی ناحق چھین لی اور اس کے گواہ نہیں تو زید یون قسم کھا لے کہ وہ اندین نے اسکی حویلی نہیں چھینی اس واسطے کہ آدمی اپنے فعل کو بلاشبہ بالیقین جانتا ہو و التخلیف علی فعل غیرہ کیون علی العلم ای ان لا یعلم انہ کذا کہ عدم علم مدعا علیہ کا فعل غیرہ ظاہر اور قسم لینا غیر کے فعل پر ہوتا ہو

علم پر یعنی نفی علم پر یعنی ہون قسم کھائے کہ وہ نہیں جانتا ہو کہ دعویٰ مدعی کا ایسا ہو غیر کے فعل پر فعل علم کی اسوا سے قسم ہوئی کہ اس کو ظاہر علم حاصل نہیں  
 کہ غیر شخص نے کیا فعل کیا اللہ الاذکان فعل الغیر شیدنا متصل بہ ای بالحوالہ و فرغ علیہ بقولہ فان ادعی بشری العبد سرقہ العبد اور  
 اباقہ و ثبت ذلک یحلف البائع علی البتات مع اذنی وغیرہ و اما مع وجوب تسلیم سلیما فرج علی فعل نفسه یحلف علی البتات لان  
 اذکہ دلالت بہتہ مطلقاً و در عن الزلیعی غیر کے فعل میں نفی علم پر قسم ہو بارشدا اگر جبکہ غیر کا فعل ایسی چیز ہو جو حالت سے متصل اور متعلق ہو اور مصنف  
 نے اس پر تفریع کی اپنے اس قول سے تو اگر غلام کے مشتری نے غلام کی چوری یا بچانے کا دعویٰ کیا اور یہ ثابت ہو گیا تو باقی یقین پر قسم کھائے  
 باوجود کہ سرقہ اور قرار غیر کا فعل ہو اور قطع اور یقین تو اس اعتبار سے صحیح ہوا کہ بائع پر تسلیم غلام کی بلا عیب واجب ہو تو غیر کا فعل اُس کے  
 ذاتی فعل کی طرف راجع ہوا تو یقین پر قسم کھائی اسوا سے کہ حالت علی القطع مکرر ہو نفی علم کی قسم سے ولما ذہودہ مستحبہ مطلقاً خواہ اپنے فعل  
 پر ہو یا غیر کے فعل پر بخلاف اسکے عکس کے یعنی میں علم کی اپنے فعل پر کافرانی نہیں کذا فی الدرر عن الزلیعی مکرر الالین میں ہو کہ جس مقام میں کہ میں علم علی الظن  
 واجب ہو پھر اس سے یقین پر قسم کھائی تو کافرانی ہو اور اس سے میں ساقط ہو گئی اور بالعکس اسکے نہیں ہو یعنی بجائے حلف علی القطع حلف علی العلم  
 کافرانی نہیں اور جو حلف اس پر واجب نہیں اسکے مکمل سے قاضی حکم نہ لگا سکتی و فی شرح الجمع عندہ اذ قال المکرر لعلی بذلک ولو ادعی العلم  
 حلف علی البتات کو در دعویٰ قبض رہا اور بشرح جمع میں زلیعی سے منقول ہو یہ یعنی میں علم اس وقت ہو جبکہ مکرر کے کہ جو اس دعویٰ کا  
 علم نہیں ہو اور اگر کسی دانست کا دعویٰ کرے تب تو یقین پر قسم کھائے چنانچہ امانت دار سے صاحب و وصیت کے قبض کرنے کا دعویٰ کیا  
 ہم یعنی قبض صاحب و وصیت ہر چند فعل غیر ہو لیکن جب مودع نے اُس کے علم کا دعویٰ کیا تو اب اس پر یقین علی القطع لازم ہوگی و فرج  
 ط قولہ و فعل غیرہ علی العلم بقولہ و اذ ادعی بکسر سین المشرار لہ علی شرار ذہود و لا یثبتہ یحلف خصمہ و ہو کر علی العلم او لا یعلم ان اشتراہ  
 قبلہ کام اور مصنف نے اپنے اس قول پر و فعل غیرہ علی العلم تفریع کی اس قول سے اور جبکہ کرے دعویٰ سبقت خرید کا کیا یا زید کی خرید پر  
 اور گواہ نہیں تو اس کا خاصم یعنی کبہ قسم کھائے علم پر یعنی وہ ہون قسم کھائے کہ وہ نہیں جانتا کہ مدعی نے اس کو خرید کیا قبل اُس کے بدیل گذشتہ  
 یعنی غیر کے فعل میں علم پر قسم ہوتی تو ماولیٰ یہ تھا کہ شارح بجائے و ہو کر کے و ہو زید کہتا اسوا سے کہ وہ خصم کی تفسیر ہو کذا فی المطاویٰ کذا و ا  
 ادعی دینا او عینا علی وارث اذا علم القاضی کو نہ میرا نا اذ اقربہ المدعی اور برہن انھم علیہ یحلف علم العلم ہی طرح جبکہ دعویٰ  
 کیا دین کا یا عین کا وارث پر بشرط کہ قاضی اُسکی میراث ہونے کو جانتا ہو یا مدعی نے اُسکی میراث ہونے کا قرار کیا ہو خصم یعنی مدعا علیہ اُس کی  
 میراث ہونے پر گواہ لایا ہو تو مدعا علیہ علم پر قسم کھائے ہم صورت اُسکی یہ ہو کہ مدعی اسکے کہ غلام جس کا تو وارث ہوا ہو فلا نے مورث سے وہ میراث  
 مملوک ہو اور میراثے پاس ناحق ہو اور مدعی نے گواہ نہیں تو وارث قسم کھائے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ میراث مملوک ہو علم قاضی اسوا سے شرط ہوا کہ اگر  
 قاضی کو میراث کا علم ہو گا تو یقین پر قسم لے گا نہ علم پر اور اقرار مدعی کی مثال تصویر میں مذکور ہو چکی اور برہان انھم کی اس طرح صورت ممکن ہو کہ ایک  
 مدعی نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ جینا سکی ہو اور مدعی اقامت برہان سے عاجز ہوا اور اُسکی میں علم علی القطع کا مطالبہ ہوا سو مدعا علیہ نے کہا کہ  
 وہ میراث ہو اور اُسے یقین علی العلم کا ارادہ کیا سو مدعی نے اسکا انکار کیا تو وارث نے گواہ قائم کیے اپنے مدعا پر تو وہ علم پر قسم کھائے گا خلاصہ یہ ہو کہ  
 دعوے عین میں تکلیف وارث علی العلم کی یہ شرط ہو کہ مورث ثلث میں سے ایک ام ہو کذا فی المطاویٰ و لو ادعا ہوا و الدین والعیین والوارث  
 ط غیرہ یحلف المدعی علی البتات کو ہو بہ و شرار و در دعوے کیا دو فون کا یعنی دین اور عین کا وارث نے غیر شخص پر تو مدعا علیہ  
 یقین پر قسم کھائے کہ اُس میں مورث کا حق نہیں چنانچہ مہو بہ اور خرید کذا فی الدرر مہو بہ اور خرید کی صورت یہ ہو کہ اگر ایک مرد نے

علم پر یعنی نفی علم پر یعنی ہون قسم کھائے کہ وہ نہیں جانتا ہو کہ دعویٰ مدعی کا ایسا ہو غیر کے فعل پر فعل علم کی اسوا سے قسم ہوئی کہ اس کو ظاہر علم حاصل نہیں کہ غیر شخص نے کیا فعل کیا اللہ الاذکان فعل الغیر شیدنا متصل بہ ای بالحوالہ و فرغ علیہ بقولہ فان ادعی بشری العبد سرقہ العبد اور اباقہ و ثبت ذلک یحلف البائع علی البتات مع اذنی وغیرہ و اما مع وجوب تسلیم سلیما فرج علی فعل نفسه یحلف علی البتات لان اذکہ دلالت بہتہ مطلقاً و در عن الزلیعی غیر کے فعل میں نفی علم پر قسم ہو بارشدا اگر جبکہ غیر کا فعل ایسی چیز ہو جو حالت سے متصل اور متعلق ہو اور مصنف نے اس پر تفریع کی اپنے اس قول سے تو اگر غلام کے مشتری نے غلام کی چوری یا بچانے کا دعویٰ کیا اور یہ ثابت ہو گیا تو باقی یقین پر قسم کھائے باوجود کہ سرقہ اور قرار غیر کا فعل ہو اور قطع اور یقین تو اس اعتبار سے صحیح ہوا کہ بائع پر تسلیم غلام کی بلا عیب واجب ہو تو غیر کا فعل اُس کے ذاتی فعل کی طرف راجع ہوا تو یقین پر قسم کھائی اسوا سے کہ حالت علی القطع مکرر ہو نفی علم کی قسم سے ولما ذہودہ مستحبہ مطلقاً خواہ اپنے فعل پر ہو یا غیر کے فعل پر بخلاف اسکے عکس کے یعنی میں علم کی اپنے فعل پر کافرانی نہیں کذا فی الدرر عن الزلیعی مکرر الالین میں ہو کہ جس مقام میں کہ میں علم علی الظن واجب ہو پھر اس سے یقین پر قسم کھائی تو کافرانی ہو اور اس سے میں ساقط ہو گئی اور بالعکس اسکے نہیں ہو یعنی بجائے حلف علی القطع حلف علی العلم کافرانی نہیں اور جو حلف اس پر واجب نہیں اسکے مکمل سے قاضی حکم نہ لگا سکتی و فی شرح الجمع عندہ اذ قال المکرر لعلی بذلک ولو ادعی العلم حلف علی البتات کو در دعویٰ قبض رہا اور بشرح جمع میں زلیعی سے منقول ہو یہ یعنی میں علم اس وقت ہو جبکہ مکرر کے کہ جو اس دعویٰ کا علم نہیں ہو اور اگر کسی دانست کا دعویٰ کرے تب تو یقین پر قسم کھائے چنانچہ امانت دار سے صاحب و وصیت کے قبض کرنے کا دعویٰ کیا ہم یعنی قبض صاحب و وصیت ہر چند فعل غیر ہو لیکن جب مودع نے اُس کے علم کا دعویٰ کیا تو اب اس پر یقین علی القطع لازم ہوگی و فرج ط قولہ و فعل غیرہ علی العلم بقولہ و اذ ادعی بکسر سین المشرار لہ علی شرار ذہود و لا یثبتہ یحلف خصمہ و ہو کر علی العلم او لا یعلم ان اشتراہ قبلہ کام اور مصنف نے اپنے اس قول پر و فعل غیرہ علی العلم تفریع کی اس قول سے اور جبکہ کرے دعویٰ سبقت خرید کا کیا یا زید کی خرید پر اور گواہ نہیں تو اس کا خاصم یعنی کبہ قسم کھائے علم پر یعنی وہ ہون قسم کھائے کہ وہ نہیں جانتا کہ مدعی نے اس کو خرید کیا قبل اُس کے بدیل گذشتہ یعنی غیر کے فعل میں علم پر قسم ہوتی تو ماولیٰ یہ تھا کہ شارح بجائے و ہو کر کے و ہو زید کہتا اسوا سے کہ وہ خصم کی تفسیر ہو کذا فی المطاویٰ کذا و ا ادعی دینا او عینا علی وارث اذا علم القاضی کو نہ میرا نا اذ اقربہ المدعی اور برہن انھم علیہ یحلف علم العلم ہی طرح جبکہ دعویٰ کیا دین کا یا عین کا وارث پر بشرط کہ قاضی اُسکی میراث ہونے کو جانتا ہو یا مدعی نے اُسکی میراث ہونے کا قرار کیا ہو خصم یعنی مدعا علیہ اُس کی میراث ہونے پر گواہ لایا ہو تو مدعا علیہ علم پر قسم کھائے ہم صورت اُسکی یہ ہو کہ مدعی اسکے کہ غلام جس کا تو وارث ہوا ہو فلا نے مورث سے وہ میراث مملوک ہو اور میراثے پاس ناحق ہو اور مدعی نے گواہ نہیں تو وارث قسم کھائے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ میراث مملوک ہو علم قاضی اسوا سے شرط ہوا کہ اگر قاضی کو میراث کا علم ہو گا تو یقین پر قسم لے گا نہ علم پر اور اقرار مدعی کی مثال تصویر میں مذکور ہو چکی اور برہان انھم کی اس طرح صورت ممکن ہو کہ ایک مدعی نے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ یہ جینا سکی ہو اور مدعی اقامت برہان سے عاجز ہوا اور اُسکی میں علم علی القطع کا مطالبہ ہوا سو مدعا علیہ نے کہا کہ وہ میراث ہو اور اُسے یقین علی العلم کا ارادہ کیا سو مدعی نے اسکا انکار کیا تو وارث نے گواہ قائم کیے اپنے مدعا پر تو وہ علم پر قسم کھائے گا خلاصہ یہ ہو کہ دعوے عین میں تکلیف وارث علی العلم کی یہ شرط ہو کہ مورث ثلث میں سے ایک ام ہو کذا فی المطاویٰ و لو ادعا ہوا و الدین والعیین والوارث ط غیرہ یحلف المدعی علی البتات کو ہو بہ و شرار و در دعوے کیا دو فون کا یعنی دین اور عین کا وارث نے غیر شخص پر تو مدعا علیہ یقین پر قسم کھائے کہ اُس میں مورث کا حق نہیں چنانچہ مہو بہ اور خرید کذا فی الدرر مہو بہ اور خرید کی صورت یہ ہو کہ اگر ایک مرد نے

دوسرے کو غلام بہد کیا اور اسے سپر قیدیہ کیا یا ایک نے دوسرے سے غلام خرید کیا یا ایک مر د یا اور اسے دعویٰ کیا کہ وہ اس کا غلام ہو اور اس کے پاس گواہ نہیں تو مدعا علیہ تین پر قسم کھائے نہ علم پر خطاوی نہ کہا کہ وہ آئین کا اور یعنی اوپر کیا لاشی و یکجہات جاحدا القود اجماعا اور قسم کھائے قصاص کا منکر یا اتفاق امام رحمہ اور صاحبین رحمہ کے م خامین یہ ہو کہ قتل کی تکلیف کی کیفیت میں دور و امین ہیں ایک روایت یہ ہو کہ حاصل پر قسم کھائے کہ وہ مجھے قتلے کا خون نہیں اور دوسرے اور کوئی حق ہو اس خون کا جس کا وہ مدعی ہو اور دوسری روایت یہ ہو کہ سب پر قسم کھائے یعنی میں نے وہ مدعا فلان بن فلان کو عمدتاً قتل نہیں کیا اور سو اسے قتل کے قطع اور جرعات میں حاصل پر قسم کھائے یعنی نہ سب پر راستی فان نکل فان کان فی نفس جس حقی بقرا و یکجہات سو اگر نکل قصاص قسم نہ کھائے تو اگر قتل نفس میں دعویٰ ہو تو قید کیا جاسے یہاں تک کہ اقرار کرے یا قسم کھائے و فیما دونہ نفس لان الاخرات خلقت وقایہ النفس کا مال فحری فیہ الابتدال خلافا لہما اور قتل نفس کے سوا یعنی قطع اور جرعات میں دور و صورت نکول قصاص لیا جاسے سو اگر ک اوقات آدمی کے یعنی مثلاً یا تھ پائوں خلاف نفس کے واسطے پیدا ہوئے ہیں مال کے مانند تو آئین ابتدال جاری ہو بخلاف صاحبین رحمہ کے م ایک نسخہ میں بذل ہو جائے ابتدال کے اور بذل واضح ہو ابتدال سے صاحبین رحمہ نے کہا مذکور نفس میں نکل سے قصاص لازم نہیں اس واسطے کہ نکل وہ اقرار ہو جس میں قسم ہو تو قصاص اس سے ثابت نہ ہو اگر مال واجب ہو گا کذا فی البحر قال المدعی فی نیتہ حاضرہ فی المصروف طلب میں خصمہ لم یحلف خلافا لمدعی نے کہا میرے گواہ حاضر ہیں شہر میں اور اسے اپنے مدعا علیہ سے قسم چاہی تو وہ قسم نہ کھائے بخلاف صاحبین رحمہ کے امام رحمہ کی دلیل یہ ہو کہ ثبوت قسم میں مرتب ہو عاجز ہونے پر اقامت برہان سے تو انرا مکان برہان کیونکر قسم لیا ہے اور صاحبین کی دلیل یہ ہو کہ میں مدعی کا حق ہو تو جب کسی وہ طلب کرے تو قبول ہوگی و لواحقر فی مجلس الحکم لم یحلف اتفاقا ولو غایب عن المصطلح اتفاقا ابن ملک وقدر فی المبتیہ فیہ بدو السفر اور اگر گواہ مجلس حکم میں حاضر ہوں تو قسم نہ کھائے بالاتفاق اور اگر غائب ہوں شہر سے تو قسم کھائے بالاتفاق کذا صرح ابن ملک اور مجتہدین میں غائب ہونے کو مدت سفر کے ساتھ سمین کیا ہو یعنی اگر تین منزل پر گواہ دور ہوں تو مدعا علیہ پر قسم ہو گا ہوں کا وہ ان سے بلانا ضرور نہیں و یا خذ القاضی فی مسئلۃ المین فیما لا یستطیع البتہ لکیلا لفتہ یومین ہو و یہ بحر الخلاف میں خصمہ ولو جیدا و المال خیرا نے ظاہر المذہب عینی بنسبہ ثلثہ ایام فی الصبح سنہ متن یعنی جبکہ مدعی کے کہ میرے گواہ شہر میں حاضر ہیں اس دعوے میں جو شبہ سے باقلمین ہو تا مین غیر حدود میں قاضی مستیضامن لے کہ اسے تنگ جانے سے اطمینان حاصل ہو کذا فی البحر و اسکو یا در کنا چاہیے تو قاضی مدعا علیہ سے حاضر ضامن لے تین دن کا قول صحیح میں اگرچہ مدعا علیہ صاحب اعتبار ہو اور مال بے حقیقت ہو ظاہر مذہب میں کذا فی العینی وعن الثانی الی مجلسہ الثانی فریح اور ابو یوسف رحمہ سے روایت ہو کہ قاضی کی مجلس ثانی تک حاضر ضامن نے اور یہ قول بھی صحیح ہو فان اتش من اعلاء ذلک التکلیف لازمہ بنفسہ و اینہ بقدر امدۃ التکلیف لایستطیع سو اگر مدعا علیہ ضامن دینے سے سزا ہی کرے تو خود مدعی یا امین اسکا اسے ساتھ بنا رہے بقدر مدت تکلیف یعنی تین دن یا مجلس ثانی تک تاکہ مدعا علیہ غائب نہ ہو جائے الا ان یکون الخصم غریبا و مسافرا فیلازم او کیفیل الی استیاء مجلس القاضی و دعا لظہر حتی و علم وقت سفرہ یخلد الیہ و یظفر فیہ او متخیر رفعاہ و لو انکرہ المدعی برازیہ مگر یہ کہ مدعا علیہ غریب یعنی مسافر ہو تو مدعی اسے ساتھ پھرے یا حاضر ضامن لے تا امناس مجلس قاضی دفع ضرر کے واسطے یہاں تک کہ اگر مدعا علیہ کا وقت سفر معلوم ہو تو اس وقت تک ضامن لے اور مدعا علیہ کی ہیئت اور لباس کو دیکھ کر قیامت ہو یا مسافر یا ان کے سفر کے رفیقین سے سفر کے وقت کو دریافت کرے اگر مدعی اسکی مسافری کا منکر ہو کذا فی الزیرایم علی غریب کی تفسیر مسافر اس واسطے کہ تا معلوم ہو کہ مقیم مدعی سفر کا بھی حکم غریب کے مانند ہو قال الی مینیہ فی طلب یحییہ خلفہ القاضی شرم بہرین علی دعوہ بعد امین قبل ذلک البر بان عبد الامام منہ مدعی نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہیں اور مدعا علیہ سے قسم چاہی سو قاضی نے

ملک علیہ ذلک  
مجلسہ ثانی  
اور ابتدال کے مدعی  
قسم ہو جائے صاحب  
قسم اولی کی کافی ہوں

اس سے قسم کی پھر مدعی گواہ لایا اپنے دعوے پر قسم کے بعد تو یہ برہان مدعی کی جانب سے امام رہ کے نزدیک مقبول ہوگی مگر اوقات المدعی کل بیئہ  
 اتی بہ اتھی و زور و اوقات اذ حالت غایت بری من المال خلعت تم بہن علی اتھی قبل غایتہ و بہ جرم فی السراج کام اور اسی طرح اگر مدعی نے کہا  
 کہ جو گواہ میں لاؤں تو وہ کاذب گواہ ہیں یا بلا کہ جب تو قسم کھائے تو تو بری الذمہ ہو مال سے پھر اسے قسم کھائی پھر مدعی گواہ لایا اپنے حق پر تو  
 مقبول ہو کذا فی الغانیہ اور اسی پر بین کیا اور سراج میں چنانچہ مذکور ہو چکا (وقبل البینۃ لواقامہ بعبین) کی شرح میں وقیل لا یقبل قائلہ محمد  
 کما فی العادیۃ و عکسہ ابن ملک اور قول ضعیف یہ کہ گواہ بعد حلف کے مقبول نہیں قائل اس قول کے محمد بن حسن بین چنانچہ عادیہ میں ہو  
 اور اسکو بالعکس کہا ہو ابن ملک نے یعنی قبول کو محمد رح کی طرف نسبت کیا ہو اور عدم قبول کو امام رح کی طرف و کذا الخلاف و قال  
 لا یبلغ لی ثم اتی بربع اوقات الشہادۃ فی ثم شہدوا و الاصح القبول لحوالہ النسیان ثم التذکرہ کما فی الدرر و اقروہ المغتصہ اور اسی طرح  
 اختلاف ہو اگر مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس دفع و دعوے کی وجہ نہیں پھر وہ دفع و دعوے کی وجہ لایا یا شاہد نے کہا کہ میری گواہی نہیں پھر اسے  
 گواہی دی اور قول صحیح تر یہ ہو کہ مقبول ہو سبب جائز ہوئے نسیان کے اور پھر باوڑ سے اسے کذا فی الدرر اور مصنف نے اسکو اپنی  
 شرح میں ثابت رکھا ہو ادعی المدیون الایصال فانکر المدعی ذلک ولا بیئہ لہ علی مدعاہ فطلب بیئہ فقال المدعی  
 اجعل حقنی فی الختم ثم استخفی ثم ذلک قتیہ مدیون نے ایصال دین کا دعوے کیا سو مدعی اسکا منکر ہو ۱۱ اور مدیون کے  
 پاس گواہ نہیں اسکا مدعا پر سو مدیون نے اسکی قسم کی درخواست کی تو مدعی نے کہا کہ میرا حق ختم میں کہیں حاضر کر پھر مجھے قسم لے نو اسکو اس میں  
 اختیار ہو کذا فی القنیہم طحاوی نے کہا کہ فی الختم سے مراد و الدعا علم مقدر ہو اسواسطے کہ قماوس میں ہو کہ ختم وزن منبر وہ آ کہ جو جس سے برکتے  
 ہیں اور مقصود احضار حق انتہی اور ممکن ہو کہ اجمل حق کا یہ مطلب ہو کہ میرا حق قبیل میں ہو کہ میرا کر کے حاضر کر پھر قسم لے و الدعا علم و البینہ بالمد  
 تعالیٰ الحدیث میں کان حالف علی حلف بالمد تعالیٰ اولینہ و ہو قول و المدعوانہ و ظاہرہ اند لو حلفہ بغیرہ لم یکن بیئہ و لم یردہ صریحا بجز اور قسم ہوتی ہو  
 المدعی کے نام پاک سے بل و علی بدیل اس حدیث کے کہ جو قسم کھانے والا ہو تو چاہیے کہ المدعی قائل کی قسم کھائے یا نہ قسم کھائے اور  
 یمن بالمد یہ قول ہو کہ و المدعوانہ فی الخمرۃ اور ظاہر اس کلام کا اسپر دل کرتا ہو کہ اگر بغیر اس نام پاک کے قسم کھائے تو یمن ہوگی اور میں نے  
 اسکو صحابین دیکھا کذا فی البحر الاطلاق و عثمان و ابن ابی نعیم و علیہ الفتویٰ تاتار غانیہ لان الخلیف بہا حرام ثانیہ قسم نہیں طلاق اور عتاق سے  
 اگرچہ مدعی اسپر الحاکم کرے اور اسی قول پر فتویٰ ہو کذا فی التاتار غانیہ اسواسطے کہ طلاق اور عتاق کی قسم دینا حرام ہو کذا فی الغانیہ و قبیل  
 ان مست الضرورة فوض الی القاضي اتباعا للبعض اور بعضوں کا قول ضعیف یہ ہو کہ اگر طلاق اور عتاق کی قسم کی ضرورت آگے تو قسم فاضی  
 کے اختیار میں ہو اتباع بعض فقہاء حلفہ القاضي بہ فکل قضی علیہ بلال لم یفقد قضاء علی قول الا اکثر کذا فی خزائن المفتین و ظاہرہ اند  
 منفرع علی قول الا اکثر اعلی القول بالتحلیف بہا فیتبرک لہ و فیضی بہ و الا خلافاً لہ بجز و اعتدہ بالمصنف سدہ اگر قاضی نے اسکو طلاق یا عتاق کی  
 قسم دی پھر اسے قسم کھائی تو اسپر مال کا حکم کیا تو حکم نافذ نہ ہوگا بشرطہ اس کے قول پر کذا فی خزائن المفتین اور ظاہر یہ کلام منفرع ہو اکثر کے قول پر اور طلاق اور  
 عتاق کے جو تحلیف بہ فتویٰ مکتول متبر ہوگا اور اسی پر اعتماد کیا ہو مصنف نے اپنی شرح میں مدعا علیہ مقدم سے لے گا کہ بے فائدہ تحلیف ہے ہوتا ہو تو خاطر  
 مطمئن ہو جائے جبکہ مدعی پر دعویٰ مشتبہ ہو سبب نسیان وغیرہ کے پھر جب مدعا علیہ نے طلاق یا عتاق کی قسم کھائی تو مدعی اسکی تصدیق کر لیا تو تحلیف بطلاق  
 و عثمان باوجود عدم تضامنکول بے فائدہ منوی و قلت و لو حلف بالطلاق ان لا مال علیہ ثم برہن المدعی علی المال ان شہد و علی سبب کا لا قرض لا  
 یفرق وان شہد و علی قیام الدین یفرق لان السبب لا یستلزم قیام الدین میں کہتا ہوں اور اگر طلاق کی قسم کھائی گواہ پھر مال میں پھر مدعی گواہ لایا مال پر

اگر شاہدوں نے سب مال پر گواہی دی چنانچہ اقراض پر تفرق نہ کیا جائیگا اور اگر قیام دین پر گواہی دی تو فرق کیا جائیگا اس واسطے کہ سب متکلم نہیں قیام دین کا ہم اس واسطے کہ شاید دیون دین کو ادھر چکا ہو یا مدعی نے اسکو معاف کر دیا ہو یا ہمید کر دیا ہو اور یہی تفصیل مفتی ہے ہو کہ کافی اطمینان و حق الہوبانیۃ

العلیہ السلام عبد البر و قال محمد بنی الشہادۃ علی قیام المال لایستلزام احتمال صدقہ خلا لابی یوسف کذا فی شرح الہوبانیۃ لشریح النہالی وقد تقدم اور مجدد سہلہ کما

کہ قیام مال کی گواہی میں حاشا ہوگا سبب احتمال صدقہ دعا علیہ بخلاف البر یوسف دہ کے کہ اس کے نزدیک حاشا ہوگا چنانچہ شرعیہ کی شرح الہوبانیۃ میں ہے اور البتہ یہ مسئلہ مقدم نہ ہو چکا و لعلنا ذکر اوصاف القالی اور نہت اور شدید ہو جائی تو قسم حق تعالیٰ کے اوصاف مقدمہ کے ذکر کرنے سے ہم

از انجملہ ایک یہ مثال ہے کہ قاضی کے دعا علیہ سے کہ جنگو قسم ہو اس اندی پاک کی سیکے سو اونی مقبوعہ برحق نہیں جو عالم ہو غیب اور شہادت کا کہ تیرے

اور اس شخص کا مال نہیں ہو و قید بعض قیاس و مال خفیہ اور بعض فقہائے تعلیظہ اور شدید کہ دعا علیہ فاسق اور مال کثیر کے ساتھ مقید کیا ہو یعنی تو

معروف بالصلاح اور مال خفیہ و تعلیظہ نہیں والا اختیار فیہ فی صفتہ الی القاضی اور قسم میں اور قسم کی صفت یعنی تشدید میں قاضی کا اختیار اور

م بنی تعین قسم میں قاضی کا اختیار ہو جسے اسکو مصلحت حاکم ہو و وہ اختیار کرے چنانچہ یون کے دعا علیہ سے کہ دعا علیہ یا باندی یا باندی میں کی قسم یا قادر کی قسم

و کتب العطف کیلئے اگر البین اور بہر کرے عطف سے تاکہ قسم کر نہ ہو جائے ہم میں یون نہ کہ قاضی کہ باندی و الرحمن والقادر اس واسطے کہ سختی

تو پاک ہی قسم ہو اور عطف میں نہ کرنا قسم ہوگی قلوب حلفہ باندی و کل عن التعلیظہ لافضی علیہ یہ ای بالکل لان المقصود العطف باندی و متصل بعلی

سو اگر قاضی نے دعا علیہ کو اندکی قسم دی اور اسے تعلیظہ میں سے انکار کیا تو قاضی اس پر نکول سے حکم نہ کرے اس واسطے کہ مطلب تو اندکی قسم سے ہو

اور وہ تو حاصل ہو چکا کذا فی الزبئی لایستلزام التعلیظہ علی المسلم بزمان ولا مکان کذا فی الحاوی فظاہر انہ مباح حسب نہیں مسلمان بر تقدیر قسم کی زبان

سے اور نہ مکان سے کذا فی الحاوی تو ظاہر اس کلام کا ہے کہ تشدید زمانی اور مکانی مباح ہو یعنی اس واسطے کہ نفی اسباب نفی ایست کو متکلم نہیں تعلیظہ زمان

یہ کہ رمضان شریف جامعہ کے دن قسم لے اور تعلیظہ مکان کہ مسجد یا بیت المدین قسم لے و یہ تعلیظہ الیہودی بالمد الذی انزل العویر تہ سئل

موسیٰ و انصاری بالمد الذی انزل الیاس علی عسی و النجوسی بالمد الذی خلق النار فی غلطہ علی کل بقعۃ فلو انکفی باند کا مسلم کی اعتقاد اور

قسم لے یہودی سے اس طرح کہ قسم ہو اس اندکی جسے موسیٰ علیہ السلام پر توبت آسانی اور نصرائی سے اس طرح کہ قسم ہو اس اندکی جسے علی علیہ السلام

پر انجیل آسانی اور نجوسی سے اس طرح کہ قسم ہو اس اندکی جسے آگ پیدا کی تو قسم میں تشدید کرے ہر دین والے پر اس کے اعتقاد کے موافق سو اگر کفارہ

نہ کر یں سے فقہ اندکی قسم پر انکار کرے تو کذا فی الاعتقاد ہم نجوسی سے آگ کی قسم نہ لے اس واسطے کہ غیر خدا کی قسم جائز نہیں بلکہ آگ کے خالق کی

قسم سے تو اسی طرح خود سے لنگا کی قسم نہ لے بلکہ اندکی جسے لنگا پیدا کی والوثنی بالمد تعالیٰ لا ینقر بہ وان عبد غیرہ اور بت پرست سے قسم لے

اند تعالیٰ کے نام پاک کی اس واسطے کہ بت پرست خدا کا اقرار کرتا ہو اگرچہ غیر خدا کی عبادت اور پوجا کرتا ہو م مصباح العاوم میں ہے کہ وقت قسم

ہو کلڑی سے ہو یا پتھر سے یا سو اس کے و جزم ابن الکمال بان الدہریۃ لا ینقدونہ لعلہ قلت و علیہ فایذا یختلفون اور تعین کیا ہو کہ مال

نے اسکا کہ دہریہ آدمی حق تعالیٰ کا اعتقاد نہیں رکھتے ہیں کہتا ہوں اور ہر جب اسکے قیہ لوگ کسی کی قسم کھا وین و فی تحلیلہ الاخر ابن خبیل

کہ القاضی علیک عہدہ و میثاقہ ان کان کذا و کذا فاذا اوی برأسہ او نعم صا ر حائفا اور باقی رہا گوئے کہ قسم دینا اسکا طریقہ یہ ہے کہ قاضی

اس سے کہے کہ تجھے عہدہ جو خدا کا اور اسکا میثاق اگر ایسا اور ایسا ہو پھر جب وہ اپنے سر سے اشارہ کرے کہ ہاں تو وہ حالت ہو جائیگا

م اور اگر انکار کا اشارہ کرے گا تو نکول ہوگا اور دعوے ثابت ہوگا کذا فی الفتنہ اور قاضی گوئے کہ ہاں نہ کہے کہ خدا کی قسم کھا کہ

تیرے اوپر اسکا حق نہیں کہ یہ قسم ہوگی اگرچہ وہ اپنے سر سے اشارہ کرے کہ ہاں اس واسطے کہ اسکا اشارہ گویا یون ہو جائے گا

کین قسم کھانا ہوں اور حالانکہ یہ قسم نہیں کذا فی المطاوی عن الثاقبی ولو اسما ایضا کتب لہ تصیب بخط ان عرفہ ولا یثابترہ اور گو کتا بہر بھی ہو تو قسم کو کھیتے تاکہ وہ اسکا جواب کھئے اپنے خط سے اگر وہ کھنا بنا تاہو اور نہیں تو اس کے اشارہ سے قسم لے ولو اخی ایضا قافہ او و معیہ او سن نصیب

انقاضی شرح وہبانیہ اور اگر گو کتا اور بہر اندھا بھی ہو تو اسکا باپ قسم کھائے یا اسکا وسی یا جسکو قاضی نے منصوب کیا کذا فی شرح وہبانیہ

مہ شارح کو یوں کہنا لازم تھا دشمن قسم نسبت انقاضی اس واسطے کہ قاضی اسکی طرف سے نائب کو اسوقت قائم کرے لگا جبکہ باپ یا اسکا وسی منوجنا پیچہ شرح وہبانیہ میں ہو اور قسم کئی عام پر ہوگی اس واسطے کہ متعلق بغیر تو یقین پر اسکو تحریر کرنا چاہیے پھر معلوم کر کہ قول یا مقدم کے مخالفت ہو کہ نیابت استحسان میں جاری ہوئی ہو نہ حلف میں کذا فی المطاوی ولا یحلفون فی بیوت عباد و تحریر ہوتہ خود بخود اگر ویرود اور نصرائی اور بت پرستوں سے قسم نہ لیا جائے انکے عبادت خانوں میں وہاں کے جانے کی کراہت سے کذا فی الجرم یعنی قاضی وغیرہ کو کفار کے معاہدین باناکہ وہ ہر واسطے کہ وہ جمع شیطانی ہیں اور نظاہر کراہت تحریری اور اسواسطے کہ عند الاطلاق کراہت تحریری ہی مراد ہوئی ہو اور میں نے فتویٰ دیا ہو اس مسلم کی تحریر کا جو لازم کیسہ پر ہووے ساتھ کہ ان فی ہر الرائق و یکھلف انقاضی فی دعوی سبب بر تشیع علی الحال اصل او علی العصورۃ انکار المنکر اور اس سبب کے دعوے میں جو رائل اور اسکا ہر قاضی قسم دے حاصل پر یعنی انکار منکر کی صورت پر ہم حاصل کی تفسیر اصطلاحی پر اور معنی لغوی حاصل کیا یہ جو ہر چیز سے باقی رہت اور ثابت رہے اور اسواسطے کہ جانا رہے چنانچہ قاضی میں ہو انکار منکر کی صورت پر اسواسطے قسم ہوئی کہ منکر یوں کہتا ہو کہ ہمارے مابین میں بیع اور طلاق اور عصب واقع نہیں کذا فی المطاوی و فسرہ بقولہ ای بالمد ما یمکن النکاح قائم و یمکن بیع قائم و یا جب علیک ردہ و ناکا او بدلہ و یا نکاح و یا بی بائن منک وقولہ الا ان متعلق بالبیع سکین فی دعوی نکاح و بیع و عصب و طلاق فیلت و نشر اور منصف نے حاصل کی تفسیر کی اپنے اس قول سے کہ کچھ لو اسکی قسم کرتے دو دن کے مابین میں نکاح قائم نہیں اور تم دو دن کے درمیان بیع قائم نہیں اور پھر اسکا پیہر دینا واجب نہیں اگر وہ قائم ہو یا اس کے عوض کا پیہر دینا اگر وہ ضائع ہو گیا ہو اور وہ عورت تجھے بائن نہیں اسدم نکاح اور بیع اور عصب اور طلاق کے دعوے میں اس کلام میں لغت و نشر تب جو علامہ سکین نے کہا کہ الا ان کا لفظ سب سے متعلق ہو یعنی نکاح اور بیع اور عصب اور طلاق اسدم ثابت نہیں الا علی سبب ای بالمد ما یمکن و ما بایعت خلافا لثانی نظر المدعی علیہ ایضا لاحتمال طلاق و اقلانہ نہ قسم سبب مرتفع پر اس طرح کہ کچھ لو اسکی قسم کرتے نکاح نہیں کیا اور نہ تو نے بیع کی نکاح اور بیعت کے سبب پر قسم نہ لے نظر مدعا علیہ کے بھی اس احتمال سے کہ شاید اس نے بعد نکاح کے طلاق دی ہو اور بعد بیع کے اقرار کیا بیع کا ہو م اور بیعت کے نزدیک میں نے تو استیفاء حق مدعی کے واسطے جو تو یوں کی مطابقت دعوی مدعی سے واجب ہو اور دعوے تو سبب کا جو طرفین کی دلیل یہ ہو کہ اگر مدعا علیہ نے بعد نکاح کے طلاق دی تو وہ اس قسم میں صادق ہوگا کہ واد ما کھت اور اسی طرح بعد اقرار بیع واد ما بایعت آور بعد و عصب واد ما غصبت اور بعد ابا نیت تجدید نکاح سے واد ما طلق کھتے میں صادق ہوگا الا ان الزم من الخلف علی الحاصل ترک النظر المدعی فی الخلف بالاجماع علی السبب او علی صورۃ دعوی المدعی کہ دعوی شفعۃ بالجوار و نفقۃ متبوتہ و انحصار لایرہا لکونہ شافعیاً لصدق حلفہ علی الحاصل فی مقدمہ فی نفس المدعی مگر جبکہ حاصل پر قسم کھانے سے مدعی کی جانب سے ترک نظر لازم آوے تو بالافتقار سبب پر قسم کھاوے یعنی دعوے مدعی کی صورت پر چنانچہ شفعۃ جوار اور نفقۃ متبوتہ کے دعوے میں اور حالانکہ مدعا علیہ دو دن کو واجب نہیں دیکھتا بسبب شافعی مذہب ہونے کے سبب صادق ہونے اسکی قسم کے حاصل پر اس کے اعتقاد میں تو مدعی کا ضرر ہوگا مضافی مذہب میں شفعۃ جوار اور نفقۃ متبوتہ واجب نہیں تو اگر مدعا علیہ شافعی مذہب یوں قسم کھاوے کہ واد ما بایعت شفعۃ جوار اور نفقۃ متبوتہ نہیں تو اس میں حرج مدعی کا ضرر ہو تو یہاں سبب پر اس طرح قسم کھائے کہ واد ما میں نے اس گھر کو نہیں خرید لیا اور یہ عورت میری مطلقہ طلاق بائن حدتین نہیں ہو

نصف

شفعہ جو ار اور مبتدئ کی اسواسطے قید لگائی کہ شفعہ شرکت اور شفعہ ربعی میں حاصل ہونے پر سبب پر قلت و مفاد و املا اعتبار نہ ہو بلکہ المدعی علیہ مال مذہب المدعی فنیہ خلاف والا وجه ان بیا الرافضی بل تقتضی وجوب شفعہ الجواز املا واعتقد المصنفین کہتا ہوں اور قول سابق سے مستفاد ہوا کہ مدعا علیہ کے مذہب کا کچھ اعتبار نہیں تخلیف میں اور مدعی کے مذہب میں اختلاف ہو چکا کہ اور قول موجد پر یہ کہ مدعی سے فاضی پوچھ کر تو وجوب شفعہ جو ار کا مستند ہو یا نہیں اور اسی پر اعتبار کیا تو مصنف نے اپنی شرح میں مقرر کیا کہ مدعی کے کس میں وجوب کا مستند ہوں تو حاصل ہونے پر قسم کے اور اگر مستند ہوں تو سب پر قسم کے کذا فی الظاہ وی و کذا فی التخلیف علی السبب اجماعاً فی سبب لایرفع سبب رافع بعد ثبوت کعبہ مدعی علی مولادہ عقدہ لعدم مکرر رقا اور اسی طرح یعنی سبب پر بالاجماع قسم کے اس سبب میں جو رفع نہیں ہوتا کسی رافع سے بعد اپنے ثابت ہونے کے مانند اس غلام سلمان کے جو اپنے مالک پر اپنے آزاد کرنے کا دعویٰ کرتا ہو سبب مذکور ہونے کی نسبت کے دامانی الامتہ ولو سلمہ والعبد الکافر فکفار رہتا تھا ان حکمت مولانا علی الحاصل اور نوٹدی میں اگرچہ وہ مسلمان ہو اور کار غلام میں تو سبب کر رہے ہونے کی نسبت کے لحاظ دارا الحرب سے فاضی قسم دے دو تو ان کے مالک کو حاصل پر ہم یعنی مولیٰ کو یوں قسم دے کہ تم دونوں کے درمیان اب عقیق قائم نہیں نہ یوں کہ میں نے اسکو آزاد نہیں کیا اس حال سے کہ شاید اسنے آزاد کیا ہو پھر وہ دارا الحرب میں جا ملا ہو پھر وہ دارا السلام میں پھر آیا ہو پھر رقیقت کی طرف اسنے عود کیا ہو تو اس یمن کی صورت سے اسکو ضرر ہو گا اور یہی حال ہو نوٹدی کا کذا فی الظاہ وی والحاصل اعتبار الحاصل الاضرر مدع و سبب غیر مکرر اور حاصل کلام یہ ہو کہ تخلیف میں حاصل کا اعتبار ہو کر سبب ضرر مدعی اور سبب غیر مکرر کے سبب کا اعتبار ہو و صرح قدرا الی یمن و اصل منہ حدیث و ہوا عن اہل حکم ہوا کہ اور بدلا دینا قسم کا اور صلح کرنا قسم سے صحیح ہو بدلیل اس حدیث کے کہ اپنے مال دیکر اپنی اور وچاؤم فدیہ یمن ہوتا ہو بقدر دعویٰ یا اقل سے اور صلح ہوتی ہو اقل سے خذینہ رضی اللہ عنہ پر جب قسم آتی تھی تو انھوں نے مال دیکر قسم نکھائی تھی اور اسی طرح عثمان رضی اللہ عنہ نے چالیس درم کے دعوے میں قسم کے عوض مال دیا اور قسم نکھائی لوگوں نے کہا کہ آپ تو سچے ہیں کیونکہ نہیں قسم کھاتے ہیں جواب دیا کہ شاید میری قسم کو کوئی یمن کا فدیہ گمان کرے اسنے اور اسواسطے کہ مال دینے اور قسم نہ کھانے میں خطا برہو اور وہ تحسن ہو عقلا و شرعا کذا فی النہوی ملخصا وقال الشہید الاحراز عن الیمن الصادقہ و واجبہ قال فی الجہاز ثابت بدلیل جواز الخلف صادقاً اور کہا شہید نے کہ سچی قسم سے بچنا واجب ہو کر الرافعی میں کہا کہ واجب ہو یعنی ثابت ہو بدلیل درست ہونے سچی قسم کے ہم یعنی واجب نے واجب شرعی مراد نہیں کہ سچی قسم کھانا جائز ہو بلکہ واجب یعنی ثابت ہو و لایخلف المتکرر بعدہ ابدالاً اسقط حقہ اور متکرر کو قسم نہ دیکھا جیگی کبھی بعد فدیہ دینے اور صلح کرنے کے اسواسطے کہ مدعی نے اپنا حق ساقط کر دیا مال لیکر و قید بالفد اور اصل لان المدعی لو اسقطہ ای الیمن قصد ابان قال برست من الخلف اور تکرر علیہ او وہبۃ لایصح ولہ الخلیف بخلاف البراءۃ عن المال لان التحلیف للحاکم بزازیرہ اور مصنف نے ستودیین میں فدیہ اور صلح کی قید لگائی اسواسطے کہ مدعی اگر یمن کو بالقصد ساقط کر دے اس طرح کہ کسے مدعا علیہ سے کہ تو بری الذم ہو گیا قسم سے یامین نے اسکو چھوڑ دیا یا بہرہ کر دیا تو یمن نہیں اور اسکو قسم لینا جائز ہو بخلاف برات عن المال کے اسواسطے کہ تخلیف حاکم کے واسطے مخصوص ہو یعنی طلب مدعی کذا فی البرازیرہ م برات عن المال یعنی مال کا معاف کر دینا مدعی کے اختیار میں ہو بلا دخل حاکم کذا اذا اشتري یمنہ لم یجبر لعدم رکن البیع و در اور اسی طرح جبکہ مدعا علیہ اپنی قسم کو قبول سے مدعی سے فاجزا نہیں سبب معدوم ہونے رکن بیع کذا فی اللدر م رکن بیع ہو کہ بیع مال ہو اور حالانکہ یمن مال نہیں فرع مسئلہ فقہ شارح کا اختلاف خصمہ فقال حلفتی مرۃ ان عند حاکم او حکم و برہن قبل والا فله تخلیفہ و در مدعی نے قسم چاہی اپنے مدعا علیہ سے سوائے کہ تو مجھ کو قسم دے چکا ہو یا کیا مگر تخلیف حاکم یا حکم کے



پاس ہوئی اور وہ آپر گواہ لایا تو مدعا علیہ کا قول مقبول ہوا اور میں نے مدعی کو کسی حمایت کا اختیار ہو کہ ان فی الدرر قلت و لم ار او قال انی  
قد خلعت بالطلاق انی لا اخلعت من کتاہون اور میں نے نہیں دیکھا یہ مسئلہ کہ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مقرر میں اس پر طلاق کی قسم کھا چکا کہ البتہ  
میں سم نہ کھا تو نکاح کے حکم کی تصحیح کرنا چاہیے کہ حاکم اس کو قسم دیکھا یا نہ دیکھا ثابت ہو چکا ہو کہ استخلاف احد المتخاصمین کے انصاف ضرر  
نے قاضی ناچار ہو اور مراتب جانب مدعی اوئی ہو تو بموجب اس کے حلف بالطلاق کے دعوے میں مدعا علیہ معذور ہوگا اور قسم  
نکاح سے اس پر مال کا حکم کیا جائیگا کیونکہ اسے خود اپنی ذات کو ضرر پہنچا یا طلاق کی قسم کھا کر اگر اس کی قسم کو ٹالتا کیجیے تو بطلان حکم  
شرع لازم آتا ہو و اللہ تعالیٰ اعلم کہ ان فی المطاوی

### باب الثانی

یہ باب دو قسموں کے ہے: پہلے قسم کھانے میں لاقدم میں الواحد ذکر میں الاثنین جبکہ یصنف ایک شخص کی میں اول ذکر چکا تو اسے دو کی کہیں کو ذکر کیا  
اختلاف اور المتباہان فی قدر میں اور وصفہ او جسہ او فی قدر میں حکم میں برہن لاندہ و ردعوہ بالحق متباہین نے اختلاف کیا شن کے شداد میں  
یا اس کے وصفہ یا جنس میں یا بیع کی مقدار میں تو اس کے واسطے حکم ہوگا جو گواہ لایا اس واسطے کہ اسے اپنے دعوے کو روشن اور ظاہر کر دیا حجت  
اور برہان سے ہم مقدار شن کا اختلاف یہ کہ بائن کے شن میں درم تھا اور مشتری کے بائن تھا اور وصف شن کا اختلاف یہ کہ بائن کے شن  
بدراہم روپہ تھا اور مشتری کے بدراہم کا سدہ تھا اور جنس شن کا اختلاف یہ کہ بائن دعوے کرے کہ شن بدناہم تھا اور مشتری نے کہا بدراہم تھا  
وان برہنا فلم یثبت الزیادۃ اذ الیہبات للاثبات اور اگر دونوں برہان لاوین اپنے دعوے پر ثبوت زیادت کے واسطے حکم ہوگا اس واسطے کہ دنیا  
اثبات کے واسطے ہیں مثبت زیادت خواہ بائن ہو یا مشتری مثبت زیادت کے واسطے اس واسطے حکم ہوگا کہ زیادت میں سارہ ضمیمہ وان اختلاف فیما فی الاثنین  
والبیع جمیعاً قدم برہان البائن لوالاختلاف فی الاثنین اور اگر متباہین نے شن اور بیع میں دونوں میں اختلاف کیا تو برہان بائن کی مقدم ہوگی اگر  
شن میں اختلاف ہو صورت اختلاف یہ ہو کہ بائن کو میں نے یہ ٹوٹی تیرے ہاتھ سو دینا روکھی اور مشتری نے کہا کہ تو نے اس کو اور دوسری ٹوٹی کچ  
اس کے ساتھ پیاس درم کو بیچا اور دونوں گواہ لائے تو بائن کے گواہ اولیٰ ہیں شن میں اور مشتری کے گواہ اولیٰ ہیں بیع میں بظاہر اثبات زیادت تو دونوں ٹوٹی  
مشتری کی ٹوٹی سودہ کو کہ ان فی المطاوی وعن الدناہ و برہان مشتری لو فی البیع بظاہر اثبات الزیادۃ اور برہان مشتری کی مقدم ہو اگر اختلاف بیع میں  
ہو بظاہر اثبات زیادت وان غیر فی البیع و در الثقت من البیۃ فان شی کل بقاۃ الاخر فیما اور اگر متباہین تینوں صورتوں میں عاجز ہو گئے شہادت لائے  
کہ اگر شخص راضی ہو گیا دوسرے کے قول سے تو خوب ثابت ہو کہ ٹوٹی انہما بہ صورت ثلثہ میں سے ایک صورت یہ ہو کہ شن میں اختلاف ہو دوسری یہ کہ بیع میں اختلاف  
ہو مشتری یہ کہ شن اور بیع دونوں میں اختلاف ہو وان لم یرض و احدہما بدعوی الاخر تھا انما کمین فیہا رفسخ من لاندہما اور اگر متباہین میں سے  
کوئی راضی نہ ہو دوسرے کے دعوے سے تو دونوں قسم کھا دیں جب تک کہ بیع میں خیار نہ ہو اور اگر خیار ہو تو بیع پر کہ جس کو خیار ہو ہم دونوں قسم اس واسطے  
ان کی کہ شخص دوسرے کے دعوے کا منکر ہو فلا صبر میں ہو کہ اگر مشتری کو خیار رویت یا خیار عیب یا خیار شرط ہو تو دونوں پر قسم نہیں بنتی جو یہ کہا تو خیار  
میں بائن مشتری کے ماند ہو بدائیم مشتری لاء البادی بالاکار اور قاضی مشتری سے قسم لینا شروع کرے اس واسطے کہ وہی تو شروع کرنے والا ہو انکار  
لام اس واسطے کہ مشتری سے پہلے مطالبہ ہوتا ہو شن کا اور وہ شن کا منکر ہو و ہذا لو کان بیع عین برہن اور یہ بیع مشتری کی قسم سے شروع کرنا اس وقت ہو جب کہ  
کی بیع ہو دین سے یعنی اسباب کی بیع ہو چنانچہ سودہ سے والا بان کان مقایضۃ او صرفاً فهو محض ذیل بقرع ابن ملک اور اگر عین کی بیع نقد سے ہو  
اس طرح ہو کہ اسباب کی بیع ہو اسباب سے یا نقد کی بیع ہو نقد سے تو قاضی مختار ہو چاہے اول مشتری سے قسم لے چاہے بائن سے اور قول ضمیمہ

یہ کہ قاضی قرعہ ڈالے گا اس طرح ابن ملک سمیع متخالفین اس واسطے اختیار ہوا کہ ہر واحد متباہین سے مشتری ہو سکتا ہے و نیز فقیر علی الغنی فی  
 الاصح اور فقہ فی پردہ اختصار کے بقول ص ۴۱ بیان ہو کہ غنییت میں کمال مسائل میں قواعد بون قسم کھائے کہ دو امیرین نے بعض ہزار زمین بجا اور مشتری  
 قسم کھائے کہ دو امیرین نے بعض دو ہزار کے زمین خرید لیا اور قول غرض خراج نہ ہو جو زیادت میں ہو کہ نفی کے ساتھ اثبات کو بھی حکم کرے تاکہ یکواطل سے فسخ اتفاقی  
 البیع بطلب احدہما اور بطلبہما اور قاضی فسخ کرے ایک کی طلب سے یا دونوں کی طلب سے ولا یشیخ بطلان التماثل ولا یشیخ باحدہما بل بطلبہما جو اس سے فسخ  
 نہیں ہو جاتی دونوں قسم کھانے سے اور نہ احد المتباہین کے فسخ کرنے سے بلکہ باطل اور مشتری دونوں قسم کھانے سے فسخ ہوتی ہو کہ ان فی البیعی و مشتری  
 فسخ متعاقبین کے قاضی کو فسخ کرنے کی حاجت نہیں و سن کل منہما لزوم دعوی الاخر باقتضا اولہ قولہ علی المد علیہ وسلم اذا اختلف المتباہان والاسلیم  
 فانہ یبیدا ما اختلفا و اما اذا اوجر دونوں میں سے قسم نہ کھائے اس کو دوسرے قسم کھانے والے کا دعوی لازم ہو جائیگا قاضی کے حکم کر دینے سے اور تماثل  
 متباہین کے مسائل کی یہ حدیث اصل ہو کہ جب باطل اور مشتری اختلاف کریں اور جنس بیع ہو ہو موجود ہو تو دونوں قسم کھا دیں اور باہم  
 رواج کریں و نہ اکل ولا اختلاف فی البطل مقصوراً علی فی ضمن شئی کا اختلاف فہما فی الزن قال قول مشتری فی الزن ولا خلاف اور یہ سببی  
 تماثل اور فسخ اس شرط پر ہو جبکہ اختلاف بدل میں مقصور بالذات ہو تو اگر اختلاف کسی چیز کے ضمن میں ہو جیسے متباہین کا اختلاف مشک  
 میں تو مشتری ہی کا قول معتبر ہوگا اس میں کہ یہ وہی مشک ہو اور تماثل ہو گا مگر صورت اس کی یہ کہ مشتری نے گھی خرید کیا مشک میں جس کا وزن سو  
 رطل ہو مثلاً سو مشتری مشک لایا پھر دینے کو جس کی تول میں رطل ہو تو باطل نے کہا کہ یہ سیری مشک نہیں اور اس نے کہا کہ سیری مشک کی تول اس رطل  
 تھی تو ہاں مشتری ہی کا قول معتبر ہوگا اور اس کے ضمن میں اختلاف میں لازم ہو تو باطل اس کو دے مگر ہاں تو مشتری اتنی کدائی الحموی کما لو اختلفا فی وصف  
 المبیع بقولہ مشتری علی انکاتب او حیا نوقال البائع لم اشترط قال البائع ولا تماثل تلخیص یہ چنانچہ اگر دونوں نے وصف بیع میں اختلاف کیا چنانچہ  
 مشتری کا یوں کہنا کہ میں نے اس غلام کو خرید لیا اس شرط پر کہ وہ کاتب یا نان پڑ ہو اور باطل نے کہا کہ میں نے یہ بشرط نہیں کہین تو باطل ہی کا قول  
 معتبر ہوگا اور قسم نہیں دونوں پر کدائی الطہریہ م خلاصہ یہ کہ اگر وصف میں اختلاف ہو تو تماثل ہی چنانچہ عنقریب مذکور ہو چکا اور اگر وصف  
 بیع میں اختلاف ہو تو باطل کا قول معتبر ہو اور تماثل نہیں و قید اختلاف فہما فی ضمن و بیع لا نہ لا تماثل فی غیرہما لکونہ لا یختل بہ قوام العتد  
 نحو اجل و شرط رہن او خیار او ضمان و قبض بعض شئ اور تماثل مقید ہوا شئ اور بیع کے اختلاف کے ساتھ اس واسطے کہ ان دونوں کے  
 سوا میں تماثل نہیں اس واسطے کہ غیر شئ اور بیع کے اختلاف سے قوام عقد مختل نہیں ہوتا چنانچہ اختلاف مدت اور شرط رہن یا شرط خیار یا  
 شرط ضمان شئ اور قبض بعض شئ کے اختلاف سے م شرط رہن یعنی باطل کے کہ میں نے مشتری سے یہ شرط کر لی ہو کہ وہ تا دوائے شئ کوئی  
 چیز میرے پاس گرو رکھے اور مشتری اس کا منکر ہو اور ضمان شئ کی یہ صورت کہ باطل کے کہ میں نے اس شرط سے بیع کی ہو کہ مشتری شئ کا  
 کسی کو ضمان دے اور قبض بعض شئ کی قید اتفاقی ہو اس واسطے کہ کل شئ کے قبض کے اختلاف کا بھی یہ حکم ہو یعنی قبول قول باطل و نقل  
 للمکرہینہ وقال زفر و الشافعی تماثلان اور اختلاف مدت وغیرہ میں منکر کا قول مقبول ہو اس کی قسم کے ساتھ اور زفر و شافعی نے  
 کہا ان میں بھی دونوں قسم کھا دیں ولا تماثل اذا اختلفا بعد ہلاک المبیع او خروجه عن ملک او تسمیہ بالایر وہ اور قسم دونوں پر نہیں جب  
 متعاقبین اختلاف کریں بعد تلف ہو جانے بیع کے مشتری کے پاس یا اس کے خارج ہو جانے سے اس کی ملک سے یا عیب وار ہو جانے سے اس  
 عیب کے ساتھ کہ اس کے سبب رواج نہیں ہوتا چنانچہ حاملہ ہونا لو نڈی کا مشتری سے م ہلاک بیع میں مشتری کے پاس ہونے کی قید اس واسطے لگائی  
 کہ قبل قبض باطل کے پاس ہلاک ہو جانے سے بیع فسخ ہو جائیگی کدائی الطہریہ و خلف مشتری الا اذا استملک فی ید البائع غیر مشتری اور قسم کھا

فقط مشتری کو جب تک بیع کو بائع کے پاس غیر مشتری نے تلف کیا ہو تو بایں اور مشتری دونوں قسم کھادین م اور اگر مشتری بیع کو تلف کرے بائع کے پاس تو وہ قابض چٹھرے گا اور مخالف نہیں جبکہ اختلاف ثمن ہو بعد قبض کے وقال محمد رحمہ اللہ والشافعی رحمہ اللہ بخلاف ان ویشیع علی قبیۃ المالك اور محمد رحمہ اللہ وشافعی رحمہ اللہ کہ بعد ہلاک بیع بائع اور مشتری دونوں قسم کھادین اور بیع ہوگا بیع ہلاک کی قیمت پر و ہذا لاشئ دینا خلاف قبیۃ مخالف اجماعا لان البیع کل منھا ویرثہ المالك او قبیۃ ویرثہ یعنی فقط مشتری پر قسم جب ہو کہ ثمن دین یعنی ورم یا دینار ہو اور اگر بیع مقایضہ ہو تو دونوں قسم کھادین بالاتفاق اس واسطے کہ عوضین سے ہر ایک بیع ہو اور مثل ہلاک پھر دیا جائے اگر ہلاک مثلی ہو یا کسی قیمت پھر دیا جائے اگر ہلاک قیمت زالی چیز ہو لکن اختلاف فی جنس الثمن بعد ہلاک السلعة بان قال احدہما ویرثہ المالك ویرثہ مشتری رد القیمۃ سراج چنانچہ اگر قضا قدین نے اختلاف کیا ثمن کی جنس میں بعد ہلاک ہوئے بیع کے اس طرح پر کہ ایک سے لکھا کہ ثمن در اہم تھے اور دوسرے نے لکھا دینار تھے تو دونوں قسم کھادین اور مشتری کو رد قیمت لازم ہوگا لکن انی السراج ولا تخالف بعد ہلاک بعضہ او خر و جعن ملکہ کبیرین مات احدہما عند مشتری بعد قبضہ ثم اختلاف فی قدر الثمن علی مخالفات عند ابی حنیفہ رحمہ اللہ و مخالف نہیں بعد ہلاک ہوئے بعض بیع کے باخارج ہونے کے ملک مشتری سے چنانچہ دو غلام کہ ایک انھیں سے مرگیا مشتری کے پاس بعد مقبوض ہونے دونوں کے پھر بائع اور مشتری نے اختلاف کیا ثمن کے بقدر اہم دونوں پر قسم نہیں ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہ نزدیکی الا ان یرضی البائع تبرک حصۃ المالك اصلا فیئید بخلاف ان ہذا علی تخریج النجور و صرف شغل علی الاستثناء الی یمن مشتری بعض بیع کے ہلاک ہونے کے بعد مخالف نہیں مگر یہ کہ بائع راضی ہو جائے ترک حصہ ہلاک پر اصل او اب دونوں پر قسم دیگی یعنی استثناء کو مخالفت کی طرف پھر یا اکثر علی کی تخریج پر ہو اور مخالف بائع نے استثناء کو یمن مشتری کی طرف پھر یا ہرم امن استثناء میں مخالفت ہیں اکثر علی کے نزدیک یہ استثناء مخالفت کی طرف منصرف ہو اس واسطے کہ قدری کے کلام میں یون ہی مذکور ہو تو قدر پر کلام یہ ہو کہ لم یخالف بعد ہلاک بعض البائع الا اذا ترک البائع حصۃ المالك فی مخالفات ان بعد قبضہ علی نزدیک استثناء یمن مشتری کی طرف منصرف ہو جو قدر پر کلام میں کیونکہ قدر پر کلام یون ہو کہ لا تخالف بعد ہلاک بعضہ بل یمن علی مشتری الا ان یرضی البائع علی نحو اس صورت میں قسم ہوگی مشتری پر لکن انی الطحاوی و فی مقصرا و لاقی قدر بدل کتابتہ لعدم لزومها اور مخالف نہیں بدل کتابت سے مقدار کی اختلاف میں بسبب لازم ہونے کتابت کے و قدر اس مال بعد اقالہ عقد السلم علی القول للعبد و سلم الذی لا یعود و سلم اور مخالف نہیں اختلاف راس المال میں بعد اقالہ کہ دینے عقد سلم کے بلکہ غلام کا قول مقبول ہو بدل کتابت میں اور سلم الذی کا قول مقبول ہو راس المال میں اور عقد سلم کا عود ہوگا وان اختلاف المتعاقدان فی مقدار الثمن بعد اقالہ ولا ینبئ بخلاف و عا د البیع اور اگر قضا قدین نے اختلاف کیا مقدار ثمن میں بعد اقالہ بیع اور حال لکھ گواہ موجود نہیں تو دونوں قسم کھادین اور بیع پھر ثابت ہو جائیگی مگر جب بیع عود کیگی تو بائع کا ثمن میں ہوگا اور مشتری کا حق بیع میں چنانچہ قبل اقالہ تھا بخلاف سلم اس واسطے کہ اقالہ عقد سلم میں نقص کا احتمال نہیں رکھتا اس واسطے کہ وہ عبارت ہو اسقاط سے تو عقد سلم کا عود ہوگا لکن انی الطحاوی و لو کان کل من المبیع والتمن مقبوضا ولم یردہ مشتری الی البائع حکم الا لا تخالف ان ردہ المبیع حکم الا لا تخالف خلاف محمد مخالف متعاقدين بعد اقالہ اس شرط پر کہ ہر ایک بیع اور ثمن مقبوض ہو اور مشتری نے اسکو اسکے بائع کی طرف پھر دیا ہو اقالہ کی وجہ سے سو اگر اسکو پھر دیا ہو بوجہ اقالہ تو مخالف نہیں برخلاف قول محمد وان اختلاف الذی الزوجان فی قدر المهر و جنسہ قضی لمن اقام البر بان وان برہم فلا یردہ ان کان مہرا مثل شاہد الزوج بان کان کفالتہ او قتل وان کان شادہا البان کان کفالتہ او اکثر فبیئۃ ولی لا شائبہ خلاف الطاہر اور اگر زوجین نے اختلاف کیا مہر کے مقدار میں یا اسکی جنس میں تو اس واسطے

بائع و مشتری کے بیچ ہلاک ہونے کے بعد مخالف نہیں مگر یہ کہ بائع راضی ہو جائے ترک حصہ ہلاک پر اصل او اب دونوں پر قسم دیگی یعنی استثناء کو مخالفت کی طرف پھر یا اکثر علی کی تخریج پر ہو اور مخالف بائع نے استثناء کو یمن مشتری کی طرف پھر یا ہرم امن استثناء میں مخالفت ہیں اکثر علی کے نزدیک یہ استثناء مخالفت کی طرف منصرف ہو اس واسطے کہ قدری کے کلام میں یون ہی مذکور ہو تو قدر پر کلام یہ ہو کہ لم یخالف بعد ہلاک بعض البائع الا اذا ترک البائع حصۃ المالك فی مخالفات ان بعد قبضہ علی نزدیک استثناء یمن مشتری کی طرف منصرف ہو جو قدر پر کلام میں کیونکہ قدر پر کلام یون ہو کہ لا تخالف بعد ہلاک بعضہ بل یمن علی مشتری الا ان یرضی البائع علی نحو اس صورت میں قسم ہوگی مشتری پر لکن انی الطحاوی و فی مقصرا و لاقی قدر بدل کتابتہ لعدم لزومها اور مخالف نہیں بدل کتابت سے مقدار کی اختلاف میں بسبب لازم ہونے کتابت کے و قدر اس مال بعد اقالہ عقد السلم علی القول للعبد و سلم الذی لا یعود و سلم اور مخالف نہیں اختلاف راس المال میں بعد اقالہ کہ دینے عقد سلم کے بلکہ غلام کا قول مقبول ہو بدل کتابت میں اور سلم الذی کا قول مقبول ہو راس المال میں اور عقد سلم کا عود ہوگا وان اختلاف المتعاقدان فی مقدار الثمن بعد اقالہ ولا ینبئ بخلاف و عا د البیع اور اگر قضا قدین نے اختلاف کیا مقدار ثمن میں بعد اقالہ بیع اور حال لکھ گواہ موجود نہیں تو دونوں قسم کھادین اور بیع پھر ثابت ہو جائیگی مگر جب بیع عود کیگی تو بائع کا ثمن میں ہوگا اور مشتری کا حق بیع میں چنانچہ قبل اقالہ تھا بخلاف سلم اس واسطے کہ اقالہ عقد سلم میں نقص کا احتمال نہیں رکھتا اس واسطے کہ وہ عبارت ہو اسقاط سے تو عقد سلم کا عود ہوگا لکن انی الطحاوی و لو کان کل من المبیع والتمن مقبوضا ولم یردہ مشتری الی البائع حکم الا لا تخالف ان ردہ المبیع حکم الا لا تخالف خلاف محمد مخالف متعاقدين بعد اقالہ اس شرط پر کہ ہر ایک بیع اور ثمن مقبوض ہو اور مشتری نے اسکو اسکے بائع کی طرف پھر دیا ہو اقالہ کی وجہ سے سو اگر اسکو پھر دیا ہو بوجہ اقالہ تو مخالف نہیں برخلاف قول محمد وان اختلاف الذی الزوجان فی قدر المهر و جنسہ قضی لمن اقام البر بان وان برہم فلا یردہ ان کان مہرا مثل شاہد الزوج بان کان کفالتہ او قتل وان کان شادہا البان کان کفالتہ او اکثر فبیئۃ ولی لا شائبہ خلاف الطاہر اور اگر زوجین نے اختلاف کیا مہر کے مقدار میں یا اسکی جنس میں تو اس واسطے

حکم ہوگا جو گواہ لاوے اور اگر دونوں گواہ لاویں تو عورت کے گواہ ادنیٰ ہیں جبکہ اسکا مهر مثل زوج کا شاہد ہو اس طرح ہر کہ مهر مثل زوج کے قول کے برابر ہو یا اس سے کمتر اور اگر مهر مثل زوج کے قول کا شاہد ہو اس طرح ہر کہ اس کے زوجه کے برابر ہو یا زیادہ تو زوج کے گواہ ادنیٰ یا مقبول ہیں اس واسطے کہ گواہ خلاف ظاہر کے ثبت ہوتے ہیں و ان کا ان خیر شاہد لکل منہما بان کان منہما فافہما التماثل لا سئلہ اور حجب مهر مثل علی الصحیح اور اگر مهر مثل زوجین میں سے کسی کا شاہد ہو اس طرح ہر کہ قول زوجین کے مابین میں ہو تو دونوں کے گواہ اسقاطاً یا اعتباراً ہیں بسبب ملائمت کے انہما بین اور اس صورت میں مهر مثل واجب ہوگا بقول صحیح م مابین قول زوجین کے ہونے سے یہ مرد و مہر میں کہ مهر مثل دونوں کے درمیان ہو یا ہو کہ مهر مثل زوجہ کے دعوے سے کمتر ہو اور زوجہ کے دعوے سے اکثر ہو کذا فی الدرر و ان بخرا عن البربان بخلاف و لم یفسخ النکاح لقصبة المہر بخلاف البیع اور اگر زوجین گواہ لائے سے عاجز ہوں تو دونوں قسم کھاویں اور نکاح فسخ نہنگا بسبب تالاج ہونے سے نہ نکاح میں بخلات بیع یعنی ہر ایک کی قسم نے دوسرے کے دعوے کو ٹوٹا و عقد تالیف مہر باقی رہا اور عدم تنفیذ نکاح نہیں اس واسطے کہ مہر تالاج جو نکاح میں بخلات بیع کہ اس میں عدم بیع نہیں ہے کذا فی الدرر و سید ا یمنہ لا ان اول التسلیم علیہ فیکون اول یمینین علیہ لہیرہ اور زوج کی قسم سے ابتدا کی جائے اس واسطے کہ دو تسلیم ہوں میں سے پہلی تسلیم زوج پر ہو تو دوسرے میں سے پہلی قسم اس پر ہو کذا فی الظہیر یہ تسلیم سے مرد تسلیم مہر اور تسلیم زوجہ پر اور دونوں میں تسلیم مہر قبل قدم اور سابق یا بعد یہی بخلاف عندنا بخیر کئی کی ترجیح و خواہ مهر مثل زوج کے موافق ہو یا اقل یا زوجہ کے موافق ہو یا اکثر مابین قولین ہو اور اگر کسی کی ترجیح پر تھا تسمین کی ایک وجہ میں وجوہ ثمرہ مذکورہ سے وہ صورت یہ ہو کہ مهر مثل کسی کے قول کا شاہد ہو اور باقی صورتوں میں زوج کا قول مقبول پر قسم کے ساتھ کہ مهر مثل کسی کے موافق ہو یا اقل اور زوجہ کا قسم کے ساتھ مقبول پر اگر مهر مثل کسی کے موافق ہو یا اکثر اور شرعاً یا ترجیح قولین میں مختلف ہیں کذا فی الطحاوی و حکیم بالتقدید ای مقبول مہر مثلہما حکم السقوط اعتبار التسمیۃ بالتحالف فیقضی بقولہ لو کان کفالتہ او اقل و لقبولہما لو کما التما او اکثر وہو لویمنہما ای بین مائدہ یہ وغیرہ اور زوجہ کا مهر مثل حکم تھا یا جائیگا بسبب اسقاط ہو جانے تنفیذ ہر کے خلاف سے تو زوج کے قول پر حکم ہوگا اگر مہر کے قول کے موافق ہو یا کمتر اور زوجہ کے قول پر حکم ہوگا اگر مهر مثل اس کے قول کے مانند ہو یا کمتر اور مهر مثل پر حکم ہوگا اگر مهر مثل مابین زوجہ اور دعویٰ زوج ہو و لو اختلافہ او الوجه لم یستاجر فی بدل الا جارۃ او قدر المدة قبل الاستیفاء و لکن فی الخلاف و ترا و ادو بدی بین المستاجر لو اختلاف فی البدل و الموجد لو فی المدة و لو ہربنا فالیقۃ للموجد فی البدل و المستاجر فی المدة اور اگر اختلاف کیا موجد اور مستاجر نے بدل اجارہ میں یا مدت اجارہ کی مقدار میں منفعت حاصل کرنے سے پہلے تو دونوں قسم کھائیں اور اجارہ سے کوڑا ل کرین اور مستاجر کی قسم سے شروع کیا جائے اگر دونوں بدل اجارہ و مختلف ہوں اور موجد کی قسم سے ابتدا کیا جائے اگر مدت میں مختلف ہوں اور اگر دونوں گواہ لاویں تو موجد کے گواہ بدل میں مقبول ہیں اور مستاجر کے گواہ مدت میں مقبول ہیں م استیفاء سے منقبت سے مراد یہ ہو کہ استیفاء سے منقبت برقرار ہو مدت کے اندر اور عدم استیفاء سے عدم قدرت استیفاء مراد ہو اس واسطے کہ قدرت علی استیفاء کہ جائے استیفاء کہ وجوب اجرت میں تثنیٰ در صورت صحت عقد کذا فی البحر و معجہ لا و القول للستاجر لا منکر للایادۃ اور بعد استیفاء سے منقبت بخلاف نہیں اور مستاجر کا قول مقبول ہو اس واسطے کہ وہ زیادات اجرت کا منکر ہو م بعد استیفاء سے منقبت بخلاف اس واسطے نہیں کہ خلاف تو فسخ کے واسطے ہوتا ہو اور بعد استیفاء سے منافع فسخ عقد متصور نہیں کذا فی الدرر اور اگر مدت میں اختلاف ہو تو موجد کا قول مقبول ہوگا علانیہ یہ مسئلہ مذکور نہیں کیا اس واسطے کہ شاہد تھا کذا فی الطحاوی عن ابی السعد و لو اختلاف بعد التکلیف من استیفاء البعض من المنفعة بخلاف و فسخ العقد فی الباقی و القول فی الماضی للستاجر لا نقاد باسناد فسادہ کل جزء کعقد بخلات البیع اور اگر موجد اور مستاجر نے اختلاف کیا استیفاء سے بعض منقبت کی تکلیف کے بعد تو دونوں قسم کھاویں اور عقد اجارہ فسخ کر دیا جائے باقی میں اور ماضی میں مستاجر کا قول مقبول ہو بسبب منعقد ہونے اجارہ سے کہ دم دم توہر جزا اسکا مانند عقد ہر



جو جن میں مذکور ہو چکا یعنی متاع شعل میں جن میں زہرے کا قول مقبول ہے ۱۔ اور پوست زہر کا قول کہ زہرہ کے واسطے بقدر ہر چیز مثل زہرہ ہو اور باقی زوج کا جوہر۔  
ابن ابی علی کا قول کہ سب متاع زوج کی ہے۔ قول ابن من اور شریک کا کہ دونوں میں مال برابر ہو۔ جس بصری کا قول کہ سب مال زوجہ کا ہو و قبول  
شریح کا کہ گھر و حرمت کا ہو۔ قول محمد بن کا کہ متاع شکل طلاق اور موت میں زوج کی ہو۔ قول زفر بن کا کہ متاع شکل دونوں میں برابر ہو۔ قول مالک بن کا کہ مال  
دونوں میں برابر ہو۔ کہانی الجرح من خزانہ الاکل لثنا لو واحد یا ملوک کا دلواؤا اور سکا تا و قالا و اشافی ہا کا لفظ القبول للجرئی الخیوۃ و علمی فی الموت  
لان بد الخرقوی و لا یطیت اور اگر احد الزوجین ملوک ہو اگرچہ وہ مازوں یا مکاتب ہو تو حر کا قول زندگی میں معتبر ہو اور زندہ کا قول خواہ وہ جہاں تک  
موت میں مقبول ہو۔ حر کا قول زندگی میں اس واسطے معتبر ہو کہ تصرف حر کا قوی تر ہے ملوک کے تصرف سے اور زہرے کا قول موت میں اس واسطے مقبول ہے کہ  
کے واسطے تصرف نہیں اور صاحبین رہ اور اشافی رہے کہ اگر زوجین ملوک اور حکم میں حر کے برابر ہیں تحقیق الاستاذ الامکانہ والحدیۃ واختیارات  
نفسہا فی البیت قبل العتق فلو لم یحل وابعده قبل ان تختار نفسہا فلو علی ما وصفنا فی الطلاق جہز آزاد ہو گئی ہوتی یا مکاتبہ یا مدہ اور اسے  
اپنی ذات کو اختیار کیا یعنی زوجیت سابقہ سے راضی نہ رہی تو جو اسباب گھرمین ہو قبول آزاد ہونے کے سوا وہ ہوگا جو اور جو اسباب کے بعد آزادی کے ہو قبول اختیار کے  
اپنی ذات کے سوا اس طرح ہر جہز کہ جسکو چاہے کتاب الطلاق میں مذکور کیا جرم یعنی دونوں حرین کے برابر ہیں حکم کنانی الخ و قیط لہما داشت طلاقہ فاشعل  
الزوج و اور شریعت بعدہ لانھا صارت اجنبیۃ لا بد لہا اور جہز الا ان میں ہر کہ زوجہ کو طلاق دی اور عدت گذر گئی تو متاع شکل زوج کی ہے اور اس کے دار و نون کے زوج کے  
بعد اس واسطے کہ زوجہ غیر شخص ہو گئی جس کا کچھ تصرف ثابت نہیں و لما ذکرنا ان الشکل للزوج فی الطلاق ذکرنا اور شریعت اور وجہ کہ چھ متاع شکل کا طلاق میں ذکر کیا کہ وہ  
زوج کی ہو تو اسی طرح زوج کے وارث کی ہر طلاق سے لے کر لیا شریعت ہو اور اس کا جواب قلنا کیون لوار شریعت اور اس عبارت کے ذکر کرنا کچھ فائدہ  
نہیں اور جہز الا ان کی عبارت اس سے خالی ہو و الا و ات وہی فی العتق فاشعل لہا مکاتیب طلاقہ دلیل اور شواہد اگر زوج مر گیا اور زوجہ عدت میں ہو تو متاع  
مشکل زوجہ کی ہو گیا ایسے اس کو طلاق ہی نہیں دی اس کے وارث ہونے کی دلیل سے وہ قیلت المور و المستاجر فی متاع البیت فالقول المستاجر یجوز  
و فی المستاجر لا علیہ من ثیاب بدہ اور اگر مستاجر نے اختلاف کیا اجارہ والے گھر کے اسباب میں تو مستاجر ہی کا قول مقبول ہے اس کے  
قسم کھانے کے ساتھ اور مستاجر کچھ نہیں مگر جو اس کے بدن پر کڑے ہیں و لو اختلفت اسکانی و عطار فی الآلات الاساکتہ و آلات العطارین وہی شے  
ابو یوسف بنیابہ لا نظر لما یصلح کل معنا و تمامہ فی السراج اور اگر کشگر اور عطار نے جھگڑا کیا کشگر اور عطاروں کے ہتھیاروں میں اور حلالہ دونوں  
طرح کے ہتھیار دونوں شخصوں کے قبض اور تصرف میں ہیں تو وہ دونوں کے ہیں بلا نظر صلاحیت ہر واحد یعنی رعایت ہوگی کہ کشگر و ان کے ہتھیار  
کشگر کے ہتھکڑیں اور عطاروں کے آلات عطار کے ہوں اور پورا بیان اس کا سراج میں ہر آلہ مذکورہ دونوں میں اس واسطے برابر ہوے  
لگا گاہے ایک پیشہ و دوسرے پیشہ کے ہتھیار رکھتا ہو اپنی ذات کے واسطے یا بیچنے کے واسطے تو ترجیح نہیں ہو سکتی رجل معوف بالفقر  
والحاجۃ صادمیدہ غلام و علی خنقہ بدرۃ و ذلک بدرۃ فاذا عاہ رجل عوف بالیسار و او عاہ صاحب الدار فلو لم یعوف  
بالیسار ایک مؤمنسی اور محتاجی میں مشہور ہے اس کے ہاتھ ایک غلام لگ گیا جس کی گردن میں روپے یا شریفون کی قیدی معلق ہو اور وہ غنلس مذکور  
کے گھرمین ہو موس غلام کا اس مرنے دعوی کیا جو لادری اور تو لگری میں مشہور ہے اور صاحب خانہ نے بھی اس کا دعوی کیا تو وہ غلام اس  
شخص کا ہو جو مالدار مشہور ہو ہم بدلہ اس قیدی کو کہتے ہیں جبین ہزار یا دس ہزار درم ہوں یا سات ہزار درم ہوں کذا فی القاموس و کذا  
کناس فی منزل رجل و علی خنقہ قیظیۃ یقول الذی ہو علی خنقہ ہی لی و او عاہ صاحب المنزل ففی لصاحب المنزل اور  
اسی طرح ایک جار و بکش ہو ایک مرد کے گھرمین اور اس کی گردن پر بخل کا بلا پوش ہو جس کی گردن پر وہ کہتا ہے کہ میرا ہو اور صاحب خانہ کا ہے

لے یعنی بیچ دے  
ہوئی ہو کہ لڑا  
یعنی وہ قیدی اور  
جہاں جہاں ہے



پاس و دلیت رکھنا ہوتا کہ جب مالک اُسے اور اپنی ملک کے اثبات کا ارادہ کرے تو ذی الیدہ پر گواہ قائم کرے کہ فلا نے سافر فرمایا اُسکو میرے پاس و دلیت رکھا ہو تو مالک کا حق باطل ہو جائے یہی نے کہا تو مالک پر واجب ہو کہ لوگوں کے حالات دیکھتا رہے اور اُنکے حال کے موافق عمل کرے اور یہی صفت قابل اس قول کے ہے کہ بعد قاضی ہونے اور لوگوں کی جگہ گری و ریافت کرنے کے دلیل الیہ کا لسانیت کذا فی الخطا وی و ذہب کہ کتاب الدعوی لان فیما اقول خمسہ علماء اکابر باطنی اندر زار و لان صدر ہائے علمی وغیرہ اور بعضی مسلمان فقہ جیسے کہ کتاب الدعوی کا اس واسطے کہ آئین پانچ عالموں کے قول ہیں چنانچہ در زمین مشرح پر وائے خمسہ ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اس مسئلہ کی پانچ صورتیں ہیں یعنی دو دلیت اور عارہ اور اجارہ اور رہن اور غصب کذا فی العینی وغیرہ م اقول خمسین سے پہلا قول وہ ہے جو حق میں مذکور ہو دوسرا قول ابو یوسف ہے کہ تیسرا قول محمد سرفا کی معرفت اسکا و ذہب کے ساتھ روشناسی بھی ضرور ہو چو چٹھا قول ابن شبر مہمسا کہ مدعا علیہ سے مطلق غصب و دفع نہیں ہوتی پانچواں قول ابن ابی علی کا کہ بدوین گواہوں کے خصوصیت دفع ہو جاتی ہو کہ آئین غصب مالک کا اقرار کیا کذا فی الخطا وی قلت و فیہ نظر اذ الحکم ذلک لوقال و کلنی صاحبہ و بحفظہ او اسکتفی فیما زید الغائب او سر قہ منہ او اسر قہ منہ او وصل منہ فہر نہ تخر او ہی فی بدسہ مزارعہ بزارہ فافصلا رادی عشرہ قلت کلن فی البرازہ فی الزار عہ بالاجارۃ او الدلیۃ قال خلایز او علی التمس و قررہ فی شرح المتقی من کہتا ہوں اور بعضی کے قول میں گفتگو ہو اس واسطے کہ حکم اسی طرح کا ہو اگر ذی الیدہ نے کہا کہ اُسکے مالک نے اسکی حفاظت کا جملہ وکیل کیا یا اس گھر میں جملہ زید غائب ہے رکھا یا میں نے اُسکو غائب سے بطور سرقہ لیا یا میں نے اُسکو نکال لیا یا اُسکے پاس سے وہ چیز گم ہو گئی تھی سو میں نے اُسکو پایا کذا فی البحر یا کہ وہ زمین میرے پاس بطور مزارعت کے ہو تو اب سب گیارہ صورتیں ہیں زمین کہتا ہوں لیکن حق بات وہ ہے جو بزارہ میں ذکر مزارعت اجارہ یا دلیت کے ساتھ ملحق ہو بزارہی نے کہا تو پانچ صورتوں سے زیادہ نہیں اور البتہ میں نے اسکی شرح ملتی میں تحریر کی ہو و انکان ہالکا او قال الشہود او دعوہ من لافقرہ او اقر ذوالیدہ المضمومہ کان قال ذوالیدہ اشتریتہ او انتبہ لمن الغائب و لم یرع الملک المطلق بل ادعی علیہ لان قال المدعی غصبہ تہنی او قال سرق منی و دنا المفعول للشرط علیہ لکان قال سرقہ منی بخلاف غصب منی او غصبہ منی فلان الغائب کا کسی حیثیت تندفع اور اگر مدعی بہ مالک ہو یا گواہوں نے کہا کہ اُسکو و دلیت رکھا ہو اُسے جسکو ہم نہیں پہچانتے یا ذی الیدہ نے قبضہ غصب کا اقرار کیا چنانچہ ذی الیدہ نے یون کہ کہ میں نے اُسکو خرید کیا یا بطریق ہبہ کے لیا شخص غائب سے یا مدعی نے ملک مطلق کا دعویٰ نہ کیا بلکہ مدعا علیہ کے فعل کا دعویٰ کیا اس طرح ہر کہ مدعی نے کہا کہ تو نے اُسکو غصب کر لیا مجھے یا یون کہ اچورا لیا گیا مجھے صنف نے چوری کی نصیبتہ مجھوں ذکر کیا مدعا علیہ کی پردہ پوشی کیواسطے تو گواہی نے یون کہ کہا کہ تو نے اُسکو مجھے چور لیا یا بخلاف اس قول کے کہ غصب کر لیا گیا مجھے یا اُسکو غصب کر لیا مجھے فلا نے غائب نے چنانچہ عنقریب اسکا ذکر آوے گا کہ وہ ان خصوصیت مدعا علیہ سے دفع ہو جائیگی پہل تندفع بالمصدر الصحیح بالجزایہ اور کیا خصوصیت دفع ہوگی بصیغہ مصدر غصب قول صحیح ہے کہ خصوصیت دفع ہوگی کذا فی البرازہ یہ معنی اگر مدعی نے یون کہ کہا کہ یہ چیز میری ملک ہو اور مدعا علیہ کے پاس غصب ہو اور مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس غائب نے و دلیت رکھی ہو تو قبول صحیح دعویٰ کا مندرجہ ہوگا و قال ذوالیدہ المدعی او دعوہ فلاں و برہن علیہ لا تندفع فی اکل ما قلنا اور ذی الیدہ نے دعویٰ غصب اور سرقہ کے دفع میں کہا کہ اُسکو میرے پاس فلا نے غائب نے و دلیت رکھا ہو اور اسپر گواہ لایا تو اکل مسائل مذکورہ میں خصوصیت مندرجہ ہوگی اس دلیل سے جو ہم کہ چکے معنی مالک وغیرہ میں اسواسطے خصوصیت دفع ہوئی کہ دفع خصوصیت کے واسطے قیام میں اور معرفت شد و کواشر شرط کر چکا ہو اور دعویٰ خریداری اور ہبہ میں اقرار قبض ملک پر اور غصب اور سرقہ میں مدعی کا دعویٰ پر مدعا علیہ کے فعل کا قال فی غیر مجلس الحکم علی ثلثی ثم قال فی مجلسہ انہ و دلیۃ عنہ مدعی اور بہن بن فلاں تندفع مع البرہان علی ما ذکرنا کذا فی الیدہ نے مجلس حکم کے سوا اور محکم میں کہ وہ میری ملک ہو پھر مجلس حکم میں بولا کہ وہ و دلیت ہے میرے پاس یا رہن بن فلاں کی جانب سے تو خصوصیت دفع ہوگی

ملک میں غصب کر دینا  
دہرہ اس وقت کہ وہ مال  
سازمان میں نہ ہو  
بظاہر غائب کا مال  
میں یون کہ مالک مالک  
گرمین اس میں کہتا  
ہے کہ زمین میں غصب  
کے واسطے کہ اسکی  
سبب ہو چکا ہو



گواہی کے ساتھ اپنے دعویٰ مذکور پر یعنی اگر مدعا علیہ و دلیلت یا رہن پر گواہ لایا تو دعویٰ صحیح کا دفع ہو جائیگا اور غیر مجلس حکم کا اقرار مقبول ہوگا جبکہ مدعی اسکو گواہی ثابت کرے چنانچہ منصف اسکی آگے تصریح کرتا ہو و لو برہین المدعی علی مقابلہ الاولیٰ بجعلہ خصما و حکم علیہ سبب اقرار یعنی المدعی بجزانہ اور اگر مدعی گواہ لاوے ذی الید کے اول قول پر یعنی اس کے دعویٰ ملک پر تو قضائی اسکو ختم فرماوے اور اس پر حکم کرے بسبب سابق ہونے اس اقرار کے جو مانع ہو دفع خصوصیت کا لکن فی البرازیرہ وان قال المدعی اشتیرتہ من فلان النائب وقال ذوالید فی الدفع اود علیہ فلان ذلک اویضفہ لک بکلیک المتدفع بلانیتہ دفعت الخصومتہ وان لم یبرہن لتوا فقہا ان اصل الملک لفلان اور اگر مدعی نے کہا کہ میں نے اسکو فلا نے شخص غائب سے خرید کیا اور ذی الید نے اس کے وقوع میں کیا میرے پاس اسے فلا نے غائب نے ودیعت رکھا بذات خود تو ذی الید سے خصوصیت منفع ہوگی اگرچہ ذی الید گواہ نہ لاوے بسبب موافق ہونے دونوں کے اسپر کہ اصل ملک شخص غائب کی ہو پر اگر ذی الید یوں کہے کہ میرے پاس شخص غائب کے وکیل نے اسکو ودیعت رکھا ہو تو خصوصیت منفع ہوگی بدون گواہ لانے ذی الید کے الا اذا قال اشتیرتہ و لکن فی قبضہ و برہن کہ جبکہ مدعی نے کہا کہ میں نے اسکو غائب سے خرید کیا اور اسے منجھو وکیل کیا ہو اس کے قبضہ کرنے پر تیسرے پاس سے لیکر اور اس پر گواہ لایا تو خصوصیت منفع ہوگی یعنی ذی الید سے مدعی اسکو منجھو واسطے کہ مدعی احمق البشیر ہو لکن فی بعضی اولاد و صدمہ فی الشر المکرر تسلیم لکما یؤید فیضا علی النائب باقرار وہی عجیبہ اور اگر ذی الید نے مدعی کی تصدیق کی خرید کرنے میں تو اسکو وینہ کا حکم ہوگا تاکہ قضا علی النائب نہ لازم آوے ذی الید کے اقرار سے اور یہ مسلک عجیب ہو یعنی انکار میں تو تسلیم ہو اور تصدیق میں تسلیم نہیں ہم خطاوی ہے کہ کیا اس میں ہرگز کچھ مقام عجیب نہیں اس واسطے کہ ذی الید کا اقرار تحت قاصر ہو ملک غائب پر سرایت نہیں کر سکتا اور اسی طرح علامہ ابو السعید نے کہا کہ کچھ عجیب نہیں اس واسطے کہ اسکا اقرار غیر شخص پر مقبول نہیں ثم اقتصارا لمدرو و غیر ما علی دعویٰ الشرا فید انفاقی فلذا قال ولو ادعی اندہ غصبہ منہ فلان النائب و برہن علیہ و زعم ذوالید ان ہذا النائب اود عہدہ عندہ ان دفعتم لتوا فقہا ان الید لذلک الزل پھر اختصار کرنا صاحب دور و غیر با کا خرید کے دعوے پر قید انفاقی ہو سوا سی واسطے منصف نے کہا اور اگر مدعی نے دعویٰ کیا کہ وہ چیز اسکی پر اس سے فلا نے غائب نے غصب کر لی اور اس پر گواہ لایا تو ذی الید نے زعم کیا کہ اس شخص غائب نے اس کے پاس اسکو ودیعت رکھا تو ذی الید سے خصوصیت منفع ہوگی بسبب موافق ہونے دونوں کے اسپر کہ قبضہ اسی مرد و غائب کے واسطے ثابت ہو و لو کان مکان دعویٰ الغصب دعویٰ سرقتہ لا یشدع زعم ذی الید ایداع ذلک لفلان اجتماعا بجزانہ اور اگر بجائے دعویٰ غصب دعویٰ سرقتہ ہو تو خصوصیت منفع ہوگی ذی الید کے یوں زعم کرنے سے کہ اس غائب نے میرے پاس اسکو ودیعت رکھا اور اگر دوسرا احسان کے لکن فی البرازیرہ و فی شرح الوہابینہ لشرائیل لو اتفقنا علی الملک لاید وکل مدعی الاجارۃ من ملک ان الثانی خصما لا اولیٰ علی الصبیح اور شہنائی کی شرح وہابیہ میں یہ کہ اگر دواض مشق ہوے زید کی ملک پر اور ہر شخص اس سے اجارہ لینے کا مدعی ہو تو مدعی ثانی مدعی اول کا ختم ہوگا بقول صحیح مملک کے آئے ملک اس واسطے ختم ہوگا کہ دعویٰ اجارہ ہنزہ دعویٰ استعارہ کے ہو کہ یہ نہ ہر واحد ملک عین کا مدعی نہیں اور یہی علت ہو مسئلہ لاحقہ کی ولما مدعی رہن اور شرا اور نہ مدعی ثانی رہن اور شرا کے مدعی کا ختم ہوگا اما المشتري فتم لکل کمرشتری تو سب کا ختم ہو لینے جو خرید کا دعویٰ کرتا ہو وہ گواہ لانے کے بعد مستاجر اور مدعی رہن اور مدعی خرید کا ختم ہوگا لکن فی الخطاوی فروع مسائل ملحقہ شارح کے قال المدعی علیہ لی دفع لیمیل الی المجلس الثانی صفری اور مدعی علیہ نے کہا کہ میرے پاس دعویٰ مدعی کے دفع کرنے کی وجہ ہو تو اسکو قاضی کے جلوس ثانی تک فرصت دیجائے لکن فی الصفری المدعی تحلیف مدعی الایداع علی البنات دور مدعی کو قسم لینا مدعی ایداع سے یقین پر جائز ہو لکن فی الدرر یعنی اگر مدعی کے گواہ منون تو ذی الید سے یقین پر نہ علم پر قسم لینا جائز ہو اس واسطے کہ ایداع اگرچہ غلط فعل ہو لیکن اسکا تمام ہونا یعنی قبول ایداع اس سے متعلق ہو اور ذخیرہ میں ہو کہ ذی الید پر قسم نہیں اس واسطے کہ وہ ایداع کا مدعی ہو اور حالانکہ مدعی پر قسم نہیں انتہی

قوی کلام وقوع خلاف بخوبی ہو گئی اسی طرح المدعی علی العلم والخاصی البزانی اور اسکو مقضی مدعا علیہ کو اختیار ہو کہ مدعی سے علم پر قسم لے اور پورا بیان اسکا برازیہ میں ہر حکم مدعا علیہ ذی الید سے دعوی مدعی کا باظہار ایداع وغیرہ کے دفع کیا اور اثبات سے خارج ہو گیا اور مدعی سے دفع میں اسکی تصدیق نہ کی اور ذی الید سے مدعی سے قسم چاہی تو مدعی پر قسم کھائے اس طرح کہ وادعین نہیں جانتا کہ شخص غائب نے ذی الید کے پاس وادعیت کی ہے اسواسطے کہ ایداع غیر کا فعل ہو اور مدعی سے متعلق نہیں لکن فی الجرح وکل نقل اسے فیہ عزت اذ اعتقنا قبل الدفع بالیقین مالم یضرب المولیٰ ابن کمالی نے لکھا کہ یونی وتری کے کہیں بیان نہ کر دیکل کیسا لوٹندی گواہ لائی اسپر کہ کوئی نے اسکو آزاد کر دیا تو دعوی قتل کیواسطے قبل دفع مقبول ہوگا نہ آزاد ہو جانے پر جب تک کہ اسکی شاکہ نہ کرے کہ آزاد کر دیا کہ ابن ملک

## باب دعوی الزمان

یہ باب ہر دوم دون کے دعوی کہنے میں یعنی تیسرے شخص پر دعوی کرین یا ایک شخص دوسرے پر دعوی کرے مقدم حجت خارج فی ملک مطلق اس پر کہ اگر صاحب کاما علی حجت ذی الید مقدم ہوگی شخص خارج کی حجت ملک مطلق میں ذی الید کی حجت پر ملک مطلق وہ جو زمین سب ملک کا ذکر نہ دیا چنانچہ مذکور ہو چکا کہ خارج وہ شخص پر جو ذی الید اور قاضی ہوا اور وجہ تقدیم یہ ہو کہ خارج ہی تو مدعی ہو اور حدیث میں برہان مقبول نہیں مگر مدعی کا برہان و ان وقت صاحب ہر اقطار حجت خارج مقدم ہو اگرچہ دونوں میں سے ایک یہی شخص وقت ملک بیان کرے مگر یعنی خواہ دونوں تاریخ ملک بیان نہ کریں یا دونوں ایک ہی تاریخ ذکر کریں فقط ایک ہی شخص تاریخ ذکر کرے بہر صورت حجت خارج مقدم ہو اور اگر دونوں تاریخ کو بیان کرین اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو اب اسی کی حجت مقدم ہوگی کذا فی الطبی وقال ابو یوسف رحمہ و الوقت احت اور ابو یوسف نے کہا کہ صاحب وقت یعنی جسے تاریخ اور وقت ملک بیان کیا وہ احت پر تقدیم حجت میں و غیرہ فیما لو قال فی دعوا ہذا العبدی غائب عنی منذ شہر وقال ذی الید لی منذ سنتہ مقضی المدعی لان ما ذکرہ تاریخ غیبہ لان ملک فلم یوجد التاريخ من التاريخ المقضی سببہ الخارج اور ثمرہ خلاف امام ابو یوسف رحمہ اس صورت میں ہو کہ خارج نے کہا کہ یہ غلام میرا تو میرے پاس سے غائب ہو گیا مہینہ بھر سے اور ذی الید نے کہا کہ میرا غلام جو سال بھر سے تو مدعی خارج کے واسطے حکم ہوگا اسواسطے کہ جو تاریخ خارج نے ذکر کی وہ اس کے غائب ہونے کی تاریخ ہو گی ہونے کی تو طرفین سے تاریخ ملک کی بنیائی گئی بلکہ ذی الید کی طرف سے تاریخ پائی گئی اور امام رحمہ کے نزدیک تاریخ حالت انفرادی کی نسبت نہیں بلکہ اسواسطے حجت خارج پر حکم ہوگا وقال ابو یوسف رحمہ فیہ مورخ و لو حالہ الانفرادی اور ابو یوسف رحمہ نے کہا کہ تاریخ بیان کرنے والے کے واسطے حکم ہوگا اگرچہ ذکر تاریخ بحالت انفرادی ہو مگر مع الغائبین جامع الفتاویٰ سے یون مقبول ہو کہ ابو یوسف رحمہ کے نزدیک مورخ کے واسطے حکم ہوگا اسواسطے کہ اُن کے نزدیک حالت انفرادی مورخ کی ترجیح پر اہتمی و تشارح کو مناسب تھا کہ لفظ مورخ کا اسواسطے کہ کلام تو بحالت انفرادی میں ہو اور شارح کے کلام سے لفظنا ہو کہ تضام مورخ کے واسطے ہو خواہ دونوں سے تاریخ صادر ہو یا ایک سے اور حالانکہ در صورت صدور تاریخ طرفین تضام مورخ کے کچھ نہیں مگر اسواسطے کہ تاریخ تو دونوں سے ثابت ہو بلکہ بیان تضام سابق ہو گئی لکن فی الطحاوی و یسینی ان مقضی بقولہ لانا و فی و انظر لکذا فی جامع الفصولین و اقراہ المصنف اور لایق یون پر کہ قبول ابو یوسف کے حکم کیا جائے اسواسطے کہ قول بقولہ مدفعہ موافق تر ہو ظاہر تر ہو چنانچہ جامع الفصولین میں یہ روایت ثابت رکھا ہو اسکو مصنف نے اپنی شرح میں مع الغائبین بجائے یقینہ یقینہ ہو و ہوا الاظہر و لو برہین خارجان علی شئ قضی بہ لہما و گواہ لا وین و شخص خارج ایک چیز پر جو تیسرے شخص کے قبض میں ہو تو دونوں کے واسطے اس چیز کا حکم ہوگا مگر دلیل اسکی وہ حدیث ہے جو جو سنن ابو داؤد وین ابو موسیٰ اشعری سے روایت ہو کہ دو شخصوں نے ایک اونٹ کا دعوی کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں اور ہر شخص دودھ گواہ لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس اونٹ کو دونوں میں نصف نصف بانٹ دیا اور دوسری دلیل یہ ہو کہ شہادت چھ شہر عید میں تو اتنے الامکان اسپر عمل واجب ہو اور یہاں عمل ممکن ہو اسواسطے کہ بدل ایہی شود واحد پر اوقات مختلفہ میں ہو سکتا ہو تو کو اسی

باب دعوی الزمان خارج

دعوی

۱۰۰

دینے کے واسطے ہر فریق میں سب سے زیادہ کیا کہ لڑائی الزینین خان برہمنانی کو بھی مکمل سقطا تقدیر مانجھ لوجیہ پھر اگر دوش گداہ لائے نکاح کے دعویٰ میں تو دونوں کی بخت ساقطاً لا اعتبار ہوگی بسبب متغیر جوئے منع کے اگر عورت زندہ ہو مگر عورت زندہ کے نکاح کا شخصوں میں ساتھی دعویٰ کیا اور شخص گواہ لایا کوئی کا دعویٰ ثابت ہوگا اس واسطے مکمل قابل اشتراک کے نہیں جہت برہان کی فیصلہ واسطے لگائی کہ اگر ایک مدعی گواہ لایا ایک عورت کے نکاح پر اور اس کے واسطے حکم ہو گیا ثبوت نکاح کا پھر دوسرے شخص اس کے نکاح پر گواہ لایا تو گواہ اس کے ثبوت کے لئے چنانچہ خبر ماری کی دعویٰ میں برہان اول کے بعد برہان ثانی مقبول نہیں لڑائی المطحی و اولیٰ یعنی بیہوشی کا نصف المہر برہان برات زوج واحد و دولت بخت اسب نہما و تہامس فی الکفاستہ اور اگر عورت میت ہو تو دونوں معین کے واسطے نکاح کا حکم ہوگا اور میں شخص نصف نصف مہر لازم ہوگا اور دونوں شخص ایک زوج کی میراث کے وارث ہونگے اور اگر عورت جی متنی بعد اس کے مرگی تو اول کا نسب دونوں شخصوں سے ثابت ہوگا اور برہان بیان اس کا خلاصہ میں ہوم خلاصہ میں بیان یون پر کو ہندو مکمل دونوں شخصوں سے میراث ان کا مل کا وارث ہوگا اور دونوں ولیس کے ترکہ سے اب واحد کی میراث پاوینگے لڑائی بجز ویس صدقہ اذالم فی بیان کی بدینہ مکذبتہ و لم یمن و قل من کذب بہا اور عورت انکی زوجہ جو جس مدعی کی عورت نے تصدیق کی بشرطیکہ عورت اس کے پاس متوجہ مدعی کی اسے کذب کی اور یہی اسے کذب کی اسے عورت کی دلی مدعی ہوم خلاصہ یہ کہ کذب و شخصوں نے ایک عورت میں تنازع کیا اور دونوں گواہ لائے تو اگر تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ مقدم ہو تو اولیٰ پر اور اگر تاریخ بیان نہ کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہو تو اگر ایک کا قبض ثابت ہو چنانچہ دلی یا اپنے مکان کا رکھنا تو یہی شخص اولیٰ پر اور اگر یہ نہ ہو تو عورت کی تصدیق کا اعتبار برافاضل بخت تاریخ ساج یہ سب سے پھر قبضہ پھر دلی پھر اقرار پھر صاحب تاریخ مقدم ہو تب تاریخین پر کہ اگر ایک کی دلی یا گئی اور عورت اس کے گھر میں ہو تو صاحب خانہ دلی ہو کہ لڑائی المطحی و ہذا اذالم بورخافان اور خافا سابق الحق بہا اور یعنی اعتبار تصدیق عورت اس وقت پر جبکہ دونوں نے تاریخ بیان نہ کی سو اگر تاریخ بیان کی تو صاحب تاریخ سابق اس عورت کا حق ہو یعنی بخت تاریخ کے بنا پر قبض اور دخل کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ سچے دلائل پر خائف ہو تو تاریخ احد ہا یعنی لمن سہوہ لایک لایک لایک تقلت و علی اخرن الثانی یعنی اعتبار تاریخ احد ہا و لم یمن نہ علیہ مثال سو اگر ایک مدعی نے تاریخ بیان کی تو عورت انکی زوجہ جو جسکی اسے تصدیق کی یا ذی الید کی لڑائی الزینین میں گستاہوں اور یہ وجہ اس قول کے جو ابو یوسف رحمہ سے منقول ہو چکا ایک شخص کی تاریخ کا اعتبار کرنا لائق ہو اور میں نے زمین لکھا اسکو چنے اس پر گواہ کر دیا ہو تو غور کر اس میں مخطاوی نے کہا صاحب برہان الزین نے اس پر میرا آگاہ کر دیا کہ ایک شخص کی بھی تاریخ موجب رجحان سے جو ان اقرت لمن لا حجتہ لہ فی لہ وان برہمن الاخر قضی لہ اور اگر عورت نے اقرار کیا اس مدعی کے واسطے جس کے گواہ نہیں تو وہاں مدعی کی زوجہ پر اور اگر دوسرا مدعی برہان لایا یعنی جبکہ اول مدعی کے واسطے موجب اقرار عورت کے حکم ہو گیا اس کے بعد دوسرا مدعی گواہ لایا تو صاحب برہان کے واسطے حکم ہوگا اس واسطے کہ برہان قوی تر ہو تصادق سے لڑائی الخ و لو برہمن احد ہما قطعی لہ ثم برہمن الاخر لم یقض لہ اذ لا حجتہ بلفظ لان البرہان مع التاريخ اقوی منہ بدون اور اگر گواہ لایا ایک مدعی اور اس کے واسطے حکم ہو گیا پھر دوسرا مدعی گواہ لایا تو اس کے واسطے حکم ہوگا اگر اس صورت میں جبکہ مدعی ثانی کی بخت تاریخ ثابت ہو اس واسطے کہ برہان مع التاريخ قوی تر ہو اس برہان سے کہ بدون تاریخ کے ہوم ہر چند بیان و دونوں دعویٰ میں تاریخ ثابت ہو اس واسطے کہ بخت نہیں جو کسی بدون تاریخ کے لیکن جبکہ مدعی ثانی کی تاریخ سابق ہو وہ مدعی اول کی تاریخ سے تو گویا اسے اسلما تاریخ مذکور نہ کی یا مع التاريخ سے تاریخ سابق مراد ہو کہ لڑائی المطحی و علی کما لم یقض بہرہان خارج علی ذی ید نظر نکاح الا اذ ثبت سبقتہ و ان نکاح اس میں جیسے حکم ہوگا کہ شخص خارج کی برہان سے اس ذی الید کی برہان پر جس کا نکاح ظاہر ہو چکا مگر اس صورت میں برہان خارج سے حکم ہوگا جبکہ خارج کی بخت ثابت ہو یعنی یہ ثابت ہو کہ خارج کا نکاح سابق تر ہو ذی الید کے نکاح سے وان ذکر سبب الملک یا ان برہمن علی شراش من ذی الید فکل نصف نصف الثمن ان شاکر او ترکہ اما غیر لفرقین الصنفۃ علیہ اور اگر دونوں

مدعیوں نے سبب ملک کا مذکور کیا اس طرح ہر کوئی دونوں گواہ لائے ایک چیز کی خرید پر ذی الید سے تو ہمدی کے واسطے نصف نصف تو کا حکم ہوگا نصف نصف نصف تو کے اگر مدعی چاہے یا ہو سکے چھوڑ دے مدعی کو اس واسطے اختیار دیا گیا لیکن مدعی نے اس کے سپرد نصف تفرق ہو گیا یعنی پوری چیز کے واسطے باقی بچی اور شاید کسی رغبت پوری چیز پر ہوتا اور دوسری پروان ترک احد ہا بعد ما لقصی لہما لم یاخذ آخر کلمہ لافاضلہ بالقضاء فلو قبل فلاور اگر ایک مدعی نے نصف لیتے چھوڑا اور دونوں کے واسطے حکم ہو جانے کے بعد تو دوسری مدعی اس کو پورا نہیں لے سکتا سبب ہونا چاہئے بیع کے نصف باقی میں قاضی کے حکم سے سوا کر قبل حکم کے ایک مدعی ترک کرے اور دوسرا پورے تو اس کو جائز ہو و ہوا و ادعیاً خیارہ لسا بق تاریخا ان ارخا فیر و الما بق نصف سن الاخر الیہ سراج اور وہ جس کی خرید کا دونوں نے دعویٰ کیا اس مدعی کی جو پہلی تاریخ سالیں ہو اگر دونوں نے تاریخ خرید یا بیع کی تو باقی بچیر دسے جو سن آئے دوسرے سے لیا کذا فی السراج م بقت تاریخ کا اس وقت اعتبار ہو جبکہ باقی ایک ہو اور اگر دونوں کے باقی مختلف ہوں تو سابق کے واسطے کچھ ترجیح نہیں اور نہ فقط موافق کے واسطے کذا فی المحامی و ہولدی ید ان لم یورخا دا نسخ احد ہا و اسوی تاریخا اور وہ یعنی متنازع فی ذی الید کی ہو اگر دونوں مدعیوں نے تاریخ خرید کی بیان نہ کی یا ایک نے فقط تاریخ مذکور کی یا دونوں کی تاریخ برابر ہو ہولدی وقت ان وقت احد ہا فقط و الما ل انہ لاید لہما و الم یوقتا فمد مر ان لکل نصفه نصف الثمن اور وہ چیز وقت بیان کرنے والے کی ہو اگر دونوں میں سے ایک نے وقت کی اور دکانک دونوں کا سپرد قبضہ نہیں اور اگر دونوں نے وقت بیان نہ کیا تو اس کا حکم مذکور ہو چکا کہ ہر مدعی نصف نصف یا ہو گیا نصف نصف ثمن و دیگر و الشرا و اح حق من ہبہ و صدقہ و رہن و ربح قبضہ اور دعوے خرید اح حق ہو ہبہ اور صدقہ اور رہن کے دعوے سے اگر رہن قبضہ کے ساتھ ہو ہم و ترجیح خرید ہو کہ معاوضہ یا رہن سے بکلاں ہبہ و صدقہ اور ماہبہ و الما ل اعراض ہو اس واسطے کہ ہبہ بوجہ و دیگر بیع ہو اور رہن پر خریدنا اس واسطے مقدم ہو کہ خرید مفید ملک بوجہ فی الحال ہو بکلاں رہن و ہذا ان لم یورخا فلو ارخا و اتحد المملک فالاسبق اح حق لقوتہ اور یہ یعنی تقدم خرید ہبہ اور صدقہ یا اس وقت ہو جبکہ دونوں مدعیوں نے تاریخ مذکور نہ کی ہو سو اگر تاریخ بیان کریں اور ایک کر دینے والا ایک ہی شخص ہو تو صاحب تاریخ سالیں اح حق ہوا اپنے قوی ہونے کے سبب سے ولو ارخت احد ہا فقط فالمر مختار اولی اور اگر خرید اور ہبہ اور صدقہ کے دعوے میں فقط ایک کی تاریخ مذکور ہوئی تو تاریخ والی چیز مقدم ہو ولو اختلف المملک استویا و اگر مالک کر دینے والا مختلف ہو تو دونوں برابر ہیں یعنی اس صورت میں خرید ہبہ اور ہبہ اور صدقہ پر مقدم نہیں و ہذا بما لتقسیم اتفاقا اور یہ یعنی برابر ہونا اس چیز میں جو قابل قسمت نہیں مانند بچی وغیرہ کے بالتفاق روایات ہو و اختلف الصحیح فیما لتقسیم کالدر و الاصح ان اکل مدعی الشرا لان الاستحقاق من قبیل الشیوع المقارن لا الطاری نہیہ الدرر اور تصحیح علما مختلف ہو اس چیز میں جو قابل قسمت ہو چنانچہ گھر اور بیع خرولی ہو کہ وہ چیز بالکل مدعی خرید کی ہو اس واسطے کہ استحقاق یعنی استحقاق نصف مدعی خرید کا من قبیل شیوع مقارن کے ہو من قبیل شیوع طاری کذا فی کتاب البتہ من الدرر ہم رہی و عوامی پر کہ آئے قابل قسمت اور غیر قابل قسمت کو یکساں قرار دیا ہو اور اس سلسلین شیوع طاری شہر یا باوجود مفید ہبہ اور صدقہ نہیں کذا فی المحامی و الشرا و المہر و الفیضہ و ترجیح ہی نصف الفیضہ و ہونصف الثمن و فیجہ لما مر اور خرید اور مہر برابر ہیں تو دونوں مدعیوں میں نصف نصف ہوگا اور عورت مدعیہ نصف قیمت اس چیز کی پھر سے اور مدعی خرید نصف ثمن پھر سے یا بیع کو فسخ کرے بدلیل گذشتہ م یعنی جبکہ ایک مدعی نے دعویٰ کیا کہ میں نے اس غلام کو ذی الید سے خرید کیا اور عورت نے دعویٰ کیا کہ ذی الید سے میرے ساتھ نکاح کیا اور یہ غلام میرے مہر میں مقرر کیا یا دونوں برابر ہیں اس واسطے کہ دونوں قوت میں یکساں ہیں کیونکہ ہر ایک مدعی خرید اور مہر ساتھ مثبت ملک ہو مشتری کو فسخ بیع میں اختیار ہوا بسبب تفرق صفتہ کے کما مر ہذا فی الملو ر خا و ارخا و استوی تاریخا فان سلیق تاریخ احد ہا کان اح حق یعنی استویہ خرید اور مہر اس وقت ہو جبکہ دونوں کی تاریخ مذکور ہو یا تاریخ مذکور ہو اور دونوں کی تاریخ برابر ہو سو اگر ایک کی تاریخ سالیں ہو تو



فقہین کی بناوٹ جو دوبارہ نہیں ہوتی اور روئی کا کتا کتا اور دو دو کا دو و حنا اور صوف کا ترغا اور مانند ان اسباب غیر کردہ کے اگرچہ اسباب مذکورہ کے بانے کے پاس واقع ہوئے ہوں تو ذی القیاد حق بخارج سے بالاتفاق ممتنع ہے مراد یہ ہو کہ مدعی کی ملک میں متاع ہوا ہو یا اسکے بانے کی ملک میں یا اسکے بیوی کی ملک میں جائع الفطری میں ہو کہ خلیج گواہ لایا کہ شلاء اوثنی میری بانے کے پاس تھی اور ذی القیاد ہی اسی طرح گواہ لایا تو ذی القیاد کے واسطے حکم ہو گا اس واسطے کہ مدعی اپنے بانے کی طرف سے خاصہ یہ ہو گا کہ اوڑھن کے بانے حاضر ہوئے اور بواسطہ متاع ملک کے مدعی ہوئے لکن فی الحقیقہ وہی الاذاعی الخاریج علیہ فعلیاً لکن نصب وودیتہ ادا جازہ وخواہی روادہ در اوکان سبباً بیکر کنہار و غرض تسخیر و زرع بر و خور واداشکل علی اہل البقرۃ فو الخاریج لانا اصل و ازنا عدلنا عنہ بحديث التناج و دعوی متاع میں ذی القیاد حق بخارج ہو کہ چونکہ خارج ذی القیاد پر فعل کا مدعی ہو چنانچہ غصب ذی القیاد کا و وجوبت یا اجارہ کا اور مانند اسکے ذخیرہ کی رعایت میں لکڑائی الدرر یا ایسے سبب ملک کا دعوی ہو جو کہ ہو سکتا ہو چنانچہ عمارت بنانا اور درخت جمانا اور نشتم کی بناوٹ اور گیہوں وغیرہ کا کہیت ہونا یا سبب ملک کا کہ معلوم ہونا مشکل ہو یا غنم دھن اور وقت کارون پر توہ خارج کے واسطے ہو نہ ذی القیاد کے اس واسطے کہ مدعی خارج ہرگز اصل ہو اور ہتھ جو بیان عدول کیا اصل مذکور سے نہ متناع کی حدیث کے سبب سے منہی روادہ اس واسطے کہ کاعادہ میں منہی فعل کلام ذخیرہ اسکے مخالف ہونے سے کیا لکڑائی الدرر کر عمارت کی یہ صورت ہو کہ ذی القیاد نے دعوی کیا کہ یہ میری اینٹ ہیں نہ اس سے دیوار بنائی اور خارج نے بھی اسی طرح دعوی کیا تو دعوی خارج مقدم ہو سبب امکان ٹکرا اور گیہوں کا ہونا بھی کر ہو سکتا ہو اس واسطے کہ انسان گاہے اسکا ایک زمین میں ہونا بھی ہو سکتا ہو چلتی سے چھان لیتا ہو اور دوسرے کہیت میں ہونا ہو تو اگر خارج اور ذی القیاد نے دعوی کیا کہ گیہوں میں نہ ہوئے ہیں اور دونوں گواہ لائے تو خارج مقدم ہو اور حدیث متناع جابر بن عبد اللہ سے مروی ہو کہ ایک مرد نے ایک اوثنی کا دعوی کیا ایک شخص کے قبض میں ہوا گواہ لایا کہ یہ اوثنی اُمکی ہو اسکے پاس تھی پورا وہ قاضی گواہ لایا کہ قاضی کی ہوا تو قاضی کے پاس جینی ہو تو قریب اللہ علیہ واکو سلم نے وہ اوثنی ذی القیاد کو دی اور یہ حدیث مشہور ہو نہ دوسرے متناع مخصوص ہو چنانچہ محیط میں ہو لکن فی الحقیقہ وہی الاذاعی الخاریج من الخاریجین اور ذی القیاد ہی الاذاعی الخاریج ذی القیاد یعنی علی الشرار من الآخر بلا وقت مستقطا و ترک المال المدعی ہی بقی فی یدن معہ اور اگر ہر شخص گواہ لاوے دو شخصوں میں سے خواہ دو ذی القیاد شخص خارج ہو چن یا ذی القیاد یا ایک خارج ہو اور دوسرا ذی القیاد کہ فی العینی خرید کرے پر دوسرے مدعی سبے بلا ذکر وقت خرید ہو تو ذی القیاد برہان ساقط الا اعتبار ہو گئے اور جس مال کا دعوی ہو وہ اسکے قبضہ میں چھوٹا جاوے گا جس کے پاس وہ ہو م وقت کی قید اس واسطے لگائی کہ اگر دو ذی القیاد مدعی وقت کو ذکر کریں گے تو صاحب وقت اخیر کے واسطے حکم ہو گا لکن فی خزانة الاکل وقال محمد یقینہ الخاریج قلنا الاقدام علی الشرار اقرار نہ یا ملک لہ اور کہا بخبر نے کہ در صورت مذکورہ خارج کے واسطے حکم ہو گا ہم جواب میں کہتے ہیں جس کی طرف سے کہ خرید پر پیشندی کرنا اقرار ہو اس کی طرف سے دوسرے کی ملک کام ہو گا یا ہر شخص کے گواہ دوسرے شخص کے اقرار پر قائم ہوئے اور اس میں بالا جماع شافعی ہو یا سلفی تغریب و لا یثبتا فیضا تا تراتنا قانور اور اگر فریقین کے گواہ خرید کے ساتھ قبض بھی ثابت کریں گے تو بالاتفاق فریقین رحمہ اور محمد رحمہ کے ساقط الا اعتبار ہو گئے و لا یرجح بزیادة عدد الشہود وکان الترتیب عندنا بقوة الدلیل لا بکثرة اذ ترجیح نہیں دیکھا کی عدد شود کی زیادتی سے اس واسطے کہ ہم حنفیہ کے نزدیک ترجیح ہوتی ہو دلیل کی قوت سے نہ اس کی اکثریت سے م قوت دلیل کی یہ صورت ہو کہ ایک دلیل متواتر ہو اور دوسری انقسم احادیث یا دلیل مفسر اور دوسری جمل کو تو منقول کی ترجیح ہوگی جمل پر اور متواتر کی احادیث پر اس واسطے قوی ہوئے مفسر کے جمل سے اور متواتر کی احادیث سے اور چونکہ اکثریت دلیل کی موجبات ترجیح سے نہیں لہذا ایک آیت کی ترجیح دوسری آیت سے نہیں ہوتی اور نہ ایک حدیث کی دوسری حدیث سے اور نہ ایک قیاس کی دوسرے قیاس سے لکن فی الحقیقہ وہی الاذاعی الخاریج علی ہذا الاصل بقدرہ فلما قام احد المدعیین شاہدین و آخر اربعة فہما سوار فی ذلک پھر صفت نے اس قاعدہ مذکورہ پر تقریر کی اپنے اس قیل سے

سو اگر ایک مدعی نے دو گواہ قائم کیے اور دوسرے مدعی نے چار گواہ قائم کیے تو دونوں برابر ہیں اس میں کوئی امتیاز نہیں ہوتا اور خود میں اس واسطے کہ کثرت دلیل موجب ترجیح نہیں دے گا اور ترجیح بربادۃ العدا لان التسلط اصل العداۃ ولا لحد للاحادیۃ اور اسی طرح ترجیح نہیں عدالت کے زیادہ ہونے سے اس واسطے کہ شہادت بین اصل عدالت مستبرکہ اور زیادہ تر عادل ہونے کی کچھ حد نہیں ہے یعنی اگر ایک مدعی کے گواہ عادل ہیں اور دوسرے مدعی کے گواہ عادل ہوں تو ترجیح واقع ہوگی زیادت عدالت سے بسبب اس احتمال کے کہ شاید کوئی شخص اُسے بھی زیادہ تر عدالت رکھتا ہو تو حکم مستقر ہو سکے گا کما قال

یہ کہ زانی اطمادی دار فی بد اخراجی بطل فسخنا و آخر کلھا و برہنا فلما ول ربعا و اباقی لانا خیر لطین المنازعة و ہوان النصف عالم لدی

الحل بلا منازعۃ تم استوفی منازعتہا فی النصف الاخر فی نصف ایک گھر کو ایک شخص کے قبض میں سو ایک مرنے اُسکے نصف کا دعوی کیا اور دوسرے

مہر نے تمام گھر کا اور دونوں مدعی خارج گواہ لائے کہ تو اول مدعی کا چارم گھر ثابت ہو گا اور باقی گھر میری تین چوتھائی دوسرے مدعی کی ہے بطریق منازعت

کے اور منازعت کا طریقہ یہ کہ نصف دار مدعی کل کیے اسلئے سالم بلا منازعت اس واسطے کہ مدعی اول نصف کا دعوی کرتا ہے تو نصف باقی مدعی کا ہے بجز

اسکے اقرار سے ہر دونوں کی منازعت دوسرے نصف میں برابر قائم رہی تو وہ نصف و وزن میں نصفانصفت ہو گا یعنی تو ایک ربع مدعی اول کا ہوا و دین

ربع مدعی ثانی کے و قولا انک شلہ و الباقی لثانی بطریق الاول لان فی المسئلہ کلا و نصفانک شلہ من اتین و قول انی ثلثہ اور صاحبین نے کہا کہ

تساوی گھر اول مدعی کا ہے اور باقی دو تہا اس میں ثانی کی ہیں بطریق عدل کے اس واسطے کہ مسئلہ مذکورہ میں کل اور نصف مجتمع ہو سکے تو مسئلہ دوسرے ہو گا جیسا کہ اوپر

کے نصف کا خارج دو ہیں اور دو عدل کرتے ہیں جن کی طرف یعنی تو مدعی کل کے دو سہم ہوئے اور مدعی نصف کا ایک سہم باعتبار قسمت اثلثات م عدل یہ کہ

خارج میں سام کی گنجائش نہ ہو بسبب کثرت کے تو ہر سہم کو گڑا لجا سنے چنانچہ اس کا صحیح بیان کتاب الفرائض میں آئیگا و اعلم ان الذراع القسمۃ اربعۃ القسم بطریق الاول

اجامعا وہی ثمانیۃ میراث دو ہیں دوسرے دو بچاۃ و درابہم مرسلۃ و سماعیہ و جناہ رفیق اور معلوم کر کہ اقسام قسمت کی چار چیزیں ایک قسم دوم جو حسین ہیں اول

قسم ہوتی جو بافتان امامہ و در صاحبین ہر سہم کے اور ایک آٹھ و دین ہیں قسمت میراث اور دونوں اور وصیت اور حجابات اور درابہم مرسلہ اور

سعیات اور جناہت رفیق م میراث کی یہ صورت ہے کہ جب فرائض کے سامع ہوں کہ مترکہ میں اُنکے پورے ہونے کی گنجائش ہو تو بطریق عدل کے

تقسیم ہوگی مثلاً ایک عورت مرگئی اور ایک زوج اور ایک بی بی ہیں اور ایک دوسری بی بی ہیں چھوٹی بی بی مسئلہ چھوٹی بی بی اور دونوں عدل کے ساتھ سے اور دونوں کی

صورت یہ ہے کہ دونوں مسئلہ جمع ہونے کے مترکہ سے اور ان میں ہونے کے تو اباب دونوں میں بطریق عدل کے مترکہ کو تقسیم ہو گا مثلاً ایک شخص کی میت پر سو درہم ہیں

اور دوسرے کے چار سو درہم اور کل مترکہ سو درہم ہے تو وصیت کی یہ صورت ہے کہ میت کے ایک شخص کے واسطے ثلث مال کی وصیت کی اور دوسرے کے

واسطے ربع مال کی اور تیسرے کے واسطے سدس مال کی اور دار و نون نے یہ وصیت جائز نہ رکھی تا انیکہ مرجع وصیت ثلث مترکہ و کثیر اوتیون شخصوں پر ثلث

اول بطریق عدل تقسیم ہو گا اور حجابات یعنی حجابات کی وصیت کی یہ صورت ہے کہ میت کے جس غلام کی تین ہزار قیمت ہو وہ سو کے ہاقد ہزار

درہم کو بچا جائے اور جس غلام کی قیمت دو ہزار درہم ہو وہ دوسرے ہر دو کے ہاقد ایک ہزار درہم کو بچا جائے سو و وزن شخصوں کے واسطے تین ہزار کی حجابات

ہوتی تو ثلث مال دونوں میں بطریق عدل کے تقسیم ہو گا اور درابہم مرسلہ کی قیمت کی صورت ہے کہ مثلاً ایک درہم کے واسطے ہزار کی وصیت کی اور دوسرے

کے واسطے دو ہزار کی تو دونوں کے فیما بین ثلث بطریق عدل کے ہو گا اور سہایت کی یہ صورت ہے کہ میت کی کہ یہ غلام نصف آزاد کیا جائے اور دوسرا غلام سب

آزاد کیا جائے اور ثلث مترکہ اس وصیت کو کفایت نہیں کرنا تو ثلث مال دونوں کے با بین بطریق عدل کے قسمت ہو گا اور ہر غلام سے بقدر اُسکے حصے کے سہایت سادفہ

ہو جائیگی اور جناہت رفیق شائع نے اس میں دو وزن صو تین داخل کر دیں ایک صورت جناہت کی عبد رفیق غیر مدبر کی دوسری صورت جناہت عبد رفیق مدبر کی تین صورتیں

یہ کہ ایک غلام نے ایک مرد کی انکھیں پھونک دیں اور دوسرے کو بطریق عدل کے آزاد کیا سو دونوں جناہت میں غلام دسے ڈالا گیا تو عبد جانی کی و دونوں میں بطریق

[illegible]

خول کے تقسیم ہوگی تو وراثت مقتول کے وارث کے اور ایک ثلث دوسرے شخص کا اور دوسری صورت یہ ہو کہ غلام مدبر نے جنابت کی غلام غیر مدبر کے مانند اور  
 جنبت اس کی اولیاء سے جائزیت کر دی گئی تو دونوں میں قیمت بطریق عول کے تحت سے ہوگی کذا فی الطحاوی و بطریق المنازعة اجماعاً و ہر مسئلہ انصاف و لین اور دوسری قسم  
 قیمت کی بطریق منازعت کے ہر باجماع امام ۴ اور صاحبین رحمہ کے اور وہ دونوں فضولیوں کا مسئلہ ہر مسئلہ انصاف و لین یہ ہو کہ ایک فضولی نے ایک مرد کے ہاتھ  
 غلام بچا ہر آدم کو اور دوسرے فضولی نے نصف غلام مذکور کو بچا دوسرے مرد کے ہاتھ یا دوسرے کے عوض اور مرنے والوں میں عول کو جائز رکھا تو دونوں  
 مشتریوں کو اختیار ہو اگر لینا اختیار کریں تو تین ربع مشتری کی لے اور ایک ربع مشتری نصف بالاتفاق کذا فی الطحاوی و بطریق المنازعة عندہ و اعلو  
 عندہ ہا وراثت مسائل مسئلہ الکتاب و اذا وصی رجل کل مالاً او بعضہ بینہ و الاخر نصف ذلک او تیسری قسم قیمت کی بطریق منازعت کے ہر امام کے  
 نزدیک اور بطریق عول کے صاحبین رحمہ کے نزدیک اور اسکے تین مسئلہ جن ایک مسئلہ اس کتاب کا ہو یعنی مسئلہ دار و حق میں مذکور ہو چکا اور جبکہ ایک  
 شخص نے ایک مرد کے واسطے اپنے تمام مال کی وصیت کی یا ایک غلام معین کی وصیت کی اور دوسرے مرد کے واسطے نصف مال یا نصف عبد معین کی  
 وصیت کی مگر اوصفت مال کی وصیت یہ دوسرا مسئلہ ہو اور کل اور نصف غلام کی وصیت یہ دوسرا مسئلہ ہو کذا فی الرائق میں ہر کل اوصفت مال کی وصیت  
 میں اگر ورثہ نے وصیت جائز رکھی تو تین ربع مال صاحب کی کہ لے گا اور ایک ربع صاحب نصف کو امام رحمہ کے نزدیک اور صاحبین رحمہ کے نزدیک وراثت حتماً  
 علی کو اور ایک ثلث صاحب نصف کو اور عبد معین کی وصیت میں اگر ثلث مال اس کو کفایت نہ کرے یا کفایت کرے اور ورثہ جائز رکھیں تو غلام کے تین ربع  
 صاحب کل کو لین گے اور ایک ربع صاحب نصف کو امام رحمہ کے نزدیک اور صاحبین رحمہ کے نزدیک وراثت صاحب کل کے اور ایک ثلث صاحب نصف کا کذا  
 فی الطحاوی و بطریق العول عندہ و المنازعة عندہ ہا و بعض مسئلہ کا مبطلہ الریعی و العینی و تمامہ فی الجرح اور جو قسم قیمت کی بطریق عول کے ہر امام کے نزدیک  
 اور بطریق منازعت کے صاحبین رحمہ کے نزدیک اور اسکے پانچ مسئلہ ہیں چنانچہ اس کو الریعی اور عینی نے مشرح بیان کیا ہو اور پورا بیان اس کا  
 بحر الرائق میں ہر مسئلہ یہ ہو کہ عبد ماذون یا مشترک کو دو مالکوں میں ایک مولی نے اس کو سودرم دیے یعنی کوئی چیز اسکے ہاتھ سودرم کو بطریق نسیجی اور  
 ایک اجنبی شخص نے اس کو سودرم بطریق دین کے دیے پھر عبد ماذون یا بیگیا سودرم کو تو امام رحمہ کے نزدیک نہیں عبد مالک دائن اور اجنبی میں بطریق ثلث مقسوم  
 ہو گا وراثت اجنبی کے اور ایک ثلث مالک دائن کا اس واسطے کہ او ان مولی اسکے شریک کے نصف میں بھیجے ہو و نحو اسکے نصف میں دوسرا مسئلہ یہ ہو  
 کہ عبد ماذون کو ایک اجنبی بٹے سودرم دین دیے اور دوسرے اجنبی سے بچاس درہم اور غلام بیچا گیا تو دونوں میں حق کی تقسیم امثال سے ہوگی اور  
 صاحبین رحمہ کے نزدیک اربع ہوگی یعنی سودرم واسے کو تین ربع اور بچاس واسے کو ایک ربع تیسرا مسئلہ یہ ہو کہ غلام نے ایک مرد کو ارزاہ خطا نقل کیا اور دوسرے مرد  
 کو عتد فسخ کیا اور مقتول عتد کے وارث بن سوا یک وارث نے نفعت کر دیا تو مالک عبد کو نفعت عبد اور ذرا عبد بن عبد کو نفعت عبد کو مالک غلام کا نفعت ہوے تو تین ذرا و نفعت  
 دے سے پانچ ذرا و نفعت کرے واسے کے شریک کا اور دوس ہزار و مقتول خطا کے وارث کو اور اگر مالک اس جنابت میں خود غلام کو دے تو دونوں شخصوں میں ان امثال تقسیم ہوگی امام  
 کے نزدیک ہا اور اربع تقسیم ہوگی صاحبین رحمہ کے نزدیک جو قسم قیمت کی ہر اوصفت قیمت دونوں میں تقسیم امثال بطریق عول کے ہوگی امام رحمہ کے نزدیک اور صاحبین رحمہ کے نزدیک  
 تھے اپنے شہداء اور اجنبی کو عتد قتل کیا اور مقتول کے دو دو وارث ہیں تو ہر مقتول کے ایک ایک ولی نے علی انصاف غنہ کو یا تو ام ولد اپنی قیمت کے تین ربع میں  
 حق کرے تو اجنبی کے وارث سکت کہ جو عتد اپنی قیمت کی ہر اوصفت قیمت دونوں میں تقسیم امثال بطریق عول کے ہوگی امام رحمہ کے نزدیک اور صاحبین رحمہ کے نزدیک  
 تقسیم اربع ہوگی بطریق منازعت کے کذا فی الطحاوی عن الجرح و الاصل عندہ ان القسمۃ سببی بہ نسبت لحن ثابت فی عین او ذمہ شائعاً و لایعول و فیہ او لا حد ہا  
 شائعاً و لا آخر فی اکل ثمنانہ اور قاعدہ کلید مسائل مذکورہ میں امام رحمہ کے نزدیک یہ ہو کہ جب قیمت واجب ہو گئی ہو اسطر اس حق کے جو ثابت ہو کسی عین یا ذمہ  
 میں بطریق شیوع کے یعنی بلا امتیاز و اس مسئلہ میں قیمت بطریق عول کے ہر یا حق ثابت ہو بطریق تیسرے کے یا ایک کا حق بعض میں شائع ہو اور دوسرے کا حق کل میں

لے یعنی غلام سے  
 نصف وراثت و مالک سے  
 عتد و مالک سے  
 اعتبار ہو ۱۲



[illegible]





مطلبہ دفع کا حق ثابت ہو اور اگر صاحب دیوار و حنبان رکھنے والے کے پاس وہ مکان اجارہ رکھے تو حق مذکور سابقہ میں ہوتا کہ ان کی اطاعت و وفایت  
 من دار فیہا سبوت کثیر و قلدی سبوت منافی حق میںجا انصاف میں کا طریق اور ایک کوٹھی اور دالان والا سٹلا گھر کے جس میں سب کوٹھی یا  
 اور دالان ہیں اس شخص کے مانند جو کسی سب کوٹھی یا دالان ہیں اس گھر میں سے اس کے حق میں تو صحیح گھر کا دو توں میں نصف نصف پورا  
 کے مانند حق میں صاحب بیت اور صاحب بیوت حق کے استعمال میں برابر ہیں جیسے پھر سے بن اور صاحب رکھنے میں اور کلواں جیسے بن و فی غیر ملک جائیداد  
 صاحب بیت اور صاحب منزل اور صاحب دیوار اور صاحب بیوت اجارہ و زمین برابر ہیں بکلا الشرب اذا اشتاد فاعل انصف  
 بالارض بقدر تقیہا بخلاف پانی لینے کے باری کے جبکہ دو شخص اس میں جھگڑا کریں تو اسکا اندازہ ہلکا زمین سے قدر اس کے سینچنے کے معنی اسباب پانی میں  
 عورتی زمین و الیہ زمین واسطے کے برابر زمین اس واسطے کے پانی کی حاجت سینچنے کے واسطے جو جو جتنی زمین زیادہ آبی پانی لینے کی حاجت زیادہ تو اسکا  
 اندازہ بقدر انصاف کے جو ہر مہناسا انجا راجع علی کل محل منافی الحق قضی بیدر ہا انصاف و شخص غیر کا قبض گواہ لائے اس پر کہ دونوں کا قبض زمین میں  
 دو دونوں کے ثبوت قبض کا حکم ہوگا دونوں زمین و دونوں میں نصف نصف ہوگی ولو برین علیہ اس علی الیہا حدیث او کان تصرف فیہا ابن ابی قحطی بیدر  
 لوجود تصرف اور اگر زمین کے قبض پر دو عین زمین سے ایک شخص گواہ لایا یا وہ شخص اس میں تصرف کرنا خاص طرح پر کرے اس میں اثبتین یا قنین یا عارت  
 بنائی تو کسی کے واسطے قبض کا حکم ہوگا سبب پانچ لائے اسے تصرف کے معنی ملن اشیاء سے مذکورہ اس کے قبض کی دلیل و ادعی الملک فی الحال و شہد  
 الشہود ان ذرا العین کان ملکہ لتقبل لان راہت فی زمان حکم بقاءہ مالم یوجد الغزل دہر ایک مدعی نے فی الحال ملک کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے  
 گواہی دی کہ یہ چیز مدعی کی ملک تھی زمانہ ماضی میں تو گواہی مقبول ہو یعنی فی الحال کی ملک مدعی ثابت ہوگی اس واسطے کہ جو چیز ثابت ہوگی ایک زمانہ  
 میں تو اس کے باقی رہنے کا حکم رہتا ہے جب تک وہ چیز پائی نہ جائے جو اس کے ثبوت کو دور کر دے کہ ان الذر صبی عبر علی نفسه اسے بے عمل یا قیل قال انا  
 حرق القول لہ لان فی نفسه کالباع ایک لڑکا کہ اپنا حال بیان کر سکتا ہے یعنی جو کہتا ہو اسکو سمجھنا ہو وہ بولا کہ میں آزاد ہوں تو اسکا قول مقبول ہو اسکی  
 صبی عاقل اپنی ذات کے تصرف میں ان کے اندر جو یعنی اگر کسی حدیث کا کوئی دعویٰ کرے وہ در صورت اس کے انکار کے بدون شہادت معتبر نہیں کہ ان  
 الذر فان قال انا عبد لفلان غیر ذی الید قضی بہ لذلک الید من لا یبرح نفسه لا قرارہ بعد مذہبہ موافقہ غیر عاقل نے کہا کہ میں غلام کا غلام  
 ہوں یعنی اسکا جو ذی الید نہیں تو وہ ذی الید کو دایا جاوگا چنانچہ وہ ذی الید کو دایا جاوگا جو عاقل نہیں کہ اپنا حال بیان کرے سبب اقرار  
 کرنے صغیر کے اپنے عدم تصرف پر معنی جبکہ اس کے کہ میں غلام ہوں تو اسے ملک ہوئے کا اقرار کیا اور اسکی ملکیت ذی الید کے اس دعویٰ  
 سے ثابت ہوئی جو حالی پر معارض سے صغیر کے اقرار سے ثابت ہوئی کہ اس کا اقرار معتبر نہیں کہ حق میں معتبر نہیں اس خصوص کہ اسکا تدارک  
 بدعی حریث مکان ہو کہ ان کی اطاعت و وفایت کا دعویٰ احرار تہذیب صغیر کے البر بان لما تقر ان التناقض فی دعوی الحریۃ لا یمنع صحیح الدعوی بچہ اگر صغیر  
 مذکور یا نہ ہو اور اسے آزاد ہی کا دعویٰ کیا تو مسطور ہوگا اس واسطے کہ ثابت ہو چکا ہو کہ دعوی حریث میں تناقض صحت کا دعوی مانع فی حق میں

صلی الخ صغیر کہ بچہ اقرار عدم ملکیت کی حالت میں ہوا ہو

### باب دعوی التمسک

یہ باب ہے دعوی میں الدعویۃ لوعان و حوزۃ استیلا و ہوا ان مملوک علی المملوک فی ملک المدعی و دعوت دوسری ایک استیلا کی دعوت دوسری  
 کہ اصل مملوک یعنی غلام پر مملوک کی ملک میں مدم اکثر عرب طعام میں دعوت لفتح واپ بولے ہیں اور سب میں بکسر اں کہتے ہیں و دعوت تحریر و ہوا بخلاف  
 دوسری قسم تحریر کی یعنی آزاد کرنے کی دعوت اور وہ دعوت استیلا کے خلاف و یعنی مدعی کی ملک میں غلام ہو یا آزاد و دعوی سبب استیلا یا

وقت العلون والافتقار دعوة الخیر علی المال سفیع اور اول یعنی دعوت استیلا دعوی تخریر بسبب اس کے سامنے ہونے کے اور اس کے مستند ہونے کے وقت علون سے اور فقہاء ہونے دعوت تخریر کے بالفعل پر اور مغربیہ یہ بیان واضح ہوگا نتیجہ ولادت لائق من سبقتہا شہر من ذبیحۃ قواد عاہ البائع شہرت نسبتہ امتحاناً علو قہائی مگر وہی انجب علی الفکار یعنی فیہ النفاق بھی نوڈی جی یہ عین سے کس مدت میں جو وقت سے کہ اس کی بیج ہوئی پھر اس ولد کا پائے سے دعوی کیا تو ولد کا نسب پائے سے ثابت ہوگا اور اسے امتحان کے سبب اس کے کلین ہونے کے پائے کی ملک میں اور نسب کی بنا پوشیدگی پر ہو تو اس میں تناقض صحت ہوگا ہم بیان قیاس یہ تھا کہ پائے سے نسب ثابت نہوا اور یہی قول ہی زفر فرجہ اور امام شافعی کا واسطہ کر پائے کا جینا پر اقرار ہو اس کی جانب سے کہ وہ نوڈی پر ام ولد نہیں تو اب دعوی نسب کا صریح تناقض ہو تو ان امتحان یہ ہو کہ نام نسب پوشیدگی پر ہو تو اس میں تناقض صحت ہو جیکہ مشق ہو اولاد سے کہ علون پر تھا پائے کی ملک میں اور نسب کی بنا پوشیدگی پر اس واسطے نوڈی کا پائے سے نسب ثابت ہوگا کہ اگر کچھ بر الفطرت نہیں رہا پھر ظاہر ہو تا ہو کہ فطرت ہی کا ہو تو یہ عذر ہو سکتا ہو اعتبار تناقض کے اسقاط میں واذ صحت استغناء قصارت ام ولد فہم فیج فیج ویراد الشہن اور جیکہ دعوی نسب کا صحیح ہو تو علون مستند ہوگا ملک پائے کے زمانہ کی طرف تو نوڈی پائے کی ام ولد ہوگی تو بیج کی نسب کی جگہ کی اور شہر اسکا مشہری کو جیسر بابا بیگا و لکن اذا عاہ اشتری قبیلہ شہرت نسبتہ لود و ملک وایتنا باقرارہ وقیل کل علی اندکھم فہم من لدہ ہا شہر ابیگا و لکن جیکہ ولد کا دعوی کیا مشہری نے پائے کے دعوی سے پہلے تو ولد کا نسب مشہری سے ثابت ہوگا بسبب پائے سے ثابت مشہری کی ملک کے اور نوڈی کا ام ولد ہونا اس کے اقرار سے ثابت ہوگا اور بیعتوں نے کہا مشہری کا دعوی اس پر غول ہوگا کہ مشہری نے اس نوڈی سے نکاح کر لیا تھا پائے کی ملک میں پھر استیلا کی بنا پر اس کو خرید کر لیا و لو عاہ محض اس سے عہد عہد الی ان او بعدہ الا ان دعوت تخریر اور البائع استیلا و نکاح انوی کیا مر اور اگر مشہری نے پائے کے دعوے کے ساتھ دعوی کیا یا بعد اس کے دعوے کے دعوی کیا تو اس کا دعوی مسجوع نہیں اس واسطے کہ وہ دعوت تخریر ہو اور پائے کی دعوت استیلا ہو تو دعوت استیلا ہی قری تر شہر سے گی چنانچہ مذکور ہو چکا شروع باب میں وکذا نسبت من البائع لو عاہ بعد موت الام نکاح موت الولد نفوات الاصل اور اسی طرح ثابت ہوگا نسب و ولد کا پائے سے بعد مرنے کے اس کی ملک کے نکاح موت ولد کے سبب فوت ہو جانے اہل کے ہم صحت حرت میں اصل ولد ہو اور نوڈی کی آزادی تو ولد سے استفادہ ہوتی ہو کر اور دوسری وجہ یہ کہ ولد موت سے نشینی ہو گیا نسب سے و یا خذہ البائع بعد موت امہ و لیبرہ و امہ مشہری کل الشہن و ذل حال حصہ اور پائے ولد کو لیکھا اس کی ملک کی موت کے بعد اور مشہری پر اس میں میرے اور صاحبین نے کہا بعد حصہ ولد کے تو شہر میرے اور صاحبان سے اعتناق مشہری الام و ولد کو لکھو تمہائی حکم اور دونوں کا اعتناق میں مشہری کا آزاد کرنا مانا و ولد کو مانا و دونوں کی موت کے مانند ہوا تو اگر مشہری نے ان کو آزاد کیا نہ ولد کو کچھ پائے سے اور نوڈی کو کچھ میرا بیٹا ہے تو دعوی صحیح ہے اور اس کا نسب اس سے ثابت ہے اور اگر کو لد کو آزاد کیا نہ تو کو دعوی صحیح نہیں جن ولدین اس واسطے کہ اگر کچھ ہو تو اعتناق باطل ہو اور حق بعد وقوع کے بطلان کا احتمال نہیں رکھتا اور نہ مان کے حق میں دعوی صحیح ہے اس واسطے کہ مان ولد کی تاج ہے پھر جب اصل میں صحیح نہوا تو مان کے حق میں باضر و صحیح ہوگا لکن فی المظاہر عن الخ و التبع بیکر لا اعتناق لانه لا یزال لعل الاطلاق ویر حصہ کافکا الملقی وغیرہ وکذا حصہ انما یصل الیہ من ذہب الام مالک فی القہستانی دالیر بان اور مدبر کرنا مشہری کا اعتناق کے مانند ہے اس واسطے کہ تدبیر بھی اعتناق کے مانند محض ابطال نہیں ہے اور پائے ولد کا حصہ مشہری کو کچھ میرے باقتناع امام مر اور صاحبین کے جیسے جیکہ مشہری مان کو لفظ آزاد کرے یا مدبر کرے بدون ولد کے کذا فی الملقی وغیرہ اور اسی طرح مان کا بھی حصہ میرے ہو جب قول صحیح کے امام مر کے مذہب سے چنانچہ قہستانی اور برہان میں ہے وقل فی الدردار الخ عن المہدای علی خلاف مانی الکافی عن البسوط اور نقل کیا ہے اس کو رد اور نسخ الفکار میں ہدایہ سے برخلاف اس قول کے جو کافی میں بواسطہ نقل ہے

ہم ورہین بنایا ہے یہ مقول ہے کہ جب مشتری بانی حصہ بنی و لد مشتری کو پھر سے صاحبین کے نزدیک اور نام کے نزدیک کی طرح  
 تمام بنی پھر وہ چنانچہ موت میں اپنی اور کافی بن بسو طست سے مقول ہے کہ حصہ و لد پھر سے نہ اسکی بان کا حصہ بالاتفاق نام اور صاحبین کے نزدیک اور خطاوی  
 کے نام اتفاق نے ہر امین اعتراض کیا ہے کہ محض نام سے جاسم صغیر اور اصل یعنی بسو طست میں تیسری کی ہے کہ حصہ بنی و لد پھر اور لگا اور اسی طرح کرنی اور خطاوی  
 اپنے مقصر میں اور اسی طرح شس اللہ ایسی ہی نے شامل اور کافی بن اور ابو الملیث نے شریعت میں صاحبین میں تو ظاہر ہو کہ کیا بدایہ کا دلچسپ جرح ہے اگرچہ اسے کسی تصدیق کی ہے  
 چنانچہ دعویٰ زادہ نے اسکو بیان کیا ہے اپنی عبارت المواب دان ادعاہ بعد عتقا و موتہا ثبوت مند و علیہ رد الثمن و انکسار بعد حصہ و قبل لایرد حصہا دانے  
 الاعانت بالاتفاق اپنی فیحفظہ اور مواب الرحمن کی یہ روایت ہو اور اگر بانی نے ولد کا دعویٰ کیا بعد از او کو دینے اسکی مان کے یا اسکی موت کے بعد تو یہ  
 کاسب بانی سے ثابت ہوگا اور اس پر شریعت میں لایرد نام و لگا اور صاحبین ر حرنے حصہ و لد کے پھر و سنے پر انکساری اور قول ضعیف یہ کہ مان کا حصہ بنی و لد میں  
 بالاتفاق پھر مانے اپنی کلام سے اس اختلاف کو یاد رکھنا چاہیے ہم جس قول کو مواب میں ضعیف کیا ہے وہی قول ہے چنانچہ مذکور ہو چکا کہ کافی الخطاوی و ولو و لد لایرد  
 المذكورہ اکثر من جمیع بن وقت البیوع و صدقہ مشتری ثابت النسب تصدیقہ دوسری ام ولدہ علی المعنی القوی لیکان حاکم لایرد علی الصلاح اور  
 اگر لوڈی مذکور ہے تو دوسرے سے زیادہ مدت میں بیچ کے وقت سے اور بانی نے اس کے ولد کا دعویٰ کیا اور مشتری نے بانی کی تصدیق کی تو ولد کا نسب ثابت  
 ہوگا بانی سے مشتری کی تصدیق سے اور لوڈی بانی کی ام ولد ہوگی یعنی دعویٰ نکاح کی راہ سے بانی کا حال اصلاح اور دعویٰ چھوڑ کر کہ ہم شریعت میں مشتری  
 کی تصدیق کی اس واسطے حاجت ہوئی کہ علون و لد کا بانی کی ملک میں بایقین واقع نہیں ہوا اس واسطے کہ مدت عمل دوسرے سے زیادہ نہیں ہوئی بانی کی ام ولد یعنی خطاوی  
 اس واسطے و لوڈی ہونی کی استدلال بانی کی ملک میں بنین ہوا بلکہ باعتبار حسن ظن نکاح سے ہوا یعنی مشتری نے لوڈی کی نکاح کر دیا ہوگا بانی سے بعد از بیچ پر کہ  
 تو لد مشتری کا مالک ٹھہرے گا اور نسب اسکا بانی سے ثابت ہوگا اور اگر بعد بیچ پورے دو سال میں لوڈی بیچے ہو تو کافی الخطاوی نفسی لایرد و لد لیت  
 فیما بین الاقل والاکثر ان حصہ قلم کا لاول احتمال العلون قبل سیدہ والا باقی رہا یہ احتمال کہ لوڈی جنی فعل اور کثرت عمل کے مابین میں یعنی سات مہینے  
 سے تیس مہینے تک و اگر مشتری نے بانی کی تصدیق کی تو اسکا حکم اول کے مانند ہو یعنی ولد کا نسب ثابت اور لوڈی بانی کی ام ولد یعنی اصطلاحی ہوگی  
 اس احتمال سے کہ علون رہا ہوگا بانی کی بیچ سے پہلے اور اگر مشتری نے بانی کی تصدیق کی اس طرح پر کہ اسکی نکاح کی خواہ ولد کا دعویٰ کیا یا نہ کیا  
 یا سکوت کیا نہ تصدیق کی نہ تکذیب تو اول کا حکم ہوگا و لہذا ما قالہ مشتری اتفاقا و کذا البیوع عند الثانی خلاف الثالث شریعتی و شرع صحیح اور  
 اگر بانی اور مشتری نے جھگڑا کیا تھا بانی نے کہا کہ میں نے اسے لوڈی کو بیچا ایک مہینے سے اور لوڈی راہ اور مشتری نے کہا چھ مہینے سے زیادہ مدت ہو چکی  
 بیچ کی اور ولد شریعت میں مشتری کا قول اور صورت عدم بینہ مقبول ہوگا بالاتفاق اور اسی طرح گواہی اسی سے مقبول ہیں ابو یوسف کے نزدیک  
 بر خلاف مذہب محمد کہ کافی الشریعتی و شرح الجمع و فیہ ولدت عند مشتری ولد بن احد ہا لدون ستہ مشر و الاخر اکثر تم دعویٰ البائع الاول ثبت  
 نسبا بلا تصدیق مشتری اور شرح جمع میں ہو کہ اگر لوڈی جنی مشتری کے پاس دو لڑکے ایک لڑکا چھ مہینے سے کثرت میں اور دوسرا لڑکا دوسرے  
 زیادہ مدت میں پھر بانی نے اول ولد کا دعویٰ کیا تو دونوں کو ان کا نسب بانی سے ثابت ہوگا بدون تصدیق کرنے مشتری کے ہم اس صورت میں نسب  
 دونوں کا ثابت ہوگا جبکہ دونوں کی ولادت میں چھ مہینے کی مدت نہ گزر گئی ہو اس واسطے کہ وہ دونوں تو امین ہیں کہ ایک لڑکے سے پیدا ہوئے  
 پھر جب اول بن دعویٰ بانی کا بلا تصدیق متحقق ہو گیا تو دوسرے میں بھی مشتری کی تصدیق کی کچھ حاجت نہ ہوگی اور بیچ فسخ ہوگی اور شریعت  
 پھر دیاجاے گا باع من ولد عندہ و ادعاہ بعد بیع مشتری بہ ثبوت النسب لکون العلون فی ملک و لد سیدہ لان البیوع کلہ انتقض  
 بانی نے اس ولد کو بیچا جو اس کے پاس لوڈی سے پیدا ہوا اور مشتری نے اسکو کسے شخص سے بیچا پھر بانی نے اسکی فرزند کا دعویٰ کیا کہ

ثابت ہوگا سبب ہونے علوق کے بالغ کی ملک میں اور بیچ اسکی بھر جائیگی اسواسطے کہ بیچ تو دینے کا احتمال کبھی ہو لینے اور حق دعوت محض نقص نہیں لہذا بیچ ناجائز دعوت منقوض ہوگی و لکن الحکم لو کا تب الاول اور ہمنہ و آخرہ و کا تب الام اور ہمنہ او آخرہ اور زہما خمداعہ فقیہت نسبہ و مردوبہ التصرفات خلاف الاعتناف کا امر اور اسی طرح بیچ کے مانند حکم ہوگا بالغ نے و لکن اگر تب کیا یا اسکو بہن رکھا یا اجارہ دیا یا اسکی سے نکاح کر دیا یا بچہ بالغ سے اسکی فرزند کا دعویٰ کیا تو اسکا نسب بالغ سے ثابت ہوگا اور یہ تصرفات مذکورہ میں کما تب اور بہن اور اجارہ اور نکاح بھیر خائے جاوے گئے خلاف اعتناف چنانچہ مذکور ہو چکا لینے اگر مشتری و لکن آزاد کر دیا تو و نہوگا اسواسطے کہ اعتناف محض البطلان نہیں بلخ اصداغوا میں البطلو دین سے علقہ دلدا عنہ و اعتقدہ مشتری ثم ادعی الباطل الولد الاخر تب نسبہ باطل عتی مشتری بامرقہ و ہجریۃ الاصل لا انا علقانی لکنہ حتی لو اشترا با حلی لم یطیل عقلہ لانا دعوتہ غیر مقتصر عینی وغیرہ و جزم بہ المصنف بیجا ایک تو املین مولودین سے لینے وہ تو انہیں جنگا علوق اور تولد بالغ کے پاس ہوا اور مشتری نے اسکو بیچ ڈالا پھر بالغ نے دوسرے و لکن جسکی بیچ واقع نہیں ہوئی و دعویٰ کیا تو دونوں کا نسب بالغ سے ثابت ہوگا اور آزاد کرنا مشتری کا باطل ہو جائیگا اس امر کے سبب سے جو زیادہ اور اونچا ہو عشق سے وہ انرا بوجہ حریثہ کی لینے اور حق حریثہ عارضی پر دونوں کا نسب ایک کے دعویٰ سے اسواسطے ثابت ہو گیا کہ دونوں کا علوق بالغ کی ملک میں رہا تھا تو اگر لڑکی کو حاملہ خرید کیا اور اسکے وہ دونوں ہی اور مشتری نے انہیں سے ایک لکچ کو بیچ ڈالا اور مشتری ثانی نے اسکو آزاد کر دیا پھر مشتری اول نے و لکن ثانی کا دعویٰ کب اور مشتری ثانی کا عتی باطل ہوگا اسواسطے کہ یہ دعوت تحریر پر نہ دعوت استیلا اسواسطے کہ علوق اسکی ملک میں نہ تھا تو دعوت تحریر فقط و لکن ثانی پر مقتصر ہوگی لکنانی یعنی وغیرہ اور اسی پر جزم کیا جو مصنف نے اپنی شرح میں تم قال و حیلہ اسقاط دعویٰ الباطل ان ابن عبدہ خان مطلق و حادہ ابی بکری بصر مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور دعویٰ بالغ کے اسقاط کا حلیہ یہ ہو کہ بالغ اقرار کرے کہ کثیر بیعہ کا لیسرے فلاں کا بیٹا ہو تو اس اقرار کے بالغ کا دعویٰ صحیح ہوگا کبھی لکنانی اجمعی لینے اسواسطے کہ غیر کے نسب کا اقرار محض نقص نہیں و قدا فادہ بقولہ قال عمرو یحییٰ جمعہ اربع غیر عینی ہوا بن زید الغائب تم قال ہوا بنی لم یکن انہ ابدا وان وصلیہ حمزہ زید بنو تہ فلا فاما لان النسب لا یحتمل المقض بعد بنو تہ حتی لو بعد تہ بعد تہ میر بیچ اور البتہ مصنف نے اشارہ کیا اسقاط کا مذکور پر اپنے اس قول سے کہ عمر نے مثلاً کہا اس خیر کو جو اس کے ساتھ ہو کسی اور شخص کے ساتھ ہو کہ وہ زید غائب کا بیٹا ہو پھر وہ برادرہ میر لایٹا ہو تو اسکا بیٹا بھی ہوگا اگرچہ زید مذکور اسکی فرزند کی ماکثر ہو بخلاف صاحبین اسواسطے کہ نسب باطل ہے یا نہ ہونے کے محض نقص کا نہیں یہاں تک کہ اگر زید عمرو کی تصدیق کرے بعد اسکی تکذیب کے تو صحیح و جزم صاحبین کا یہ مذہب ہو کہ دعوت مقدمہ کا مقدمہ صحیح نہیں اسواسطے کہ جب اسکا اقرار باطل ہو گیا مقرر کے انکار سے تو گویا اسنے اقرار ہی نہ کیا تھا و لکن اقرار قال یحییٰ ہذا الولد می تم قال لیس منی الا انہ ابدا بعد اقرارہ لا یشتفی بالشی فلا حاجۃ الی الاقرار بہ ثانیاً و لا سہو فی عبارة البعادی کا زید اسواسطہ کہ افادہ اشرہ بلالی اور اسی واسطے لینے چونکہ نسب محض نقص نہیں اگر ایک خیر کو کہا کہ میر لایٹا ہو پھر کہا کہ میر نہیں ہو تو اسکی نفی صحیح نہیں اسواسطے کہ بعد اقرار نسب کے نفی نہیں ہو سکتی نفی کو نہ سے جواب کچ حاجت نہیں دوسری باد نسب کے اقرار کرنے کی اور کچھ سہو نہیں عداوی کی عبارت میں چنانچہ وقوع سو کا لگان کیا ہو ملا خسرہ سے بیان کیا ہو اسکو لینے عدم سو کو خسرہ بلالی سے نعم ملا خسرہ صاحب در نے کہا عادیہ بن یون ہو کہ قال ہذا الولد لیس منی تم قال ہذا منی صح صاحب اس یہ سو ہو کہ کتب اول کا اسواسطے کہ تعیل عداوی اسکو مقتضی ہو کہ یہاں تین عبارتیں ہوں پہلی عبارت مفید و ثانی فرزند ہو اور دوسری عبارت اسکی نفی کی اور تیسری عبارت دوبارہ اثبات کی اور عادیہ بن یون نے نقطہ دہی عبارت میں ہیں انتھی خسرہ بلالی نے کہا کہ لفظ ثالث یعنی اسدہ لانی کی

ملک کا کما و لکنانی  
خبر کی کما و لکنانی  
و تولد مست ۱۱۱





دار الاسلام وعمرہ الخلفہ علیہ السلام کمال ہے یقین کیا ہو اس پر کہ طفل مذکور سلمان ہوگا اس واسطے کہ اس کا حکم دلا اسلام کا حکم ہے اور یہ سب کیا ہو اس پر  
 کوئی کی طرف تو اس اختلاف کو یاد رکھنا چاہیے قال زوج امرأه تصبیحاً معاً ہوا من غیرہا و قالہ ہوا من غیرہا فلو ہما ان او علیہما  
 والاف فی تفسیل ابن الدائم کہ عورت کے شوہر نے کہا اس لڑکے کو جو زوجین کے ساتھ ہو کہ وہ میرا بیٹا جو اس عورت کے سوا اور عورت سے دوزخ کی  
 کردہ میرا بیٹا ہے اس کے سوا اور زوج سے تو وہ دونوں کا بیٹا ہو اگر دونوں نے ساتھی دعوی کیا اور اگر ساتھی دعوی نہیں کیا تو یقین یہ ہے کہ لڑکہ کو اپنی کمال  
 تفسیل مذکور یہ ہے کہ اگر زوج سے اول دعوی کیا تو وہ اس کا بیٹا ٹھہرے گا اور عورت سے تو اگر لڑکی زوجہ بنائے اس کے دعوی کہ تو اس سے نسبت ثابت ہوگا اور اگر عورت  
 اول دعوی کیا پھر زوج نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور عورت سے تو اگر دونوں میں کلمہ ظاہر ہو تو عورت کا قول مقبول نہیں اور وہ دونوں کا بیٹا ہو اور اگر دونوں کا کلمہ  
 ظاہر نہیں تو عورت کا قول حتمی ہو اور اس کا نسب عورت سے ثابت ہوگا بشرط تصدیق مرد میں اس صورت میں ہو کہ لڑکا اپنا بیان کرے کہ اس کا والد اور اس کی کسک  
 اور وہ ان نسبت ظاہر ہو تو اس کے کا قول مقبول ہو مرد یا عورت جس کی وہ تصدیق کر لیا اسی سے اس کا نسب ثابت ہوگا لہذا فی الطحطاوی عن السراج مختصراً وناظر  
 معبر والبان کہ ان جعل فحولاً صدقہ اور یہ یعنی دونوں کا ولد ہونا اس وقت ہو کہ طفل اپنا بیان کرے کہ اس کا والد اور اس کی کسک یا بیوی بیان کرے کہ اس کا والد  
 وہ لڑکا اس کا ہو جس کو وہ سچا کہے ان قیام ادبیا و ذرا بشما یقیدانہ منہا اس واسطے کہ زوجین کا تصرف طفل پر اور دونوں کا قیام فراخ یعنی زوجیت کی  
 مفید ہو کہ وہ لڑکا دونوں کا ہو مطلقاً وہی ہے کہ یہ علت ہے صنف کے قتل کی تو انہما او بتریکہ علت مذکورہ قتل کے پاس مذکور ہوئی و لو ولدت  
 انتر اشترافاً تحقیق غرم الاب قیمۃ الولد یوم الخصومت لانه لم یلغ المنع اور اگر وہ لونڈی جس کو مشتری نے خریدا کیا مشتری سے جینی پھر وہ لونڈی  
 مشتری ملک غیر ہونے کی نفی تو باقی مشتری ولد کی قیمت تاوان ہے وہ قیمت جو اس کی خصوصیت کے دل ٹھہرے اس واسطے کہ وہ مخصوص ملک کا دل ٹھہرے  
 مشتری دعوی ازندی وہ لڑکا لونڈی کے مالک کو نہ سکا و ہر حال نہ مقرر و المخرجون بطاۃ ائمة معتد علیہ مالک یمن و نکاح فخلتم غرم مشتری اور وہ لڑکا  
 آزاد ہو اس واسطے کہ مشتری معزز دینے فریب خود ہو حق و وہ شخص جو ایک عورت سے صحبت کرے اس کی مالک یمن یا مالک نکاح کے تمامہ پروردگار  
 اس سے جینی پھر وہ مشتری غیر ملکہ لہذا قال ولذا اکلہم لملکہما سبب اضرای سبب کان عینی کما لو تزوجہا علی انہا حرۃ فولدت لہم غرم تحقیق غرم قیمت  
 ولہ ہر کسی واسطے مصنف نے کہا اور اس طرح کا حکم ہے اگر عورت کا مالک ہو کسی اور سبب سے سوا سے خریدے کوئی سبب ہو لہذا فی یعنی چنانچہ  
 عورت سے نکاح کیا اس شرط پر کہ وہ آزاد ہو وہ اس کا لڑکا جینی پھر مشتری ملک غیر نفی نکاح کرنے والا ہے ولد کی قیمت کا تاوان ہے اس عورت کے مالک کو  
 فان مات الولد قبل ان خصومتہ فلا شی علی امیرہ عدم المنع کما مر و ارشد لانہ لا اصل فی حقہ فرسوا کہ مقرر کا لڑکا مر گیا قبل خصوصیت کے تو  
 کوئی چیز اس کے باپ پر لازم نہیں ہوا سہل عدم منع چنانچہ مذکور ہو چکا اور میراث ولد کی اس کے والد کو ہو اس واسطے کہ ولد حاصل ہو یا یک حقین تو وہ  
 اس کا وارث ہوگا فان تعلق ابوہ او غیرہ و تمیز الابین و تہریر قیمتہ غرم الاب قیمتہ مشتری کما لو کان حیا سوا کہ لڑکے کو اس کے باپ نے قتل کیا اس کے  
 سوا کسی اور نے قتل کیا اور باپ نے اس کا خون ہالقا یا کسی قیمت کے لیا تو تاوان ہے باپ اس کی قیمت کا مشتری کو چنانچہ تاوان لازم تھا و عورت  
 ولہ ولہم بقض شبانہ لا شی علیہ و ان تمیز قبل ازہ بقدرہ عینی اور اگر باپ نے قتل غیر میں کچھ خون بہا یا لیا تو اس پر کس تاوان نہیں اور اگر اس کا  
 خون ہر اس کی قیمت سے کٹ لیا تو اس پر تاوان اس کی مقدار کے موافق لازم آوے گا لہذا فی یعنی ورجع بہا او بالقیمۃ فی التصورین کا مخرج بنہا  
 ولہا لک علی البعما و مشتری لونڈی کے مانع سے ولد کی قیمت بھرے دونوں صورتوں میں یعنی ایک ملک اور زوجین جیسے لونڈی کا  
 من مانع سے بھرے اگر لونڈی مر گئی ہو یعنی اگر لونڈی مشتری کے پاس جینی پھر اسے مشتری کو اس کی قیمت اور اس کے ولد کی قیمت کا تاوان و باقی مانع  
 سے اس کا من اور ولد کی قیمت بھرے لہذا و استولہ بال مشتری الثاني لکن انما مرجع مشتری الاول علی المانع الاول بال من نقطہ کما فی الکتاب

دعویٰ اور مای طرح مشتری ثانی مشتری اول سے نفس لودھی کا اور قیمت دلہ کی پھیر سہ لیکن مشتری اول تو بائع اول سے فقط حق ہی پھیر کے کا قیمت شد کی  
 کذا فی المواعظ غیر بالابعد بالذی اخذنا المستحق لادبہ استیفاء منافعہا لکافی بابا لمرجوعہ والا استحقاق مع مسائل التناقض و دعا لہما فی متفرقات  
 القضاء و کذا فی الاقرارہ فی غیر مشتری بائع سے لودھی کا مرشل جو مستحق سے مشتری سے لیا بسبب لازم ہوئے مرشل کے لودھی کے ساتھ بائع  
 حاصل کرنے سے پہنچے مذکور ہو چکا بابا لمرجوعہ والا استحقاق میں تناقض کے مسائل کے ساتھ اور کذا مسائل مذکورہ کتاب التناقض متفرقات میں گذر گئے  
 اور کتاب الاقرار میں بھی اسکا ذکر و دیگر فروع مسائل متعلقہ خارج کے التناقض فی موضع الخفاء و عقد تناقض پر بندگی کے مکان میں حاکم ہر نماز و منہج  
 خفیہ قرار دیا ہوا تو اگر ایک شخص نے کہا کہ یہ میری رضیہ ہو پھر اپنی خطا کا معترف ہوا تو اسکا دعویٰ خطا میں صحیح ہو اور بدعا کے ساتھ اسکا کلام جس کا جو کہ  
 اپنے اقرار پر بنا بیت نہ رہے یا اقرار گواہوں سے ثابت نہ ہوا اور لڑا بخلاف یہ کہ درخت سے زوچ کی تصدیق کی اور زوچیت اور دفع میراث پر پھر میراث جاع میراث کا  
 دعوے کیا بلکہ طلاق بائن ہو میراث کا تو دعویٰ سمیع ہو کہ اگر لڑا غدر بوا سطر استصحاب حال زوچیت و بہرست خطا سے بیوقوف کے خلاف ہو تو اور زوچیت پر  
 ایک کپڑا و مال میں لپٹا کر کہہ لیا پھر جب اسکو کھولا تو بولا یہ میرا جو تو دعویٰ سمیع ہو کہ جو بدعتنا فقط اور بشرہا مذکور قبول ہو قبول رجوع کی کئی طرح کا  
 عن حواشی الاشباہ و التسمیاء الدعوی علی غیر سمیع نہیں بیت کے غیر ہم غیر ہم یعنی دامن اور مدیون کے خلاف نہ میری کے کلام سے تیار  
 ہوتا ہے کہ غیر ہم سے مراد ایمان دامن بیت ہو اور دعویٰ ہے اسکو قوی کہا ہے کہ مدیون بیت مراد ہو کہ لانی الطحاوی الا اذا و سبب جمیع الدلائل و سبب لہ  
 فانما سمع علیہ لکونہ زائد افریم سمیع پر دعویٰ سمیع نہیں مگر جبکہ بیت یا سبب لہ اجنبی کو کہہ کر سے اور اس کے قبض میں کر سے تو اس پر دعویٰ سمیع ہوگا  
 ثلث مال پر زیادہ ہوئے سے ہم یہ استننا منقطع ہو بنا زمین پر کہ جسکے واسطے جمیع مال یا زائد علی الناس کی وجہ سے ہو نہ پھر پکڑا کہ لانی الطحاوی  
 ولا یجوز للمدعی علیہ الا انکام مع علیہ الحق الا فی دعویٰ حبس البیہ زمین فیکفی من الردونی الوصی اذا علم بالمدین مدعا علیہ کو جائز نہیں انکار کا باوجود و یا نہ  
 ہوئے حق مدعی کے مگر جمیع کے عیب میں انکار جائز ہو تا مدعی گواہوں سے عیب ثابت کرے تا مدعا علیہ قادر ہوا کے پھیر دینے پر لیکن مدعا علیہ مس  
 بیع کو اپنے بائع کو پھیر دے اور دعوے وصی میں انکار جائز ہو جبکہ وہ دین کو جانتا ہو علامہ ابوالسعود نے کہا کہ دونوں مسئلوں میں ظاہر و قائل ہیں  
 لیکن جو انکار اور عدم جو انکار و ادعا علیہ لانی الطحاوی لا یتخلل مع البرہان الا فی ثلث دعویٰ دین علی میت و استحقاق بیع و دعویٰ آئین تقسیم  
 نہیں برہان کے ساتھ مگر تین مسئلوں میں دعویٰ دین زمین بیت بوا و استحقاق بیع میں اور دعوے عبد آئین میں ہم تنویر الاذیان میں بزار  
 سے جو کہشے میت پر دین کا دعوے کیا اور گواہوں سے ثابت کیا تو مدعی سے قاضی بلا خواہش وصی اور وارث کے کیونکہ قسم کے گواہ میں ہے  
 دین نہیں پایا مدیون سے اور نہ کسی نے اسکی طرف سے ادا کیا اور نہ کوئی چیز اسکی میرے پاس گویا اور نہ میری طرف سے کسی کا قبض کیا  
 میرے ام سے اور نہ میں نے اسکو معاف کر دیا نہ علی بعض اور نہ میں نے کسی کو اس پر حوالہ کیا انتہی اور جبکہ بیع مشتری کے پاس حق غلطی گواہوں  
 تو مستحق علیہ بیع مشتری کو مستحق سے لیا تو قسم لینا جائز ہو کہ وہ مدین سے اسکو نہیں ہیجا اور نہ ہمہ اور صدقہ کیا اور نہ یہ چیز میری ملک سے کسی اور  
 نکلی اور دعوے آئین کی یہ صورت ہو کہ تاحسی سے غلام گزشتہ کو قید کیا پھر ایک شخص آیا اور اسے اسکا دعوے کیا اور گواہوں سے ثابت کیا کہ وہ اسکا  
 غلام ہو تو اس شخص سے قسم لیجائے کہ وہ غلام ہنوز اسکی ملک میں باقی ہو یا ہمہ سے اسکی ملک سے خارج نہیں ہوا پھر جب قسم کھائے تو اسکو واپس جائے  
 اور باوجود برہان قسم اسکا سطلے مدعی پر لازم آئی تا کہ حکم حاکم بطلان سے محفوظ رہے اور جو عاجز ہو اپنی خطائی سے اسکی رعایت حال ہو کہ لانی الطحاوی  
 الاقرار لا یجایع البیتہ الا فی امر بیع و کالہ و و ما یوہا و اشباہ دین علی میت و استحقاق عین من مشتری و دعویٰ آلا بقی اقرار جمیع نہیں ہوتا نیز  
 کے ساتھ لیکن جب مدعا علیہ سے دعوے کیا اور تکرار کا جواب گواہ لائے کی کچھ حاجت نہیں قبول دعوے میں مگر جابہر بقون میں استدرار جمیع

ہونا جو گواہوں کے ساتھ وکالت میں اور وصایت میں اثبات میں میت پر استحقاق عین میں بشری سے اور غلام گریختہ کے دعویٰ میں م  
یہ چار صورتیں ہیں بلکہ پانچ ہیں وکالت کی یہ صورت ہے کہ جب مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ شخص اس دین کے قبضہ کو نیکو دیکل جو میرے اوپر ہے تو کسک  
گواہ لاوے وکالت پر اس واسطے کہ اگر بدو گواہوں کے اسکو دین دیکھا تو مدعا علیہ کو ضرر ہوگا اسواسطے کہ دوسری الذمہ نہ لگا کر کسک قابض کی  
وکالت کا انکار کرے اور وصایت کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے غامی سے کہا کہ فلاں بن فلاں نے مجھ کو بی کیا اور وہ دم گیا اور اسکا اسپر تاجی جو مدعا علیہ  
نے اسکی تصدیق نہ کی تو غامی اسکی وصایت کو کتابت نہ کرے اسکی اقرار سے جب تک گواہ نہ لاوے اسواسطے کہ اگر اسکو مال دیکھا تو میری الذمہ نہ ہوگا اگر  
میت کا وارث منکر وصایت ہو اور اثبات دین کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص نے بعض ورثہ پر دعویٰ کیا کہ میرا دین میت پر ہے سو وارث نے دین کا اقرار کیا  
تو میری وارث کے حصے سے اپنا دین لے بقدر اسکے حصے کے اور مدعی کو اختیار ہے کہ اپنے حق کے واسطے گواہ لاوے تاکہ اسکا حق قائم نہ کرے متعلق چاہے  
اور اگر سب وارث اقرار کریں تو بھی گواہ لے سکتے قبول ہیں وارثوں کے اور دوسرے داین کے عین اور استحقاق عین کی یہ صورت ہے کہ بشری نے جبکہ استحقاق  
کا اقرار کیا مستحق کے واسطے تو وہ حق پھر نہیں سکتا پھر مستحق گواہ گذرانے استحقاق پر تو اب حق پھر لگایا بلے سے اور غریب مذکور ہر چکا انکار مع العام  
جائز ہوتا کہ استرجاع پر قدرت حاصل ہو اور بعد ازاں کے دعویٰ کی یہ صورت ہے کہ ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ اگر غلام اسکے پاس ہے وہ میرے پاس لگا یا ہے  
اور اسنے اسکا اقرار بھی کیا تو مدعا علیہ کو مطلب برہان جائز ہے اس احتمال سے کہ شاید کسکلی درخش حاصل ہوگی غلام کے مدعی کی جانب سے کذافی اطمینان  
لا مختلف علی حق بھول الای استاذ اتمام القاضی جسکی تہم وقتی وقف و فی رہن بھول و دعویٰ سر تو غصب خیا نہ مودع قسم لیا حق بھول غیر میں پر  
میں گھر چھوڑ دین میں جبکہ غامی تہم کے دھما اور وقف کے متولی کو متمم جانے اور رہن بھول میں اور سر تو اور غصب و ضمانت مودع کے دعویٰ  
میں م ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ اسنے میرا مال کچھ تلف کیا یا دیون لے لیا کہ میں نے کچھ دین ادا کیا مگر مجھ کو یا دینین کہ کتنا تھا اور مدعا علیہ سے قسم  
چاہی تو غامی اسکی طرف التفات نہ کرے تو جسکی جمالت قبول شہادت کی مانے ہو ویسی استخلاص کی مانے ہو لیکن اگر قاضی کو وہی تہم یا متولی وقف میں  
پیشہ شہر پڑے تو باوجود مدعویٰ حق معلوم دونوں سے قسم لے رعایت حال تہم وقف رہن بھول کی یہ صورت ہے کہ دین نے دین بھول کا دعویٰ کیا  
مثلاً ثوب غیر میں مین کا سودم تہن نے اسکا انکار کیا تو دہن سے قسم لیجائے بعض علما نے کہا بشرطیکہ مدعی مقدار دین کو نہ کرے بعض علما نے کہا کہ اسکا مال میں  
سماع دعویٰ مع البراء استحق علیہ پر گرو دیت اور غصب و زرق کے دعوے میں بیان قیمت بعض شائخ نے نزدیک شرط پر اسکا ادا کذافی اطمینان ہی مخلصا  
لا مختلف المدعی اذا حلف المدعی علیہ الای مسئلہ فی دعویٰ الجور قال وہی غریبہ یجب حفظہا اشباہ قلت وہی القول المنصوب منہ کانت قیمة ثوبی ما

وقال الغاصب لم اور د گھنا لا تلتزم ما تصدق بمیتہ والزم ما بدو غلام میں بکلف علی الزایا و تم کلف الغاصب منہ ایضا ان قیمته ما و لو ظلم  
غیر الغاصب میں اخذہ او قیمته قلیحفظ مدعی قسم نہ کھائے جبکہ مدعا علیہ قسم کھا چکے کہ ایک مسئلے میں جو جبر الرافض کی کتاب الدعویٰ میں  
مذکور ہے قسم پر مدعی پر صاحب بھرنے کا اور وہ مسئلہ عجیب ہے اسکا یا در کھنا واجب ہو کذافی الاشباہ میں لکھا ہوا ہے اور مسئلہ مذکورہ یہ ہے کہ  
اگر منصوب مرنے کا کہ میرے پڑے کی قیمت سو تھی اور غاصب نے کہا کہ میں اسکو نہیں جانتا ولیکن اسکی قیمت سو تک نہ پہنچی تھی تو غاصب  
کی تصدیق ہوگی اسکی قسم کھانے کے ساتھ اور اس پر اس قیمت لازم کیا جائیگا سو اگر وہ قیمت نہ دیاں کرے تو زیادت بر قسم کھائے یعنی یوں کہے کہ وہ  
اسکی قیمت سو درم تھی پھر منصوب مرنے سے بھی قسم لیجائے کہ اسکی قیمت سو درم تھی اور اگر ثوب منصوب بوا سکے ظاہر ہو تو غاصب کو اختیار ہوگا  
چاہے وہ پڑے لے یعنی یوں و راہم مدعو چاہے اسکی قیمت لے تو اسکو یا در کھنا چاہیے مگر مدعی قسم کھائے کہ واللہ اسکی قیمت سو درم تھی تو  
غاصب سے سو درم لے گا اور غاصب خواہ قسم کھائے یا نہ کھائے تو منصوب نہ کاہ عا ثابت ہوگا جب تک مدعی منصوب نہ قسم کھائے کذافی اطمینان

کتاب الاقرار

کتاب الاقرار

یہ کتاب ہے اقرار کے احکام میں ہم اقرار کا حکمت ہونا قرار کرتے ہیں جس سے ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ (دلیل اللہ علیہ الخ) فرمایا حق تعالیٰ نے چاہیے کہ اقرار کرے وہ شخص جو چہرے میں ثابت ہو تو اقرار مقبول ہوتا ہے اقرار کا کچھ فائدہ دیتا اور حدیث و جامع سے ثابت ہے کہ اقرار حجت ہے اپنی ذات کے حق میں مناسبہ ان اللہ علیہ السلام کو مقرب ہوا قربانیت الصدق مناسبت کتاب الاقرار کی کتاب الدعوی سے یہ کہہ دیا جائے یا نہ کہ دعویٰ مدعی ہی یا مقرب اور وہ یعنی اقرار حق قریب تر حال مسلم ہی بواسطہ طلبہ صدق یعنی مدعی کا مدق اپنے دعویٰ میں اور مدق کا مدق اپنے اقرار میں اس واسطے کہ فعل اپنی ذات پر کا اقرار ثابت کرنا جس میں اس پر بلا شک کے مال پر ضرر ہو تو حجت صدق فی حق نفسہ راجح ہو بسبب عدم تمت کے اور کمال ولایت کے بخلاف اقرار کے جو غیر شخص کے حق میں ہے تو اقرار اثباتی یقال فلا یثبت و نہ یعنی اقرار نسبت میں یعنی اثبات ہو عرب بدلتے ہیں تراشی جگہ شربا یا مستقر ہو و شربا اجنا بحت علیہ الغیر من وجہ انشاء من وجہ قیہ لجلیلہ لانہ لو کان لنفسہ کیوں دعویٰ کا اقرار اور بواسطہ شرح میں اقرار عبارت ہے غیر شخص کے اس حق کی خبر دینے سے جو مقرب ثابت اور لازم ہو اقرار اخبار ہو ایک راہ سے اور انشاء ہو دوسری راہ سے مصنف نے اقرار کو مطلق علیہ جو نہ ضرر مقرب ہی مقید کیا اس واسطے کہ اپنی ذات کے حق میں واسطے اقرار اخبار ہو تو وہ دوسرے ہو گا نہ اقرار ہم اور اگر غیر کے حق کا اخبار ہو غیر شخص پر تو وہ نہ ثابت ہو

قرآن علیٰ علی بن ابی طالب میں پھر مصنف نے تفسیر کی وہ دونوں شبہوں پر ہم نے جو کہ اقرار اخبار اور انشاء دونوں کے ساتھ تھا انہما بعض جزئیات اقرار میں اخبار کا حکم دیا اور بعض جزئیات میں انشاء کا حکم دیا اگر اقرار وہ مال ملوک الغیر وقتی اقرار ملک الغیر یہ مسئلہ سیامی المقر

اذا ملکہ برتہ من الزمان لفتا وہ ملکہ نفسہ ولو کان انشاء لما صح لعدم وجود الملک تو باعتبار وجاہ اول یعنی اخبار کے صحیح ہو اقرار مقرب کا غیر شخص کے مال ملوک کا اور اگر نہ ملکہ نفسہ ہو کہ اقرار کیا اقرار کو تسلیم کرنا اس مال کا مقرب کو لازم ہو گا جہاں مقرب اس مال کا مالک مدت بھی مالک ہو بسبب نافذ ہونے اقرار کے اپنی ذات پر اور اقرار انشاء ہوتا صحیح نہ ہوتا بسبب نہ موجود ہونے ملک کے یعنی اقرار کے وقت مقرب مل مال کا مالک تھا اقرار صحیح ہوتا

م مثلاً نہ اقرار کیا کہ یہ غلام خالد کا ہے یہ زید کا مالک ہو کسی وقت میں تو اس پر لازم ہو گا کہ غلام خالد کو تسلیم کرے یعنی ابو اسعد نے کہا کہ اس مسئلے سے غلط ہے کہ اگر ایک شخص نے ایک چیز کا دعویٰ کیا ہے کہ جیسے میں چہرہ ایک شخص نے کسی گواہی دی اور کسی دوسرے مقبول ہوئی پھر شاید شربا یا مستقر ہو کہ اس کو تسلیم الی اللہ علیہ کا حکم ہو گا و فی الاضاحہ اقرار پر جہد شربا حق علیہ ولا رجع بالنسب او بوقبضہ وارث شربا اور نہ شہادت وقتا مواخذہ کہ زعم اور اشباہ میں ہر ایک غلام کی آزادی کا اقرار کیا پھر اس کو خرید کر یا تو وہ غلام اس پر آزاد ہو جائے گا اور اس کا منہ بانے سے پھیرے گا یا ایک گھر کے وقت ہونے کا اقرار کیا پھر اس کو خرید لیا یا اس کا وارث ہو تو وہ گھر وقت ہو جائے گا اسکے زعم پر مواخذہ کر کے کم رجوع من اس واسطے نہ ہو گا کہ اقرار فقط مقرب حجت ہوتا ہے نہ غیر و لا یصح اقرارہ بطلاق و عتاق بلکہ بالملک ان انشاء الصح لعدم التخلّف اور صحیح نہیں انشاء اقرار طلاق اور عتاق کا ذریعہ ہوتا ہے اور اگر اقرار انشاء ہوتا صحیح ہوتا بحت عدم تخلّف کہ طلاق اور عتاق کا اقرار ازہر ذریعہ ہوتا اس واسطے صحیح نہیں کو دلیل کہ بکتب یعنی اگر وہ موجود ہو اور اقرار اجزا ہی اختل رکھا ہو صدق اور نہ کہ باقائے مدلول لفظی و معنی کا تخلّف لفظ سے جائز ہو اور اگر انشاء ہوتا تخلّف صحیح ہوتا اس واسطے کہ انشاء میں مدلول لفظی صحیح کا تخلّف معنی ہو صحیح اقرار العبد لما دون لعین فی یدہ والمسلم بخر و مصنف دارہ مشاعا والمراۃ بالز و حقیقہ میں غیر بنمو ولو کان انشاء لما صح اور صحیح ہوتا اقرار عبدانوں کا اس عین میں جو اسکے پاس ہو و مسلم کا اقرار صحیح ہو شربا میں اور نہ گھر میں نصف مشاع کا اقرار صحیح ہو اور نہ حجت کا اقرار عدوت کی جانب سے بلا مشو صحیح ہو اور اگر انشاء ہوتا تو مسائل مذکورہ میں صحیح ہوتا م و صورت انشاء ہو سیکے عبدانوں کا اقرار اس واسطے صحیح ہوتا کہ انشاء اقرار تبرع ہوتا اس کی جانب سے اور جہد لائق تبرع کے نہیں وجہ سلم نے شربا کا اقرار کیا تو اس کو حکم ہو گا کہ مقرب کو تسلیم کرے اور اگر

کتاب نفسہ میں ایک ہے  
 قتال ہی + + + +

اقرار

اقرار ہوتا اقرار تو لازم کی ملکیت نہ تھی کچھ جانب سے اور حالانکہ مسلم نہ شراب کا مالک ہو سکتا ہے نہ غیر کو مالک کر سکتا ہے اور نصف وارث شائع کا اقرار صحیح ہو سکتا ہے  
 اسکا انبار یعنی کے اور اگر انشا ہوتا تو میرے شائع ہوتا اور میرے شائع قابل تمت تمام نہیں ہوتا یا جو حقین کے بھی اندر بیع مروجہ جیت کا اقرار یا اقرار بیگنی جیت سے صحیح ہو اور نہ  
 بلا شہود صحیح ہوتا ولا تسمع وعواہ علیہ باندہ اقرار بشیء یسین بنا علی الاقرار کہ بذک الیقین الا داخل فی کل الذب حتی اقرار کا ذیام کل لالان الاقرار کیسے سبجا  
 للملک لعم و سلم یہ عدا کان ابتدا اور جہت ہو والا وجہ ہزارہ اور سموع بنین دعوے مقرر کا اقرار کہ اسنے اسکے واسطے شہدائین کا اقرار کیا بنا براس  
 اقرار کے اسی قول کا فتویٰ ہی ہو اسواسطے کہ اقرار جعل کذب کا ہی وہاں تک کہ اگر کھوٹا اقرار کرے تو مقرر کو وہ چیز حلال نہیں لینے اسکو نہ برقی لینا  
 باعتبار دیانت کے جائز نہیں اسواسطے کہ اقرار ملک ہونے کا سبب نہیں ہاں اگر قرعہ بی خوشی مقرر کو وہ چیز تسلیم کرے تو اب یہ ابتداء ہے  
 مقررے کا اور یہی قول وجہ اور مدلی تری کہ لانی البرازیدہ الا ان یقول فی دعواہ ہو ملکی و اقربہ بالیقین لی علیہ کذا و ہذا الاقریہ قسم صحیح اجماعا  
 لازم یجوز الاقرار سبباً لا وجوباً مگر یہ مدعی اپنے دعوے میں یوں کہے وہ شی میری ملک ہے اور مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا ہے تو میرے واسطے یا یوں  
 کے کہ میرا اپنے ساتھ ہوا واسطے اسنے اقرار بھی کیا ہے تو اب دعویٰ صحیح ہوگا بالاتفاق اسواسطے کہ مدعی نے اقرار کو وجوب ملک کا سبب نہیں ٹھہرایا تم لو انکر  
 الاقرار بل یحلف الغنی نہ لا یحلف علی الاقرار بل علی المال پھر بعد دعویٰ ملک و اقرار کے اگر مدعا علیہ اپنے اقرار کرنے کا سنکر ہو تو کیا اس سے  
 قسم لیجائے گی یا نہیں فتویٰ یہ ہو کہ اس سے اقرار پر قسم نہ لیجائے گی بلکہ مال مدعا پر قسم لیجائے گا و اما دعویٰ الاقرار فی الدفع فسمع عدا العاقل و اقرار  
 کا دعوے توفیق میں جمہور فقہاء کے نزدیک صحیح ہے یعنی اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ اسکا حق جانب مدعا علیہ کچھ نہیں  
 یاعین مدعا یہ مدعا علیہ کی ملک ہے تو دعویٰ صحیح اور گواہ قبول نہیں و للوجہ الثانی دہوا الا انشاء لور و المقر الاقرار وہ غم قبل لا یصح و لو  
 کان اجازاً لسمع اور باعتبار دہویہ ثانی یعنی اقرار کے انشاء ہونے کے اگر مقرر نے مقرر کا اقرار دیکھا بعد اسکے قبول کیا تو صحیح نہیں اور اگر اقرار اجاز  
 ہوتا تو صحیح ہوتا م اقرار بعد رکے وہاں صحیح نہیں جہاں اقرار دہویہ تھا ہر دو کر دینے سے چنانچہ یہ وغیرہ اور جو چیز ہر دو کر دینے سے رد نہیں  
 ہوتی چنانچہ رد اور نسب تو یقین اگر اقرار کر لیا اور بعد رکے کے مقرر اسکا دعویٰ کر لیا تو قبول ہوا و عقود لازم مانتہ نکاح رد نہیں ہوتے  
 رد کرنے سے تو اگر مدعی نے عورت سے کہا کہ میں تم سے مجھے کس طرح کیا عورت نے کہا کہ نہیں پھر کوئی کہاں و رد و لو کہ نہیں تو مرد کو تلخ لازم ہوگا اسواسطے  
 کہ مرد کا اقرار باطل نہیں ہوتا اسلئے کہ تلخ عقد لازم ہے کہ مجھ پر انکا واحد الزوجین کے باطل نہیں ہوتا تو عورت کی تصدیق بعد نکاح صحیح ہے تو تلخ ثابت ہوگا  
 اور مرد کا انکار بعد اقرار کے معتبر نہ ہوگا لانی لفظ اوی و اما بعد الا قبول فللا ترد بالرد و بعد قبول کر لینے کے تو اقرار رد نہیں ہوتا رد کرنے سے ولو اقامہ  
 اقرار وہ عقد لازمہ لانا اقرار خردا اگر مقرر نے دوبارہ اقرار کیا بعد رد کرنے کے سو مقرر نے اسکی تصدیق کی تو اوکو لازم ہوگا اسواسطے کہ یہ دوسرا اقرار ہی  
 اسکی تصدیق ہوئی اور اقرار مرد و دوا و رد تمام کو اگر اقرار دہویہ تھا لانی لا یحلف ولا یقبل علیہ بیتی قال اللہ واللا ولا شہد قبلہ و اما انما و رد و اقرو  
 الشہد لانی پھر اگر قرعہ بی اقرار ثانی کا انکار کیا تو اس سے قسم نہ لیجائی اور مقرر کے گواہ اسے مقبول نہ ہوں گے قاضی بدیع استاد صاحب قیہ نے کہا  
 اور اسبہ بقوا عدا فقط قبول نبیہ اور ابن شہر شاج وہبانی نے اسپر اعتماد کیا ہے اور شر بلائی نے اس قول کو ثابت رکھا ہے و الملک  
 الثابت یہ الاقرار لا یظہر فی حق الزوال المستلک فلا یملک المقر و لو انما الملک اور جو ملک کا اقرار سے ثابت ہے ظاہر نہیں  
 ہوتی زوال المستلک کے حق میں تو زوال مذکورہ کا مقرر ملک ہوگا اور اگر اقرار اجاز ہوتا تو انکا مالک ہوتا مٹا دینے کے نہ کہ یہ باغ  
 خالہ کا ہی و یجمل اس باغ کے تیار تھے سوائے توڑے اور اپنے تصرف میں لایا تو زبیر پر اسکا منان لازم ہوگا کیونکہ اس صورت میں  
 اقرار انشاء ہی گویا اسنے فی الحال خالہ کو مال کیا اقرار مکرر مکلف یقظان طاعنا او عبد المجہب و مستود ما ذول لعم ان اقرار اجاز کا قصار

مجبور بخود و اولاد و خدیجہ و غایمہ علیہ الخ و چون سبھی اسکران و در المکرہ کج معلوم ابو مجبول صحیح من معلوم یا مجبول کا اقرار کیا آزاد و بالغ غافل  
بیدار نے اپنی خوشی سے یا بعد از دن یا بغیر از دن یا بہر دو ماذون نے اقرار کیا بشرطیکہ از دین کا اقرار مطلق یا سوداگری ہو تو صحیح ہے بیسے مجبور  
بغیر ماذون کا اقرار بعد از مصلحت یا بزم صحیح ہو اور اگر مجبور کا اقرار مال کا ہو نہ اور مصلحت کا تو بدعت حق کے صحیح ہوگا یعنی اسکا مواخذہ ہر اس کے آزادی  
کے ہوگا اور سوتا آدی اور عینی علیہ الخ و چون کے مانند جب کا اقرار صحیح نہیں اور مست کا اقرار آگے مذکور ہوگا اور مکرہ کا اقرار غریب  
مذکور ہو چکا کہ اسلاف اور خفاق میں بھی زیر دست کا اقرار صحیح نہیں م عبد اور غیر اور مستودہ ماذونین کا اقرار مال میں صحیح ہو اس واسطے کہ یہ غیر  
تجارت سے ہے اور اگر اقرار صحیح ہو تو کوئی شخص اسے مصلحت نہ کرے تو جو امر مطلق تجارت ہے وہ از دین داخل ہے چنانچہ دیون اور عاری  
اور مضاربات اور غصب اور اجرت مطلق تجارت نہیں چنانچہ مہر اور زیان و مضامین ان میں انکا اقرار صحیح نہیں کذا فی الخطا و لا ای حالہ  
المقررہ لا یقر الا اذا بین سبب البقرہ الیہما لا یصح و اجارہ اقرار حق مجبول کا اس واسطے صحیح ہو کہ جو حالت متبرک نہیں کرنی مگر جو کچھ الیہما  
سبب بیان کرے جسکو جو حالت ضرر کرنی ہو چنانچہ بیع اور اجارہ م اقرار مجبول اس واسطے صحیح ہو کہ گاہے متبرک مجبول لائم جاتا ہو یا طرح کر  
اسنے کچھ مال تلف کر ڈالا اسکی قیمت اسکو معلوم نہیں ہاں بیع اور اجارہ کی حالت البتہ مفروضہ مثلاً اقرار کیا کہ اسنے غلامے سے کوئی چیز بیع کی یا اجارہ  
کر لی یا کوئی چیز خریدی تو اقرار صحیح نہیں اور متبرک مجبول کا اقرار مالہ المقررہ لا یقر الا اذا بین سبب البقرہ الیہما لا یصح و اجارہ م اقرار صحیح ہو کہ  
و نفسہ مفتح اور اقرار کرنے والے کی حالت تو مضر ہو چنانچہ متبرک کا یون کہنا کہ ہم لوگوں میں سے ایک شخص پر ہزار درہم ترے بن سبب و معلوم  
ہوئے اس شخص سے سبب ہزار درہم کا حکم کیا جائے مگر جو کہ مقرر ہے غلام اور اپنی ذات کو جس سے ترے نرایی ہے حالت متبرک صحیح ہو مثلاً ایک شخص نے  
یون اقرار کیا کہ ترے پانچ درہم ہیں مجبور میرے غلام پر تو صحیح ہو اس واسطے کہ یہ ضرورت سے ہے پڑا البتہ متبرک ہوگا غلام پر و کذا فی الخطا و لا ای حاش  
کذا و صرحت فی کتاب علی کذا اور اسطرح مقرر کی ہے اگر حالت فاضل در کثیر ہو چنانچہ یون اقرار کرنا کہ لوگوں میں سے ایک شخص کا کچھ ترے  
مال ہو والا کا صہ نہیں ہے کذا فی مفتح و لا یصح علیہما لیان کما فی المدعی ہو و نقد فی الدرر لکن باختصار محل کما فی غرضی زادہ اور اگر مقرر کی حالت فاضل ہو  
توضر نہیں کرنی چنانچہ اقرار کرنا کہ اس شخص میں سے ایک شخص کا میرے اور پڑا ہوا تو صحیح ہو اور متبرک مجبور کیا جائے کہ بیان کرے نہ سبب مجبول  
ہوئے مدعی کے کذا فی البیہ اور اسکو در میں نقل کیا ہو لیکن باختصار محل چنانچہ غرضی زادہ سے بیان کیا ہو تم مثال مذکور میں اس واسطے اقرار  
صحیح ہو کہ صاحب حق باہر نہیں و دشمنوں سے اور ایسی صورت میں امر ہوگا یا کرنے کا اس واسطے کہ صاحب حق کو گاہے مقرر مجبور بھی جاتا ہو  
صاحب قدر کی نقل میں ظل یہ واقع ہو کہ اسنے جبر علیہما لیان ذکر کیا ہو اور غرضی زادہ کا حال بیان یہ کہ متبرک جبر جس صورت میں ہے جگہ متبرک مجبول ہو  
مقرر کی ہے حالت میں اس واسطے کہ جبر ہو یا جو صاحب حق کے واسطے اور وہ ہاں مجبول ہو کذا فی الخطا و لا ای و لزوم بیان ماہل کذا و حق بدی قیمتیہ  
افسوس جو تہ الاما لاقیمہ لیسہ مغلہ و بدیہی ہر لاندہ جو غایمہ اور مقرر کو لازم ہوگا اس متبرک کا بیان کہ سبب اسنے مجبول بیان کیا مانند شہی اور حق کے  
بیان چاہیے قیمت والی چیز ہے یا چنانچہ اور آخر و ثلث چیز سے کچھ قیمت نہیں چنانچہ ایک دانہ یون کا اور درار کی کمال و غیرت زادہ  
اس واسطے کہ بلا قیمت چیز کا بیان کرنا جو اسے تو صحیح ہوگا مگر حکم مقرر نے حق مجبول کا اقرار اس طرح کیا کہ زید کی عمر کچھ چیز ہو یا حق تو پھر  
بیان لازم ہو قیمت و اگرچہ سے بلا قیمت سے زلی میں ہو کہ اگر مقرر نے یون بیان کیا کہ میں نے حق سے حق اسلام کا زادہ کیا تو اسکی نفسہ بدی ہوگی  
اس واسطے کہ اسکو جو حق میں نہیں ہوتے اندیشی حق لائق انہما کے ہو و القول المقررہ صحتہ لاندہ انکار ان ادعی المقر لاندہ انہما و لا یثبتہ اور  
مقرر کا قول قبول ہو اسکی قسم کے ساتھ اس واسطے کہ وہ مقرر پر زیادت کا اگر مقرر اسے بیان کرنے سے زیادہ ترکاد جو سے اور

اسکے گواہ ہوں ولا یصدق فی اقل من درہم فی علی مال اور تصدیق ہوگی بہر کی ایک دم سے کترین اسل قرار میں کہ میرے چار مال ہوئے  
 اسواسطے کہ دم سے لکڑ کوئی مال میں شامل نہیں کرتے ومن النصاب مال و نصاب الزکوۃ فی الاموال اختیار قول ان الفقہاء انصاب المستتر جمع فی مال  
 عظیم ویسے من الذمہ مال والفقہاء اور اگر مقرر ہے اقرار کیا کہ مجبوراً عظیم ہو سونے یا چاندی سے تو نصاب یعنی نصاب زکوۃ سے کہہ کے یا نہیں  
 اسکی تصدیق ہوگی لکنانی الاقرب اور بعضوں نے کہا کہ مقرر نہ تاج ہو تو نصاب سرتبہ سے کترین تصدیق ہوگی اور اس قول کی بھی تصحیح ہوئی ہو  
 م نصاب زکوۃ کو مال عظیم اسواسطے قرار دیا کہ نصاب عظیم ہی شرط لکنا صاحب نصاب کو غنی قرار دیا اور سناست فقر لا شرط واجب ہوگی اور غنی میں بھی  
 اسکو غنی کہتے ہیں ومن جنس عشرين من الابل لانہا ذاتی نصاب یوقد من غنم و بکیر و غنم سے کترین اسکی تصدیق ہوگی اگر یوں  
 بولاجب مال عظیم ہو و غنم سے اسواسطے کہ بکیر و غنم سے کترین نصاب پر جادوش کی غنم سے لیجائی ہو م یہ جواب ہوا اس سوال کا کہ کوئی ایک کسر  
 نصاب پانچ اونٹ پر جس میں ایک بکری لیجائی ہو یا جو اصل جواب یہ ہے کہ بکیر سے کترین زکوۃ ہم نصاب نہیں لیجائی بان بکیر سے ایک اونٹ یا چار  
 تو باعتبار اخذ جائز بکیر ہی اذ نصاب شہری ومن قدر النصاب قیمۃ فی غیر مال الزکوۃ اور مقدار نصاب کی قیمت سے کترین تصدیق  
 ہوگی غیر مال زکوۃ میں من لیس فی مال من زکوۃ واجب مانین اسکو مال عظیم سے کیا میں ذکر کیا اس طرح کہ مجبوراً عظیم ہی نصاب اور کتب سے تو مان  
 نصاب باعتبار قیمت کے معتبر ہوگی لینے اگر اسنے اسنے نصاب یا تثنی کتابین ذکر کیا قیمت دوسروں چاندی یا سات منقال سونا میں تو اسکی  
 تصدیق ہوگی ومن ثلثہ نصاب فی الاموال عظام و دوسرہ بقر مال زکوۃ اعترفتہ انکاملہ و ستر نصابوں سے کترین تصدیق ہوگی اس قول  
 میں کہ علیہ الاموال عظام لینے مجھ پر سے مال میں اور اگر مال عظام کی تفسیر غیر مال زکوۃ لینے نصاب غیر ما سے کہے گا تو میں نصابوں کی قیمت معتبر  
 ہوگی بنا پر ابھی مذکور ہو چکا ام مال عظام میں تین نصاب اسواسطے معتبر ہوئیں کہ تین دل جمع ہیں و فی دراہم ثلثہ اور درہم میں تین  
 درہم سے کترین تصدیق ہوگی لینے اگر یوں قرار کیا کہ درہم میں تین درہم سے کترین تصدیق ہوگی پس ل گذشتہ و فی دراہم  
 اور تا نیر اذ نصاب کثیرہ عشرۃ لانہا نایہ اسم الجمع اسل قرار میں کہ درہم کثیرہ یا ثاب کثیرہ میں دس درہم یا دس درہم یا دس  
 کہے لازم ہوئے اسواسطے کہ دس متواسے اسم جمع ہو تو وہی اکثر ٹھہرا باعتبار حفظ کے م عشر و نایہ جمع قلت کی ہی مرجع کثرت کی تو اگر  
 شایع یوں کہتا لانہا اقل مد قول جمع اکثرۃ تو بہتر ہوتا دوسری یہی ہوا القولین پر لکنانی اخطا دی و لکن درہم چار درہم سے علیہ المتعدا اسل قرار میں  
 کہ علیہ لکن درہم یا ایک درہم لازم ہوگا بقول متحدہ و لو خفصہ لزمہ ما نہ درہم اور درہم کو لفظ کنا کے کہ کسر کہا اس طرح کہ علی کنا درہم تو سوادہم لازم ہوگا  
 دلی درہم اور درہم عظیم درہم و المعبر وزن المتعادل کجہ زلیعی اور اسل قرار میں کہ علیہ درہم بلطفہ تصنیف یوں کہ کنا درہم عظیم (ایک) درہم  
 لازم ہوگا و درہم کا وزن وہ معتبر ہو جس شہر میں رائج اور متداول ہو مگر محبت سے البتہ غیر متداول ہوگا لکنانی الزلیعی نے تصنیف اور تنظیم میں  
 پر درہم باعتبار وزن کے معتبر ہوئے زیادہ و لکن اذ درہم احد عشر درہم اس قرار میں کہ علیہ لکن اذ درہم گیارہ درہم لازم ہیں م  
 کو درہم غیر من عطف کے مقرر نہ مذکور کیے اور اس طرح کہ اقل عدد مصلح عشر ہے اور اکثر عشرہ اقل ملا یہ ان لازم ہوا و زلیانی  
 اسکے بیان پر موقوف ہے لکنانی الجمع و لکن اذ احد عشر و لکن نظیرہ بالواحد عشر و لکن اسل قرار میں کہ علیہ لکن اذ درہم مقرر  
 کیس درہم لازم ہیں اسواسطے کہ اس عدد و ہم کہ ماخذ عدد و مفسر سے واحد کے ساتھ احد عشر و لکن ہم اگر شایع یوں کہتا لانہا اقل نظیرہ تو بہتر تھا  
 لکنانی اخطا دی و لو ثلث بلا و اوافا حد عشر و لکن علی علیہ لکن اذ احد عشر و لکن نظیرہ بار بولادہ و لکن اس طرح کہ علی کنا لکن اذ  
 واحد عشر لینے گیارہ لازم ہیں اس عدد و ہم کہ مفسر کوئی ماخذ نہیں تو میر لفظ کنا پر محمول ہوا و مہم افانۃ واحد و عشر و لکن اور اگر

اسکے میں تین درہم  
 اسل قرار میں کہ درہم  
 اسل قرار میں کہ درہم  
 اسل قرار میں کہ درہم  
 اسل قرار میں کہ درہم



















فلوس اور اخراجات کا درجہ اور دائرہ سے اور اس صورت میں قیمت مستثنیٰ ہوگی بطریق استحسان کے بسبب ثابت ہوئے گی اور زنی اور وند وند کے  
 کے ذمے پر چاندی اور سونے کی طرح تو اشیاء مذکورہ درجہ اور دائرہ کے مانے ہو گئیں نہ اس درجہ سے کم کی اور زنی اور وند وند کو درجہ اور دائرہ پر اعتبار  
 میں تو باعتبار معنی کے جنس واحد و صغیر سے اگر یہ صورت میں اجناس مختلفہ ہیں اس واسطے کہ سبب ان کی کو ثابت فی الذمہ ہوتے ہیں تو ان میں استثنائے اکتساب اعتبار سے  
 حکم بامافی جو باعتبار صورت کے بخلاف استثنائے ثوب کے درجہ سے اس طرح کہ درجہ علی مائتہ درجہ بالا ثوب کے صحیح نہیں ہو سکتا کہ ثوب کی قیمت علی مائتہ نہیں کیونکہ استثنائے  
 القیمہ ہونی نفسہ مجموعہ کا استثنائے صغیر معلوم ہے پس قیاساً اور استحساناً دونوں میں صحت نہیں کہ فی الاتفاقی مخصوصاً وان استغرف القیمہ جمیع ما اقربہ  
 الاستغراف لیسر المسادی علی و غیرہ کا استثنائے درجہ اور دائرہ سے صحیح ہو اگرچہ اس کی قیمت تمام مقررہ کو مستغرق ہو اس واسطے کہ یہ چیز مساوی کا استغراف  
 پر دائرہ جائز ہو کہ وہ مباحی بخلاف علی و دینار الا مائتہ درجہ بالا مستغرقہ بالمساوی فیصل لائتہ استثنائے اکل کل حرکت کی یا جو ہرہ وغیرہ یا بل  
 مائتہ درجہ بالا عشرۃ دائرہ وقت مائتہ ادا کرنا لیسرہ شکر بخلاف اس قول کے کہ اس کا میرے اور ایک دینار ہو مگر سودم کہ یہ صحیح نہیں ہے بسبب  
 استغراف استثنائے مساوی سے تو استثنائے باطل ہو گا کیونکہ یہ تمام مقررہ کا استثنائے ہر کذا فی الجرح یعنی تب تو مقررہ مذکور پر دینار لازم ہو گا اور  
 استثنائے لغو مقررہ کے لیکن جو ہرہ وغیرہ مابین ہر کہ یہ قول کہ مجبور درجہ میں مگر دس دینار اور حالہ قیمت دس دینار روئے کی سودم ہو یا زیادہ تو  
 مقررہ پر لازم ہو گا یعنی تو استثنائے صحیح ٹھہرا باوجود استغراف بالمساوی تو اس تناقض کی تحریر اور تفسیر کرنا چاہیے ہم طے ہے کہ ان کا ظاہر اس مسئلے  
 میں دو قول ہیں جنہی دہر وایتوں پر کہ درجہ اور دائرہ ایک جنس ہیں یا دونوں والہ تعالیٰ اعلم واذ استثنیٰ عدد دین مینہا حرف الشک  
 کان الاقل مخرباً نحو علی الف درجہ الا مائتہ درجہ اور حسیں درجہ فیلہ نہ لیسرہ حسن علی الاصح بخراور اگر ان دو وعدوں کو استثنائے  
 کرے جسکے درمیان حرف شک اور تردید کا واقع ہو تو وعدہ کمتر خارج ہو گا چنانچہ اس قول میں کہ میرے اوپر نہ درجہ میں مگر سودم یا پچاس درجہ تو اس کو  
 تو سود اور پچاس درجہ لازم ہو گئے بقول اصح کذا فی الجرح اس واسطے کہ کلا یہ شک استثنائے کم تر ثابت ہو واذ کان استثنیٰ مجموعہ لا مثبت الا کثر  
 نحو علی مائتہ درجہ الا شیا ادا لقلیلا ادا لالعصا لزمہ احد وجسوں وقوع الشک فی الخرج حکم بخروج الاقل اور جبکہ مستثنیٰ مجموعہ یعنی  
 عدد وغیرہ میں ہو تو اکثر عدد مثبت ہو گا چنانچہ اس مثال میں کہ اُس کے میرے اوپر سودم ہیں مگر کچھ یا مگر قلیل یا مگر بعض تو مقررہ کا دن لازم ہو گئے  
 بسبب واقع ہونے شک کے مخرج میں تو کم تر کے خروج کا حکم ہو گا مگر اولت ثابت ہوتی ہو اگرچہ نصف سے ایک ہی درجہ ناقص ہو تب جو کہ نصف  
 یعنی پچاس سے اکیس مگر گھٹایا تو ادا کا دن باقی رہے و لو وصل اقرارہ بان شار الدائم اوفلان اوعلقہ بشرط علی خیر لکان کان ہت نائتہ تیز بطل اقرار  
 اور اگر مقررہ اپنا اقرار انشاء اللہ کے ساتھ ملایا یا غلبہ شخص کی شیت سے ملایا یا اقرار کو اس شرط سے ملحق کیا یا یقین نہیں کیا ہو تو اقرار باطل ہو نہ  
 تعلیق شرط تحقق یقینی کی چنانچہ یوں کہنا کہ اگر میں مر جاؤں تو یقیناً نہیں تبخیر ہو یعنی فی الفور اقرار لازم ہو گا خواہ وہ مر جائے یا زندہ رہے  
 اس واسطے کہ موت بلا شک واقع ہونے والی ہو کذا فی الجرح لوداعی بالشیء یل یصدق لمرہ و قد مدنا فی السطاق ان لیسرہ لایکن الا قرار کہ لکنا لخلق  
 حق العبد قالہ اصنف باقی ہر یہ بات کہ در صورت تعلیق بالشیء کے وہ شیت کا مدعی ہو تو اس کی تصدیق ہوگی یا نہیں میں نے اسکو صرح نہیں  
 دیکھا اور پتہ کتاب الطلاق میں پہلے ذکر کیا ہو کہ در صورت ادعائے شیت قول معتبر ہو کہ تصدیق مدعی کی ہوگی تو چاہیے کہ اقرار ہی ایسا ہے  
 بسبب متعلق ہونے حق العبد کے یہ قول ہے مصنف کا اپنی شرح میں و صح استثنائے البیت من الدار لا استثنائے الدار و البیت و ہما  
 لدولہ متعلقان وصفا و استثنائے الوصف لا يجوز اور صحیح ہے استثنائے کرنا کو ٹھہری یا گھر سے نہ استثنائے کرنا عمارت کا دونوں سے یعنی کو ٹھہری  
 اور گھر سے اس واسطے کہ عمارت بیت اور دار میں بالبع و اخل ہو تو عمارت وصف ٹھہری اور وصف کا استثنائے کرنا صحیح نہیں ہے چنانچہ قول صحیح نہیں

۹۱  
 ایک مجموعہ میں  
 ایک ایک جگہ سے





خلافت اُس کے کہ اگر سب دین کا ایک ہی یاد دونوں مجلسوں کے شہوتی رہوں یا چاروں شاہدوں کو ایک دستاویز پر شاہد کرے یا شاہدوں کے  
روبرو قرار کرے پھر وہی اقرار قاضی کے روبرو کرے یا بالکس اسکے یعنی پہلے قاضی کے روبرو قرار کرے پھر شاہدوں کے سامنے تو ایک ہی ہزار  
لازم ہونگے لکن صرح ابن ملک ہم انما سبب کی یہ صورت ہو کہ دونوں مجلسوں میں غلام حسین کے شن کا اقرار کرے اور اتحاد شہدہ کی یہ صورت ہو  
کہ جواہر مجلس کے شاہد ہیں وہی دوسری مجلس کے بھی شاہد ہوں واکل ان المعلن او المنکر اذا عید معرافا الشانی بین الاول او سکر انغیرہ  
اور قواعد کلیہ یہ ہو کہ معرفہ یا نکر جبکہ معروف ہو کر دوسری بار نہ ہو تو دوسرا بعینہ پہلا ہوگا اور اگر نہ ہو کر دوبارہ نہ ہو تو ثانی، اول کے مخالف ہو کر کلام  
اول اور ثانی کی معرفہ ہونے کی صورت یہ ہو کہ دین کا ایک ہی سبب ملین دونوں قرار دین میں نہ ہو کر اسے اس طرح کہ (ملی الف) شن و ہذا البعب پھر کی کو  
دوسری بار اقرار کرے اور اول کے نہ کرے اور ثانی کے معرفہ ہونے کی یہ صورت ہو کہ اول خبر کو مطلق کہے اس طرح کہ (ملی الف) پھر یوں ہی (ملی الف) شن و ہذا البعب  
اور اعادہ نہ کرے کی صورت یہ ہو کہ (ملی الف) پھر دوسرا اقرار کرے کہ (ملی الف) او پہلا معرفہ ہوا دوسرا نہ ہو کسی صورت یہ ہو کہ اول پر اقرار کرے کہ (ملی الف)  
شن و ہذا البعب پھر دوسری بار کہے (ملی الف) و ہذا فی الخطا وی دونی الشہود فی وطن ادم و شنین فہا مالان لا علم لہما دہ و ذیل واحدہ ناسف فی الخانیہ  
اور اگر گواہ بھول جائے کہ اقرار ایک مجلس میں تھا یا دو مجلسوں میں تو وہ دو مال لازم ہونگے جب تک کہ اتحاد مجلس یا یقین معلوم نہ ہو تو یوں ضعیف  
یہ ہو کہ ایک ہی مال لازم ہو اور پورا ایمان اسکا خانیہ میں ہی فرض ادعی المقرانہ کا ثوب فی الاقرار کھٹا المقرانہ لکن کم کا ذبانی اقارہ  
عند الشانی و یہ نفی در اقرار کیا پھر مقرر نے دعوے کیا کہ وہ جھوٹا ہوا اپنے اقرار میں تو قسم چاہے مقرر اسے اسکی مقرر اپنے اقرار میں جھوٹا نہیں  
ابو یوسف کہ نزدیک اور اسی قول پر فتویٰ ہو لکن فی الدرر دم او طرفین کے نزدیک اسے قول پر انتہا نہ ہوگا و لکن حکم جاری ہو لکن فی دار التقر  
یخلف اور اسی طرح کا حکم جاری ہو اگر مقرر کا وارث دعوے کرے یعنی مورث کے اقرار میں اسے کذب کا دعویٰ ہو تو مقرر سے قسم چاہے اسکی کہ مورث  
کا ذب نہ تھا اپنے اقرار میں وان کا نہ لے دعوے علی و زیدہ المقر لہ فامین علیہم با لعلہ انما لعلہ انہ کان کا ذب کا صدر بشریہ اور اگر مقرر اپنے اسے  
وارث کا دعوے نہ کرے مقرر کے وارثوں پر جو تو وارثوں پر علی کی قسم آوگی اس طرح کہ والہند ہم نہیں جانتے ہیں کہ مقرر نے اقرار میں جھوٹا تھا لکن فی صدر الشریعہ

۴  
۵  
۶  
۷  
۸  
۹  
۱۰  
۱۱  
۱۲  
۱۳  
۱۴  
۱۵  
۱۶  
۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

### باب الاستئذان

و ما فی منہ فی کو نہ معیار کا شرط و نحوہ یہ باب جو احکام استئذان اور جو استئذان کے ہم ملتی ہوا قرار کے بدل دہانے میں چنانچہ شرط اور ہائے اس کے حسب  
مصنف نے اقرار بلا تفسیر کا ذکر کر لیا تو اب اقرار میں تفسیر کا ذکر شروع کیا مانند شرط کے یہ مثال ہو کہ میرے اوپر ہزار درم ہیں اس غلام کا شن جو میرے  
قبضے میں نہیں آیا ہوں نہ کا حکم بالماقی بعد التثبیا باعتبار الحاصل من مجموع الترسکب و نفی و اثبات باعتبار الاجزاء و انفاصل و علی عشرۃ  
الاثنتۃ لہ عبارت ان مطلوبہ وہی ما ذکرناہ و مختصر وہی ان یقول ابتداء لہ علی سببہ و ہذا منہی تو حکم بالماقی بعد التثبیا و بعد الاجزاء و استئذان  
وہ یعنی استئذان ہم حنفیہ کے نزدیک عبارت ہوا فی کے بولنے سے بعد استئذان کرنے کے مجموعہ ترکیب مستثنیٰ منہ اور سننے کے حال کے اعتبار سے  
نفی اور اثبات جو باعتبار اجزاء لفظیہ کے تو اس قائل کے کہ (ملی عشرۃ الاثنتۃ) یعنی سات درم کے اقرار کرنے والے کی دو عبارتیں ہیں  
عبارت طویل وہ جسکو ہم نے ذکر کیا ہے لہ علی عشرۃ الاثنتۃ اور دوسری عبارت مختصر وہ یہ ہو کہ ابتداء سے یوں کہے کہ اُسکے میرے اوپر  
سات درم ہیں اور یہی مطلب ہو فقہاء کے اس قول کا کہ استئذان باقی کا کلمہ ہو بعد استئذان کرنے کے و بشرط قلیل الاتصال بالمتنہ الاضرۃ  
کنفس او سوال او اخذ فرم یہ یعنی اور بوجہ استئذان میں متصل ہونا مستثنیٰ کا مستثنیٰ منہ ہے بشرط ہو کہ عند الضرۃ جیسے مقرر کا دلنا یا کھانسی کا  
یا مسخہ جگر کا دلنا یا کھانسی کوئی شخص مقرر کا متنبہ نہ کرے اس قول پر فتویٰ ہو والہند امینہما لایضر لہ التنبیہ و التامید اور پکارنا مقرر کا مقرر کو

باب الاستئذان

کہ اسکا یہ غلام جو گھر کی سیاسی مقرر کی نہیں جو ان قال بنا وانی وعوضہ مالک حکما قال لان الوتر ہی البقعة لا البنا سے قول والاضام مالک  
کان لا بنا ایضا لدخوله فی الاقرار بالانوار لایزال لعمرو حکما قال اور اگر یوں اقرار کیا کہ گھر کی عمارت میری ہے اور اسکا عرصہ میرا ہے  
تو ویسا ہوگا جیسا اسنے کہا اسواسطے کہ عرصہ بقعہ جو عمارت یعنی عمارت بقعہ خانہ انعامات سے تو اگر یوں اقرار کر گیا کہ گھر کی عمارت  
میری ہے اور اسکی زمین تیری ہے تو عمارت بھی مقرر کی گئی اسواسطے کہ عمارت گھر میں بالتبع داخل ہو مگر جب یوں کہے کہ گھر کی عمارت  
زید کی ہے اور زمین عمرو کی تو ویسا ہی ہوگا جیسا اسنے کہا اسواسطے کہ جب اسنے عمارت کا اقرار زید کے واسطے کیا تو عمارت اسکی مالک ہو گئی تو اب  
زمین کا اقرار عمرو کے واسطے کرنے سے زید کی عمارت اسکی مالک سے خارج ہوگی اسواسطے کہ اقرار مقرر کا غیر شخص کے حق میں حجت نہیں بخلاف مسئلہ مقدمہ  
کہ عمارت مقرر کی مالک ہو مگر جب اسنے زمین کا اقرار غیر کے واسطے کیا تو عمارت اسکی تابع ہوگی کذا فی الخ واستثناء دفع الخاتم وخلافہ البستان  
وطوق الحارثی کا لہذا فرمایا اور استثناء کرنا اگر کوئی کے تکیں کا اور کچھ کے دختون کا باغ سے او طوق کا لٹنڈی سے عمارت کے مانند ہمارے نزدیک  
اس واسطے کہ گھنٹا گھنٹا میں اور دخت باغ میں او طوق جاری میں عمارت کے مانند بالتبع داخل ہو تو استثناء صحیح ہوگا کیا میں جو دخت سے حجت  
بدون جرح کے اور اگر اسکا استثناء اصول کے ساتھ ہو تو استثناء صحیح ہے اسواسطے کہ اصل یعنی جرح کا اقرار قصد کو واجب ہے وبتبعہ وان قال مکلف علی الخ  
من ثمن عبدہ بقبضہ بجلہ صنفہ عبدہ قولہ رسول لا قرارہ حال نہما ذکر فی الخاوی لطیظ وعینہ یعین العبد ہو فی ید المقلد فان سلم لے  
المقلد لزمہ الالف والا لا علما بالصفۃ اور اگر یوں اقرار کیا باغ حاصل نہ کہ اسنے میرے اوپر ہزار درم میں اس غلام کا ثمن چسپن نے ہنوز قبضہ کیا  
عدم قبضہ کو اقرار کے ساتھ ہلا کر بولا اور غلام کو عین کر دیا اور حال لکھ وہ غلام مقرر کے پاس ہے تو اگر مقرر نے مقرر کو غلام تسلیم کرے تو مقرر ہزار درم لازم کرے  
اور زمین کو لازم نہ کرے صفت عدم قبضہ پر عمل کرنے سے شارح نے کہا ناقبضہ کا جلد صفت ہو غلام کی اور رسول کا لفظ الخاق ہو ہو جلد مذکور کہ  
یہ مذکور ہو حاوی حدیث میں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے لینے تا تم مطلب میں خطا نہ دو ان الیمین العبد لزمہ الالف مطلقا قول انصل وقولہ ناقبضہ  
لغولانہ رجوع اور اگر مقرر مذکور نے غلام کو عین نہ کیا تو اسکو ہزار لازم ہو گئے ہر طرح سے خواہ عدم قبضہ کو ملا کر کے یا اسکو جدا کر کے اور اگر  
یہ قول کہ میں نے اسے قبضہ نہیں کیا لغوی ہوگا اسواسطے کہ رجوع ہوا اقرار سے بعد اقرار کر سکنے کے لینے اور رجوع جائز نہیں کہ قولہ من ثمن خمر  
او خمر مراد مال شمار او حرام و متینہ او دم فیلزمہ مطلقا وان وصل لزمہ رجوع الا اذا صدقہ او اقام بنیۃ فلا یلزمہ چنانچہ ان لین  
کہ اسے خمر ہزار درم میں شراب یا سو کا ثمن یا فاک مال یا آزاد مر د یا مردار یا خون کا ثمن تو اسے مطلقا لازم ہوگا اگرچہ اسکو اقرار کے ساتھ ملا کر  
کہ اسواسطے کہ یہ اقرار کر کے بچ جائے ہو مگر جب مقرر اسکی تصدیق کرے امور مذکورہ میں یا مقرر گواہ قائم کرے تو اب ہزار اسکو لازم نہ ہو گئے و قول الخ  
علی الف و رہم حرام اور ابو الفی لزمہ مطلقا و اصل انصل لاشمال علیہ غیرہ اور اگر یوں اقرار کیا کہ اسنے میرے اوپر ہزار درم حرام  
یا بیاج کے ہیں تو درہم مذکورہ مقرر لازم ہو گئے ہر طرح خواہ ملا دے اقرار سے یا جدا کئے اسنے حلال ہونے کے احتمال سے غیر مقرر کے نزدیک  
یعنی جسکو مقرر حرام یا بیاج کہتا ہو شاید کہ مذہب میں حلال ہو چنانچہ ایک چیز باغ سے خریدی اور ہنوز اسے قبضہ نہیں کیا اور اسکو باغ مذکور کے  
باتھیا اپنی خرید سے کتر شمن سے تو یہ زیادت ہمارے نزدیک حرام ہے اور شافعی کے نزدیک یہ بیع جائز ہے اور زیادت حائضین اسنے نزدیک حرام  
نہیں اور نہ بیاج ہے اور اس لیسلیل کا ظاہر اسکو مقتضی ہے کہ اگر مقرر اور مقرر کا ایک ہی مذہب ہو تو مقرر کچھ لازم نہ آوے کہ لسانی لخطاوی و قول الخ علی اور  
او باطل لزمہ ان کذب المقلد والا بان صدقہ لایزمہ اور اگر یوں اقرار کرے کہ میرے اوپر شلہ ہزار درم میں بطریق زور یا بطلان کے تو اسے لازم  
ہو گئے اگر مقرر اسکی تذبیب کرے اور اگر تذبیب نہ کرے اسطرح کہ اسکی تصدیق کرے تو اسے کچھ لازم نہیں والاقرار بالبیع تلخیصہ ہی انجیلگان

گائی امر باطنی غلط ظاہر و فائدہ علیٰ ہذا تفصیل ان کذبہ لازم البیع والا اور بیع لجمیہ کا اقرار نہایت تفصیل پر ہو کہ اگر قریب کسی تکذیب کرے تو بین لازم ہوا اور اگر تصدیق کرے تو لازم نہیں بیع لجمیہ پر ہو کہ کچھ مضطر کرے اس امر کے کرنے پر جبکہ باطن اس کے ظاہر کے خلاف ہو ہم صورت منظر یہ ہو کہ دشمن کا خوف ہو کہ میری چیزیں لیکھا تو اس چیز کو کسی دوست مندر سے اپنا حال بتا کر بیچنے والے ظاہر میں نہ باطن میں تو حقیقت بیع نہیں ہنر کے اندر ہو و لوقال لہ علی الف در ہم نہ زیوف و لم یکر السب فی کما قال علی الاصح حجرا و اگر بولا کہ اس کے مجھ پر زار دم زیوف ہیں اور اس کا سبب مذکور نہ کیا کہ دشمن بیع ہیں یا غضب یا ودیعت تو جیسا اس نے کہا زیوف ہی لازم ہونے بنا بر قول صحیح زیوف جمع جو زیف کی لینے لکھوئے در ہم جزا نہ سلطان میں نہ لیے جاویں و لوقال لہ علی الف من شئن متاع و قرض و ہی زیوف مثلاً لم یصدق مطلقاً لان رجوع اور اگر بولا کہ اس کے مجھ پر زار دم ہیں متاع کے شئن سے یا قرض سے اور حالانکہ در ہم مذکور زیوف ہیں مثلاً تو اس کی مطلقاً تصدیق نہ ہوگی کیونکہ وہ اقرار ہے نہ زیوف و لوقال من غضب او ودیعت الا انہما زیوف او نہ ہر جہ صدق مطلقاً و صل ام فصل اور اگر بولا کہ میرے اوپر ہزار درہم ہیں غضب یا ودیعت سے مگر درہم مذکور زیوف ہیں یا نہ ہر جہ تو اس کی مطلقاً تصدیق ہوگی خواہ ملا کر کہ خواہ جدا کر کہ ام اس واسطے کہ غضب اور ودیعت متفقین سلامت اور بیع نہیں اس واسطے کہ غاصب جو پاتا ہو غضب کرتا ہو اور اسطرح موقع نہ ہر جہ وہ درہم ہیں جس کو وہاں لیتے ہیں اور غیر بخاری لینے ہوں وان قال ستوقد او رصاص فان وصل صدق وان فصل لا لانہما درہم جانا اور اگر بولا کہ مجھ پر زار دم ہیں مگر درہم مذکور نہ ہوتا یا رائے کے ہیں تو اگر استثناء اقرار سے ملا کر بولا تو اس کی تصدیق ہوگی اور اگر اقرار سے جدا ہوئے گا تو تصدیق نہ ہوگی اس واسطے کہ وہ درہم مجازی ہیں نہ حقیقی ہم متوقد وہ درہم ہیں جس کے وہ وزن طرف پرتا ہندی کے ہوں اور بیع میں تا بنا یا سببہ و صدق ہمینہ فی غصبۃ او ادوعی ثوبا اذا جا بمعیب ولا یشئہ اور اس کی تصدیق ہوگی قسم کے ساتھ اس قول میں کہ میں نے اس سے کپڑا غضب کیا یا اسے میرے پاس کپڑا ودیعت رکھا جبکہ مکر کے کو غضب دار لاوے اور حالانکہ مکر کے پاس گواہ نہیں یعنی اس واسطے کہ غضب اور ودیعت وصف سلامت کے متفقین نہیں و صدق فی ذل علی الف ولین شئن متاع مثلاً الا ان یقضی لہا کما لہ درہم وزن جستہ لا وزن سبتہ او مقرر کی تصدیق ہوگی اس قول میں کہ اس کے میرے اوپر ہزار درہم ہیں اگر جہ مثلاً متاع کے شئن سے ہوں مگر درہم مذکور نہ ہون فنہا میں اتنے کم ہیں یعنی وزن نمبر کے درہم ہیں نہ وزن سبتہ کے کم یعنی اس ہزار درہم سے ہر دہائی پانچ مثقال کے وزن کے برابر جو نہ سات مثقال کے کذا فی الخطاوی و متصلاً و ان فی فصل بلا ضرورت لا یصدق لہما اشتناء او القدر لا الوصف کا یا فہم مکر کی تصدیق ہوگی اگر اشتناء اقرار کے ساتھ ملا کر بولا اور اگر جدا کر کے گا بدن ضرورت کے تو تصدیق نہ ہوگی بسبب مجھے ہونے مقدار کے اشتناء کے نہ وصف کے اشتناء کے چنانچہ کھوشا ہونا و لوقال لاخر اخذت منك الف و دیتہ فملاکت فی یدی بالعمد و قال الاخر بل اخذتہا منی غضباً ضمن المقر لا سببہ ارادہ بالاخذ و سببہ الضمان اور اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میں نے تجھے ہزار درہم بطریق ودیعت رکھنے کے لیے سو وہ تلف ہو گئے بدون میری تصدیق کے اور دوسرے شخص نے کہا بلکہ میں نے تجھے درہم مذکورہ غصب کے طریق سے لیے تو قریباً وان لازم ہوگا اس کے لینے کے اقرار سے اور وہ قرض و ادان کتاب جو ہم جیب لیے کا اقرار کیا تو وان لازم آیا پھر وہ موجب برائت کا مدعی ہو جائیگی اذن بالافتحاک اور دوسرا منکر ہو تو منکر ہی کا قول قسم کے ساتھ مقبول ہوگا کذا فی الخطاوی و فی قولہ امت اعطیتہ و دیتہ و قال الاخر بل غصبتہ منی لا یضمن بل لا نقول لاننا لا نعرف الضمان اور اس قول میں کہ تو نے مجھ کو درہم بطریق ودیعت کے دیے اور دوسرے نے کہا بلکہ تو نے غصب کیے جسے تو قریباً ضمان لازم ہوگا بلکہ اسی کا قول مقبول ہوگا کیونکہ وہ قرض و ادان کا منکر جو ہم جیب سے اسے سبب ضمان کا اقرار نہیں کیا یعنی اپنے لینے کا بلکہ اس کے دینے کا لا درہم دوسرے کا فصل یعنی مکر کا اور وہ ضمان کا موجب نہیں تو وہ اپنی ذات پر سبب ضمان کا مقرر ہوا و مقرر سبب ضمان کا مدعی ہو یا مقرر اس کا منکر ہو اور قول تو منکر کا مقبول ہو کذا فی الخ و فی ہذا کان و دیتہ او قرضاً لی عنہ مکر



اور اس واسطے حامی قدسی میں کہا ہوا اگر مقررہ کو قبض دین پر مسلط نہ کرے تو اگر لوگوں کے کہ میرا نام کتاب لیل دین میں عاریت ہو تو بقرار صحیح ہو اور اگر یہ نہ کہے تو صحیح نہیں مصنف نے اپنی شرح میں کہا اور حامی قدسی کے موافق اکثر کتب معتبرہ میں جو برخلاف خلاصہ کے تو بالکل عجیب اس مسئلے میں فتوے دینے کے وقت شرح و بیانیہ میں تہمت سے منقول ہو کہ جب یہ افرا کرے کہ میرا دین فلاں کے کا دین ہو اور مقررہ اسکی تصدیق کرے تو صحیح ہو اور قبض دل کے واسطے ہو نہ ثانی کے واسطے لیکن باوجود اس کے اگر بدین ثانی کو دے گا بری الذمہ ہو جائیگا اور اول کیل کے ماننے ٹھہرے گا اور ثانی مکمل کے اندر ہوگا اتنی نظر پھر اخیر تصدیق کے دین مقررہ کا ہوگا اگرچہ مقررین نہ کہے کہ میرا نام عاریت ہو اور اس کے قبض پر مسلط نہ کرنے تو صحیح ہو ملک مقرر کا مفید ہو اور اگر حامی کا قول اسے محمول کیجیے کہ مقررہ ساکت تھا اقرار کے وقت اور وہاں نہ کہے کہ کو خلاصہ کے موافق ہو تو تصدیق مقررہ محمول کیجیے تو موافق بین القولین حاصل ہو جائے اور مخالف اور مضطرب رائل ہو کہ ثانی لخطاوی

## باب اقرار المرضی

یعنی مرض الموت و حدہ مرفی طلاق المرضی کو بھی فی الواقعہ یا یہ باب ہو اقرار المرضی کے احکام میں یعنی وہ مرضی جو مرض الموت بیمار ہو اور تو دین مرض الموت کی مذکور ہو مگر طلاق مرضی میں اور آگے آگے کتاب الوصایا میں اقرارہ بدین لاجبہ یا فذین کل الباقیہ مرضی کا اقرار دین بھی ہوا کے واسطے نافذ ہو اس کے تمام مال سے بلکل قول عرفا روق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقررہ فاروق سے مروی ہو اقرار المرضی بدین جاز ذلک علیہ فی جمع ترکہ یعنی جب بیمار دین کا اقرار کرے تو اس پر جائز ہو اس کے تمام متروکہ میں اور ایسی صورت میں اگر نجاسے حدیث ہو کہ یہ نہ کہ وہ مقدمات سے جو میں قبائل

کو گنہا بلش نہیں تو سماع شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام محمول ہوگا کہ ثانی لخطاوی و ولیمین فکذلک الا اذا علم تملیکہ لمانی مرضہ فیتقید بالثلث ذکرہ المصنف فی مدینۃ تلخیصہ اور اگر عین کا اقرار ہو تو بھی اسطرح کا حکم ہو یعنی جمع متروکہ سے نافذ ہوگا مگر تکلیک مرضی کی اس کے مرض میں ہی ہوا یعنی قرآن سے یہ معلوم ہو کہ مرضی اپنی کو عین کا مال کرتا ہو یا بیماری میں تو یہ تکلیک مفید ثلث مال ہوگی اپنی ثلث متروکہ سے متعلق ہوگی تمام متروکہ سے بیان کیا ہو اسکو مصنف نے اپنی کتاب البلیغین میں تو اسکو یاد رکھنا چاہیے ہم چونکہ مرض کی تکلیک صیت ہو لہذا مفید ہوگی ثلث مال سے جو میں ہو عین کا اقرار مرضی اپنی کے واسطے صحیح ہو اگر اقرار بلین حکایت کے ہو اور اگر بلین ابتدا کے ہو تو ثلث مال صحیح ہوگا کہ ثانی لخطاوی اقرارہ ثانی سہرا یہ ہو کہ اسکی صورت تو اقرار کی صورت ہو و تحقیق میں ابتدا سے تکلیک ہونا کہ وارثوں کو حصہ نہ ہو اور اقرار چکا کے تو تحقیقی اقرار ہو کہ ثانی لخطاوی لخصاً و اختصاراً ثلث عنہ اور میراث پیچھے ڈالی جائیگی ادا سے دین مذکور سے یعنی اسواسطے کہ قضاء دین مقدم ہو میراث پرتا اس پر آخرت کا مواخذہ باقی نہ رہے

و دین الصحیح مطلقاً و مالکرمہ فی مرضہ بسبب مروق و بدینہ او بمعناہ قاضی قہر علیہ ما قرہ فی مرض موتہ اور حالت صحت کا دین مطلقاً خواہ گواہوں سے معلوم ہو خواہ اقرار سے وارث کا دین ہو یا اجنبی کا عین کا اقرار ہو یا دین کا اور جو دین کا اسکو مرض لازم ہو یا سبب معروف ہو گواہوں یا قاضی کے کہ ماننے سے معلوم ہو مقدم ہوگا اس دین پر سبکداری نے اپنے مرض الموت میں اقرار کیا و لو الما مقربہ و ولیمین فکذلک علیہ فی مرض الموت کے اقرار پر مقدم ہو اگرچہ مرض کا مقربہ و ولیمین ہو و عند الشافی النکل سواہ اور شافی کے نزدیک بین صحت اور اقرار مرض کا دین سبب برہمین ملا تقدم و اسبب المعروف الیس تبرع کنکاح شہادان بھرا المثل اما الزیادۃ فباطلہ و ان جازا نکاح عنایہ اور دین کا سبب معروف وہ ہو جو تبرع ہو یا نہ وہ کنکاح جو شاہدوں کے سامنے ہو یا بشرطیکہ کنکاح ہر مثل سے ہو اور زنا و فاحشہ ہر مثل سے تو مرض الموت کے کنکاح میں باطل ہو اگرچہ کنکاح جائز ہو کہ ثانی لخطاوی و مریض مشاہد و اوقات کذلک و مشاہد و چنانچہ مریض مشاہد اور اسطرح اوقات مشاہد یعنی کسی مال تلف کرنا شاہدوں کے سامنے و المرضی لیس لہ ان یقتضی دین بعض الغرام دون

باب اقرار المرضی

بہرہ

بعض ولو کان ذلک اعطا و مہر و ایفاء اجرہ او درمرض کہ یہ جائز نہیں کہ بعض اہل دیون کا دین ادا کرے سو کہ بعض کے اگر عیبہ دین ہو کر دینا اور اجرت کا ادا کرنا جو ہم اس واسطے کہ مرض کے مال میں سب دین والوں کا حق متعلق ہو تو بعض کے دینے میں ان دونوں کی حق تلفی ہو مرض کی قید سے معلوم ہوا کہ حریف جو کر کہ اس طرح کی تخصیص منع نہیں غلامی لہذا فی مسئلین تو ہر ادا و اجرت کے واسطے مرض کا دینا سلامت نہ ہوگا اگر دوسلوں میں اسے بعض دین جائز ہو تا وقتے اس متعزز فی مرضہ او فقہ شہد الا شتر فی فیہ لو بشل القیمۃ کمافی البران و فیہ علی ذلک اعیشت کل منہما بالبران لا باقرا و لا شتر و دونوں کے برابر جبکہ مرض اس قرض کو ادا کرے جو اسے دینی بیماری میں لیا یا ادا کرے اس چیز کا شہد جو اسے مرض میں نہ دیکھا اگر شہد قیمت کے برابر ہو چنانچہ برمان میں ہوا و صلا کہ یہ معلوم ہو چکا یعنی ثابت ہو چکا ہو قرض اور خرید گواہوں سے نہ اس کے اقرار سے سبب تہمت کے کم تہمت یہ جو کشا یا اسکے اس اقرار سے داروں کا حصہ گشتا منظور ہو کر بخلاف اعطا و مہر و نحوہ و اذالم لو حق مت فان البائع اسوۃ للعزما و فی التمن اذالم تکن العین المبیسۃ فی یدہ او ید البائع فان کان کانت کان اولے بخلاف اعطا و مہر و غیرہ کے اور بخلاف اشترا مرض کے جبکہ مرض نے اس کا شہد ادا کیا یا ہر ایک کہ مرگیا تو اس کا بائع اور دین والوں کے برابر شہد بنے ہیں جبکہ شہد بنے ہیں کے ہاتھ میں ہوا اور اگر بائع کے ہاتھ میں ہو تو وہی مقدم ہو مگر تو بیع مذکور نہ بھی جاوے اور اس کے شہد سے بائع کا دین ادا کیا جاوے اور اگر اس کے دین سے شہد کچھ زیادہ ہو تو زبارت متروکہ نہ لائی جائے اور اگر شہد دین سے ناقص ہو تو بقدر نقصان بائع مذکور را باب دیون کے برابر ہو چکا کہ کافی الخطا دی و اذا اقر المررض بدين ثم اقر بدين تحاصا اصل اوفصل الاستقرا و وجبک مرض نے ایک دین کا اقرار کیا پھر دوسرے دین کا اقرار کیا تو دونوں مقرضہ رسد یا ویسٹ خواہ دونوں اقرا وں کو اسے ملایا ہو یا بعد کیا ہو بسبب برابر ہونے دونوں اقرا وں کے و لو اقر بدين ثم لو یستحقھا اذ اگر مرض نے دین کا اقرار کیا پھر دو بیت کا اقرار کیا تو دونوں مقرضہ رسد یا وین و لیکسہ لو یستحقہ اولی اور اس کے العکس میں دو بیت اولی اور مقدم ہو بیخیا اگر اول دو بیت کا اقرار کیا تو دو بیت کی تقدیم ہو اس واسطے کہ جب اسے پہلے دو بیت کا اقرار کیا تو اول اس کا ایک ہو گیا پھر دین کا اقرار کیا کہ دین جائز ہو چکا لکافی الخطا دی و ابرا و یونہ و ہو مدیون غیر جائز اول بجز ان کان اجنبیا و ان کان وارثا فلا یجوز مطلقا اسوا کان المرضی مدبرنا اول التبتہ او درمرض کو اپنے مدیون کا دین صاف کرنا اور صلا کہ مرض خود مدیون ہو غیر جائز ہو یعنی ابرا جائز ہوگا اگر اس کا مدیون غیر شخص ہو اور اگر دین وارث ہو مرض کا تو ابرا مطلقا جائز نہیں برابر ہو کہ مرض مدیون ہو یا نہ تو تہمت کے سبب حلیہ صحت ان بقول لاحق لی علیہ کما ناذہ لبقولہ و قولہ لکم لی علی ہذا المظاہر و بشل التقتل اور اث و غیرہ صحیح قضائہ لا و یا نہ تہمت یہ بطلانہ الدنیا لا مطابۃ الاخرۃ حاوی الا المہر فلا یصح علی ایچہ ہزارہ ای نظور و علیہ فاما و صحت ابرا کا مدیون حلیہ یہ ہو کہ مرض کے کہ میرا اسپر کچھ حق نہیں چنانچہ اسکو صحت نے بیان کیا جو اپنے اس قول سے او درمرض کا یون کہنا کہ میرا اس مطلوب پروا ت ہو یا غیر وارث کچھ نہیں صحیح ہو قضائہ کی راہ سے نہ دانت کی راہ سے تو مدیون مظلوم ہے دنیا کا مظاہر تہمت ہو چکا نہ آخرت کا مظاہر لکذا فی الحادی سوا سے دین نہ کرے کہ اسکا ابرا حلیہ نہ کرے صحیح ہوگا بقول صحیح کمافی البران بسبب ظاہر ہونے اس بات کے کہ زوج پر رکن و جب لا دابر ہوتا جو ہم یعنی اگر زوجہ مرض الموت میں کے کہ میرا نہیں زوج ہو تو یا ہر ایچہ ہوگا بخلاف اقرار تہمت فی مرض ما بان الشکوۃ الفلانی ملک الی ادا لی لای فیہ و انہ کان عندی عاریۃ فانیصح ولا تسع دوسے زوجہ فیہ کما بسطہ فی الاشبا و خلافت بیچی کے اس اقرار کے اپنے مرض الموت میں کہ غلامی چیز میرے باپ یا مائی ملک ہو میرا اس میں نہیں یا وہ چیز میرے پاس عاریت تھی تو ہر ابرا ایچہ ہوگا اور اس کے زوج کا دعوے اس میں سموع ہوگا چنانچہ اسکو شرح بیان کیا جو اشباہ میں اس طرح کہ کہ نہ تہمت جان اس خبر کو کہ میری کتاب کی خصوصیات سے جو ہم اس قول کو اشاہد کے مشنوں مانند حوی و شیخ صالح و غیرہ نے نہیں سمجھا و اسطے کہ یہ اقرا و میں کا





ہذا الشیء الاصلی لما سألنی دانی کان عندی عاریتہ و با حاشا لا تفریقہ و تمامہ فیہا ملخصاً فانہم اذ انما سہ یہ ہو کہ مرض کا اقرار وارث کے واسطے کافی  
 وارثوں کی اجازت پر موقوف ہو مگر متن مسئلہ میں جو اشیاء میں مذکور ہیں انرا اجملاً اقرار مرض سے تمام امانات کا یعنی قبضہ امانات کا وارث سے اقرار  
 از الجملہ نفی ہو چنانچہ یون کہ اسکا کہہ کر کچھ نہیں میرے باپ اور میری ماکی ہا کہ میرے پاس عاریت تھی اور وہ ان پر تھان قریب نہ ہوا اور پورا بیان اسکا اشیاء میں ہو کر کیا دیکھا جائیگا  
 یہ قول ہو کہ یہ چیز فلاں میرے باپ اور میری ماکی ہا کہ میرے پاس عاریت تھی اور وہ ان پر تھان قریب نہ ہوا اور پورا بیان اسکا اشیاء میں ہو کر کیا دیکھا جائیگا  
 کہ میرا مرض میری ہوشیاری میں تھا وہی مرض موت لوارثہ کی عمر فی الحال تسلیم علی الوارث فاذا مات میرا بھائی وارث بنی القصدیہ تصرفات المرض نافذہ  
 بھی کچھ حاجت نہیں رہی اور قریب وہی مرض موت لوارثہ کی عمر فی الحال تسلیم علی الوارث فاذا مات میرا بھائی وارث بنی القصدیہ تصرفات المرض نافذہ  
 و انما مقتضی بعد الموت مرض اپنے وارث میں اپنے وارث کے واسطے تو فی الحال وارث کے دینے کا حکم ہوگا پھر یہ مرض ہر جا تو وارث ہوتا  
 کو پھر دے گا فی الزمان اور قریب میں ہو کہ مرض کے تصرفات جاری اور نافذ ہیں اور وہ موت کے بعد تو ڈھلے جاتے ہیں و امرہ لگو نہ وارثا  
 وقت الموت لا وقت الاقرار ولو اقرار لا غیر شائئاً و لدل علی الاقرار بعد م ارثہ اور اعتبار اس کے وارث ہونے کا موت کے وقت کا جو نہ اقرار کے وقت کا  
 تو اگر مرض نے اپنے بھائی کے واسطے اقرار کیا پھر مرض کے بٹیا پیدا ہوئے تو اقرار صحیح ہوگا بسبب وارث ہونے کے بھائی کے یعنی ہر جا اقرار کے وقت بھائی  
 وارث تھا لیکن قتلہ زہر نہ مرض سے موت کے وقت وہ وارث نہ رہا الا اذا صار وارثا وقت الموت بسبب جدید کا ترویج و عقد الملوا لا یجوز لکما ذکرہ  
 بقولہ کہ جبکہ مقلد وارث ہو گیا موت کے وقت بسبب جدید سے چنانچہ ترویج و عقد مولات تو وارث مذکور کے واسطے اقرار جائز ہو چنانچہ نصف  
 نے اسکو اپنے آئندہ قول میں مذکور کیا فلا اقرار لہا الا لاجنبیۃ ثم تزوجہا صحیح بخلاف اقرارہ لاجنبیۃ المحبوب بکفر ابا بن اذ انزال جمیعہ اسلام  
 ادبوت الابن فلا یصح لان ارث بسبب قدیم لا جدید تو اگر مرض نے انہی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اس سے نکاح کیا تو اقرار صحیح ہوگا ان کے  
 اقرار کے اپنے اس بھائی کے واسطے جو محبوب ہو بسبب کفر کے یا مقرر کے فرزند کے موجود ہونے سے جبکہ اسکا محبوب ہونا از اہل ہو بھائی کے اسلام لانے  
 سے یا فرزند کی موت سے تو اقرار صحیح ہوگا اس واسطے کہ بھائی کی میراث نقدیم سبب سے ہو نہ جدید بسبب کے بخلاف لاجنبیۃ لہا فی مرضہ والایسۃ لا تفر دہا  
 فلا یصح لان الوضیۃ تمسک بعد الموت دہی حینئذ وارثہ اور بخلاف انہی عورت کے کہ سہہ کرنے کے اپنے مرض الموت میں اور اس کے واسطے بیعت کرنے  
 کے پھر اس کے ساتھ نکاح کرنے کے کہ صحیح نہیں اس واسطے کہ بیعت تمسک بعد موت کے اور اس وقت تو حورت مذکورہ وارث ہو مگر فی القریۃ نہ کان  
 علی امانتہ المتیۃ عشرۃ دراہم قد استوفیہا و لہا المقربان نیکر ذلک صحیح اقرارہ لان لیت میں وارث مرض الموت میں اقرار کیا کہ انکی بی بی مردہ  
 اس کے دس درہم تھے سو میں انکو لے چکا اور اس کے عہد کا ایک بیٹا جو اسکا انکا کرتا ہو تو اسکا اقرار صحیح ہو اس واسطے کہ بیعت وارث نہیں لگاؤ اقرار مرض میں  
 موتہ برین ثم ماتت قبلہ و ترک منہا وارثا صحیح الاقرار و قبل لاقا لکہ بدیع الدین صیر فیہ چنانچہ اپنے مرض الموت میں اپنی عورت کے واسطے  
 اقرار کیا دین کا پھر زہر مگر قبل مقرر کے اور مقرر نے ایک وارث چھوڑا حورت مذکورہ کے بیٹ کا تو اقرار صحیح ہو اور قول نہ بیعت یہ ہو کہ صحیح نہیں قابل اس  
 قول کا بدیع الدین ہو کذا فی الصیر فیہ و لہا قریبہ لوارثہ و لاجنبیۃ برین لم یصح خلافاً لعمادیدہ اور اگر مرض الموت میں اپنے وارث اور انہی کے واسطے  
 اقرار کیا دین کا تو صحیح نہیں برخلاف محمد بن حسن کے کذا فی العادیۃ و ان اقرار لاجنبی بجمول نجبہ ثم اقر بنبوتہ و صدقہ دیوس اہل التصدیق  
 ثبت نسبہ مستند الوقت بالوقوع و اقرار ثبت بطل اقرارہ لہا ہر اگر اس انہی کے واسطے اقرار کیا جسکا نسب معلوم نہیں پھر  
 مقرر نے اسکی فرزند کی اقرار کیا اور مقرر نے اسکی تصدیق کی اور اسکا کہ وہ تصدیق کی لیاقت رکھتا ہو یعنی حال بیان کر سکتا ہو  
 تو اسکا نسب ثابت ہوگا اسکی ابتداء سے پیدا شدہ سے مستند ہو کر اور جب نسب ثابت ہو تو اسکا اقرار باطل ہو گیا بدیل گذشتہ

ہے جو وارث ہوتے کے وقت یہ سبب سے تو اس کے واسطے اقرار صحیح نہیں دلوث ہے بان کذبہ او عت نسب صحیح الاقرار بعد موت سبب شریک یا غیرہ  
 الینا سبب اور اگر نسب ثابت ہو واسطے پر کچھ جہول نسب مقرر کی گئی کہ سبب کرے یا اس کا نسب موقوف ہو فی شخص سے تو اقرار صحیح ہو سبب ثابت ہونے  
 نسب کے چنانچہ شریک یا غیرہ میں جو نیایہ سے و لو اقر من ظلمتها مثلثا یعنی بانفاذ اقری رضی موثرہا الاصل من الارث والدین و دفع لہا مالک  
 بحکم الاقرار لہا لک الا ارث حتی لا تسمیہ شریک یعنی اعیان الترتہ شریک یا غیرہ اور اگر اس صورت کے واسطے اقرار کیا جس کو کہیں باطلاق یا نہ دی اپنے  
 مرض الموت میں نہ جو کچھ میراث اور دین میں وہ اس کو ملے گا اور کثرت کو دیا جائے گا اقرار کی وجہ سے نہ میراث کی وجہ سے نہ وہ شریک نہ ہوگی  
 مگر کہ کسی اشیا میں کہ لانی الا شریک یا غیرہ مطلق یا نہ کی اس واسطے شرط کی کہ طلاق بھی میں نہ وہ زوج ہوگی اور یہ بھی شرط ہو کہ اتنا سے عدت میں مقرر  
 مر جائے اور اگر عدت مدت مرے گا تو اقرار صحیح ہوگا کہ لانی الا طلاق دی و ہذا اذا کان فی العتد و طلقھا بسوا الہا فاذا مضت العتد جازلہم  
 التتمہ غیرہ اور یہ حکم مذکور اس وقت جو جبکہ مطلق عدت میں نہ وہ زوج نہ اس کو طلاق دی اس کی طلب سے کچھ عدت ہوگی تو اقرار جائز ہوگا  
 بسبب عدم تہمت کے کہ لانی الا غیرہ تہمت یعنی کہ زوج نہ شاید اس واسطے طلاق دی ہوگا اس کا اقرار صحیح ہو زوجہ کے واسطے اس کا کسب میراث  
 سے زیادہ ہے کچھ عدت گذر گئی تو تہمت بھی باقی نہ رہی وال طلقھا بسوا الہا فلہا میراث بانفاذ و لا یصح الاقرار لہا لانہا وارث  
 او چونکہ وارث لکثیر الاشیاء فلظہورہن کتاب الطلاق اور اگر اس کو طلاق دی بدون اس کی طلب کے تو کسب میراث کیلئے جس مقدار کو کہ وہ چاہے  
 اور اس کے واسطے اقرار صحیح ہوگا کہ لانی الا وارث ہی اس واسطے کہ زوج اس کا کثرت شائع نے یہاں مذکور نہیں کیا بسبب کے ظاہر  
 ہونے کے کتاب الطلاق سے وان اقر فلہا میراث النسب فی مودہ او فی بلدہ و ہذا بان فی السن حیث یول مثلہ مثلہ انہ ابنہ و صدقہ  
 الغلام یومیزہ والامیرہ تصدیقہ کامر حیدر ثبت نسبہ و لو المقرم لہا و اذا ثبت شاربک الغلام الوارثہ اور اگر اس صغیر بانک کے  
 واسطے جب کا نسب معلوم نہیں اس کے وطن میں یا اس شہر میں جہاں وہ دار ہو چکا ہو حالانکہ مفرد بقدر اس عمر میں واقع ہیں کہ ویسی عمر اسے کہ ویسا  
 لڑکا پیدا ہو سکتا ہو یہ اقرار کیا کہ وہ لڑکا اس کا بیٹا ہو اور اس کے لئے اس کی تصدیق کی اگر وہ با تیز مر ہو اور اگر صغیر تیز مر ہو تو اس کی تصدیق کی کچھ حاجت  
 نہیں چنانچہ مذکور ہو چکا اور اس وقت دین یعنی دوسرے اجتماع شرط نہ کر دہ اس کا نسب ثابت ہوگا اگر تیز مر لفظ ہو چکا اس کا نسب ثابت ہوا  
 تو لڑکا باقی وارثوں کا شریک ہوگا فان انفقت ہذہ الشرط یول اخذ المقر من حیث استحقاق المال کما لو اقر باخو غیرہ کما مر عن الدینا مع کذا  
 فی الاشراف علی طبع زعمہ عند الفتویٰ تو اگر یہ شرط مذکور نہ پائی جائے تو مقر باخو ہوگا باعتبار استحقاق مال کے چنانچہ اگر غیر کے بھائی ہوئے کا اقرار  
 کرے جیسے کہ مذکور ہو چکا نیایہ سے کہ لانی الا شریک یا غیرہ تو تہمت دینے کے وقت تحریر او تصدیق چاہیے مگر اگر شرط مثلث سے لینے جہاں نسب اور  
 پیدا ہوا مثل مقر لکاشل مقرر سے اور تصدیق دلستہ اگر ایک شرط صریح نہ پائی جائے تو یعنی نسب نہ پائی جائے تو نسب ثابت ہوگا اور یہ جو شران نے  
 کہا کہ جن حیث استحقاق المال مقر باخو ہوگا وہ اس صورت میں نمایاں نہیں اس واسطے کہ یہاں فقط نسب کا اقرار نہ مال کا لکھ دہ مسئلہ سابقین ہو  
 یعنی جبکہ بھائی کے واسطے اقرار کرے پھر اس کے فرزند کی کا دوسرے کو سے تو اکثر شرط مذکورہ متقی ہوں تو اس کا مال لازم آوے گا اگر نسب ثابت ہوگا اور  
 شریک یا غیرہ میں نیایہ سے یہ عبارت منقول ہو (و لکذبہ او کان محروف النسب بن ثمرہ لزمہ ما تریہ و لا ثبت النسب لانی الینا سبب اتہی) اور اشراج کی عبارت  
 رکیا ہے تو اگر کوئی کہتا (فانما تفتی) احادیثہ الشرط وقد اقر بالمال یا اخذہ المقر قالہ و فی شرح مرقا اس واسطے کہ اس صحت قرار سے ثبوت نسب کے کچھ کچھ  
 نسب ثابت نہ ہوا تو مرتبہ لازم ہو گیا اور یہی تقریر تحریر جو اس مقام کی کہ لانی الا طلاق دی مختصر اور ایل صح اقرارہ ای الینا سبب بالولد والوالدین  
 قال فی البر بان دان علیا قال المقدسی و فیہ نظر قول الزینی و اقر باخو و ابن الابن بالصح لان فیہ حمل نسب علی الغیر بالشرط الثالثہ

نسب  
 غیرہ سے  
 غیرہ لازم  
 چکا سکتا ہے  
 ثابت نہ ہوا  
 علی و اگر ان  
 ضرورت سے ایک  
 منتفی ہوا اور  
 حال مذکور  
 کہ وہ شرط  
 حال ہوگا

الاحادیث

المستند فی الایمان اور یا میرا کہ اقرار کرنا ولدا والدین کا بیچ بچان میں ان شرطوں سے جو پہلے مذکور ہو چکی ہیں فرزند میں برابری میں کہا والدین کا اقرار  
صحیح ہو اگر والدین اوچے ہوں یعنی داوا پر داوا مقاضی سے کہا اور اس قبل میں اعتراض ہو یا قبل قتل یعنی اگر داوا یا پوتے کا اقرار کیا ہے تو صحیح نہیں  
اس واسطے کہ اقرار سے غیر نفس پر نسب کا اقرار یعنی باطنی صورت میں باپ پر اور دوسری صورت میں بیٹے پر صحیح بالزوج بشرط غلط یا حسن زوج و عدل  
و غلطہ او المقررین اختتاماً مثلاً وارث سوا ما اور یوں اقرار کرنا کہ یہ عورت میری زوجہ ہے صحیح بشرط غلطی ہونے اس عورت کے بیچ اور اس کی عدلت سے  
اور بشرط غلطی ہونے منکر اس عورت کی پس سے مثلاً اور بشرط غلطی ہونے منکر کے چار اور تین سے سوا اس عورت کے یعنی مذکورہ کہ اقرار اس وقت صحیح ہو  
جبکہ وہ عورت کسی زوجہ نہ ہو اور کسی کی عدلت میں ہو اور جبکہ اس عورت کی ماں یا باپ یا عذر نہ ہو کی جگہ یا مستند نہ ہو اور جبکہ سوائے اس عورت کے چار  
عورتیں اس کے پاس ہوں جو میں نے کہا یہ شرط بھی مناسب ہو کہ عورت جو بی اور بت پرست نہ ہو اور تاشیہ یعنی بشرط طیکہ وہ عورت رضاعت سے  
حرام ہو مگر پر زوج بالمولیٰ من ہتہ العاتقہ ان لم یکن ولادۃ یا تبا من ہتہ غیرہ اگر غیر المقر اور صحیح ہر مولیٰ کا اقرار یعنی یوں کہ نہ کسی شخص میرا مولی  
ہو یا آزاد کرنے کے راہ سے بشرط طیکہ اسکا ولا غیر مقرر سے ثابت نہ ہو والمراۃ صحیح اقرار یا بالوالدین والزوج والمولیٰ اور صحیح ہو عورت کا یوں اقرار  
کرنا کہ یہ میرے والدین میں یا میرا زوج اور مولیٰ ہوا اصل ان اقرار بالانسان علی نفسہ حیث لا یطے وغیرہ اور قاعدہ کہ مسائل مذکورہ میں یہ کہ  
آدنی کا اقرار کرنا اپنی ذات پر حجت ہو نہ غیر پر حجت و مذکورہ من ہتہ الاقرار بالام کا باب ہو اور اسوال مذکور علیہ مجموعہ وقد ذکرنا ام العتبی فی فی الواقعہ  
ان الاقرار بالام بالایح وکذا فی مورد اسرج لان النسب لا یابا بالامہات و فی محل الزوجیۃ علی الذین لا یصح اتہنی و لکن اتہنی تحتہ بجام الاسام  
فکانت کا لاب لفیظ ظاہر کہتا ہوں اور یہ جو مصنف نے ان کے اقرار کی بحث مذکور کی ہو یا مندی باپ کے یہی قول مشہور ہو جبکہ اگر شرط میں  
اور اگر عتباتی نے اپنے فرائض میں ذکر کیا ہو کہ ان کا اقرار صحیح نہیں اور اسبطر نہ ہو اور اسرج میں ہو اس واسطے کہ نسب باپوں سے ہوتا ہو نہ ماں  
سے اور اس میں محل زوجیت بھی ہو غیر شخص پر یعنی منکر کے باپ پر تو صحیح ہوگا اتہنی و لیکن حجت اقرار مذکور حق ہو بسبب جامعیت امرات کے یعنی  
اس ہونے میں ماں اور باپ دونوں برابر ہیں تو ماں باپ کے مانند ہوئی پس اسے یاد رکھنا چاہیے کہ ادخ باولادن ان شہدت امراۃ ولوقایۃ  
تبعین اولاد ما بالنسب فبالفراش یعنی اور اسبطر عورت کا یہ اقرار صحیح ہو کہ یہ میرا لڑکا ہو اگر ایک عورت گواہی دے اگرچہ دانی جنائی تبعین ولدی  
گواہی دے اور نسب قواش سے ثابت ہوتا ہو کہ دانی شہدی ہو عورت کی گواہی اس وقت شرط ہے کہ جبکہ جاثہ ہو اور شہادت قابلہ تبعین ولدین اس وقت  
شرط ہو جبکہ ولادت پر قضاوت ہو اور تبعین ولدین اختلافات و التوضیح فی المطاوعی ولومسندۃ جمدت ولادۃ تبا فحیث ما تہ لکامہ فی باب ثبوت نسب  
اور اگر عورت مستندہ کی ولادت کا انکار نہ ہو تو عورت کا اقرار پوری حجت سے صحیح اور ثابت ہوگا چنانچہ ثبوت نسب کے باب میں مذکور  
ہو چکا او صدقہ الزوج ان کان اما زوج او کانت معتدۃ منہ یا عورت کا اقرار ولدی صحیح ہو اگر عورت اسکی تصدیق کرے بشرطیکہ وہ  
شہدہ وار ہو یا اسکی معتدہ ہو و صحیح مطلقاً ان لم یکن لکامہ اتہ زوجہ ولا مسندۃ او کانت زوجہ و او عدت انہ من غیرہ  
تصدار لکامہ او ادعا منہا لم یصدق فی حقا الا بتصدیقہا اور صحیح ہو اقرار ولدی مطلقاً اگرچہ شہادت اور تصدیق زوج نہ پائی جاوے اگر عورت ویسی  
نہ ہو یعنی نہ شہدہ والی نہ مستندہ یا کہ شہدہ والی ہو اور یہ دعوے کرے کہ وہ لڑکا اسکی سوا اور مرد کا ہو تو یہ اقرار ویسا ہی جیسا کہ اگر مرد دعوے  
کرے کہ یہ میرا بیٹا ہے اس عورت سے تو عورت کے حق میں اسکی تصدیق نہ ہوگی اگر عورت کی تصدیق کرے سے قلت یعنی تو لم یثرب اما زوج  
غیرہ لہ امرہ و غیر زمین کہتا ہوں باقی رہ گئی یہ عورت کہ اگر عورت کا کوئی اور زوج مشہور اور معلوم نہ ہو اسے ایکہ زوج کے اور وہ یہ دعویٰ کرے  
کہ یہ میرا بیٹا ہے اور مرد سے خواہی کہ مرد یا زوج یا بیٹہ ہم اس عورت میں ظاہر اور ظہر کا عورت ہی کا ٹھہر گیا کہ نہ شوہر معلوم ہو چکیں نہیں جو کہتی

۱۷  
۱۸  
۱۹  
۲۰  
۲۱  
۲۲  
۲۳  
۲۴  
۲۵  
۲۶  
۲۷  
۲۸  
۲۹  
۳۰  
۳۱  
۳۲  
۳۳  
۳۴  
۳۵  
۳۶  
۳۷  
۳۸  
۳۹  
۴۰  
۴۱  
۴۲  
۴۳  
۴۴  
۴۵  
۴۶  
۴۷  
۴۸  
۴۹  
۵۰  
۵۱  
۵۲  
۵۳  
۵۴  
۵۵  
۵۶  
۵۷  
۵۸  
۵۹  
۶۰  
۶۱  
۶۲  
۶۳  
۶۴  
۶۵  
۶۶  
۶۷  
۶۸  
۶۹  
۷۰  
۷۱  
۷۲  
۷۳  
۷۴  
۷۵  
۷۶  
۷۷  
۷۸  
۷۹  
۸۰  
۸۱  
۸۲  
۸۳  
۸۴  
۸۵  
۸۶  
۸۷  
۸۸  
۸۹  
۹۰  
۹۱  
۹۲  
۹۳  
۹۴  
۹۵  
۹۶  
۹۷  
۹۸  
۹۹  
۱۰۰

تو وہ لڑکا عورت بھی کا وارث ہوگا یعنی ابواسعد سے کیا غایت الامریہ ہو کہ درجہ ورتبہ عدم شرفت زوجہ ثانی و لو کہ لڑکا ہوگا اور ولد الزنا اور ولد المملان  
 فقط ما کان وارث ہوتا جو اس میں توفیق کی کچھ وجہ نہیں کہ زانی الخطا ذی ولاد نہیں تصدیق ہوگا اور اوصت اقرا میں اُن اشخاص کو کہ زانی کی تصدیق نہ ہو  
 جو ہم یعنی جب مرد نے یہ اقرار کیا کہ میرا بیٹا جو یا والدین ہیں یا میری زوجہ جو اور عورت نے اقرار کیا کہ میرے والدین ہیں یا میرا بیٹا اور میرا بیٹا جو  
 سے تو ان کو ان کی تصدیق ضرور ہوگی اس واسطے کہ شخص نہیں سے اپنی ذات کے تصرف میں جو غیر کا اقرار نہ کرنا لازم نہیں الا فی الولد اذا کان لایعلم  
 عن نفسه لامرأۃ جسد کا امتناع مگر ولد میں تصدیق شرط صحت اقرار نہیں جبکہ اقرار ایسا ہو کہ اپنا چلایا بیان نہ کر سکتا ہو اس واسطے کہ مذکور ہو چکا  
 کہ زانی و سالت میں متاع اور اسباب کے مانند جو لینے تو جسکے پاس ہوگا اسی کا ٹھہر گیا و لو کہ ان بالمقرہ عبد الفیض شرط تصدیق مولاد لان  
 الحق لدار اور اگر مقلد غیر کا غلام ہو تو صحت اقرار میں اس کے مولیٰ کی تصدیق ہوگی شرط اس واسطے کہ حتیٰ اسی کا جو صحیح تصدیق میں بالمقرہ بعد  
 موت المقر ببقا النسب والحدۃ بعد الموت اور صحیح ہو تصدیق مقلد کی بعد جانے مقلد کے سبب باقی رہنے نسب اور عدت کے بعد موت کے  
 الا تصدیق الزوج بعد موت المقرہ لانقطاع الشکک بموتہا ولذا لیس لہ شہادۃ بخلاف مقلد کی تصدیق زوجہ مقلد کے مرنے کے  
 بعد صحیح نہیں سبب منقطع ہونے نکاح کے زوجہ کی موت سے اور اسی وجہ سے زوج کو جائز نہیں غسل دینا زوجہ کا موت کے بعد برخلاف اسکے  
 عکس کے یعنی اگر زوج مقلد ہو تو زوج کی تصدیق بعد موت نفع کے کچھ ہو اور اسکو زوج کا غسل دینا بھی صحیح ہو اس واسطے کہ علانی نکاح کے سبب  
 باقی رہنے عدت کے بمنزہ منقطع نہیں و لو اقرار بصل منسب فیہ تحمیل علی غیرہ لم یقل من غیرہ ولا کما فی الدرر لفسادہ بالجد لابن الابن لکما قال  
 کالایح والحم والجد وابن الابن لایصح الاقرار فی حق غیرہ الابن وان اور اگر ایک مرد نے اقرار کیا اُس نسب کا حسین غیر نسب ڈالنا  
 ہو چنانچہ یوں کہ اسکا کہ میرا بیٹا ہے اور چچا اور دادا اور پوتا جو اقرار صحیح نہیں غیر شخص کے حق میں مگر شہادت سے مصنف نے نسب میں غیر اولاد  
 کی قید نہ لگا لی چنانچہ درمیں جو سبب فاسد ہوئے اُس قید کے بعد اور ابن الابن سے وجہ اقرار اثنین لکما فی باب ثبوت نسب بالمحفظ  
 اور اذا تجمل جو اقرار دو شخصوں کا چنانچہ مذکور ہو چکا ثبوت النسب کے باب میں تو یاد رکھنا چاہیے ہم یعنی غیر کے حق میں اقرار نسب صحیح نہیں مگر بان سے  
 سوا سی قسم سے مقلد کے وارثوں سے دو شخصوں کا اقرار کرنا ہو نسب کا تو باقی وارثوں پر ثبوت نسب کا حکم متعدی ہوگا اور اگر مقلد ایک شخص ہوگا  
 فقط اسی پر یکم اقرار قصور سے گا اور مقلد کے وارثوں کا اقرار ثبوت نسب نہیں جیسے مقلد کی تصدیق ثبوت نہیں کہ زانی الخطا وی و کذا اور عدت  
 المرقط علیہ والوارثہ و ہم میں اہل تصدیق اور اس طرح اقرار صحیح ہوگا اگر مقلد غیر کی تصدیق کرے یا اسکے وارث اور جلا لک وہ تصدیق کرنے کی اہلیت  
 رکھتے ہوں م مقلد سے وہ شخص مراد ہو جو میرا نسب کا معمول کرے ہر چند تصدیق درجہ مقلد قتل سابق میں مندرج ہو لیکن دونوں میں یا نہ فرقہ  
 ہو سکتا ہو کہ پہلی صورت میں مقلد کے دو وارثوں کا اقرار ثبوت نسب ہو اور دوسری صورت میں اقرار اور مقلد علیہ کے دو وارثوں کی تصدیق ثبوت ہے  
 اور لیاقت تصدیق سے مراد یہ ہو کہ وارث عاقل بالغ ہوں اور نسب شہادت کامل ہو کہ زانی الخطا وی و یصح فی حق نفسه حتیٰ یلزمہ ای المقر الاحکم  
 من النفقۃ والحفانۃ والارث اذا اتفقا علیہ ای علیہ ذلک الاقرار لان اقرار ما یجوز علیہ او نسب کا اقرار مقلد کی ذات کے حتیٰ میں  
 صحیح ہو تو مقلد کو لازم ہوئے نفقہ اور پرورش اور میراث کے احکام جبکہ مقلد اور مقلد دونوں اُس اقرار پر یا ہم تصدیق کریں اس واسطے کہ دونوں کا اقرار  
 دونوں پر حجت ہو ہم نفقہ اس وقت ہو جبکہ مقلد حریت کی قربت رکھتا ہو مقلد سے لیکن پرورش مشکل ہو اس واسطے کہ پرورش نہیں مگر نسبی کی اور  
 صفیہ لائق تصدیق کے نہیں لیکن یہ توجیہ ہو سکتی ہو کہ صفات سے مراد ہم جو یعنی اپنے پاس رکھنا جبکہ نسبت بالذمہ ہو اور اسکی جرح حتیٰ کا خوف ہو  
 کہ زانی الخطا وی فان لم یکن لہ مال فمالہ القوارث غیرہ مطلقاً لا تحرم لک ذوی الارحام ولا یبطل لک ذوی الموالا یعنی غیرہ و درجہ سوا اگر مقلد

سوا سے مقرر کے کوئی وارث مطلقاً نہ ہونے اور تہرتب تہرتب چنانچہ ذوی الارحام اور نہ بلید چنانچہ مولا سے محبت کذا فی العینی وغیرہ تو وہ اسکا وارث ہوگا یہ وارث فقط مقرر کے لیے مقصور ہوگا کسی مہمل اور فرع کی طرف میراث منتقل ہوگی اسواسطے کہ بے شریک وصیت کے جو کذا فی الخطا دی والا لا لا نسب تہرتب تہرتب

یہ اجماع وارث المردف والمردف الزوجین لان وجودہما فیہما یزنی فمالہما من الکمال اور زمین زمین یعنی اگر تہرتب کا کوئی وارث قریب یا بلید ہو تو مقرر کا وارث نہ ہوگا اسواسطے کہ اسکا نسب ثابت نہیں تو وہ فراحت نہیں کر سکتا وارث مشہور سے اور ہوا اس وارث سے جو ان کے وارث مقرر ہو جو وہ وارث ہو جو زمین کے سوا ہوا اسواسطے کہ زمین کا وجود نہیں ہے مقرر کی وارث سے کہ کذا کہ وہ ابن الکمال غیر المقتراں پر حج عن اقرار ولان وصیت میں وجہ زانیہ ای وان صدقہ مقرر کذا فی البدائع لکن نقل المصنف من شرح السراجیۃ ان بالتصدیق ثبت النسب فلا یشتع الرجوع فیہ رجوعاً عن الفتوۃ بحدیث کے مقرر کو اپنے اقرار سے پھرنا جائز ہے اسواسطے کہ یہ اقرار ایک راہ سے وصیت کے کذا فی الزانیہ یعنی رجوع اقرار سے جائز ہے اگرچہ مقرر کی مقرر تصدیق بھی کرے کذا فی البدائع لیکن مصنف نے اپنی شرح میں سرحد کی شرح سے نقل کیا کہ مقرر کی تصدیق سے نسب ثابت ہو جائے تو رجوع عن الاقرار فائدہ بخش نہیں تو اسکی تحریر اور نتیجہ چاہیے تھو سے دینے کے وقت ہم ظاہر زانیہ کا کلام حق ہو چنانچہ اتقانی اور شریک زانیہ سے ثابت ہوتا ہے اور اس دلیل میں اتفاق ہے کہ نسب ثابت نہیں تو تحریر مقام ہے کہ نسب کے اقرار میں اگرچہ تحریر دلیل نسب نہ ہوا اور تصدیق مقرر کی پائی جاوے تو میں رجوع جائز نہیں اور اگر تحریر غیر ہو تو مقرر تصدیق کرے تو رجوع جائز ہو غرض کہ یہاں کلام جو دو مقاموں میں متذکرہ کذا فی الخطا دی مختصاً من مات ابوه فاقربا رخ شاکر کذا فی الاراث فیستیحق نصف نصیب المردف والمردف ثبت نسبا لکن اقرارہ مقبول فی حق نفسه فقط اور جس شخص کا باپ یا مرگیا سو اسے اقرار کیا کہ شخص میرا بیوی تو مقرر اسکا شریک ہوگا اگر اس میں تو وہ نصف حصہ مقرر کا حق ہوگا اور اسکا نسب ثابت ہوگا اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اسکا اقرار فقط اسی کے حق میں مقبول ہوگیا بقی نو اقرار لاخ باہن ہل یصح قال الشافعیۃ لان ما دی وجودہ الی نفیہ اتقانی من اصلہ علم اقرارہ صریحاً و ظاہر کلام ہم فیہ رجوع میں کتا ہوں باقی رہ گئی یہ صورت کہ اگر کبھی بیٹے کا اقرار کرے بیٹے سمیت کا کبھی کے کہ شخص سمیت کا بیٹا ہو تو یہ اقرار صحیح ہے یا نہیں بلکہ شافعی نے کہا کہ یہ اقرار صحیح نہیں اسواسطے کہ حکم وجوباً ہے اسکی نفی کا یہی محبت اقرار عدم محبت اقرار کا موجب ہو وہ خود اپنی اصل سے منہی ہو جائے تو یعنی شافعی کے نزدیک صحت اقرار کی یہ شرط ہو کہ مقرر وارث ہو تو اگر کبھی کے اقرار کی اس راہ سے کہ وہ وارث ہو تو صحیح کیجیے تو محبت اقرار کا اطلاق لازم آوے کیونکہ کبھی وارث نہیں رہتا بیٹے کے ہوتے اور یہ سلسلہ اپنے اپنے اماموں کے کلام میں مصرح نہیں دیکھا اور اسکا ظاہر کلام سے یہ جواب معلوم ہوتا ہے کہ بان اقرار مذکور صحیح ہو تو کسی تلاش چاہیے کتب مذہب میں ہم و صحبت یہ کہ تصدق سے کلام خفیہ بیان یہ کہ اگر زمین نصاب شہادت موجود ہو تو نسب ثابت ہوگا اگرچہ نصاب وارثوں سے ہو اور اگر نصاب نہ ہو تو اقرار پکڑ لیا گیا فقط مقرر کے حق میں اگرچہ نسب ثابت ہوگا کذا فی الخطا دی وان ترک شخص منین ولہ علی اترامہ فاقربا رخ با بقضل ابیہ خیمین منہا فلا یشتی المقتراں اقرارہ ینفرد الی نفسه ولا یخترشون بلعدہ فلا یلزم ان اباہ یقض شرطاً لہ قال الاکل ملت وکذا الاکل وارثان اباہ یقض کل الدین لکنہ ہننا یجلف حتی الزیم زلیعی اور اگر ایک شخص دو بیٹے چھوڑ کر مر گیا اور اس کے دوسرے شخص پر بدورم ہیں سو ایک بیٹے نے اقرار کیا کہ اسکا باپ بچاس درم زمین سے چکا تو فرزند مقرر قض کو کچھ نہ لیا اسواسطے کہ اسکا اقرار اس کے حصہ کی طرف پھر جائیگا اور دوسرے فرزند کو بچاس درم لینے کو نہ قسم کھانے کے بعد کہ واللہ اسکو معلوم نہیں کہ اس کے باپ نے سو درم سے نصف پائے یہ قول جو اکل کا بن کتا ہوں اور سید طریح کا حکم ہے اگر ایک فرزند نے اقرار کیا کہ اس کے باپ نے تمام دین قبض کر لیا لیکن یہاں مدیون کے حق کے واسطے قسم لیا ہے لکذا فی الزانیہ میں پہلی صورت کی قسم کبھی کے حق کے واسطے جو نہ ختم کے واسطے اسواسطے اس پر اس سے زیادہ مطالبہ نہیں جو اس پر واجب الادا ہے اور اگر کبھی قسم نہ کھائے تو مقرر بچاس درم بن اسکا شریک ہوگا اور دوسری صورت میں اگرچہ مقرر کبھی قسم نہ کھائے





یاد رہے جو یاد دلائی ہو کہ اس صورت میں اسکی بیعت رد ہوگی ایک عیب کے پائے جانے سے اسواسطے کہ یہ قول اخبار جو اور اخبار صحت کے ثبات کرنے کے واسطے ہوتا ہے یعنی جو شخص بلا اخبار انکو رد کر دے وہ خود ایک عیب کے پھر اخبار کا اس واسطے رد ہو تو وہ بیعت کو رد کر سکتا ہے جو بخلاف یا طلاق اور ہنہ الحلقہ فقہ فہمیت گذر اچھٹ تلاق امر آؤ لکن من اشبات شرعاً محمل ایجا بالیون ساد قاجلات الاول در در اور بخلاف اس قول کے نفع سے زہد سے لکھا کہ یا طلاق یا یون لکھا کہ اس مطلق نے ایسا کیا کہ اسکی صورت کو طلاق ہو جائیگی سبب قادر ہونے نزع کے اشبات طلاق پر شرعاً تو زوج کا کلام مذکور کا یہاں شہر کیا تاکہ وہ پچھترے بخلاف اول کے گذرانی الدرہم یعنی ملے قادر نہیں جنون وغیرہ اوصاف کے اثبات پر لڑی میں اقرار اسکی بطریق منظور اور ممنوع محرم صحیح کی کل حق اس نسبت کا اقرار جہرام اور ممنوع نشہ بیکر سے ہوتا ہے جو صحیح میں ہم حق تعالیٰ نے فرمایا لا تقربوا الصلوۃ و اتیم سراسر یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ اور حالانکہ تم مست ہو و خطاب فرمایا مستوں سے اور انکو عین حق کی حالت میں گذرانی الاشباہ و اصطلاح ہوا کہ مستی تکلیف شرعی کی مسقط نہیں فہم بقولاً اور بقولاً تہ علیہ احد فی سکرہ و فی السکرۃ یمنین المبسوق کما بسطہ سعدی آئندہ فی باب حد الشرب تو اگر مست نے قصاص کا اقرار کیا تو اسے حد قائم ہوگی اسکی مستی کی حالت میں اور اگر اقرار کیا چوری میں تو اسے سیرسروق کا تادان لازم ہوگا چنانچہ اسکو واضح بیان کیا ہے سعدی آئندہ فی حد شرب کے باب میں الا فی ما یقلیل الزوج کارلۃ و حد الزنی و شرب الخمر اگر مست مذکور کا اقرار نہیں اُن چیزوں میں جو رجوع عن الاقرار کے قابل ہیں چنانچہ ارشاد اور زنا اور شرب خمر کی حد ہے یعنی اگر کسی میں اقرار کیا کہ اسے شربابی ہے تو اسکا اقرار صحیح نہیں تو اسے حد قائم نہ ہوگی بلکہ ترتب احکام کو ایسی پریشاں موقوف ہوگا گذرانی الطحاوی وان سکر بطریق مباح کشر ہو کر یا لیتبریل ہوگا لاغیر الا فی مسقوط القصاص و تادم فی احکامات الاشباہ اور اگر مست ہو گیا مباح طریق سے چنانچہ نشہ والی چیز کو جس سے مینا تو اسکا اقرار مسترد ہوگا بلکہ وہ حق اغنیائے بیہوشی کے مانند ہوگا نہ کہ قصاص کے ساقط ہونے سے انعام کے مانند نہیں اور پورا بیان اسکا اشباہ کے احکامات میں ہم لینے اگر ایک رات اور دن سے بیہوشی زیادہ رہے تو نماز کا قصا کرنا اس سے ساقط ہے اور قس سے قصاص و صلوات ساقط نہیں المقرئ اذا کذب المقرئ لبطل اقرارہ لما تقررا نہ یرد بالرد مقرئ جب مقرب کی تکذیب کرے تو مقر کا اقرار باطل ہوگا اسواسطے کہ ثابت ہو چکا ہے کہ اقرار ردود ہو جاتا ہے جو رد کرنے سے ہم یعنی جب مقرب مقرب کی تکذیب کرے پھر اسکی تصدیق کرے تو اسکی تصدیق پر عمل ہوگا مگر مواضع آئندہ میں تصدیق بعد از تکذیب پر عمل ہوگا گذرانی الطحاوی والانی سہ علی ہائنا متعالیہ الاشباہ تکذیب مقرب باطل اقرار ہو کر چھ سو تو دن میں ہو جب اس کے جسکو مصیبت نے یہاں اشباہ کی پیروی سے ذکر کیا ہے الا قرار باخر منہ و النسب و الارحام و العتاق و الوفاق و غیر مواضع مست آزادی کا اقرار جو نسب اور ولاء عتاق اور وفاق کا اقرار جو ہم ازواج حریہ کی ہے بعد رت ہو کہ جسکے پاس غلام ہے اسے اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے تو اسکی حریت ثابت ہوگی اگر یہ غلام اسکی تکذیب کرے وہی نسب کے باب میں ہے نہ کہ جو چکا کہ تصدیق مقرر کی ضرورت جو صحت اقرار میں اور تصدیق مولا سے عتاق یعنی شرط ہے اور یہاں اس کے خلاف ہو کر یہ کہ اسے قبول کیجے کہ جب مقرب مقرب کی طرف سے ہو کہ بعد تکذیب کے تو تصدیق مقبول ہوگی چنانچہ ہم ان بیان کر چکے ہیں اور اس عمل پر متفرقات بحوالہ ان کی یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ بزار میں ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تیرا میں غلام ہے تو سو مقرب نے اسکو رد کیا پھر اسے اسکی تصدیق کی تو وہ اسکا غلام ٹھہرے گا اور رعیت کا اقرار رد کرنے سے باطل ہوگا جیسے مولے کے انکار سے باطل نہیں ہوتا بخلاف عین اور دین کے اقرار کے کہ وہ رد کرنے سے باطل ہوتا ہے اور طلاق اور عتاق رد کرنے سے باطل نہیں ہوتی سو سطل کہ وہ متاثر ہیں فقط مستط سے ساقط ہو جاتا ہے بنی انتہی اشباہ میں اساعت سے منقول ہو کہ جب مقرب وقت کو رد کرے پھر اسکی تصدیق کرے تو صحیح ہوتا ہے تو یہاں کے مسائل مذکورہ کی تصدیق پر پیش تصویر ہوگی سوا سے اطلاق اور عتاق کے سقاط کی علت سے گذرانی الطحاوی مختصر متصرف فی الاساعت و وقف طے رطل فقہاء شہرہ علم یرتد دان پردہ قبل القبول ارتد



اسما میں ہوا وقت کیا ایک مرد پر سوائے وقف کو قبول کیا پھر اسکو رد کیا تو وقت مروود ہوگا اور اگر قبول کرنے سے پہلے رد کر لیا تو پھر جائیگا وطلاق  
والرق نظرًا لثرتها وطلاق انذار بقا اقرار وجمع مسائل سے کا اقرار دو زمینیں ہوتا مقررہ کے رد کرنے سے وخراد الميراث بزارتہ ووسائل سے  
نہ کہ وہ پیرا شایا دو کی گئی گمانی البزارتہ یعنی اگر وارث اس میراث کو جو وارث سے حاصل ہوا رد کرے تو مرد و دونوں کی وراثت کا مافی متفرقات قضاء  
اجز قاضیہ وطلاق زیادہ کیا گیا پھر بزارتہ کی کتاب لفظ کی متفرقات میں مذکور ہوا اور اسکا بیان دین چھ یعنی اگر احد از زمینیں نکاح  
رد کرے پھر تصدیق کرے تو صحیح ہو پھر اطلاق کے متفرقات میں یہ عبارت ہوا اما الاقرار بالنکاح فلم اراد ان یتبی نکاح کا اقرار تو میں نے اسکا  
نہیں دیکھا تو معلوم ہوا کہ صاحب بزارتہ کی کتاب میں تو وقف ہو گمانی لفظ دی تو شایع ہو کر نکاح لفظ سے نیز ہم مناسب نہ تھا و اسے مستثنیٰ من الاقرار  
وہما ابرار الکفیل لایرتدوا ابرا والندیون بعد قولہ ابرائی فابرا لایرتد فاستثنیٰ عشرہ و لفظ حفظ اور صاحب بجز نے دیکھا ابرا سے مستثنیٰ کیے ہیں اور  
وہ دونوں یہ ہیں کہ کسان کا ابرا کرنا مکحول ہے نہ زمین پھر ابرا اور دیون کا ابرا کرنا اس کے یون کہنے کے بعد کہ بجز کو بری الذمہ کر دے دین سے سودا  
نے اسکو بری الذمہ کر دیا نہیں پھر تا وقتے دس مسئلہ ہیں سو انکو یاد رکھنا چاہیے ہم بجز مسائل عشرہ چھ صورتیں تین میں مذکور ہیں اور چار صورتیں  
شایع نے بڑھائی ہیں لیکن جو کہ صاحب بجز کو نکاح میں تو وقت ہو تو وہ حقیقت تو صورتیں مستثنیٰ ٹھہریں کہ رد کرنے سے زمین ہوتی ہیں وکی وکالت  
الوہابیہ و متعی صدقہ نما رقم ردہ لایرتد ابرا اور وہابیہ کی کتاب الوکالت میں ہوا و جبکہ اسے تصدیق کی وکالت وغیرہ میں پھر اسکو رد کیا تو اس کے  
رد کرنے سے زمین پھر تاہم لفظ دی ہے کہ فیما کا مرجع تفسیر میں یون کا اقرار اور ابرا اور وکالت اور وقت معلوم ہوتا ہو علامہ عبد البر کی شرح  
وہابیہ سے اور مالک وکالت عقد غیر لازم ہو تو رد کرنے سے کیونکہ پھر کی گزشتہ وکالت یون کیجیے کہ شرار میں یون کا وکیل کیا اور وکیل نے وکالت  
قبول کی پھر شل میں تین خرید کی پھر وکالت کا دعویٰ کیا تو یہ رد وکالت مقبول نہیں آتی دیں بشرطہ واصلتہ الرد و مجلس الاراء اختلاف اور کیا رد ابرا کے  
صحیح ہونے کے لیے مجلس ابرا شرط ہو یا نہیں اس میں شایع کا اختلاف ہے بعض یون کہ نزدیک شرط ہوا اور بعض یون کہ نزدیک نہیں والفقہا لطان مافیہ  
تلیک مال میں و بعض قبل الرد الاطلاق لفظ شفعہ وطلاق وعتاق لایقبل الرد و بعضا لایقبل لفظ حفظ اور قاعدہ کلیہ صلاحیت رد اور عدم صلاحیت کا  
یہ ہو کہ جس عقد میں مال کی تلیک ہو کسی طرح سے ہو و قابل رد ہوا اور اگر تلیک مال میں وہ قابل رد نہیں چنانچہ شفعہ اور طلاق اور عتاق کا باطل کر دینا  
رد کو قبول نہیں کرنا اور یہ قاعدہ جید ہو تو اسکو یاد رکھنا چاہیے صلح احبار الوارثہ و ابراہ ابرار و احوال لم یبق لی حق من ترکہ ابی  
عند الوسی و قبضت الجعج و نحو ذلک ثم ظہری ید وصیتہ من ترکہ شعی لم یکن وقت الصلح و تحقیق تسع دعوی حصہ متہ علی الاصلح  
صلح البزارتہ و لانا نقض محل قولہ یبق لی حق او ما قبضتہ علی ان الابرار من الامیان باطل و حینئذ فاجوبہ عدم حصۃ المرأة لانا فادہ ابن  
اشحنہ و اعتمدہ اشتر بن لای و تحقیق فی الصلح مصلحہ کیا ایک وارث نے دعا علیہ سے اور اسکو ابرا عام کر دیا یون کو لاکہ میرا کچھ حق باپ  
کے متروکہ سے وصی کے پاس باقی نہیں رہا یون کہ کہا کہ میں نے اپنا سب حصہ پایا یا اند اس کے کچھ اور لفظ لای پھر اس کے باپ کے وصی  
پاس متروکہ سے وہ چیز ظاہر ہوئی جو صلح کے وقت بھی یعنی اسکا ذکر نہ آیا تھا اور وارث نے اس پر کو ثابت کر دیا برائے سے تو اس کے حصہ کا  
دعویٰ اس چیز سے سموع ہو بنا بر قول صحیح ترکہ فی صلح البزارتہ اور کچھ تناقض نہیں ادعا بعد ابرا میں بسبب محمول کرنے اس کے اس  
قول کو کہ میرا کچھ حق باقی نہ رہا لیکن اس متروکہ سے حق باقی نہ رہا جسکو میں نے قبضہ میں کیا علاوہ یہ ہو کہ اعیان سے ابرا کرنا لینے  
وارث کا وصی سے باطل ہو بلکہ ابرا مخصوص دیون ہوا اور وقت میں عدم حصت برارست کی تو یہی وجہ ہے جو دعویٰ سموع ہونے میں چنانچہ  
ابن شحنے نے یہ فائدہ بیان کیا ہوا و شر بن لای نے اسکو عقد جانا ہوا و تقریب ہم اسکی تحقیق کر سیکے کتاب الصلح میں ہم سب حصہ لینے کی یہ صورت





زوج کی حیات میں تو کو اہی مقبول نہیں اس واسطے کہ شاید طلاق بائن کے بعد دوسری باطنح کیا ہو مگر وہ پر لکھیں فصول عادی سے معلوم ہوتا ہے کہ اقارار زوج نہیں بلکہ اقارار مرض کے پھر شرح نے حصہ سے نقل کیا کہ ہر کا یہاں بلکہ کے مخالف ہو تو اگر زوجہ بیچ کو مہر سے ابرا کر دے پھر زوج ہوگا اقارار کرے تو صحیح نہیں کذا فی الطحاوی نعم لادی وینا بسبب حادث بعد الاقارار العام وانذا قریرہ لزمہ ذکرہ کہ ہفت فی فتا وادلت وفادہ انہ اقارار بقاء الدین ایضا حکما کلا دل وہی واقعتہ الفتویٰ فیما بین الاقارارین کا دوسرے کرے کسی نے سبب کی ہمت سے بعد ابرا سے عام کے اور یہ دعویٰ کرے کہ مدیون نے اسکا اقارار کیا ہو تو اسکو لازم ہوگا یہ مصنف نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا جو میں کہتا ہوں اور بغداد اسکا یعنی سبب حادث کے تفتیکہ کا یہ ہوگا کہ مدیون باقی رہے اس دین کا بھی جسکا ابرا ہو گیا اقارار کرے تو اسکا حکم مانند اول کے ہو یعنی وہ اقارار باطل ہو جو تا میں کہ جس عبارت اور عبارت سابقہ میں فرق یہ ہو کہ پہلی عبارت میں یون اقارار کیا کہ نفلانے کا بچہ اتنا ہو اور دوسری عبارت میں اقارار کیا کہ نفلانے کا دین چھیر باقی ہو اور دونوں میں ایک ہی حکم ہو یعنی بطلان کذا فی الطحاوی وادخل فی المرض احط من فعل الصخر مرض کا فعل کتر ہو محنت کے فعل سے چھینا چھ دین کا اقارار اور کساح کرنا وادخل اور یہ مرض الموت میں کتر ہو محنت کے افعال مذکورہ سے اس واسطے کہ مرض کا اقارار دین موخر ہو محنت کے دین سے اور دین کے کساح کا مہر مرض سے زیادہ نافذ ہو بخلاف محنت کے وادخل اور یہ ثلث ال میں نافذ ہوگا بخلاف محنت کہ کل مال میں نافذ ہو لانی سکا اسناد انساظر النظر و بلا شرط فاشیخ فی المرض لانی الصخر تشریح وتمام فی الاشیاء فعل کتر ہو مرض کتر ہو محنت سے مگر ناطق کی اسناد نظر کے سسکے میں یعنی اگر ناطق وقت کا انقار کتر ہو شخص کے واسطے قبول نہیں کرے بدون اسکا کہ وقت کے تقویض نظارت کی اس کے واسطے شرط کی ہو سو یہ تجویز مرض الموت میں صحیح ہو محنت میں کذا فی التتمہ اور پر بیان اسکا اشیاء میں ہر دنی والو ہا نہ شفعہ اقربہر لشل فی ضعف موتہ بد فیئہ الاہا سب قبل تدریہ اور وہا نہ میں ہر ہر ایک شخص نے مہر شل کا اقارار کیا ایضہ مرض الموت کی ناتوانی میں تو قبل مرض کے ہر ہر کی گواہی باطل نہیں ہو جس اس سسکا کا بیان شرح وہا نہ سے قبل از چند مذکور ہو چکا شفعہ و اسنادیہ فیہ فیہ لشل الی فی بعض من ثلث السراث یقدر بدیع محنت کی اسناد مرض الموت میں قبول کراد تقیض میں بین ثلث ال ہر شل سے اندازہ کیا گیا مگر محنت میں ہر ہر کہ مرض الموت میں اقارار کیا کہ اس غلام کی میں نے بیع کی نفلانے سے حالت محنت میں اور اسکا میں پر میں نے قید کیا اور شریعی بھی ہو کہتا ہو تو اسکی تصدیق ہوگی بیع میں اور تقیض میں تصدیق ہوگی الا بقدر ثلث اور اگر تقیض میں مہمانہ مشہود ہوگا تو اقارار صحیح ہو کذا فی الطحاوی عن شرح الوہا نہ شفعہ و لشل شفعہ و الفخرۃ بد و لوقال لا یخیر مختلفہ سطر بد اور اس قول میں قرینہ ہوگا گواہی نہ دیکھو کہ نفلانے کے میر سے اور بہرہ دار میں بین توبہ اقارار ہو گا نہ ابرا کا اسو سسکا کہ یہ نہی ہو و جب یہ لڑکی کا ثبوت اختلاف سطور جو ہم اگر یون بولا کہ اسکی گواہی نہ دیکھو کہ نفلانے کے میر سے اور بہرہ دار میں بین توبہ اقارار ہو گا نہ ابرا کا اسو سسکا کہ یہ نہی ہو و جب یہ لڑکی کا ثبوت سبب سے کہ کسی یعنی نفی ہو یعنی تہم اس کے گواہ نہیں ہو اور اگر یون کہ کہ خیر نہ دیکھو کہ نفلانے کے میر سے اور بہرہ دار میں بین توبہ اقارار ہو گا نہ ابرا کا اسو سسکا کہ یہ نہی ہو و جب یہ لڑکی کا ثبوت یہ نہر سبب ہو کہ یہ قول اقارار نہیں اور شائع بخار ائے کہا حتی یہ کہ یہ اقارار جو نہیں میں کہا ہی قول صحیح ہو کذا فی الطحاوی و شفعہ و عن قال علی ذوالا لکان شفاء بد و من قال بذال ملک و افوہ نظر بد اور جسے کہا کہ یہی ہر ملک اس شخص کی ملک ہو تو اس قول کا قائل ہو جب ملک ہو یعنی آستہ باطل اس سبب کیا تو اس میں شرائط بہرہ متبر ہوگی اور اگر یون بولا کہ یہ چیز اس شخص کی ملک ہو تو وہ نظر ہو ملک کا پس یہ مترا و مجرب تو اس میں ہر کی شرائط متبر نہیں شفعہ و من قال لا دعوے الی الیوم عند ذلہ فمایدعی من بعد منہا فمکن بد اور جسے کہا کہ میرا کوئی دعوے نہیں آج کے دن اس شخص سے پھر اس کے بعد دعویٰ کر لگا آسدن اور اتقدم کے دعاوی سے سو اس پر شرح کا انکار ہو یعنی مقبول نہیں ہم اور اگر دعویٰ کسی سبب سے حادث ہوگا تو اس سے ہوگا اور اگر بولا کہ میں نے نفلانے پر دعوے کرنا چھوڑا اور آخرت پر اپنا معاملہ تقویض کیا تو بعد اس قول کے دعوے سے سو ہوگا کذا فی الطحاوی و العذر سے اعلم و استغفر اللہ فیہ



اور حاضر ضامنی کر اسی طرح نہیں ہم اگر مشتری صلح کرے شفعہ سے بھرت اس صلح کے جو شفعہ کے واسطے واجب ہوا ہو کسی شہر یا اس شرط پر  
 گھر مشتری کو تسلیم کرے تو صلح باطل ہو اس واسطے کہ شفعہ کا حق نہیں محل میں بلکہ حق شفعہ عبارت ہے ولایت طلب سے اور تسلیم شفعہ کی کچھ قیمت نہیں تو  
 بمقابلہ اس کے مال لینا جائز نہ ہوگا اور یہی وجہ ہے جو حاضر ضامنی کی بطلان صلح کی حاضر ضامنی کی قید اس واسطے لگا دی کہ اگر مال ضامنی سے صلح کرے تو جائز  
 ہو اور یہ عبارت جو بعض دین کے استقاط سے اور وضعی ہو اور صلح حد قذف کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو قذف کیا تو قاذف نے کچھ مال  
 دیکر صلح کی کہ وہ معاف کر دے تو صلح بھی جائز نہیں اس واسطے کہ حد قذف اگرچہ اس میں حق العبد ہو لیکن حق اللہ ہے اس میں غالب ہو اور وضعی بالمعنی جو خود  
 اس صلح حد قذف سے صلح جائز نہیں اس صلح کو ایک شخص نے سارق کو گرتا کر کیا سو اس نے کچھ مال دیکر صلح کی کہ اس کو حاکم کے پاس بھیجا ہے اس واسطے کہ میری اللہ ہو  
 اس صلح کو نہ اور شرب خمر سے صلح کرنا صحیح نہیں لکن فی الظل و فی الخفا و یطلب بہ الاول والثالث ولذا ثانی فی قول المرحۃ الحاکم اور باطل ہونا جو صلح  
 سے اول وثالث یعنی حق شفعہ اور حاضر ضامنی اور اس صلح ثانی یعنی قذف بھی باطل ہو جاتی ہے جو صلح سے اگر حاکم پاس لیجائے سے پہلے ہو بلا حد قذف  
 و شرب مطلقا صلح صحیح نہیں حد زنا اور شرب خمر سے مطلقا خواہ حاکم کے پاس اس کی ناشکی ہو یا نہ کی ہو جو حق قاضی خان نے کہا ایک مرد نے  
 دوسرے شخص کی عورت سے زنا کیا اور اس کے فوج کو علم ہوا اور باہم صلح ہوئی کچھ مال پر تاکہ وہ معاف کرے تو یہ باطل ہے جو خود کو اس کا باطل ہے جو خود حاکم شام بخیر  
 سے صلح کرے کچھ مال دیکر معاف کر دے تو صحیح نہیں اور اس کا پھر رہنا سب سے قبل حق ہو یا بعد حق یعنی لکن فی الظل و فی الخفا و یطلب بہ الاول والثالث  
 من المدعی علیہ ان کان المدعی بہما لا یقعین بالیقین کا اگر اس میں دلائل و طلب صلح علی ذلک لانه استقاط للبعض و یجوز بہ بالسطح و یطلب بالصلح  
 یعنی مدعا علیہ کی جانب سے کافی ہے جو مدعا علیہ کے قبول کرنے سے اگر جس چیز کا دعویٰ کیا اس قسم سے ہو کہ تعین سے متعین نہیں ہوتی چنانچہ دراجم  
 اور دنا یہ اس واسطے کہ وہ استقاط بعض حق جو مدعی کی جانب سے اور استقاط فقط مقسطا سے تمام ہوتا ہے جو محطاً وہی ہے کہ اگر شارع کے حق میں بل کہ طلب  
 الصلح علی ذلک کچھ حاجت نہیں اس واسطے کہ خود حق میں موجود ہوتا ہے لہذا مترجم نے لکھا اسیفانہ وہ جان کر اس کا ترجمہ نہ کیا و ان کان حاکم یقین بالیقین  
 فلا یزین قول المدعی علیہ لانه کالبیع جو اگر مدعا یہ اس قسم سے ہو کہ متعین ہو جائے یا متعین کرنے سے تو مدعا علیہ کا قبول کرنا باوجود طلب صلح کے ضرور ہے  
 اس واسطے کہ وہ بھی اس صورت میں بیع کے مانند ہے جو اس میں ایک باب اور قبول ضرور ہے اور اگر مشتری بائع سے کہے کہ میرے ہاتھ بیع اور بائع کہے کہ  
 میں نے بیچا تو قول مشتری کافی نہیں قبول سے و حکمہ و قورح البراءۃ عن الدعوی و وقوع المملک فی مصلح علیہ و عنہ لا یقر او یکمل اس کا یعنی اثر مرتب  
 صلح کا واقع ہونا عبارت کا ہو دعویٰ سے اور واقع ہونا دعویٰ کی ملک کا ہو مصلح علیہ میں اور واقع ہونا مدعا علیہ کی ملک کا ہو مصلح علیہ میں اگر مدعا علیہ  
 مدعی کے دعویٰ کا مقبروم اقرا مصلح علیہ کی ملک کی قید ہو اور مصلح علیہ کی ملک اقرا اور انکار و نون میں برابر ہو و صحیح مع اقرا و سکوت و انکار  
 اور صحیح ہو مدعا علیہ کے اقرا یا سکوت یا انکار کے ساتھ صلح جائز ہو بدلیل قول حق تعالیٰ (و صلح خیر) اور حدیث میں وارد ہے کہ ہر صلح جائز ہے  
 فیما بین المسلمین مگر وہ صلح جو حرام کھلا کر کرے یا حلال کو حرام ٹھہراوے اسے اتنی اور دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا جائز ہے اور دفع ظلم کی رشوت وہ صلح نہیں  
 جو حرام کھلا کر کرے لکن فی الظل و فی الخفا و یطلب بہ الاول والثالث لکن فی ان حکم کبج ان وقع عن مال بکالی و یتخذ فخری فیہ احکام البیع کا شفعہ و مال و البیع خیار و توبہ و  
 شرط و اول یعنی صلح الاقرا بیع کے مانند ہے اگر صلح واقع ہو مال سے بمقابلہ مال کے اور اس وقت میں تو صلح میں بیع کے احکام جاری ہونے چاہئے  
 شفعہ اور وبالعب اور خیار و ریت اور خیار شرط و ام اگر صلح واقع ہوئی ایک گھر کی دوسرے گھر سے تو دونوں گھروں میں شفعہ واجب ہوگا  
 اور رد بالیوب اس طرح کہ اگر بدل صلح غلام ہو پھر اس میں مدعی عیب پاوے تو اس کو پھر دینا جائز ہو اور اگر صلح کے وقت مصلح علیہ کو نہیں دیکھا  
 تو کوئی کے بعد پھر سکنا جو اور یہی حکم جو مصلح علیہ کا اور بیع کے مانند صلح میں اگر ایک شخص اپنے واسطے تین دن اختیار شرط کرے تو صحیح ہے

وینسند جمالہ البدر المصلح علیہ لاجلۃ المصلح عندہ لیسقط اور مصلح کو فاسد کرنا جو غیر معلوم ہونا بدل یعنی مصلح علیہ کا مجموعہ ہونا مصلح ہونا  
 کا اس واسطے کہ دوسرا نقطہ ہونا یعنی مصلح علیہ کے فساد سے اور اس کا قطعی جہالت باعث نزاع نہیں و ششہ طا القدرۃ علی تسلیط البدر اور شرط ہونا قادر  
 ہونا مصلح علیہ کا بدل کے تسلیم کرنے پر ہم حل ہی نہ کیا یہ جملہ سنانفہ بجائے قلیل واقع ہوا جو اس کا عطف لیسقط پر صحیح نہیں یعنی جہالت بدل اس واسطے فساد  
 کہ تسلیم بدل پر قدرت شرط ہوا اور قدرت و ضرورت جہالت متقدمین و ما اکتفی من الغدیری ای المصلح عنبر و المدعی حصصہ من العوض ای البدر  
 ان کلا فلا ولبعضا بعضا اور بقدر مدعا یعنی مصلح علیہ سے حق ملک غیر نکلے قدر اس کے حصے کے مدعی عوض سے یعنی بدل مصلح علیہ کو  
 اگر تمام بدل حق ہو تو تمام پیرسے اور اگر بعض حق ہو تو بعض بدل پیرسے و ما اکتفی من البدر یعنی مصلح المدعی حصصہ من المدعی کا ذکر لانا لازم  
 و بذا احکما اور بقدر بدل یعنی مصلح علیہ سے حق ملک غیر نکلے قدر اس کے مصلح علیہ پیرسے حبیط جسے ذکر کیا یعنی اگر کسی حق نکلے تو کسی پیرسے  
 اور اگر بعض نکلے تو بعض پیرسے اس واسطے کہ مصلح حقیقت مواضع ہوا و مواضع کا ہوا حکم ہو و حکم کا جواز ان وفق المصلح عن مال منبفۃ مخدۃ  
 عید و سکنی دار فشرط الوفیۃ ان استجالیہ والا لا یصح ثوب اور مصلح کا حکم اجارے کے مانند ہو اگر مصلح واقع ہوا ہے بمقام مصلحت کے چنانچہ  
 خدمت غلام اور سکونت دار و منفعت کی خدمت ٹھہرا نا شرط ہوگا اگر توفیق کی حاجت ہو اور زمین کو زمین کچھ از گنا کے اندر ہم توفیق شرط ہوا جو پیر  
 خاص زمین پیر چنانچہ خدمت عید و سکونت دار و اجیر مشترکین حاجت توفیق کی نہیں چنانچہ مصلح ثوب اور رکوب و اسے مونس میں یکم و جل طاعن کان  
 معلوم کتاب و مطلق موت احد ہوا و اطلاق المصلح فی المرحۃ اور مطلق ہوتی جو مصلح و دلون میں سے ایک کی موت سے اور مصلح منفعت کے ہلاک ہوجانے سے  
 اور مصلح قبل استیفاء و منفعت ہلاک کی مطلق مصلح ہوا اور اگر بعض منفعت حاصل ہوئی تو باقی میں مصلح باطل ہوگی اور یہ قول جو محمد کا جیر صاحب متون نے لکھا دیکھا  
 کذا فی المخطاوی و کذا اوقع عن منبفۃ مال و منبفۃ من ہنس آخر ابن کمال لانا حکم الاجارۃ اور مصلح کا حکم ہو اگر مصلح واقع ہو جو مصلح سے بعض مال  
 کے یا مصلح واقع ہو جو مصلح سے بعض و دوسری قسم کے نفع کے کذا ذکرہ ابن کمال فی الایضاح اس واسطے کہ یہی حکم اجارہ کام و دوسرے مختلفات میں  
 منفعت مصلح بائز ہو جیسے مصلح کرنا دعوی کے دار سے غلام کی خدمت پر اور دوسرے اتحاد و منس منفعت بائز زمین اس واسطے کہ استیفاء و منفعت کا متحد نہیں  
 منفعت سے جائز نہیں اس مصلح بھی جائز نہیں کذا فی المصلحی والا خیر ان ای مصلح بسکوت و انکا مواضع فی حق المدعی و فدا یرمین و  
 قطع نزاع فی حق الاخر اور کچھ دلوں قسین یعنی مصلح ہونا مصلح علیہ کے سکوت اور انکار سے بدلائی ہو مدعی کے حق میں اور قسم کا بدلا اور قطع نزاع ہوا  
 و دوسرے یعنی مصلح علیہ کے حق میں ہم مدعی کے حق میں مواضع اس واسطے ہوا کہ وہ اپنے گمان میں اپنے حق کا عوض لیتا ہو اور مدعا علیہ کے حق میں بدلا  
 قسم اور قطع نزاع کا اس واسطے ہوا کہ اگر مصلح ہوتی تو مدعا علیہ پر قسم لازم آتی اور جھگڑا ہوتا و حینئذ فلا شفعۃ فی فصل عن داہم اور ہوا مصلح متقدم  
 انکار اور اس وقت زمین توشع زمین اس مصلح میں جو گھر سے ہوتی مدعا علیہ کے سکوت یا انکار کے ساتھ ہم یعنی ایک شخص نے دوسرے پر اس کے گھر کا دعوی  
 کیا سو مدعا علیہ ساکت رہا یا منکر دعوی ہوا پھر مدعا علیہ نے کچھ دیکر گھر سے مصلح کر لی توشع واجب نزاع کا اس واسطے کہ مدعا علیہ کا گمان یہ ہو کہ زمین نے اپنے  
 گھر کو اس مصلح سے اپنی فاسد پر باقی رکھا مدعی کا جھگڑا اور کر کے اور نہ اس کا گمان نہیں کہ زمین نے گھر کو خرید کیا اور مدعی کا دعویٰ سکولان نہیں کذا فی المخطاوی و  
 ان قوم مقام المدعی فید فی حجبۃ فان کان المدعی بنیۃ ما اما الشفع علیہ و اخذ الدار بالشفع لان باقماۃ الخیمۃ من ان المصلح کان فی منی البیع و کلا اولہم  
 لیکن لہنہ مختلف المدعی علیہ شکل شریک لہ لیکن و در صورت مذکورہ شفع دار کو جائز نہ کہ مدعی کے قائم مقام ہو جائے اثبات و دعوی میں اولیٰ ہونے  
 مطلب کا وسیلہ پیرسے مدعی کی حجت سے سو اگر مدعی کے ثبوت و دعوی کے گواہ ہوں گو شفع قائم کرے مدعا علیہ پر اور گھر کو جو شفع سے  
 اس واسطے کہ حجت قائم کرنے سے ظاہر و اثبات ہوا کہ شفع مصلح یعنی حق کے مصلح اور اس مصلح شفع ثابت ہوگا اگر مدعی کے گواہ ہوں اور قسم کے

شفیع دعا علیہ سے سو دھرم کھائے کہ ذاتی الشریعہ اور واجب فی صلح دفع علیہا باحد ہوا اور اقرار لان المدعی یا خدما عن المال فیو اخذہ بنوعہ و شفیع  
واجب ہر اس صلح میں کہ واقع ہوئی ہو گھر پر سکوت یا انکار یا اقرار کے ساتھ اسو اسٹے کہ مدعی گھر لیتا ہی بعض مال کے توفیق اس سے ہوا تو وہ کرے حسب  
اس کے مکان کے ہم لینے اگر ایک شخص نے دوسرے شخص پر مال کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے مدعی سے ایک گھر دیکر صلح کر لی تو اس میں شفیع واجب ہوگا  
بوجہ ہم مدعی و ما اتحق من المدعی رد المدعی حصہ من العوض و وجع بالخصوص متہ فیہ خصاص اتحق لجلو العوض عن العوض اور سکوت یا انکار  
کی صلح کی صورت میں جب قدر مدعا یعنی مصلح عنہ مستحق ملک غیر ثابت ہو تو بقدر اس کے حصے کے مدعی عوض سے پھر دے مدعا علیہ کو، اور بعض مستحق  
میں خصوصیت رائج کرے تو ملک مستحق سے جھگڑا شروع کرے بلکہ بدلتی ہوئے فوس کے عوض سے ہم لینے مدعا علیہ نے فوس میں واسطے دیا تھا یا خصوصیت مدعی  
دفع ہوا و مصلح عنہ کے ہاتھ میں باقی رہے بلا خصوصیت اس سے پھر وہ جب خیر کا ملک کھڑا ہو تو مدعا علیہ کا مقصد حاصل ہوا اور مدعی پر ظاہر ہوگا کہ مدعی کی خصوصیت  
بجائے مدعی تو وہ مدعی سے عوض بے پیرے کا کذا ن الدرر و ما اتحق من البدل الرجح الی الدعوی کی کلاذنی بعضہ اور بقدر بدل صلح سے مستحق ملک غیر ہو تو  
مدعی دعوی کی طرف رجوع کرے مدعا میں یا بعض میں یعنی اگر تمام بدعا میں استحقاق ہو تو کہ مصلح عنہ کا دعوے کرے اور اگر بعض میں ہو تو بعض میں ہوگی  
ہذا الذم المانع الصلیح بلفظ المبیع فان وقع بوجہ المدعی لفسد المدعا لان اقدارہ علی المبیع ایہ اقرار بالملکیت یعنی رجوع الی الدعوی رد صورت  
استحقاق بدل ہو تو مدعی جسکے مصلح بلفظ نزع واقع ہوئی اور اگر مصلح بلفظ نزع واقع ہوئی ہو تو خود مدعا یعنی مصلح عنہ کو پھر بے رجوع الی الدعوی کی کچھ  
ساجدہ نہیں اسو اسٹے مدعا علیہ پاکت یا مسکن کی پیش قدمی مباحثت پر ملکیت مدعی کا اقرار چنانچہ مدعی وغیرہ میں ہو بلکہ اگر بدل ملے کلاذنی بعضہ  
قبل التیہیم لہذا المدعی استحقاقاً فکذا ملک فی السلیح اقرار اور اس سکوت و انکار اور ہلاک بدل کی تسلیم مدعی کے استحقاق بدل سے انہی  
اسی طرح رد و نزع فصلوں میں یعنی مصلح مع الاقرار میں یا مصلح مع السکوت والاقرار میں ہم لینے اگر مصلح مع الاقرار ہوا اور بدل ہلاک ہو پس تسلیم کے تو  
مدعی مصلح عنہ کو پھر بے اور اگر مصلح مع الاقرار ہو تو دعویٰ نہ صرف رجوع کرے اور بعض بدل کی ہلاک استحقاق فیض کے مانہ ہو تو بقدر ہلاک مصلح بابل  
ہوگی اور باقی میں بھی کلاذنی نزع و بدل و الاقرار میں یا مصلح مع الاقرار اور یعنی ہلاک بدل کا استحقاق کے مانہ ہونا اس وقت ہو جب کہ بدل  
اس قسم سے ہو جو متعین ہو جائے نہیں ہے اہل گھر متعین ہو یا موجد یا خیر کچھ اور ذریعہ مصلح بابل ہوگی بلکہ مدعی کے بدل کے مدعی پھر بے مدعا علیہ سے  
کلاذنی یعنی مدعی مصلح لکذا فی النفع و التضرع و التضرع علی بعض مایہ علیہ او مین مدعی یا موجد یا خیر کچھ اور ذریعہ مصلح بابل ہوگی بلکہ مدعی کے بدل کے مدعی پھر بے مدعا علیہ سے  
منہما قانون غیر واضح تہمتا فی لم یصلح لان ما فیہ من مین حقہ صلح کی بعض عن مدعا بہا پر تو بعض نہیں اسو اسٹے کہ جب مدعی نے قبضہ کیا وہ بعد میں اسکا  
حق چاہی یعنی بعض حق جو مین کی قید اسو اسٹے لگا کی دون کے دعوے میں بعض دین پر صلح کرنا جائز ہو چنانچہ آگے آدیا گیا تو اگر ایک شخص نے دوسرے  
شخص پر گھر کا دعوے کیا سو مدعا علیہ سے اس سے صلح کی اس گھر کی ایک زمین مکان پر تو صلح صحیح نہیں اور اگر اس گھر کے سو اور مکان پر صلح کی تو صلح  
کلاذنی ایستقامت شارح نے کہا متن اور بشرح کے نسخوں میں صلح صحیح بعض مایہ علیہ اور جن عبارت یوں تھا کہ صلح علی بعض مایہ علیہ و حلیہ و تہاد و  
بقولہ لا یزید شایع آخر کتب و درج فی البدل فیہ ذلک تو نصوص حق ثابتی اور بعض عن مدعا بہا کی صحت کا وہ حیلہ ہو جسکو مصنف نے  
اسنے اس قول سے ذکر کیا صلح مذکور صحیح نہیں مگر بدل میں کوئی دوسری چیز یا خیر ثوب اور دم کے زیادہ کرنے سے تو وہ دوسری چیز عوض ہو جائیگی  
مدعی کے باقی حق سے منہا گھر کا دعوے کیا اور مدعا علیہ سے اس گھر کی ایک کوٹھری اور پار و درم یا کپڑے پر صلح کی تو جائز ہو اسو اسٹے کہ کوٹھری کے سو  
جو مدعی کا حق گھر میں باقی رہا اس کے عوض دین درم یا کپڑا ہو گیا اور صلح بعد الاقرار مین دعویٰ الباقی یا صلح بعض مدعا بہا سے ابراہم کیا گیا ہے  
باقی کے دعوے سے مدعی یعنی دوسرا صلح مذکور کی صحت کا یہ ہو کہ گھر کے دعوے میں ایک کوٹھری پر صلح کرے اور باقی دار کے دعوے سے



ابراہیم کے گناہ پر ابراہیم نے اس کو مطلقاً شرف ملائیت و شہ علیہ فی الانشیا و غرہ فی النمریۃ لایزاتیۃ و فی الجلالۃ شیخ الاسلام و جعل فی القس روائۃ  
ابن سمانہ لیکن ظاہر الروایۃ یہ ہے کہ بعض عین مدعا با پر صلح شیخ جو سلطان خود و حیلہ مذکور کرے یا مکر سے کذا فی البشر ملامت ابراہیم و بری پر صلح جو صاحب اختیار دار  
منسوب کیا جو اس قول کو عزیمت عین ہزارہ کی طرف اور جلالہ میں شیخ الاسلام کی طرف اور سکلاتین کو ابن سمانہ کی روائۃ میں شہرہ راہ جو م ظاہر الروایۃ پر یہ سوال  
دارودہ جو بعض عین مدعا با پر مکر و کفر صحیح ہوگی مطلقاً حالانکہ اس سے لازم آتی جو برات باقی میں سے اور فقہ کا قول یہ ہے کہ ابراہیم ان سے  
باطل جو توبہ اس کو مقتضی ہے کہ صلح مذکور صحیح ہو اور اس صلح و صورت ابراہیم سمانہ کے بھی قول پر سوال مذکور اور دوزخ ہوا اسکا جانشین نے اپنے آئندہ  
قول میں دیا جو قولہم ابراہیم الاعیان باطل معنا باطل الاعیان دعویٰ الاعیان لم یفسد ملکہ علی مدعی و لدہ الوظفہ منکب الاعیان صلح لہ اخذ  
لین بالتسبیح و دواہ فی الحکم اور فقہ کا یہ قول کہ ابراہیم کا اعیان سے باطل پر مطلب اسکا یہ ہے کہ دعویٰ اعیان سے ابراہیم باطل ہے اور ابراہیم اس بار بار سے  
مدعا علیہ کے ملوک نہیں ہو جاتے ہیں اور اس سوا اسطے اگر مدعی ان اعیان کو بیٹے ابراہیم کا جو بچا ہو تو اسکو ان کا لینا جائز ہو لیکن اسکا تخاصی کے حکم میں دعویٰ  
مسیحی ہنگام بہتر ہے تھکد کشا یون کہ باطل الاعیان ابراہیم ان سے اور دعویٰ الاعیان ان سے اور دعویٰ اعیان کا ابراہیم جو چاہا تھکد مذکور ہوگا تھکد  
جواب یہ ہے کہ لفظ ان برات عن الاعیان کا مطلب یہ ہے کہ ابراہیم اس سے اعیان مدعا علیہ کے ملک نہیں ہو جاتے ہیں تو مدعی کو اسکا لینا حلال ہے اگر ابراہیم  
اور لفظ ان مذکور کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مدعی کو اعیان کا دعویٰ کرنا بعد ابراہیم جو کذا فی الخطاوی و اما الصلح علی بعض الدین فیصیح و غیر اعم  
دعویٰ الباقی و اقتضاہ لا دیانۃ فلدہ الوظفہ یہ اخذہ قستانی و قدامہ فی احکام الاشباہ و النہی و قد حقیقتہ فی شرح المتقی اور بعض دین پر صلح کرنا صحیح ہے  
اور مدعا علیہ بری الذمہ ہو جائیگا باقی دین سے لینے فقہاء بری ہوگا نہ دین تواسی واسطے اگر مدعی اپنا باقی دین چاہے تو اسکو لینا اور پورا بیان  
اسکا اشدہ کے احکام دین میں ہوا اور اسکو بیٹے شرح متقی میں متفق بیان کیا جو ہم اشدہ کا حاصل مضمون یہ ہے کہ ابراہیم متعلق باعیان یا دعویٰ اعیان سے  
ہو اور وہ تو مطلقاً مطلقاً صحیح ہو یا متعلق بنفس اعیان ہو تو اگر اعیان مضمون بالک ہون تو بھی ابراہیم جو دین کے مانند اور اگر اعیان مضمون بہ دوزخ ہون  
تو برات عن الاعیان کا مطلب یہ ہے کہ اسکا دواہ سے برات صحیح ہو اگر لاک ہو جائیں تو ابراہیم مضمون باعیان کے مانند ہونگے کہ ایشیان نہیں القدری  
سے اور اگر اعیان ثابت ہون تو برات صحیح نہیں دیانۃ یعنی کہ یہ بالک کو بچا جائے تو اسکو لے کر فقہاء برات صحیح ہو ہم تو تخاصی مدعی کا دعویٰ بعد برات کے نہ سنگا  
اور اسی کے مانند فضاہ تحقیق شرح متقی میں ہے کہ تخاصی اصل دعویٰ و اصل دعویٰ مطلقاً و لو باقرار او بنفقتہ اور صحیح ہو صلح مال کے دعویٰ سے  
مطلقاً اگرچہ صلح باقرار مدعی ہو یا منفعت سے پر یعنی بعض منفعت دعویٰ مال سے صلح صحیح ہو یہی صلح مستاجر سے جبکہ موجد ابراہیم کا یہ ثابت یا  
اجرت کا منکر ہو و عن دعویٰ المنفعتہ تو منفعتہ عن جنس آخر و صلح صحیح ہو منفعت کے دعویٰ سے اگرچہ صلح بعض دوسری قسم کی منفعت سے ہو  
لکھ و عن دعویٰ الرق و صلح صحیح ہو دعویٰ رقی سے ہم صورت اسکی یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور اسے کچل کر  
صلح کی تو صحیح ہو کان عتقا علی مال و ثبت الولاء و باقرارہ الا لا الابینۃ ذرا و صلح مذکور آزادہ بعض مال شہرگی اور مدعی کا دلالت ثابت  
ہوگا اگر صلح مدعا علیہ کے اقرار دعویٰ سے ہوئی ہو اور اگر اقرار سے نہ ہو بلکہ سکوت یا انکار مدعا علیہ سے صلح ہوئی ہو تو دلالت نہ ہوگا مگر لو کہ ان سے  
کذا فی الدرر قلنت و الایود بالینۃ و رقیقا و کذا فی کل موضع اقام مئیۃ بعد الصلح لایستحق المدعی الا فی باخذ البدل با اختیارہ نزل بالحد فی حفظہ میں کہا ہوا  
اور بعد صلح کے گواہوں سے مدعا علیہ پر غلام نہ ہو جائے گا اور اس صلح پر سنگہ مدعی گواہ قائم کرے بعد صلح کے مدعا کا استحقاق نہ ہوگا اسوا اسطے کہ مدعی  
با اختیار دوزخ و بدل صلح کے لینے سے اپنے شہرہ راہ کیا اسکو یا درکشا چاہیے و عن دعویٰ الزوج النکاح علی خیر زوجۃ او صلح شیخ جو دعویٰ نکاح زوج  
سے غیر منکرہ پر یعنی غیر منکرہ عورت پر ایک مرد نے نکاح کا دعویٰ کیا اور اس عورت نے کچھ دیکر صلح کر لی تو صحیح ہے اور اگر اسکا زوج ثابت ہوگا

















سود و ربح و اور فلائے کا حصہ بانسود و ربح ہر ایک شخص انہیں سے جو تمیز کرے نور و دوسرے کی تمیز نہ کرے اس واسطے کہ تفرق قسبہ با یسین کے  
حق میں تفرق منفق کے مانند ہو کذا فی الخطاوی وغیرہ فلو حال احدہما عن نصیبہ علی ثوب او علی خلاف بنس الدین اخذ الشرک  
الاحد نصفه الا ان یضمن لربع اصل الدین خلاف لدین الثوب اور اس وقت میں تو اگر صلح کی ایک شرک لے اپنے حصے سے ایک کپڑے پر یعنی خلاف  
جنس دین برد و دسر شرک اس کپڑے کا آدھ لے گا گویہ کہ شرک مصالح دوسرے شرک کے واسطے اصل دین کی جو حقانی کی فدا کی کر دے ثوب شرک  
نہ ہو گا کپڑے میں ہم مثلاً اصل دین جاری و ربح و ربح ایک شرک کے اور دوسرے کے سو ایک شرک لے اپنے حصے سے ایک کپڑے پر صلح کی تو دوسرا  
شرک نصف کپڑا لے گا اور ایک شرک مصالح ایک دوسرا فاسد ہو تو دوسرے شرک کا کپڑے میں حق باقی نہ رہے گا و لو صلح بل یا شتر می نصفه شتر می  
نصفه الشرک الربیع یقصد نصفه بالمقامۃ و اجمع عریمہ فی جمیع ماہر لبقا لاحد فی ذمتہ اور اگر ایک شرک لے اپنے حصے سے ایک کپڑا لے بلکہ بقدر نصف  
دین کے مدیون کے جو خرید گیا تو شرک شتر می دوسرے شرک کو ربح دین کا تاوان دے بسبب قبضہ کرنے شرک شتر می کے نصف دین پر  
بسبب مقامہ کے یعنی بسبب جواز ہوجانے دین کے ثمن میں یا دوسرا شرک اپنے مدیون سے مطالبہ کرے جسے سائل مذکور میں بنی سلسلہ صلح پر  
مسئلہ بیع میں بسبب باقی رہنے اس کے حق کے مدیون کے دوسرے پر و اذہا احد الشرکین عن نصیبہ لایرجع الا خلاف لا یضمن اور  
جبکہ ایک شرک لے مدیون کو ابراہم دیا اپنے حصے سے تو شرک ثانی اس سے ربح دین کو نہ دے گا اس واسطے کہ ابراہم کرنا ہوتا نہیں کرنا اپنے  
اور مواخذہ شرک کا قبض میں ہونا خلاف میں و کذا الحکم ان کان المدیون علی احدہما دین قبل وجوب دینہما علیہ حصتہ وقعت المقاصد  
بدریہ السائلین لا خلاف فی الافاضل و ایسی طرح حکم عدم رجوع کا ہو اگر مدیون کا احد الشرکین میں دین ثابت ہو قبل واجب ہونے و و لون  
شرکوں کے دین کے مدیون پر کہ متعاضد واقع ہو گیا ہو اس کے اگلے دین سے اس واسطے کہ شرک مدیون دین سابق کا ادا کرنے والا ہوتا نہیں م  
اور شرک متقبض میں ثابت ہوتا دوسرے دین میں دین سابق کی قیما اس واسطے لگا لی اگر شرکین کے دین کے بعد مدیون کا دین ایک  
شرک پر حادث ہو تو اب مقاصد ہر شرک تمیز کے ہو گا و تمیز شرک ثابت ہو گا فی الخطاوی و لو ابدا شرک لمدیون عن بعض قسم  
الباقی علی سہامہ اور اگر ایک شرک مدیون کو بری الذمہ کر دے بعض دین سے تو باقی دین اس کے سہا م پر نہ قسم ہو گا مگر مثلاً اگر  
و و لون شرکوں کے مدیون پر نہیں درم ہوں اور ایک شرک اپنے حصے سے نصف معاف کر دے تو اس کا مطالبہ مدیون سے پانچ درم کا باقی رہے گا و اگر ایک  
ساکت کو دوسرے درم کا و متساوی المقاصد و ابراہم کے مانند مقاصد ہوں مقاصد صلح کہ ایک شرک پر مدیون کے پانچ درم دین سے دوسرے دین شرک سے پہلے  
اور پانچ درم ہر دو گئے ایک دین میں تو قسمت و و لون شرکوں میں پندرہ درم سے ہو گا یعنی شرک مدیون پانچ درم کا باقی دے گا اور دوسرا شرک دین سے دوسرے  
دو اہل نصیبہ مع عتلا لثانی و اگر اگر ایک شرک لے اپنے حصے میں دین کی کچھ مدت مقرر کی تو اب یوسف کے نزدیک مجمع ہر مام رہے کہ نزدیک تاجیل  
احداث کی ہیں اپنے حصے میں دوسرے شرک کی رخصت پر موقوف ہوا و محمد رحمہ سے دور وراثت میں یہی معلوم نہیں کہ شائع نے امام کا قول کیوں ترک کیا اور  
ابو یوسف کا قول ذکر کیا با وجہ عدم قبض کذا فی الخطاوی و ان غصب والا استیجار نصیبہ فیض الا التزوج و الصلح عن جہا و اگر ایک شرک کا غصب اور جواز  
لنا بقدر راستہ حصے کے قبض پر دین شرک کا نہ نکاح کرنا و صلح کرنا جہا سے ہم اپنے اگر احداث کی ہیں کوئی نیز مدیون کی غصب کرے اور  
و اس کے پاس ثابت ہو جائے تو وہ اپنے حصے کا قبض شتر می کو دوسرا شرک انہیں شرک ہو گا و علی ہذا القیاس استیجار و لو مدیون سے ایک شرک لے  
لگا لیا اپنے حصے سے ہر نو برقیض نہ شتر می اس واسطے کہ ظاہر روایت میں یہ خلاف ہے تو شرک ثانی انہیں رجوع نہیں کر سکتا و رجحانیت عہد کی  
صلح میں اس واسطے قبض ثابت نہ ہو کہ بقایہ صلح کے کسی چیز قابل شرک کا شرک مالک نہوا بملا ف جہا بیت فطاک و ہ در حکم اسوائی ہر

تو جنابت خطا کی نفع میں قابض نہیں ہوگا لہذا فی المصلحہ وہی اہلنا و حلیتنا اختصاصاً بہ بعض ان کے بعد العزیم و درویشتر ہم پر اور درویشتر شریک کے اختصاص کا حلیہ ہو کہ مدیون ایک شریک کو بقدر اسکے دین کے ہر کہ سے ہر شریک مدیون کو اپنا حصہ معاف کر دے ہم مثلاً ایک شریک کا دین مدیون بر جالیہ ہو کہ تو اگر مدیون اس شریک کو پالیس درم بطریق یہیہ کے دے اور وہ اپنا حصہ معاف کر دے تو اس جالیس درم میں شریک ثانی کی شریک نمودگی کیلئے کہ متوض بہ ہونہ دین و مبیعہ کا فاسد نہ ہو مثلاً لحم پر مرقط وغیرہ و مرث فی الشریک لیکہ اگر اشراف کیلین مدیون کے ہاتھ مثلاً شہی ہو کہ جو بیچے بقدر اپنے حصے کے دین سے بیچے بقدر اسکا حصہ کا فاسد نہ ہو مثلاً اس پر حصہ مدیون کو دین معاف کر دے کہ اشراف الملقط وغیرہ اور مدیون ہو کہ جاکتاب اشراف میں بیچے اگر اسکا حصہ دین سے دس درم ہو تو دس درم کو شہی ہو کہ جو بیچے بقدر اپنا دین معاف کر دے تو اب جو مدیون دس درم اسکو دیگا وہ دین بیچے بقدر اپنا حصہ دین کا حصہ کرنا دے و المصلحہ وہی صالح احادیثی السالمین تعصیبہ علی ما فیہ من لاس المال فان اجازہ اشراف الاخر فہذا علیہا وان ردہ ردان فیہ تہذیب الدین قبل فیہ و اند باطل اور رب السلم میں سے ایک رب السلم لے مسلم فیہ کے اپنے حصے سے مصلح کی مسلم الیہ سے اس مال پر جو اسنے دیا تھا لاس المال سے تو اگر وہ ستر شریک مصلح کو جائز رکھے تو مصلح و دون شریکوں پر نافذ ہوگی اور اگر شریک رد کرے تو مصلح مرد و دوا ہو جائے گی اس واسطے کہ اس مصلح میں دین کی قسمت ہو قبل اسکے تعوض ہونے کے اور حالانکہ قسمت دین قبل نہیں باطل ہو ہم بیچے ہو کہ جو شخص نے بیچ مسلم منعقد کی پس میں گیوں میں اور لاس المال میں درم ہوا و درم شخص نے دس دس درم تسلیم کیے ہر ایک شریک نے دس میں گیوں سے دس درم بیچے کی اور دس درم جو تسلیم الیہ کو دیے تھے سوا اس سے بیچے تو بیچے ایام ہوا و درم کہ شریک جائز نہیں بلکہ اجازت نیکمانی کے سوا اجازت دیگا تو مصلح نافذ ہوگی اور دس درم متوض و دون میں شریک ہو سکتا اور جو باقی رہیگی وہ بھی دونوں میں شریک ہوگی اور اگر اجازت نہ دیگا تو مصلح باطل ہوگی اس واسطے کہ دونوں کے حصے میں بدین رفا سے شریک ثانی مصلح صحیح نہیں ہو سکتی اور اگر فقط مصلح کے حصے میں جائز کیجئے تو لازم آتی ہے قسمت دین کی قبل قبض کے کہ جو کہ خصوصیت اسکے حصے کی بلانہ زمین ہو سکتی اور تہذیب الدین قسمت متوض زمین کردانی اللہ تعریف و توفیق نعم تو کان شریک متواضعتہ جائز مطلقاً بحران اگر دونوں رب السلم شریک مفاد میں ہوں تو مطلقاً جائز ہو کر اٹھے البخر مطلقاً وہی لے کر باہر ارا حق میں یوں ہو کہ جہاز و لے بھجے بیچے مصلح جائز ہو اگر صحیح مسلم فیہ میں ہو بیچے جو اختصاص تعصیب مصلح نہیں بلکہ جب کہ وہ سب میں فسخ کرے تو سب کراہی فصل فی الخراج یہ فصل جو خراج کے احکام میں ہم خراج مروج سے ہر مصلح خراج میں متجاہج اس سے عبادت ہو کہ وارث اس پر اتفاق کریں کہ مثلاً ایک وارث کو میراث سے خارج کریں کہ مال میں دیکر لانی الخراج حرجت اور تہذیب الدین حد ہم من الذکر وہی عرض وہی عفت اربال اعطو لہا و انہما عن ترکہ ہی ذہب بفضتہ دفعو مالہا و علیہ العکس ارض نقدین ہا صحیح فی النکاح فی القیاس بخلاف حرجت ہرج کر دیا وارثوں نے ایک وارث کو ترکہ سے اور وہ ترکہ اسباب ہو یا کہ وہ زمین اور باغ ہو بیعوش مال کے جو انقباض لے اسکو دیا یا وارثوں نے اسکو نکالا اس شریک سے جو سونا ہو بیعوش چاندی کے کہ انقباض لے اسکو دیا یا بالعکس اسکے کہ چاندی سے خارج کیا سونا یا یکراہی چاندی سونے سے خارج کیا چاندی سونا دیکر تو یہ خراج سبب معورتوں میں صحیح و کفایت کو مخالف نہیں کی طرف بیکر کم صرف جنس بخلاف جنس یہ علت پر بحث ہے عن النقدین بالنقدین کی قیل با اعطوہا و اکثر کنینہ شرط التقابض نیما ہو موصوف جہا کہ وارثوں نے ایک وارث کو دیاتسلیل ہو یا کثیر بہ صورت خراج صحیح ہو لیکن التقابض الیہ لیس اس خراج میں جو بخلاف صرف کے ہو بیچے چاندی سونے کا خراج ہر چاندی سونے سے تو طرفین کا قبض کرنا شرط پر بحث کی تاکہ سوا لازم نہ آوے و فی الخراج عن النقدین وغیرہ ہا حدین بالنقدین الا لایصح الا ان یوں ما اعطے لہ اکثر من حصۃ من ذلک الحسن تحریر عن الزہری و ایک وارث کے خراج میں بدین وغیرہ ہا حدین بالنقدین کے تحت خراج

[illegible]

صلح کا ارادہ ہو تو کسی صحت میں اختلاف نہ ہو فقیر اور بعض صحت صلح کا فاعل ہر اور یہی قول صحیح ہے اور لایزالین وغیرہ میں صحت کا فاعل ہر صحت ہے نہ ہوا  
 ہوا اور صحت یہ ہے کہ یہ سود کا مشتبہ نہ ہو نہ ہوا صلح کا فاعل ہر ترکہ کی مکمل یا موزون ہو بقدر ترکہ کے ہونے کے یہ ہر احتمال ہے کہ یہ صلح  
 سے و زیادہ ہو تو احتمال الاستحسان ہے نہ مشتبہ ہوا و عدم صحت میں مشتبہ سود کا مشتبہ ہر نہ مشتبہ نہ فال ابن الکمال ان فی الزکرہ حبس ہا بل  
 الصلح کے ہر یا موزان کم ہر صلح کے اختلاف اور بین کمال کے کہ اگر ترکہ میں صلح کا ہر حبس ہو تو صلح جائز نہیں اور اگر حبس نہیں تو صلح  
 جائز ہے اور حقیقت یا عدم جنسیت معلوم نہ اس صورت میں اختلاف ہے و لوالترکہ ہر محمولہ وہی غیر مکمل اور موزون فی الزکرہ حقیقت  
 میں اور نیز صلح فی الصلح انما لا یقتضی اسے المنازع علی ما یسا فی بدہر حتی لو کان فی بدہر صلح اور بدہر ما کم یجز ما یعلم حج فی بدہر الحما جہ اسے  
 التسلیم ابن ملک اور ترکہ غیر مکمل یا موزون محمول الاعیان بقیہ و ترکہ کے پاس ہو تو صلح صحیح ہے قول اصح میں اسو اسلح کے جہالت اسکی موجب نزاع  
 نہیں بسبب موجود ہونے کے کہ بقیہ و ترکہ کے ہاتھ میں تو اگر عام یا بعض ترکہ محمولہ وارت مصالح کے پاس ہو تو صلح جائز نہیں جب تک  
 کہ عام متبہ نہ ہو کہ معلوم نہ ہو بسبب حاجت تسلیم کے کہ ذکر ابن ملک عام خلاصہ ہے کہ اگر ترکہ محمولہ بقیہ و ترکہ کے پاس ہو تو تسلیم کی حاجت  
 نہیں تو جہالت موجب نزاع نہیں لہذا صلح صحیح ہے و اگر مصالح کے پاس تمام یا بعض ترکہ تو جب تک تمام متبہ نہ معلوم نہ ہو تو صلح جائز نہیں کیونکہ  
 زمان تسلیم کی حاجت ہے و اگر تسلیم در صورت جہالت موجب نزاع ہے و لیل الصلح و اقسامہ مع احاطۃ الدین بالترکہ اور باطل ہے صلح ایک  
 وارث کے اسلحے لگانے کے واسطے اور باطل ہے ترکہ کی وارثوں میں یا جو محیط ہونے وین کے ترکہ سے یعنی جب وین محیط ترکہ ہوا تو ورنہ ترکہ  
 کے مالک نہیں جو اس صلح یا قسمت جاری کی بن اسو اسلحے کہ وین میراث پر مقدم ہے والا ان یضمن اور نیز الدین بلا رجوع مگر اس صورت میں صلح  
 و قسمت باطل نہیں جبکہ ورنہ وین کے فاسد ہونے بلا رجوع یعنی فساد اس شرط پر ہو کہ ترکہ سے نہیں اسو اسلحے کہ اگر رجوع ہو گا تو ترکہ شغل  
 شہر کی کذا فی الخطا وی او یضمن یعنی شرط براءہ و اعلیت یا وین کا اجمعی شخص فاسد ہوا نہ براءہ و از و مہبت م تقیید براءہ میں صلح صحت کا  
 تابع ہو گیا ہے ورنہ طبی میں تو عدم رجوع فی الزکرہ پر اشتراط کا مدار ہو گا فی الخطا وی ایلو فی من مال آخر یا وارث دین بیت کا واکرے اور مال سے  
 سوا کے ترکہ کے یعنی وارث خواہ اپنے مال سے واکرے یا بیت کی کسی اور چیز سے جواب ظاہر ہو گا کذا فی الخطا وی او یضمن ان الصلح ولا یقسم  
 قبیل انقسام الدین فی غیر دین محیط اور سزا و زمین کے صلح کچھائے اخراج وارث پر یا قسمت کچھائے دین واکرے سے پہلے اس ترکہ میں جسکو  
 وین محیط نہیں ہم اسو اسلحے کہ بیت کی گلو خلاصی اول بہرہ و خطا وی لے کہا بلکہ صورت مذکورہ میں صلح اور قسمت مکروہ ہے و لو فعل الصلح و اقسامہ صحیح  
 لان الزکرہ لا یخلو عن قلیل دین فلو وقت انکل نظر اور نیز فی وقت قدر الدین استحسانا و قایۃ اللہ یجتاجوا الی قبض القسمۃ بجزا و اگر صلح اور  
 قسمت کچھائے ترکہ مذکورہ میں نہیں ادا کرے دین کے تو صحیح ہے اسو اسلحے کہ ترکہ قلیل دین سے خالی نہیں ہوا تو اگر کل ترکہ کی صلح یا قسمت جو وقت  
 رہے تو وارثوں کا ضرر ہو تو بقدر دین ترکہ جو وقت رہے بوجہ استحسان کذا فی الوقا یہ تاکہ وارثوں کو قسمت توڑنے کی حاجت نہ پڑے کذا فی البحر  
 ہم استحسان متعلق ہر صحت سے یعنی صلح اور قسمت صحیح ہے استحسان کی راہ سے نہ قیاس کی راہ سے اسو اسلحے کہ قیاس یہ ہے کہ صحیح نہ ہو اسو اسلحے کہ  
 ترکہ کا ہر شغل بدین ہر جہالت عدم ترجیح و ہر استحسان و ہر جو شایع لے تو کی کذا فی الخطا وی و لو اخبروا احدنا من ابوریزہ فحصدہ تقسم  
 بین ابائی علی السواء ان کان ما اعطوہ من مال غیر الخیر لیراث اور اگر وارثوں نے ایک وارث کو ورنہ سے نکال ڈالا ارادہ صلح کے  
 تو اس حصہ باقی وارثوں میں برابر قسمت ہو گا اگر ہو و مال جو انھوں نے وارث خارج کو یا بقیہ ورنہ کے خاص مال سے جو میراث کے سوا ہوا ان  
 کان اسلحے کا ورنہ فعلی قدر میراث قسم نہ ہم و اگر دیا ہوا مال ہمیں سے ہو جسکو انھوں نے میراث میں یا بقدر راجح میراث کے











































اثر و شبہ شغل قتال علی شک کان و دینہ بجز اولہ و اہل بیت علیہ السلام البتہ لکن اولویت او فی و ہونہ تین فضا کرتا تھا اور ولایت کا کرنا کتاب خود خواہ میرا کتاب ہو چنانچہ یوں کہ کتاب میں تیرے پاس ولایت رکھی خود کتاب ایک عجیب ہو چنانچہ ایک شخص کا دوسرے سے یوں کہ کتاب کا جو کچھ ہزار درہم دے دے یا کہ پھر شہر لگا کر دوسرے سے کہ میں نے کچھ دینے کا ہوا ولایت پر کڑا فی البحر سوائے کو نہا بہ اور ولایت و دونوں کا اٹھنا رکھنا ہو سکتا ہے ولایت کمتر ہے اور دونوں کا بقیہ تو یوں کہ کتاب ایک عجیب ولایت کا کام نہایت ہے یہاں پر مولیٰ علیہ السلام انتقال ہوئے مگر طرک بلکہ میان نہایت ہے مراد پر جو کہ ایک شہر وغیرہ دونوں کا اٹھنا رکھنے پر ایک ہی کی طرف لگاؤ اور فعل کا لگو و منع تو ہیں یہ سے قبول کر لیں شہر انما اولاد یا ایک عجیب قوی نہیں بلکہ فعل ہو چنانچہ ایک شخص نے اپنا بیٹا ایک مرد کے آگے کھدیا اور دیکھ کر بولا تو یہ فعل ولایت کا سپرد کرنا ہر صنف انسان میں ہر کتاب ایک قوم کے آگے رکھ دی اور وہ لوگ اسکو چھو سکے گئے قوس برتا وان آویک در صورت تھمہ ہر حال کے اور ایک آدمی کا تھا ایک شخص برتا وان پر کچھ کچھ کہ وہ حفاظت کے واسطے متعین ہو گیا تو ضمان کے واسطے یہی مخصوص ہو گیا انتہی تو یہ ایک عجیب اور قبول دونوں فعلی تھمہ اور القبول من اللوح صحیح کا کثیف اور کرکن ولایت قبول کرنا ہو کر ہو کہ عجیب سے خود قبول صحیح ہو چنانچہ یوں کہ کتاب میں ہے ولایت کو قبول کیا اور اولاد لگو و منع خود رضا قبول دلائل کو وضع کیا ہے جسے تمام ہمراہی من التیابی و کنو لہ رب انخان ابن اربطہ انقال ہنگاہ ایلہا غافہ یا قبول بانقبہ اروا ت حال کے چنانچہ ایک عجیب رہا ہونے کے لئے کہ وقت تو یہ قبول کرنا ولایت کا دلالت حال کی راہ سے ہو چنانچہ پہلے پھر کے رکنا تمام میں کہ یوں کے گنہاں کے سامنے اور چنانچہ اس پر گناہ کا سنا اسے فخر ہے کہ مالک اور قوم سے کہ گمان اپنا گھوڑا یا و شفا بانمون سوائے کہ ماوان تو یہ ایلہ پر کڑا فی انخان یہ جس صورت میں ایک عجیب اور قبول دونوں دلالت ہیں و ہذا فی حق وجوب حفظ و امان حق الامانیہ فقیہ مالک ایک بار وعدہ سے تو قال لغاصب اور دعوہ کلمہ مغسوب بری من الضمان وان تم قبل انضیا را و رہے ایک عجیب اور قبول کا کرنا ہو نا وجوب حفاظت کے حق میں ہر اور امانت کے حق میں تو فقط ایک بار برتائی ہو چنانچہ یوں کہ گناہ سے منع کرنے کے لئے مال مغسوب کو تیرے پاس ولایت رکھنا قضا میں ناوان سے بری ہو گیا اگر غاصب اسکو قبول نہ کرے کڑا فی انضیا صریح امانت سے مراد یہ ہر کرنا وان نہا دوسرا دردم قبول غاصب کو اور دونوں کو شغل پر کڑا فی انضیا و شرط ہر ماوان المال قابل التنازل الیہ علیہ فلو ادع الالبون والظہر فی الہوا لم یضن اور ولایت کی شرط یہ ہونا مال کا دست قدرت کے لائق تو اگر غلام رکھ کر تیرے کو ہر بار سے ولایت رکھنا تو ناوان لازم ہو گا لینے سوائے کہ ایلہ صریح نہیں اور سبیل حکم پر اسطی فی البحر کا و کون الموعوع مکلفا شرط کو وجوب انفظ علیہ ذلوا و مع صیبا فاستمکما لم یضن اور وجہ لکھو راسن بعد تقدار و موعوع کا کثیف لینے ہونا یہ شرط ہے اس پر گنہاں کی واجب ہونے کی تو اگر ولایت رکھی مغیر کے پاس سوائے وہ چیز ملت کر ڈالی تو اس پر ناوان نہیں اور اگر غلام جو بولے نہیں کے پاس ولایت رکھی تو اس پر ناوان آویک اس کے آزاد ہونے کے بعد بھی نہیں اس کے لینے ہونے کے وہی اما تھمہ ہر گناہ مع وجوب انفظ والا و اعنہ لطلب و احتیاج قبول اور ولایت امانت پر جو جسک ہر ولایت کا ساتھ واجب ہونے گنہاں کے اور واجب ہونے اور اسے ولایت کے مالک کے مانگنے کے وقت اور ساتھ سبب ہونے قبول ولایت کے ہم اور اسے ولایت عنہ لطلب واجب ہو سکتا ہے اگر گناہ اور ولایت ہوا اور مالک مانگے کسی انسان کے ماتم ہارے کو تو اسوقت میں ناوان شرط چنانچہ فی البحر لظنی میں ہر فلا نقصن بالمالک الا اذا كانت اولیۃ باہر شہادہ مغیرہ للظنی جب ولایت امانت تھری تو اس کے ملن ہو جانے سے تا وان نہیں ہر جیکہ ولایت امانت سے ہو چنانچہ شہادہ میں ہر ظنی سے منقول ہم رطلی سے ضمان اجبرین و ہر اسکی یوں بیان کی کہ اگر اجبر چھند ولایت کا بالقصد و بقا عوض کے واجب ہو کڑا فی الظلمی اسی مطلقا سوا او کثر حجتہ ام لا ہلک معہا شیء الا بالحدیث الاولیٰ لظنی فیس علی استمدوح غیر لظنی انسان ہلاک ولایت سے ملنا تھا انسان نہیں خود ہلاک سے بچا تو ممکن ہو یا نہ ہو کی چیز ولایت کے ساتھ کثیف ہو یا نہ ہو بانیل حدیث و ارقطعی کہ ولایت قبول کرنے والے غیر فائن ہر تا وان نہیں و اکثر شرط الضمان علی الامین کا اجماعی و اجماعی باطل یہ لظنی خلاصہ و مد رات ولایت اور تا وان کا شہر و کر لینا امانت و ابر چنانچہ اجماعی اور سوا فخر ہے والے ہر باطل ہر اسکا فتویٰ ہو کڑا فی انضیا و مد رات ولایت و موعوع حفظا منفسہ و عیا لہ کما اور ولایت قبول کرنے والے کو

۱۰  
 ۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰



[illegible][illegible]

اور ان کے ہمارے دو ملک تھے صرف صدق ان علم و قوت اور ان کے ہمتیہ اور ہذا الموع سو اگر مستودع ہے ولایت دینے کا اس پر ہر کسی کو یاد دہانی میں کہ یہ علم و قوت کی اس نسل کو تو اس کے ان صدیق ہو گیا نہ ہو گیا کہ اس کے کا کنگ لگتا معلوم ہوا اور اس طرح وقوع غرق دریافت ہوا اور اللہ تعالیٰ نے وقوع اللہ تعالیٰ نے حصول میں کلامی انقلاب اور اس کے ان صدیق ریاستہ ان صدیق اور اگر کسی کے گھروں وقوع آتش زنی معلوم نہ ہو تو اس کے قول کی تصدیق نہ ہو گی مگر گو امون سے توس نفیر سے خلاصہ کے اور ہر ایک کے کلام میں تو فقیہ حاصل ہو گیا یعنی اختلافات زائل ہو گیا اور غلبہ کی جانب سے تو فقیہ ہر چیز کی ہم خلاصہ کی عبارت کا حاصل ہو کر جب وقوع آتش زنی اس کے گھروں معلوم نہ ہو تو اس کا قول مقبول ہو اور نہیں تو مقبول نہیں اور ہر ایک کا خلاصہ یہ ہو کہ اس کی تصدیق نہ ہو گی مگر اس بات سے اس کی تو اگر ہر ایک کی عبارت کو ہم علم وقوع حریف پر محمول کیجئے تو دونوں عبارتوں کا اختلاف رفع ہوتا ہو اور یہ تو فقیہ ذخیرہ میں مقبول ہر چیز سے ہو تو متعہ الودیعہ طلبا بعد طلبہ لرو ولایتہ فلو کما الیہ لم یفرض ابن ملک بنفسہ دو حکما کو کلیل بخلاف رسولہ ولویعلا متہ علیہ علیہ الطامہ قادرا علیہ سلبہما اخصم اور اگر مستودع نے مالک کو ولایت ندی ازراہ ظلم کے بعد خواہش کرنے مالک کے رد ولایت کو نہایت خود اگر یہ خواہش ذاتی حکمی ہو چنانچہ اس کے وکیل کی طلب گاری حالانکہ مستودع تسلیم ولایت پر نادر ہو تو اس پر تاوان لازم ہو گا اور اگر مالک کی طرف اطمینان ہونے کے سبب سے منع ولایت صادر ہو تو تاوان نہ دیکھا کذا ذکر دین ملک بخلاف بیام رسان یعنی اگر مالک کا خستہ راہ طلب ولایت کرے تو اس کے دینے سے تاوان نہیں اگر جب مالک کی جانب سے کوئی نشانی لایا ہو بنا بر ظاہر راہ دینے کے والا بان کا تاوان عاجزا و خائف علی نفسہ اور مائد بان کا تاوان مقرر نامہ بان ملک لانیس ملک لانیس اور اگر تسلیم ولایت پر قادر نہ ہو اس طرح ہر کہ عاجز ہو یا ڈر تا ہوا یعنی جان یا مال پر اس طرح ہر کہ مستودع کا مال ولایت کے ساتھ گواہ ہو کذا ذکر دین ملک تو منع سے تاوان نہ دیکھا جیسے طلب گاری مالک جفا کر کے دینے میں تاوان نہیں ہم محیط میں ہو کہ اگر ایام مقننہ و فساد میں ولایت مانگی اور اسے نہ ملے گا کہ میں اس وقت میں کسی پر نادر نہیں ہوں اس واسطے کہ دور رکھی ہو یا وقت تنگ ہو کر کسی طرف غارت واقع ہوئی ہو مستودع بولا کہ ولایت بھی لگتی ہو تو اس پر تاوان نہیں اور اس کا قول مقبول ہو اتنی مالک ظالم کی صورت پر کہ مالک نے اپنی ولایت مانگی ظلم کرنے کے واسطے تو نہ دینے میں تاوان نہیں یعنی اگر بعد منع ولایت غافل ہو تو تاوان نہیں اور اس طرح اگر رسولہ اپنے غلام راہ دون یا غیر راہ دون کی ولایت مانگے تو منع ظلم نہیں اس احتمال سے کہ شاید وہ مال غیر ہوئے گا ہو کذا فی الخطا وی خلو کانت الودیعہ مسیہ فدا را و صاحبہ ان یا خذہ لیضرب بہ رجلا فاسلمہ المنع من الدفع الے ان یعلم انہ ترک الیہ الال و انہ متعہ بعل وجہ صیاح چاہے تو اگر ولایت ملو اور ہوا مالک اس کا چاہا ہو کہ اس کو کسی کی مراد کو اس سے ناحق قتل کرے تو اس کو ملو کر نہ دینا جائز ہے یہاں تک کہ اس کو معلوم ہو جائے کہ مالک نے پہلی تجویز یعنی قتل ناحق کو ترک کر دیا اور وہ ملو سے نفع ہو گا بلکہ نفع کے کذا فی الجواہر لکوا و دعوت احرار کتا یا فیہ اقرار انہما لزوج بلال ولیقین مہر ما منہ فلنہما بلال لزوج حب ان زوج خانہ چنانچہ ایک عورت نے ایک دستاویز ولایت رکھی حسین عورت کا قرار پر زوج کے مال کا یا مہر لے چکے کا تو مستودع کو جائز ہو کہ دستاویز عورت کو نہ دے تاکہ زوج کا حق نہ جاتا رہے کذا فی خانہ ومنہ ما من المنع ظلم اموتہ الموت الموع جملہ فانیض فی غیرہ زانیان ترکہ انہما منع ناحق ہے ہر جہاں مستودع کا بلا بیان ولایت سو اس پر تاوان آویگا تو ولایت مذکورہ دین ہو جائیگا اس کے مترک میں ہم جب اسے بیان نہ کر دیا کہ جو میرے پاس خلاصہ شخص کی ولایت ہے تو وہ مستحکم اس شخص میں سے اور عدم بیان سے انہما تاوان اس پر لازم آیا الا انہما ان واریع لعلہا خلاصہ ان کو جیکہ عورت کا نا ہو کر ملو وارث اس ولایت کو جانتا ہے تو ہم بیان سے تاوان نہیں ولوقال الوارث انما علمنا او کما لعلہ ان فسر باوقال ہی کذا وانا علمنا او کما لعلہ صدق اور اگر مستودع کے وارث نے کہا کہ میں ولایت کو جانتا ہوں اور مالک طالب اس کے کسٹ کر ہو تو اگر وارث ولایت کو کھول کر بیان کرے اور کہے کہ خلاصہ میں نہ دے دیتا ہے







ایک گھر کو کہو گئے دس سو کوئلے دکان کے گراہ میں اور ہم دیکھ کر کہیں یہ یعنی ماسود تلف ہو گئے تو نادان نہیں اور مستعجب رہیں کی یہ صورت ہو غلام ہوا تو رکھو  
 عاریت لیا تا اس کو گروہ کو کہو یہ غلام سے خدمت لی یا جانور خریداری کی گروہ رکھنے سے پہلے پر لکھا کہ اسے مال پر جو اس کی قیمت کے برابر گروہ رکھا غیر اسے مال ادا کیا اور  
 غلام ہوا تو رکھو لیکن مال کا غلام کا مال ہونا لازم نہیں اور اس مسئلے میں یہ قید مذکور ہو کہ بعد رہن بھی رکھے  
 تو اگر قندی کے بعد رہن نہ لکھا اور وہ مانع ہوگا تو اسپر نادان لازم ہوگا اور وہ داخل ہوگا اس مسئلے میں جو رہن نہ لکھو کہ جو قندی سے پہلے مسئلہ سے  
 جو رہن میں مذکور ہے چنانچہ بحث ہم نے اپنی شرح میں بیان کیا کہ لکھنا فی الخطا و علی منقر و ایا حاصل ان الامین اور قندی محم لافلا در اول الضمان اسلئے ہذا العشرۃ  
 اور حاصل مقام ہے کہ امانت دا جبکہ قندی کو سے پہلے لکھا تو لکھ کر سے تو اسپر سے نادان رائل نہیں مگر ان وسس مسائل میں نادان رائل ہونا یا نہ ہونا لازم یا نہ  
 کید الی مالک مودع بعد از قندی قندی تا دان اسوائے نہیں کہ مودع کا مقررہ وقت نہ لکھا کہ قندی کے بعد سے ناسخ ہو مطلقا وہی لکھا ہے نہ وقت و دیت کی جو رہن  
 مذکور ہے قندی اور ایک مسئلے میں یون رائل رائل ان کے بعد کہ مالک لکھا یعنی اسوائے نادان نہیں کہ ان خاص عشرہ کا قین ہوتا مالک کے قبض کے بعد اور یہی مصلحت مناسب  
 مقام ہے و ما یصلہ و کو ذریعہ فی حدودہ الفاظ ناقول لہ و قبل المودع کا یہ اور اگر مالک مودع کی کذب کر کے آزاد قندی میں تو اس کی قبول لینے مالک ہوا کا  
 مقبول ہوگا یعنی یوں لکھا کہ اس مودع الفتح کا قبول مقبول ہو گا ذی العادۃ و کلمات اقرارہ لہ و بعد ۵۰ و کو لا الارباع و کلمات اقرارہ کر کے مودع کے اقرار الارباع  
 کے بعد ہم لینے مودع سے اول انکار کیا یا دیاع کا اس طرح کہ مالک سے کہا کہ تو نے میرے پاس و دیت نہیں رکھی پھر و دیت کا اقرار کیا کہ اسپر نادان  
 لازم ہوگا لیکن جب شرط و ط کے بعد جو کو مصنف رح آگے بیان کر چکا ہے تو ادعی ہوتا و بیعہ لم یضمن خلاصہ تو اگر مودع بہتہ یا بیع کا دعویٰ کرے لکھا تو نادان  
 نہ دیگا کہ اسے غلام لینے در صورت تلف و دیت اسپر نادان نہ آ و لکھا ہے یا بیع کے دعویٰ سے و قید بقول بعد طلب رہا رد و ما لیسنا لہ  
 حالہ انما بعد ما تمکلت لم یضمن پھر مصنف رحمہ نے اقرار بعد انکار میں یہ قید لکھا کی کہ و دیت کے پھر دینے کا مطالبہ مالک کے بعد انکار کیا ہو تو اگر مالک نے  
 مودع سے و دیت کا حال پوچھا کہ وہ کس طرح ہوا سو اسے و دیت کا انکار کیا پھر و دیت طلب ہو گئی تو اسپر نادان نہیں کہ اسے انما بعد  
 بقولہ و نقلنا من مکاننا وقت الا انکار یا جانور خود لا نذولہ من قبلنا وقتہ و ملک لم یضمن خلاصہ و مصنف رحمہ نے قید لکھا کی نقل کر کے و دیت کی  
 اس کے مکان سے اپنے انکار کی حالت میں اسوائے کہ اگر وقت انکار و دیت کو وہاں سے نہ تھا یا بیع کا پھر و دیت طلب ہو گئی تو اسپر نادان نہ ہوگا لکھنا  
 انخلاصہ ہم عدم نقل حالت انکار یا بیع یا دق ہو کہ طاقا نقل ہو یا بعد انکار یا قبل انکار کے نقل ہو یا دق وی لے کہنا حالت انکار سے شاید مراد یہ ہو کہ انکار  
 کر کے رہائے میں اسے بقول و دیت کی اور یہ مراد نہیں کہ وقت تحقیق انکار میں نقل واقع ہوئی اسوائے کہ بصورت نادان و جو پھر و قید بقولہ و کا وقت  
 او و دیت منقولہ لان العیال لم یضمن یا پھر و مختار یا خلاصہ یا علیہ الامع غصب الی علی او مصنف نے قید لکھا کی کہ و دیت مال منقول ہو اسوائے کہ  
 غیر منقول میں تا وہاں نہیں انکار سے نہیں محکم اللہ تعالیٰ کے نزدیک کلمات محمد علیہ الرحمۃ کے قول صحیح میں کہ اسے کتاب الغصب میں الی علی  
 ہم طرہ دی لے کہ بعد از شرط نقل و دیت اس قیدی کی حاجت نہ تھی و قید بقولہ و کم مکن ہنا کہ میں نیجات منہ علیہا ملک کان لم یضمن لہ  
 میں یا ب حفظ و قید لکھا کی کہ وہاں لینے انکار کے وقت ایسا شخص نہ ہو سکا کہ وہ و دیت کے تلف کر دے کہ تو اگر ایسا شخص ہوگا تو بیع پر  
 انکار و دیت سے نادان نہ آ و لکھا اسوائے کہ ایسے شخص کے سامنے انکار کرنا مجاہد یا طبعی اور گمبائی کے ہو و قید بقولہ و کم یضربا بعد  
 انجو و لا لا لہ و بعد یا تم احضرا فقال لہ رہا دجا و دیت فان انکذا خذہ لم یضمن لہ یا بیع جدیدہ و الا انکذا لہ لم یضمن لہ و ادغیبا لہ و قید لکھا کی کہ  
 و دیت کو بعد اس کے انکار کے ہو و حاضر نہ کرے اسوائے کہ اگر مودع انکار و دیت کرے پھر اس کو حاضر کرے سو اس کا مالک اس سے  
 کہے کہ اس کے پھر و دیت کے پاس بطور و دیت کے تو اگر مودع سے و دیت کے لینے پر مالک کو قادر کر دیا تو اسپر نادان لازم ہوگا اسوائے کہ

























اور مہربانی پر پھر دینے کا بیج ہو بلکہ حاصل پہنچنے سے منع کے اشیک کے واسطے کہ مال خارج ہوا تو ربا و مستار و مستار علی الذی انہ فیہ اجارۃ الزمۃ یعنی جو بیع ہو  
 اور ہم جو ناموقت ہو چکے اور غرض صاحب کے اذن سے ہوا ہوا اور اگر سنا ہے بلا اذن ہرگز خارج کیا تو اجارہ اور عاریت والی چیز کے پھینک دینے کا بیج ہو جس سے اسکو خزانہ  
 کیا یعنی سنا جو اور مستعیر پر کفالتی اجارۃ الزمۃ پر کفالتی ترک کر دینا و بیعتی مال جمع ہو جی بخلان شرکت اور مضار و ربا و ربا کے بیج کا بیج ہو گا کفالتی بیعتی یعنی شرکت میں  
 رو اس المال کا بیج اور مضار میں سے صاحب مال پر ہوا اور ہر دو واسطے پر کفالتی بالغ وان ردو المستعیر لایرجع عہدہ او جبرہ مشاہیرہ و لایماد و سہ عبدہ رہا  
 مطلقاً بقیم علیہا ولا فی الاصح او جبرہ او مشاہیرہ و کفالتی قبل قبضہ باری لادانی بالسلم المتعارف اور اگر مستعیر نے جافہ پر دینا ہے غلام کے ساتھ یا اپنے چاکر  
 مشاہیرہ و ربا کے ساتھ نہ ہو و ربا کے ساتھ یا جو بیع ہو گیا مالک غلام کے ساتھ خود اسکا غلام یا نوکر کی خدمت میں رہا تو نوکر کو مالک کے ساتھ یا مالک کے چاکر  
 مشاہیرہ و ربا کے ساتھ یا جو بیع ہو گیا مالک غلام کے ساتھ خود اسکا غلام یا نوکر کی خدمت میں رہا تو نوکر کو مالک کے ساتھ یا مالک کے چاکر  
 ہم نویدہ و ربا کے ساتھ یا جو بیع ہو گیا مالک غلام کے ساتھ خود اسکا غلام یا نوکر کی خدمت میں رہا تو نوکر کو مالک کے ساتھ یا مالک کے چاکر  
 پاس رہے یا نہ رہے ہو چکا تو وہی الزمۃ ہو گا بخلان الرذیعی ای ان کانت العاریتہ موقوتہ فخصت مدتها تم بقیہ مال العاریتی تعدیہ یا لا سلاک لہ لادانی  
 اور بخلان العاریتہ یعنی کے ساتھ پھر دینے کے لیے اس طرح پر عاریت کی مدت میں بھی جو کسی مدت میں بھی پھر مستعیر نے اسکو بھیجا یعنی شخص کے ہاتھ تو باری الزمۃ ہو گا بلکہ  
 تعدی کرنے سے پہلے کے بعد کے رکھ چھوڑ دینا یہ لاف المستعیر مالک لا بداعی فمالک لادانی العاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے  
 دینے میں انقضائے مدت کی فید نہ لگائے بلکہ مطلقاً نادان کے قائل ہو جائے تو صحیح نہیں اسواسطے کہ مستعیر و ولیت رکھنے کا مالک جو نہیں عاریت رکھنے کا مالک جو نہیں  
 سے اسی قول کا قوی ہو کفالتی الزمۃ تو فقہاء کے کلام کا محمول کرنا اسی قول پر نہیں ہو گیا یعنی العاریتہ کے دینے سے مستعیر نے نادانی ہو کر جو بیع ہو گیا مالک لادانی  
 ہونے مطلقاً و بخلان رد و دایقہ مقصود الی دار مالک فمالک لادانی تسلیم اور بخلان رد و دایقہ مقصود الی دار مالک فمالک لادانی تسلیم اور بخلان رد و دایقہ مقصود الی دار مالک فمالک لادانی تسلیم  
 ثابت ہو گیا و اذا استلزم رضا یضاهو للرضا کما یتب لمستعیر ان یشکک لارضا یخصص لک لایماد و سہ عبدہ رہا و اگر عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے  
 عاریت فی مستعیر مالک لادانی اس طرح پر کہ کوئی نہ دے اسے یعنی زمین میرے کھانے کو دی تا اس میں زراعت کوں تو زراعت کے واسطے تخصیص اسواسطے کی تعارض نہیں کوئی مال  
 ہم عاریتہ مالک لادانی اس طرح پر کہ کوئی نہ دے اسے یعنی زمین میرے کھانے کو دی تا اس میں زراعت کوں تو زراعت کے واسطے تخصیص اسواسطے کی تعارض نہیں کوئی مال  
 مالک جو بیعتی مال العاریتی دینا سوا اگر وہ کا مستعیر ہو کفالتی بالغ وان ردو المستعیر لایرجع عہدہ او جبرہ مشاہیرہ و لایماد و سہ عبدہ رہا و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے  
 آزاد ہونے کے بعد و لادانی عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے بعد و لادانی عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے  
 انہ ان و لو استعار فیہا فقلہ جمیعاً ففرق الذمہب عنہ ای من البصی فان کان البصی یضبط حفظاً ما علیہ من اللباس کم البصی من البصی و لادانی عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے  
 و المستعیر بلکہ مالک لادانی اس طرح پر کہ کوئی نہ دے اسے یعنی زمین میرے کھانے کو دی تا اس میں زراعت کوں تو زراعت کے واسطے تخصیص اسواسطے کی تعارض نہیں کوئی مال  
 ہون پر جو لباس وغیرہ سے تو مستعیر پر نادان نہیں اسواسطے کہ ایسے رشک کو سہنا چاہنا عاریت دینا جو اور مستعیر عاریت دینے کا مالک ہو اور اگر رشک کا حفاظت نہ کر سکا ہو تو مستعیر پر  
 ضمان ہو یعنی اسواسطے کہ اسے مال پر یا رضائے کیا و ان کو رد کر دینا و عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے بعد و لادانی عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے  
 رکھا چھوڑ دینا سوا اگر وہ کا مستعیر ہو کفالتی بالغ وان ردو المستعیر لایرجع عہدہ او جبرہ مشاہیرہ و لایماد و سہ عبدہ رہا و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے  
 اور ان و اگر رشک کو سہنا چاہنا عاریت دینا جو اور مستعیر عاریت دینے کا مالک ہو اور اگر رشک کا حفاظت نہ کر سکا ہو تو مستعیر پر  
 غرضہ جو رشک کو سہنا چاہنا عاریت دینا جو اور مستعیر عاریت دینے کا مالک ہو اور اگر رشک کا حفاظت نہ کر سکا ہو تو مستعیر پر  
 و لادانی عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے بعد و لادانی عاریتہ موقوتہ مطلقاً علی مالک و اگر اسکا بیعتی مال العاریتی کے



ادلہ صلی اللہ علیہ وسلم لانی حق نفسہ لانی الموکل وصل علیہ کلام اللہ والیہ فیما فی اللہ العاریۃ من کساکون اور  
ظاہر کلام اللہ والیہ اسیر دلائل کراہہ کو دلیل کی تصدیق ہونے (یعنی ذات کے حق میں نہ موکل کے حق میں اور بالیہ بعضی جہانے فتویٰ دیا کہ دلیل کی  
تصدیق اسکی ذات کے حق میں ہوگی نہ موکل کے حق میں اور اللہ والیہ کلام اسی تفصیل پر محمول کیا کہ تو اہل کرنا چاہیے فتوے دینے کے وقت ہم ظاہر  
کلام اللہ والیہ شام کی فہم کے موافق پر دلائل منہن کرتا بلکہ اسکی عبارت سے یہ ظاہر ہو کہ فقط موکل کے حق میں ہوگی کی تصدیق ہوگی بقدریجاب نہان  
حلی الیست تو اتنا سے بعضی اختصار میں ہو گیا اور اہل کی کچھ حاجت نہی لکڑانی الطحاوی فہم و مع مسائل متحدہ شارع کے اوصی بالعاریت لیس العاریۃ  
الرجوع ایک شخص نے عاریت کی وصیت کی تو وراثہ کو جائز نہیں سمجھتا مستیر موصی اسے ہم سے اس صورت میں ہر جگہ قریہ ثلث سے نکلتا ہو اور  
مستیر نے عاریت قبول کی ہو مگر کی موت کے بعد اگر وہ موت قبول نہ ہوگا تو وصیت باطل ہو لکڑانی الطحاوی العاریۃ کا اجارہ منفع بہت عمدہ ہوا  
عاریت اجارہ کے مانند منفع ہو جاتی ہو مستیر کی موت سے ماتہ و علیہ دین و عندہ و ولیۃ غیر عینا فاکر کہ بنیم بالحصص ایک شخص مر گیا اور  
اسپر دین بڑا دساکے پاس وادیت غیر عین میں تو است کا ترک اصحاب دیون میں ہوسم ہوگا بقدر اُسے حصوں کے ہم وادیت غیر عین کی یہ صورت ہو کہ  
صحت مر گیا اور یہ بیان نہ کر گیا کہ خلا فی چیز وادیت ہو تو صاحب وادیت اور باقی ارباب دیون ترکے میں برابر ہیں بقدر اپنے حصص کے بشرطیکہ ترکہ اداسے  
کل دیون میں کفایت نہ کرے اس پر غیر الی کہ فعلی الذباب دینی العاریۃ علی الذباب والی لان رد علیہ اوٹ کرایہ کیا کہ معتزل تک تو یہ اجارہ فقط جائز  
ہو کہ نہ آنے پر اور عاریت میں جائے اور آنے دونوں پر ہو اس واسطے کہ عاریت کا پورا پورا مستیر پر ہو یعنی اسے اس پر پورا مال و دین اسے کے نہیں ہو سکتا  
بغلات اجارہ کے کہ اسے آنے کا خرچ ہو مگر یہ مستیر پر استعارہ واجب الذباب فاسکائی مبنی فملکت ضمن الاداء عار بالذباب لا لاساک حاکم  
عاریت لیا جانے کے واسطے ہر اسکو بانہ نہ رکھا اسنے گھر میں سودہ ملے ہو گیا تو ادا وان دے اس واسطے کہ اسے اسکو جانے کے واسطے عاریت دیا تھا  
نہ اندہ رکھنے کے واسطے استقر قریل تو ادا غار علیہ التزاکم یعنی لان عاریۃ عرفان قریل لیا سوا پر ترکوں نے مثلاً غار لکڑی کی تو اس پر ادا و انہن  
اس واسطے کہ وہ عاریت ہو وادع میں یعنی اور بلاتہ ہی مستیر وہ تلف ہو گیا استعارہ ارضانی یعنی ولیکن واذا خرج فی البنا والیا لکسا جہر مسئلہ امتداد  
البکشی والبنالستی لان الاعارۃ تملک بلا عوض نکاحات اجارہ معنی وقدست بجمالۃ المدۃ زمین عاریت کی عاریت اور سکونت کے واسطے اور  
جب نہ اس مکان سے نکلیجائے تو عمارت مالک زمین کی ہو تو مالک کو کرایہ ملے گا دیسی زمین کا بقدر اسکی سکونت کے اور عمارت تو مستیر کی چیز واسطے  
کہ اجارہ عاریت ہو تملک منافع بلا عوض سے تو بیان اجارہ در حقیقت اجارہ ہو گیا یعنی تقریر عوض سے مدت کے مجھول ہونے سے ہم عوض وہ عاریت ہو جو  
مستیر نے بنا لی ہر جب عاریت اجارہ فاسد ضرری تو اجرت مثل لازم آتی منفعۃ لینے سے اور اگر مدت بھی معلوم ہو تو بھی اجارہ فاسد غیر تاجات  
مصلح ہے اس واسطے کہ غنیت عاریت کی معلوم نہیں عاریت لینے کے وقت وکذا وشرط انقراض علی المستیر بجمالۃ البذل اور بشرط عاریت اجارہ فاسد ضرر کے  
اگر زمین کا خرچ مستیر پر شرط کیا گیا ہو سبب مجھول ہونے بدل کے ہم خرچ تھا میر پر ہر جب مستیر پر شرط کیا تو منافع کا عوض بظہار وجہ حقیقت  
ہو اجارہ کے اس واسطے کہ قصود میں مانی کا اعتبار ہو نہ الفاظ کا وبتجہ نسا داجارہ ہو کہ قدر خرچ مجھول ہو و اجماع ان لو حرمۃ الارض سنن ہلوتہ بیل  
معلوم ثم بامداد الانخراج منہ اور مستیر پر خرچ صحیح ہونے کا حلیہ ہو کہ مستیر کو چند سال میں زمین اجارہ دے جو میں بدل میں کے پھر مستیر سے ادا انخراج  
کا عوض معلوم سے امر کرنے استعارہ کا فوجہ فی حلقہ معلوم ان علی صا جہر فلت لا یم یرک لانی القرآن لان اصلاح و احب بظہار مناسب الیک کتاب مائتہ  
لی ہوا میں غلطی پائی تو اسکی اصلاح کر دے اگر مالک کی رضا مندی جانتے ہیں کہتا ہوں اور گنگا نہو مالک ترک خطا اور عدم اصلاح سے مگر قرآن مجید میں کہ  
اصلاح سے اللہ کرنا کہ اس واسطے کہ قرآن کا صحیح کر دینا و احب ہر بظہار مناسب قرآن م اصلاح میں بدلے مالک اس واسطے کہ غریب ملک میں تعمیر ہو





















و در حکم اسباب کے جو محدود ہوں انحال ارجل و بہت کمال کے بعد بالوجہ نعمان اسوہ بالمرحوم ایک شخص کے پاس دو درہم تھیں سو اس نے دوسرے عورت کو کہہ کر کہ میں نے ان دو درہم سے ایک درہم بچھو بیگ کیا یا انکا نصفیت سب کیا تو اگر دونوں درہم برابر ہیں یعنی وزن اور جودت میں تو سب جائز نہیں ہر اس واسطے کہ جب میں وزن اور جودت میں برابر ہو تو سب جائز ہوتا ہے بالمرحوم اقسام میں کہ ایک درہم میں چار اقسام ہیں اگر کسی نے ان کو مختلفا جائز لاندنشاء لا قسم و ملا الوجب لکنھا باطلا و لا اگر دونوں درہم مختلفہ ہوں اس طرح کہ ایک درہم کا وزن زیادہ ہو یا ایک جودت ہو کذا فی العالمیہ یہ تو سب جائز ہوا سو اس نے کہ وہ شائع غرضت غیر ہوا درایدا سب لے اگر دونوں درہم کے درمیان سب کے سب جائز ہو مطلقا خواہ دونوں مستوی ہوں یا مختلفا کذا فی المخطاوی و بخیر بہتہ سب کا طریقہ دار و درہم و بین دار طرہ یا چارہ و بہتہ البیت من الدار فی ذلک علی کل من مسقت الواحد علی

المخاطب و اختلاف البیت بحیطان الدار لایمکن محتمہ البتہ نتیجتی جائز ہو سب کرنا اس پر کسی چیز کی کو اس دلیوار کا جو داہب کے گھر اور اس کے چڑی کے گھر کے دریاں ہوا و جائز ہو سب کرنا چڑی کو گھر کی یا گھر میں سے تو یہ سب کمال و لانت کا جائز و داہب کی قیمت کے ہونے پر دلیوار پر اور اختلاف البیت لکن کی دلیواروں سے صحت ہو سب کا مانع نہیں کذا فی المجتبی ہم مخطاوی سے کہا دلیوار چھپتے کے ہونے کی دلالت الطلاق کی حجت سے البتہ ہر والا اس کی صراحت نہیں کلام میں فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ جب دلیوار یا چارہ یا حمام میں اپنا حصہ سب کرے اور میں کرے اور وہ سب لے کو قبض پر سب لکھ کر دے تو سب جائز ہوا چو اس طرح ہو سب بہت کمال کا جمع حدود و حقوق مقسوم اور فروغ ہو کر قبض باذن الواہب کے ساتھ لکھیں سب کا راستہ ہر مشترک رہے زمین اور دوسرے زمین جائز ہوتی

## باب الرجوع فی البتہ

یہ باب رجوع فی البتہ میں یعنی دیگر پھر لینا سب سے مراد وہ سب جو اس واسطے کہ رجوع یعنی پھر لینا اعیان میں ہوتا ہو اذ قال ابن کذا فی المخطاوی صح الرجوع فیما بعد اقباض الاقباض فلم یتم البتہ سب کر کے پھر لینا صح پر وجہ ہر جن کے اور قبض کے پہلے تو خود بہتہ تمام نہیں ہوا ہم لکھی گفت و قابض وہ سب لکھ کے داہب سب وہ سب کو کہ بیا تو وہ سب داہب کی ملک سے خارج ہوا تو اس کو رجوع فی البتہ نہیں کسے استغفار ما لہ اللہ وانی وانی کہ وہ الرجوع تحریر یا قبض تخریر یا نہیہ وہ سب کا پھر لینا صح جو اس واسطے کہ نہیہ مانع رجوع کے ہو آگے مذکور ہوگا اگرچہ پھر لینا کر وہ تحریری ہو اور نقلی صفت ہو کہ اگر وہ تحریری ہو کذا فی النہایہ ہم حدیث میں وارد ہوا اس کے مثل جو دیتا ہو پھر لینا جو اس کے کئے کی سی مثل ہو جو کما یا پھر جب اسودہ ہوتا ہو تو گرفتار ہو پھر اپنی تو کو لگ لگایا ہو اور دوسری حدیث یہ ہو کہ جو سب کرے وہ اس کا زیادہ تر خود راہر جو سب لکھ اس کا عوض نہ لے اتنی تو رجوع فی البتہ کے صح اور کہ وہ تحریری کئے میں جن میں الخیشین ہو گیا و اللہ تعالیٰ حکم کذا فی المخطاوی و لایع اسقاط حقہ من الرجوع فلا یسقط باسقاط غائبہ و داہب کا رجوع درست ہر اگرچہ اسے رجوع کے اسقاط کے ساتھ ہو تو رجوع اسقاط نہیں ہوتا و داہب کے اسقاط کر دینے سے کذا فی النہایہ و فی الجواہر لایصح الا برأء من الرجوع ولو صلح لکن حق الرجوع علی شریع و کان عوضا عن البتہ لکن سبھی اشتراط فی العقد اور بجا ہر جن کو کہ صح نہیں ابرار کرنا داہب کا رجوع سے اور اگر صلح کا صلح کر لیا تو رجوع سے کسی چیز پر تو صلح صح ہو اور یہ عوض ہوگا سب کا لیکن آگے آویگا مشروط ہوا عوض کا عقد میں یعنی مجتبیٰ سے منقول ہوگا منع الرجوع فیما ہر حروف و مع خرقة یعنی الموال السببہ الآتیہ اور رجوع فی السب کو حروف و مع خرقة کے منع کرتے ہیں حروف مذکورہ سے موانع منع کہندہ مراد ہیں ہم موانع منع کو تسلیس ضبط کے واسطے انہم نفسی نے حروف مذکورہ میں جمع کیا ہوا یعنی ترکیب یہ ہو کہ آئندہ اس کو نہی کر ڈالا خرقة یعنی ظن ہو کہ گویا آئندہ کو بھیجی کے ساتھ متشبہا ہو کہ کذا فی المخطاوی فالدرال الزیادۃ فی نفس التین الموجبۃ لزیادۃ القیمۃ المتصلۃ لخرق و مذکورہ میں مال سے مراد زائد ہوتہ جو نفس عین موجب میں ایسی زیادت حاصل ہو قیمت زیادہ ہو جائے کی وجہ ہر ہم زیادت کی قید اس واسطے لگائی کہ نقصان نہ ہو سب چنانچہ حال نہ ہوا جابر کا اور قسٹم ثوب مانع رجوع نہیں اور نفس عین کی زیادت کی قید سے زیادہ فی خرقة کی خارج ہو گئی کہ وہ رجوع کی مانع نہیں اور زیادت قیمت کی قید سے وہ زیادہ فی کل لکن جو نقصان قیمت کی موجب ہو چنانچہ غلام اور لونڈی میں طول فاش وان زالت قبل الرجوع کان شطب ثم شطب لکن فی النہایہ مانع لکھ و اعتماد القیمۃ فی البتہ تبہ لذلک الساقط لایندو اگرچہ زیادت متصلہ لکل ہو گئی ہو قبل جمع کے چنانچہ غلام جو ان ہوا پھر مرد باہر ہو گیا لکن فی النہایہ

انکے مخالف ہوا اور عہد کیا کہ اگر قسطنطینی نے اس سے انکار ہونا چاہیے یعنی غافل ہوئی چیز کا اعتبار نہ کرنا منظور نہیں ہوا اس واسطے کہ جو چیز سراسر خلاف ہوگی وہ عموماً  
 نہیں کرتی ہم زیادت نامکے اعتبار میں دو قول میں محیط ہیں کہ ایک ایک روئے غلام ہو گیا ہے جو ان ہوا اور زیادت ہو گیا اور زیادت اسکی گھٹ گئی تو وہاں ہر جمع  
 جائز نہیں اس واسطے کہ ایک ایک روئے زیادہ ہو گیا اور قدر دراز ہوا پھر اور وجہ گھٹ گیا پھر کسی کے سبب اور ناخوشی نے انجاس میں ذکر کیا کہ اگر کوئی کسی سے کہچہ وہ قول اور  
 جی ہوئی تو وہ جب کو جمع جائز ہوا اس طرح صحیح حیوانات میں اور ایسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہوا اور چونکہ شیخ نے عموماً قسط مذکور کیا اس کو ہم نہیں بلکہ جانیسیل  
 زوال ماننے کے کہ کذا فی الخطا دی کیا اور غرض اس ان عدا زیادتی کی کل الارض والاویج زیادتی متصل جیسے عمارت اور درخت کا جاننا زمین میں ہو یہاں بلکہ عمارت  
 اور درخت لگانا تمام زمین میں ہو یہی زیادتی میں شمار ہوا اور اگر کل زمین کی زیادتی میں محدود ہو تو وہاں کو رجوع جائز ہی و لو عدا فی قطعہ منہا متع فیما قطعہ یعنی  
 اور اگر عمارت اور درخت لگانا زمین کے ایک قطعہ میں شمار ہو تو منع ہو گا کہ رجوع قطعہ اسی قطعہ میں کذا فی زمین میں مادی عالمگیری میں کافی سے منقول ہو کہ اگر خالی  
 زمین میں کسی کو سو ہو بہ لے لے ایک کناسے پر کھڑا حال یا عمارت بنائی اور یہ عمارت بنانا کھجور جاننا زمین کی زیادتی ٹھہری تو وہاں کو بھی رجوع لینا جائز نہیں بلکہ  
 میں بعض میں اور اگر یہ زیادتی میں محدود ہو یا قطعہ ان زمین میں شمار ہو تو مانع رجوع نہیں تو اگر مکان نہایت صغیر بنا دے تو یہ اصل زیادتی نہ ٹھہرے کہ تو  
 اسکا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زمین عظیم یعنی طویل اور بعض ہو تو عمارت مذکورہ تمام زمین کی زیادتی نہ ہوگی بلکہ ایک قطعہ کی زیادتی ٹھہرے کہ تو وہاں کو اس قطعہ  
 کے غیر میں رجوع جائز ہو گا کذا فی زمین میں و حال و حیاط و صیغ و قصر و ب و کبر و صیغ و سلع اسم و اجساد اسمی و اسلام و عید و دوا واد و غفر جائز و تعلیم قرآن و کذا فی  
 و قراۃ و حفظ صحیف باور و حل غرض ان بقدا اذ فی الخ مثلاً و نحو ہا اور مانند فرہی اور خوبصورتی کے اور درخت اور رنگت اور لڑکے کے شوب کے اور  
 جوان ہو جانے صغیر و زراعت بھرے اور دیکھئے انھیں سے لگا و مسلمان ہونے غلام کے اور اس کے مطاع لے کے اور صاف ہو جانے حیثیت کے اور عدا کے اور تعلیم  
 تمام قرآن اور کنایت کے یا لڑکے بعض قرآن کے اور لکھنے احوال بھٹنے کے اور مانند لادے جانے کچھ کے بعد اس سے بچنے کی طرف مثلاً اور مانند مانند  
 مذکورہ کہ ہم سنا کر غلام کا اس وقت زیادتی متصل میں شمار ہو گا جبکہ وہ واجبی کے پاس ہوا یا ہوا اور وہاں کے پاس علاج سے نہ نہرت ہو ہوا اور اگر  
 سو ہو بہ لے کے پاس ہوا ہوا اور معالج ہو کہ کچھ ہوا ہوا تو مانع رجوع نہیں اور حیثیت سے وہ حیثیت مراد ہے جو غلام سے صادر ہوئی ہو یعنی اس کے کسی کا عدا خون  
 کیا ہوا اور منقول کے وارث سے اس کو حاکم کر دیا ہو جبکہ وہ سو ہو بہ لے کے پاس ہوا اور نقل متاع ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف زیادتی قیمت کی موجب ہو لڑا اس کو  
 زیادتی متصل کی مثال قرار دیا و فی البرائتہ و الجمل ان لادخرا شرج الرجوع و انقص اللاد و زیادہ میں ہوا اور مل کوئی کا اگر مبری زیاد کرے تو مانع ہو گا رجوع کا اگر  
 نقصان کے قول رجوع نہیں مگر عدا کا حال حاظر میں نہیں منکسر ہوتا ہے بعضی حدت حاظر ہونے سے مٹی اور خوبصورت ہوتا ہے یا ہوا بعض مذہبی اور وہ صورت تو  
 اور صورت مذہبی زیادت متصل ثابت ہوگی اور رجوع منع ہو گا بخلاف صورت نایزہ و لاد و اختلاف فی الزیادۃ فی التولدۃ لکبار القول لہا وہاں فی خوبنا و حیاط و قطعہ لکبار وہاں  
 خانیہ و حاوی و شرفی الی حدیثہ استثنیٰ مالکان لاسینی فی مثل لکبار لکبار اور اگر وہاں اور سو ہو بہ لے زیادتی کے حادث ہوئے اور نہ تو میں سے ان میں  
 کیا تو زیادتی متولدہ میں جیسے جوان ہو جانے میں وہاں کا قول نہیں ہے اور مانہ عمارت اور درخت اور رنگت کے سو ہو بہ لکبار قول مقبول کہ کذا فی الخانیہ  
 و الحادی اور مانند اسکا محیط میں بلکہ صاحب محیط نے اس عمارت کو مستثنیٰ کیا ہے جو بن نہیں مکنی اس قدر مدت میں مگر توضیح اختلاف ہے کہ کذا فی وہاں  
 لے لے لکبار وہاں سے کہ تو یہ کوئی ایک صغیر مادی یعنی سو جوان ہو گئی میرے پاس اور وہاں لے لے لکبار کہ بن میں لے لے اسی طرح جوان ہو کہ بھی تو اس بقدا  
 میں در صورت عدم شہادت وہاں کا قول مقبول ہو گا لایسٹ الزیادۃ المتفصلہ کو لاد و ارش و غیر و غیرہ فیجری فی الاصل لال زیادتی زیادتی متفصلہ رجوع سے یہ مانع  
 نہیں ہوتی جیسے سو ہو بہ کا اور دیت اور عمر ملک کا اور بھیل درخت کا تو وہاں بھیل میں مگر رجوع کرے نہ زیادتی میں ہم مثلاً زید سے خالد کو غلام ہو گیا  
 اور اسکا ہاتھ کسی سے لے کھا لاد اور اسکا خون یا خالد کو لاد تو زید غلام کو بھیل لگا نہ خون بھیل لگا نہ وہ زیادتی ہو سو ہو بہ سے عدا اور زیادت







باوجودیکہ آدمی برسطا نہیں بنار و اور اس شخص کا جب سے نہ لازمت سے سو گھنٹن سال کر مشاہیر و صر جوع ہی کر کہ عرف میں انکا ضمان لازم نہ ہو تاہم اور شیخ نے بظان قائل  
 اشارہ کیا کہ وہ بہت شایع نظر کر دانی اطفاوی وان سختی انقص البیہ رجوع بعض العوض اور انقص بہت سی ملک خبر نکلا تو وہ بوجوب انقص عوض پھیرے م جو بہرین  
 کہ کہ رجوع انقص عوض ہی جبکہ وہ بوجوب عمل البیہ نہ ہو تو بعض کے استحقاق سے باقی ہیں یہ باطل ہوگا تو تمام عوض پھیرے کہ دانی اطفاوی  
 وہ مکملہ ماہم یہ باقی لادہ صلح عوضا تہا و لکھا انکار لکھتے تہمیر العلم عوض اور بالعکس اسلئے کہ بعض انقص عوض مستحق ہو تو نصف بہرین رجوع نہیں جب تک کہ  
 باقی عوض کو نہ پھیرے اس واسطے کہ باقی صلاحیت عوض ہونے کے بعد ہاں تہا و تو فیض میں جو اصل میں انکی صلاحیت بقا میں بھی رکھا ہو لیکن وہ بخار ہوگا تا عوض سلامت رہے  
 ہم بطاوی اسلئے کہ بہرہ ہوتا کہ کشاج لیون لکھا لکھتے تہمیر العلم عوض یعنی وہ صورت استحقاق بعض عوض سب کو اختیار ہوگا قبول اور عدم قبول عوض ہر ایک بہت سلامت ہر عوض  
 کے وعودہ عوض البیہ الشرط و لاف المشروط فہما دلہ کہ کچھ فیض البذل والیہ بدل نہایہ اور صفت کی مراد عوض ہے وہ عوض ہی جو فیض شرط و غیرہ بہرین ہو اگر عوض  
 مشروط ہو تو وہ بارہ ہی ہستی و حقیقت و وجہ چہاں چاہے نہ کہ وہ بوجوب مشروط کے استحقاق میں بدل کی تقسیم ہوگی سبیل پر کذا فی النہایہ لکھا تو سختی کل العوض حقیقت  
 رجوع فی ملک اذا کان قائم لا ان کان انتہا بلکہ چاہے کہ تمام عوض مستحق ہو تو وہ واجب تمام بہرین رجوع کرے جبکہ یہ قائم ہو اور اگر یہ مالک ہو تو رجوع نہیں  
 یعنی اس واسطے کہ مالک بہرہ مانع رجوع کر کہ ان سختی جمیع البیہ کان لہ ان رجوع فی جمیع العوض ان کان قائما و مثلاً ان العوض مالکا و ہر مشروط  
 کذا فی الخلاء یعنی اس واسطے کہ بابت مانع رجوع ہر وان سختی جمیع البیہ کان لہ ان رجوع فی جمیع العوض ان کان قائما و مثلاً ان العوض مالکا و ہر مشروط  
 بقیمتہ ان قیما غایہ اور اگر تمام بہرہ مستحق ہو تو وہ بوجوب لکھتا ہے کہ تمام عوض پھیرے اگر موجود ہو اور عوض کا مثل پھیرے اگر عوض مالک ہو بشرطیکہ عوض مثل  
 ہو یعنی وہی ہو یا کیل ہو اور عوض کی قیمت پھیرے اگر عوض قیمت والا ہو کذا فی النہایہ و لو عوض النقص رجوع مالک العوض و لا یضر البیہ و لاد طائی اور اگر انت  
 بہرہ کا عوض دے تو وہ واجب نصف غیر عوض میں رجوع کرے اور شیخ یعنی وہ شیوخ جو کہ رجوع فی انقص ہے حاصل ہوا یہ وہ حضرت نہیں کرنا کیلکہ وہ شیخ طاری ہی  
 متنبیہ یا اگر بکرا یا شراش کی جانب سے مضمون آئندہ برقیل فی البیہ انہ بشرط فی العوض ان کیون مشروطاً فی عقد البیہ اما اذا عود بعد فلا ولم یرسن صحیح بہ غیر  
 و فروغ المذہب ملحقہ کما مر فیہ جہتی من منقول بہرہ کہ عوض نہیں ہیں بشرط کہ عقد بہرین عوض مشروط ہو اور اگر عقد کے عوض دیا تو وہ مانع رجوع کا نہیں  
 ہر انتہی اور میں نے وہ شخص نہیں دیکھا جسے بشرط مالکی تصریح کی ہو اسے صاحب جہتی کے اور مسائل خریدہ بک کے بلا قید و کو کر کے ہیں چنانچہ مذکور ہو چکے ہو سو کر کے  
 ہم مفید مسائل مذکورہ ایک یہ کہ کیوں کا آنا کیوں کا عوض ہو سکتا ہے یعنی اور انہ نہیں ہوتا مگر بعد کیوں کے اور انہ انجلا و وہ بوجوب لو نہ کیوں سے ایک لو نہ کیوں کا  
 وہ بیجا جوید ہوا البیہ کے عوض مانع رجوع ہوتا کہ کذا فی الخ و الخا و خروج البیہ عن ملک الموہوب لہ اور اسے جوید ہر ملکہ کا خروج کہ موہوب لہ کی ملک  
 سے یعنی خروج بھی مانع ہی رجوع کا و لیسبہ الا اذا رجع الثانی فلا و ل الرجوع سوا و کان ایضا و اوصی الی ان الرجوع ضعیف حتی لو غارت سبب جید بان تصدق بہا  
 ان النشانی الثانی ایضا و علم بہ رجوع الخرج عن الملك التبر رجوع ان اگرچہ خروج بہرہ کے سبب ہو گیا کہ واجب ثانی بیج کرے تو وہ باطل ہی کو بھی رجوع جائز ہو خواہ رجوع  
 حاکم کے حکم سے ہو یا رضامندی سے اس واسطے کہ آگے آویگا کہ رجوع عبا۔ ہر ضعیف بہرہ سے یعنی اور شیخ نہیں ہوتا مگر قضا یا رضائے تو اگر سپرد کرے بعد یہ سبب اسطرح ہر کہ  
 واجب ثالث واجب ثانی برصدق کرے یا اسکو لکے یا تجھ کرے تو وہ واجب دل رجوع کرنا کہ لو باع انقصہ رجوع فی البانی عدم المانع اور اگر موہوب لہ نصف مہر بوجوب کی  
 رجوع کی تو وہ واجب نصف مانع ہی رجوع کرے بواسطہ عدم مانع یعنی مانع رجوع فقط انقص بیع میں حاصل ہوا یہ نصف باقی میں و قید الخرج بقولہ بالکلیہ مان کیون خروج  
 عن ملک من کل وجہ ثم خرج علی بقولہ و نصف دے سے خروج میں بالکلیہ کی قید لگائی باقی میں کہ موہوب لہ کی ملک سے خروج ہو رہے ہے پھر البیہ بخریج  
 کی بقول آئینہ فلو صحی الموہوب لہ بالاثار الموہوبۃ او نذر التصدق بہا و صارت لخالایخ الرجوع تو اگر موہوب لہ لے  
 و نہ ہو ہو یہ قربانی کیا یا اسلئے خیرات کر کے کی نذر مانی اور دہرہ حلال کر کے سے گوشت ہو گیا تو یہ مانع رجوع کا نہیں ہم اس واسطے کہ قسربانی کا



















بلا ارض وغیرہ اور مینہ اور تھم سے منقول ہو اور دلیل سنسکرت کی تشریح میں یوں مذکور ہے کہ مشتری جب کے کہ میں نے زمین مول لی ہو اور باقی نے جبکہ  
 عمارت اس کی پس بکلی ہو اور شمع کے بلکہ تو نے زمین اور عمارت دونوں مول میں میں مشتری کا قول قبول ہوگا پھر شام نے کہا کہ میرے نزدیک  
 اسد لال میں نظر ہو اس واسطے کہ یہاں کی محبت تقدیم ملک ارض سے حاصل ہوئی ہو اور لائق یہ ہو کہ یہ عمارت کا بدولن ارض صحیح ہو اس واسطے  
 کہ قبض شرط ہو یہ زمین اور یہ نیز لال شمع کے ہوتے ہیں مسئلہ کتاب الرسن کہ زمین عمارت بلا ارض و بالعکس صحیح نہیں کیونکہ کہ نہیں لال شمع کے ہوتے  
 انتہی اور کافی ہیں ہو کہ اگر غلطہ مذکور ہو یہ زمین اور بوجہ وخت پر اور بوجہ اول زمین اور عمارت مگر میں اور زمین بوجہ اول و ضمیر سے اور بوجہ اول کہ  
 کھیت کا ٹٹنے اور بوجہ اول توڑنے اور بوجہ اول و کھیت سے اور عمارت ڈھانے اور باج تول لیےے کا امر کیا اور بوجہ اول نے امر کے موافق عمل کیا تو یہ صحیح ہوگا  
 استحسان کی وجہ سے گویا اسے غلطہ کرنے کے بعد یہ کیا اور اگر وہاں قبض کا اذن نہ دے اور بوجہ اول کہ ویسا کرے تو وہاں اس پر لازم ہوگا کہ اگر  
 تو ذرا تحقیق اس تفصیل پر پھر اور کافی کا کلام فیصلہ توقف میں کافی ہو گیا یعنی محبت یہ عمارت بلا ارض اس صورت میں ہو جبکہ وہاں عمارت  
 عمارت ڈھانے اور قبض کرنے کا امر کیا اور بوجہ اول نے اس پر عمل کیا کہ کافی غلطہ دی و اثرات بلا غلطہ کافی العادیر عن خواہر زادہ اندہ لایرجع و خیار  
 بعض المشایخ اور اشارہ کیا میں نے بلقظہ انہو جو تہی بیت میں اس قول ضعیف کی طرف جو عادیہ میں ہو خواہر زادہ دے کہ بعد قبض شمس مشتری  
 باقی سے شمس نہ پھرے اور بعض مشایخ نے اس قول کو پسند کیا ہو و بطور ایک منکمل حضرت مالانہ مردہ لال برابر البطلہ فلا حثت علی حفظہ اور بلقظہ بطور اشارہ  
 کیا تیسری بیت میں لینے زوجہ کی سوت کے ساتھ مجامع کرنے پر زوج ظفر باب ہوا اس واسطے کہ ابراہم کے رکرنے سے اسے غلطی طلاق کو باطل  
 کر دیا تو قسم نہ ٹوٹی سو اس کو یاد رکھنا چاہیے خاتمہ تا تاریخانیہ میں ہو غلطہ دی نے کہا کہ اگر تحفہ اور بدیدہ ایسا ہو کہ قسمت کا مکمل نہ ہو چنانچہ  
 کپڑا یا اس قسم سے ہو کہ فی الحال ماکول نہ ہو چنانچہ گوشت اور مانند اس کے تو اپنے ہمشینوں اور ساتھیوں کو ان میں سے کچھ نہ دے اور اگر فی الحال  
 کھانے کے لائق ہو تو محبت والوں کو ان میں سے کچھ دے اور باقی اپنے اہل و عیال کے واسطے رکھے سراج و بلج میں ہو ایک مرد گیا سو دوسرے  
 شخص نے اس کے فرزند کو کپڑا بھیجا اس کے کفن کے واسطے تو اس کپڑے کا فرزند کیا مالک ہوگا کہ اور کپڑے سے کفن اس کا کرے اور وہ کپڑا اس کے  
 واسطے کہ چھوڑے مالک نہیں ہو جاوے یہ ہو کہ اگر میت بزرگ شخص ہو جسکی کفن میں سے برکت لینا منظور ہو بسبب اس کے علم یا پرہیزگاری کے تو فرزند  
 اس کا مالک نہیں اور اگر دوسرا کفن دیکھا تو کپڑے کا پھر دینا اس پر واجب ہوگا اور اگر ایسا نہیں تو فرزند کو جائز ہو کہ کپڑے کو ہانچا پھر فرو کرے  
 کذا فی غلطہ دی و اندہ سجانہ و علم و مستغفر اللہ الحکیم الکریم دے اللہ علی سیدنا و شفیعنا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین علیہ

## خاتمہ الطبع

الحمد لله علی احسانہ کہ مبلد تیسری غایتہ الاوطار ترجمہ اردو درختہ دارم چارہم مطبعہ نانی نشی نو لکھنؤ واقع لکھنؤ میں بطو بہی نشی  
 پراگ نرائن صاحب مالک مطبعہ موصوف باہ محمد الخراجہ مطبعہ مطابق ماہ مئی سن ۱۳۷۰ھ چھپکر تیار ہوئی۔

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تمام حق بشور و درسی از شیخ شرف الدین بنجاری -	۲ پانی	ابن المنصور الحسن بن یوسف - بر جندی - شرح مختصر وقایع از مولانا عبد العلی بر جندی متبیر شرح جز کثر الدقائق -	۱۶ پانی	فتاویٰ و اسرار عالمگیری - هر چهار جلد کامل در سه جلد کاغذ خانی و سفید -	۱۶ پانی
احمد المرحوم الله - شرح وقایع فارسی سبب حاشیه ملقی الاجاز شاه عبدالرحمن محدث دکنی	۴ پانی	جامع الرموز - شرح مختصر وقایع از لاشمن محمد مستانی متداول -	۴ پانی	امام قاضی حسن بن منصور قاضی ان مستند مستند معروف متداول و در یک جلد کامل -	۴ پانی
مسلم التقیین - مرغوب علماء ولا یث از مولوی الیاریان -	عشیر	فتح القدر میر تقی علی هاید اور قلم مناسب فتح القدر از امام کمال الدین بن اہام نہایت مستند و با عظمت شرح مشہور و معروف اور آخرین	عشیر	شرح وقایع - انام صدر الشریعت جلو قلم کامل حاشیہ ذخیرۃ العقبین بن جنید جلی و داخل درس تطبیق کلان و مختص و صحیح کاغذ سفید -	عشیر
قدوری - شرح فارسی مختصر وقایع - از عبد الرحمن جامی -	۶ پانی	تکملہ زین الدین آخندی کامل چار جلد تفصیل تحصیل ذیل - کاغذ سفید گندہ - ایضاً کاغذ خانی -	۶ پانی	ایضاً کاغذ خانی - شرح وقایع خرو - مع دائرۃ اہندیہ مستند سطر قلم ذخیرۃ العقبین - حاشیہ شرح وقایع از یوسف بن جنید جلی متداول معروف -	۶ پانی
کثر فایسی - از مفتی نصیر الدین کرمانی مجتبیٰ فی فرہنگ -	۹ پانی	ہدایہ - حاشیہ جدید نہایت عمدہ زوائد و فوائد بخشی مولانا محمد حسن سنجلی مرحوم ہر چار جلد کامل و در یک جلد بین بشر ذیل -	۹ پانی	اشیاء و انظار مع شرح حموی معروف مستند متداول -	۹ پانی
جلال الدین محمد قندی - رسالۃ تمہید الافسان - و رحلت و حرمت جانوران -	۱۰ پانی	۱ - جلد بن اولین عبادات - ۲ - جلد بن آخرین معاملات - ۳ - یہ مع شرح انگلیسیہ - از سید جلال الدین کرمانی بہت معروف و مستند متداول چار جلد بن اس شرح ہاید پر حاشیہ بہت مستند لکھے گئے ہیں کاغذ سفید کامل و تفصیل ذیل -	۱۰ پانی	ملا مشہور - از بیوت کا و صابغی جدیدہ کثر الدقائق بخشی متداول و در یک کتاب - مستند معروف متداول و در یک جلد بن عینی شرح کثر الدقائق بخشی ہر چار جلد بن اولین عبادات بن -	۱۰ پانی
ابو المکارم - شرح مختصر وقایع از عبداللہ بن محمد معروف -	عشیر	ایضاً جلد اول وثائق ناخر خارج - ایضاً جلد سوم و چارم تا آخر کتاب -	عشیر	شرح الیاس - شرح مختصر وقایع از شیخ محمد بن الیاس مکمل کیاجی -	عشیر

تمام کتاب	قیمت	تمام کتاب	قیمت	تمام کتاب	قیمت
تفسیر سورہ الرحمن - پورہ جمعہ	عشر پ	از شیخ عبدالرحمن بن علی بنی معروف -	عشر پ	مختصر وقایہ بخشی - از امام صاحب شریف	عشر پ
ایضاً - پورہ ششم	عشر پ	جامع ترمذی - از امام ابو حنیفہ	عشر پ	در سنیہ اولی -	عشر پ
ایضاً - پورہ ہفتم	عشر پ	صحاح ستہ میں سے معروف مع رسالہ	عشر پ	عمدۃ البصائر - فی مسائل الرضا ع	عشر پ
ایضاً - پورہ ہشتم	عشر پ	اصول حدیث جرجانی و شامل ترمذی ج ۱	عشر پ	مولوی تراب علی مرحوم -	عشر پ
ایضاً - پورہ نہم	عشر پ	قطلائی - شہاب الدین قطلائی کی	عشر پ	قدوری بخشی - تالیف امام ابو اسد	عشر پ
ایضاً - پورہ دہم	عشر پ	شرح صحیح البخاری سنی بارشاد الساری	عشر پ	ستہ اول -	عشر پ
ایضاً - پورہ یازدہم	عشر پ	معروف قطلائی دس جلدات میں سے	عشر پ	کتب حدیث اردو	عشر پ
ایضاً - پورہ دوازدہم	عشر پ	شرح خط نسخ کاغذ سفید دلائی گندہ	عشر پ	مظاہر حق - ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح	عشر پ
ایضاً - پورہ سترہم	عشر پ	سنن ابی داؤد - ہر چار جلد کا سن	عشر پ	جانبیہ مولانا محمد نقیب الدین دہلوی مرحوم	عشر پ
ایضاً - پورہ چار و تیرہم	عشر پ	دو جلد میں از امام سلیمان بن شہخت	عشر پ	تفسیر کاشانی چار جلد میں محمد صالح المنیر	عشر پ
ایضاً - پورہ پانزدہم	عشر پ	داخل صحاح ستہ معروف جدید الطبع	عشر پ	یعنی اول عبارت عربی حدیث کی بعد	عشر پ
ایضاً - پورہ شانزدہم	عشر پ	دلائل الخیرات - بارتجمہ فارسی و	عشر پ	اسکا ترجمہ اردو میں کاغذ سفید گندہ	عشر پ
ایضاً - پورہ ہندویم	عشر پ	اساتے ستر کو جو دھن سادہ مست معروف	عشر پ	ایضاً کاغذ حسانی و سفید مولی -	عشر پ
ایضاً - پورہ ہشتدہم	عشر پ	از ابولسین الی ابی جبر و ابولسین بن خیر	عشر پ	مختصراً الخیرات - ترجمہ اردو و مشارق الاکار	عشر پ
ایضاً - پورہ نوزدہم	عشر پ	احادیث از مولانا غلام رحیم	عشر پ	مترجمہ مولوی خرم علی - کاغذ سفید و حسانی	عشر پ
ایضاً - پورہ بیستم	عشر پ	عناصر الخیرات - بارتجمہ اردو و از	عشر پ	مترجمہ جامع ترمذی - حامل المستحسن	عشر پ
ایضاً - پورہ بیست و یکم	عشر پ	حکیم ناصر علی صاحب اردو بی بی فقط	عشر پ	جلد اول مترجمہ مولوی فضل محمد انصاری	عشر پ
ایضاً - پورہ بیست و دوم	عشر پ	درود کا مجموعہ	عشر پ	لاہوری کاغذ سفید و حسانی -	عشر پ
ایضاً - پورہ بیست و سوم	عشر پ	کتب تفسیر اردو	عشر پ	ایضاً جلد دوم کاغذ سفید و حسانی -	عشر پ
ایضاً - پورہ بیست و چارم	عشر پ	مقدمہ تفسیر سورہ احزاب الرحمن	عشر پ	کتب حدیث فارسی	عشر پ
ایضاً - پورہ بیست و پنجم	عشر پ	تفسیر سورہ احزاب الرحمن - پورہ اولی	عشر پ	اشعۃ المعانی حال المنیر شریف مشکوٰۃ	عشر پ
ایضاً - پورہ بیست و ششم	عشر پ	مولانا مولوی امیر علی صاحب مترجم	عشر پ	از مولانا محدث عبدالحق دہلوی چار	عشر پ
ایضاً - پورہ بیست و ہفتم	عشر پ	نقاد سے عالمگیری بن مقدسہ	عشر پ	جلدات میں پوری شرح من ترجمہ	عشر پ
تفسیر سورہ فاتحہ سنی بی بی تحفہ الاسلام	عشر پ	ایضاً - پورہ دوم	عشر پ	کاغذ سفید و حسانی -	عشر پ
از مولوی اکرام الدین -	عشر پ	ایضاً - پورہ سوم	عشر پ	کتب حدیث عربی	عشر پ
	عشر پ	ایضاً - پورہ چارم	عشر پ	میسر و موصول الی احادیث جامع الاصول	عشر پ